قومی سیرت
کانفرنس
۲۰۰۱ء / ۲۲۱۴ھ (خواتین)

النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مقالات سیرت

خواتین کے حقوق و فرائض
تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں

پیش کردہ :

شعبہ تحقیق و مراجع ۔ وزارت مذہبی امور
حکومت پاکستان ۔ اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

مقالات سیرت

قومی سیرت کانفرنس ۲۰۰۱/۱۴۲۲ھ

(خواتین)

موضوع:

خواتین کے حقوق و فرائض۔ تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

پیش کردہ:

شعبہ تحقیق و مراجع

وزارت مذہبی امور، زکوٰۃ و عشر

حکومت پاکستان۔ اسلام آباد

فہرست

مقالات

عنوانِ مقالات

خواتین کے حقوق و فرائض۔ تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں

پیش لفظ

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمۃ للعالمین ہی، اللہ تعالیٰ کے بعد، وہ کامل ترین ہستی ہیں جن کی زندگی اپنے اندر عالمِ انسانیت کی مکمل رہنمائی کا پورا سامان رکھتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کو عام کرنے اور آپ کی حیات مبارکہ سے رہنمائی کے حصول کے حوالے سے وزارت مذہبی امور حکومت پاکستان نے اپنے قیام ہی سے مختلف النوع اقدامات اُٹھا رکھے ہیں۔ان میں ایک قدم سیرت کانفرس کا باقاعدہ انعقاد ہے جو ہر سال 12 ربیع الاوّل کو منعقد کی جاتی ہے۔جس میں مُلک بھر سے عاشقان رسول ﷺ اور سیرت نگاران شرکت کرتے ہیں۔

طریقہ کار کے مطابق وزارت ہر سال ملکی، علاقائی اور بین الاقوامی حالات کے تناظر میں قومی سیرت کانفرنس کے لئے ایک عنوان کا انتخاب کرتی ہے جسے باقاعدہ مشتہر کیا جاتا ہے اور مردووں کے ساتھ ساتھ خواتین سیرت نگاران کو بھی دعوت دی جاتی ہے کہ وہ مشتہرہ موضوع پر اپنے اپنے مقالات قلم بند کرکے وزارت کو ارسال فرمائیں۔مختلف سطح پر جانچ پڑتال کے بعد انعام یافتہ قرار پانی والی مقالہ نگاران کو انعامات سے نوازا جاتا ہے۔جب کہ جملہ معیاری مقالات کو کتابی شکل میں شائع کرکے مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔

حسبِ روایت اس سال خواتین کے لئے ”خواتین کے حقوق وفرائض۔تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں“ کا موضوع منتخب کیا گیا۔

اس موضوع کو ملک بھر کے اخبارات میں مشتہر کیا گیا۔جملہ موصولہ مقالات کی مکمل جانچ پڑتال کی گئی اور انعام یافتہ مقالات کی تحریر کنندگان کو قومی سیرت کانفرنس کے موقع پر انعامات دیئے گئے جب دیگر تمام معیاری مقالات مطبوعہ صورت میں پیش خدمت ہیں۔

میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیرت رسول ﷺ کے مطابق زندگی گزارنے کی سعادت نصیب فرمائے (آمین)۔

سیکرٹری

وزارت مذہبی امور، زکوٰۃ وعُشر

اسلام میں خواتین کے حقوق وفرائض سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

خالدہ جمیل۔ لاہور

گر تو می خواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآن زیستن

صدیوں کے مسلسل انحطاط اور عرصۂ دراز تک مغربی اقوام کے جابرانہ تسلط سے مسلمانوں میں جہاں ہر قسم کی دوسری اخلاقی بیماریاں پیدا ہو چکی ہیں۔ وہاں مذہب ''اسلام'' سے عملاً و عقیدہ دونوں قسم کی بے گانگی نے خطرناک صورت اختیار کر لی ہے۔

سورۃ النساء آیت نمبر 125 میں ارشادِ ربانی ہے۔

''اور ایسے شخص سے زیادہ اچھا کس کا دین ہوگا۔ جو کہ اپنا رخ اسلام اللہ کی طرف جھکا دے اور وہ مخلص بھی ہو''

اسلام ایک ایسا مذہب ہے۔ اور ایک ایسا دین ہے کہ اس کے علاوہ کوئی دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول نہیں ہے۔ اسلام اس طریقہ اور دستور العمل کا نام ہے۔ جو ہمیں خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے ملا ہے۔ ہم اس پر عمل پیرا ہو کر اپنے آپ کو خالص مسلمان بنائیں۔ اللہ سے ڈریں اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلیں۔ تو رحمتِ الٰہی ہماری دستگیری کر یگی۔ دنیا میں عزت آزادی سرفرازی اور آخرت میں نجات پائیں گی۔ لہٰذا مذہب وہ راستہ ہے جس پر چلنے سے انسان ایسا بن جائے کہ اسکا خدا اس سے راضی ہو جائے۔

ارشادِ ربانی ہے:

''اور انسان زندگی کے ہر شعبہ حیات کے مسائل کو ہم نے اس کتاب واضح میں جمع کر دیا''

اللہ تعالیٰ نے اس عالم ارضی کو پیدا کیا۔ اور تمام اشیائے کائنات کو انسان کا مطیع و تابعدار بنایا۔ انسان کو عقل سے زیست بخشی فکر کے زیور سے آراستہ کیا۔ اور اس کے ہاتھ میں ارادہ اختیار کی باگ دی۔ تاکہ دنیا کو قوانینِ الٰہی کے مطابق آباد کرے۔ نظامِ عالم کو درست کرے اور تمام چیزوں کو سلیقہ سے کرے۔

لہٰذا ہم ایک ایسی امت ہیں جس کے روابط و تعلقات اسلامی اصولوں سے مربوط و محکم ہیں۔ ہمیں اس کی مطلق حاجت نہیں کہ ہم دنیا کی کسی قوم کی ان مسائل حیات میں پیروی کریں۔ جو ہمارے تہذیبی عناصر کے مخالف اور ہمارے مزاج دینی سے

متصادم ہو۔

لہٰذا ایسے پر آشوب پرفتن دور میں اور تہذیب وتمدن کے جاذبِ نظر مظاہر میں جبکہ خواتین مرد کے ہاتھوں میں کھلونا بن گئیں ہیں۔ ان حالات میں مسلمان خواتین اپنی عصمت وعفت کی خود کفیل ہیں۔ اسلام نے ان کے لئے حکیمانہ قوانین پیش کئے ہیں۔ جو دلوں میں سرایت کر چکے ہیں۔ ان میں تبدیلی اس وقت ممکن ہے جبکہ وہ بالکل دینِ اسلام کو بدل دیں۔ حالانکہ ایسا ناممکن ہے۔ لیکن افسوس کہ اسلام کے دورِ اوّل کے قلیل عرصہ گزر جانے کے بعد خواتین دوبارہ تنزل کی طرف چلی گئیں۔ اور اس اعلیٰ مقام سے جسے اس نے حاصل کیا تھا، گر گئیں۔

مگر آج بھی خواتین اپنے مذہب کی صحیح تعلیمات ور اپنے دین کی صحیح روح سے واقف ہو جائیں۔ خدا کے بتائے ہوئے احکامات پر عمل کرنا ان کا منشائے حیات بن جائے۔ کیونکہ جتنا خطرہ مذہب اسلام کو بلکہ شدید خطرہ اپنی مذہبی جہالت سے ہے اتنا خطرہ کسی اور طاقت سے نہیں ہے۔

خواتین کی حیثیت سے انفرادی اور اجتماعی زندگی بسر کرنے کے لئے ہمیں ہر شعبہ زندگی میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔ حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے حیات انسانی کے ہر شعبے میں ہر گوشے میں مکمل ہدایات اور مثالی ہدایات و اعمال کے ذریعے ہمیں سچا سیدھا روشن اور بہترین راستہ بتایا ہے۔

خدا کا ہو ان پر درود و سلام
رسول آمین ہیں جو عالی مقام

اسلام کا وصف امتیازی تعلیمات سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں یہ ہے کہ وہ خواتین سے پر امید رہ کر اصلاح کا آغاز کرتا ہے۔ وہ خواتین کے بارے میں نہایت ہی بلند وارفع تصور رکھتا ہے۔ اس کے نزدیک خواتین فطرتاً ملکوتی پرواز رکھتی ہیں۔ ان کے ہاتھ میں اس وقت دنیا کی قیادت کا علم ہے خواتین کے مزاج میں صرف نیکی ہی مطابقت رکھتی ہے۔ ان کی عظمت و بزرگی برائی میں نہیں بھلائی میں ہے۔ شر میں نہیں خیر میں ہے۔ پاکیزگی کردار اور محاسن اعمال میں ہے۔ اسکی انَا اور خودی کی نشو ونما ہوتی ہے۔ اسلام سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں یہ چاہتا ہے۔ کہ خواتین بات کا غلام بننے کی بجائے خدا کی پرستار بن جائیں تا کہ خدا کی نوازشات بے پایاں کا مستحق قرار پائیں۔

اسلام یہ چاہتا ہے کہ خواتین کو ایسی زندگی نصیب ہو جس میں چین ہی چین ہو۔ خواتین میں خدا ترسی پرہیز گاری تقویٰ و طہارت پیدا ہو۔ یہ ایسی آواز ہے جو انسان کے اندروں سے اٹھتی ہے۔ آگے بڑھ کر اسکا خیر مقدم اور استقبال کرتی ہے۔ ان پر عمل کر کے اس کو جلا اور تب وتاب بخشتی ہے۔ اور وہ نور نصیب ہوتا ہے۔ جس کے ذریعے انسان کامیابی سے ہم کنار ہوتا ہے۔ ’’لیکن جس کو خدا کا نور نہ ملے اس کے لئے کہیں روشنی نہیں۔‘‘

اسلام نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں خواتین کو رفعت و بلندی کے ایک ایسے اعلیٰ پر پہنچایا جو حدادراک سے بھی بہت آگے ہے۔ خواتین کو خدائے واحد کی بندگی کی طرف بھی اس لئے بلایا کہ وہ اپنا سرِ نیاز خدا کی بارگاہ پر جھکا کر کائنات کی تمام مخلوقات کے مقابلہ میں سر بلند ہو جائیں۔ تا کہ وہ اپنی خلقت و صفات کے لحاظ سے خامۂ فطرت کا ایک عظیم شاہکار بن جائیں۔ جنکی فضیلت و بزرگی کا مقابلہ دنیا کی کوئی مخلوق اور قوت نہ کر سکے۔

اپنی عظمت کو ذرا اپنی نگاہوں سے بھی دیکھ
تیرے جلوؤں سے ہے معمور ضمیرِ انسان
برف تو برف پتھر بھی پگھل سکتے ہیں
تو جو بیدار کرے آتش قلب سوزاں

لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسلام نے صاف واضح الفاظ میں کہہ دیا کہ عزت و ذلت اور سر بلندی وخوش بختی کا معیار صلاح و تقویٰ اور سیرت اخلاق ہے۔ جو اس کسوٹی پر جتنا کھرا ثابت ہوگا۔ اتنا ہی خدا کی نگاہ میں قابلِ قدر ہوگا۔

اسلام نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں خواتین کو اعلیٰ مقام پر اتنی تیزی سے اٹھایا اور حقوق و مراعات سے نوازا۔ کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم اپنی عورتوں سے گفتگو کرتے اور بے تکلفی برتتے ہوئے بھی ڈرتے تھے کہ کہیں ہمارے متعلق کوئی حکم نہ نازل ہو جائے۔''

خواتین کو اسلام نے حقوق دیتے ہوئے کہا کہ اس پر جو دست درازی کریگا اسکی باز پرس ہوگی۔ نیز اسلام نے خواتین کے تقدس کو برقرار رکھتے ہوئے ''ان کے حقوق وضوابط کا قانونی طور پر تعین بھی کر دیا'' اسلامی معاشرے نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشی میں جو حقوق و مراعات خواتین کو دیئے ہیں ان سے اس نے فائدہ بھی اٹھایا اور جہاں کہیں دیکھا کہ اس کے حقوق تلف کئے جارہے ہیں۔ یا اس پر کسی قسم کی زیادتی ہو رہی ہے۔ تو اس نے اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے پوری پوری بصیرت کے ساتھ جدوجہد بھی کی ہے اور اسلامی قانون نے ایسے تمام مواقع پر اس کو کامیاب بنایا۔

ایک صاحب نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک مالدار شخص سے کر دیا لیکن لڑکی اس کو پسند نہیں کر رہی تھی۔ اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ میرے والد نے میری شادی اپنے ایک دولتمند بھتیجے سے کر دی ہے۔ تا کہ مجھ کو پھنسا کر اپنی کشاکش کا سامان کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تجھ کو یہ عقد پسند نہیں ہے تو تو آزاد ہے۔ اس نے کہا میرے والد نے جو اقدام کیا ہے۔ میں اس کو بحال کرتی ہوں۔ لیکن میں چاہتی ہوں کہ عورتوں کو معلوم ہو جائے کہ ان کی مرضی کے خلاف باپوں کو ان کے نکاح کا حق نہیں ہے۔

خواتین کے حقوق

خواتین کے حقوق سے مراد وہ امر ہیں جن کا ملحوظ رکھنا مرد کے لئے ضروری ہے۔خواتین کے حقوق کے سلسلے تین باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

(1) جو حاکمانہ اختیارات محض خاندان کے نظم کی خاطر دیئے گئے ہیں۔ان سے ناجائز فائدہ اٹھا کر وہ ظلم نہ کر سکے۔اور ایسا نہ ہو کہ تابع و متبوع کا تعلق عملاً باندی یا آقا کا تعلق بن جائے۔

(2) خواتین کو ایسے تمام مواقع بہم پہنچائے جائیں جس سے فائدہ اٹھا کر وہ نظام معاشرت کی حدود میں اپنی فکری صلاحیتوں کو زیادہ ترقی دے سکے اور تعمیر و تمدن میں اپنے حصے کا کام بہتر سے بہتر سرانجام دے سکے۔

عورت اور مرد کے درمیان حقوق کی جنگ نے اس جذبہ کو مجروح اور نیم جان کر دیا ہے۔کبھی تو خیال ہوتا ہے کہ شاید یہ مقدس جذبہ دم توڑ چکا ہے۔۔اس سے خواتین کو بڑا نقصان ہوا۔اسی لئے کہ صرف قانون چاہے وہ آب زر سے کیوں نہ لکھ دیا جائے ان کے مسائل حل نہیں کرسکتا۔اس کا نتیجہ ہے کہ خواتین اور مرد کے درمیان مساوات کا دعویٰ تو کیا جاتا ہے لیکن عملاً مساوات برتی نہیں جاتی۔قانون نے اسے جو سیاسی سماجی اور معاشرتی حقوق دیئے ہیں ان سے وہ پوری طرح بہرہ یاب نہیں ہے۔خواتین لڑکر مرد سے حقوق حاصل نہیں کرسکتیں وہ اسے صرف اسی صورت میں مل سکتے ہیں جب کہ مرد انہیں دینا چاہے۔اس کے لئے ضروری ہے کہ ہمدردی اور محبت کا جذبہ ہو۔اسلام نے اس معاملہ میں بےنظیر کامیابی حاصل کی ہے۔تاریخ کے اس تجربہ کو جب بھی دہرایا جائے گا۔معاشرہ میں ایک بار پھر بہار آئے گی جسے دنیا پہلے دیکھ چکی ہے۔بڑی بحث و تمحیص بڑی رد وکد کے اور بڑے احتجاج کے بعد خواتین کے بعض بنیادی حقوق تسلیم کئے۔اسے اس دور کا احسان مانا جاتا ہے۔حالانکہ یہ احسان اسلام کا ہے۔یہ سارے حقوق اسلام نے اس لئے نہیں دیئے کہ خواتین ان کے مطالبہ کررہی تھیں۔ان کا احتجاج جاری تھا اور ان کے حقوق کی وکالت اور نمائندگی ہو رہی تھی۔بلکہ اس لئے دیئے کہ یہ خواتین کے فطری حقوق تھے اور اسے ملنا ہی چاہیے تھے۔اسلام ان حقوق کو سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں صرف قانون کی زبان میں بیان کر کے خاموش نہیں ہو جاتا بلکہ ترغیب و تربیت کے ذریعہ ان کے ادا کرنے کا زبردست جذبہ بھی پیدا کرتا ہے۔

1۔ زندہ رہنے کا حق

خواتین کا جو حال پوری دنیا میں تھا عرب میں تھا۔بعض قبائل میں لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔قرآن مجید نے اس شقاوت اور سنگ دلی پر سخت تنقید کی اور اسے زندہ رہنے کا حق دیا اور کہا جو شخص اس کے حق پر دست درازی کریگا۔قیامت کے روز اسے خدا کو جواب دینا ہوگا۔

ارشادِ ربّانی ہے کہ:

''اس وقت کو یاد کرو۔ جبکہ اس لڑکی سے پوچھا جائے گا۔ جسے زندہ دفن کیا گیا تھا کہ کس جرم میں اسے مارا گیا۔''

ان اخلاقی تعلیمات کے ساتھ اسلام نے مردوں کی طرح خواتین کی زندگی کے بھی احترام کی تعلیم دی اور اس پر کسی قسم کی زیادتی ہو تو قصاص کا اسے حق دیا۔ ''اور (اس کتاب میں) ہم نے ان پر (یہ حکم) لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان' آنکھ کے بدلے آنکھ' ناک کے بدلے ناک کان کے بدلے کان' دانت کے بدلے' دانت اور زخموں کا بدلہ اس کے برابر پھر جس نے قصاص کو معاف کر دیا تو وہ اس کے لئے کفارہ ہے اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی ظالم ہیں'' (45:5)۔

2۔ پرورش کا حق

اسلام کے نزدیک ہر بچہ یہ اخلاقی اور قانونی حق لیکر پیدا ہوتا ہے کہ اس کی ضروری زندگی فراہم کی جائیں۔

اسلام نے لڑکے اور لڑکی کی پرورش میں فرق کو سخت ناپسند فرمایا۔ اور لڑکی کی پرورش کی خاص ترغیب دی اور اسے بہت بڑا ثواب بتایا۔

''حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔''

اللہ تعالیٰ جس شخص کو ان لڑکیوں کے ذریعہ کچھ بھی آزمائش میں ڈالے اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو وہ اس کے لئے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہوں گی۔

ایک اور حدیث مبارکہ ہے:

حضرت انسؓ کی روایت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص دو بچیوں کی ان کے جوانی کو پہنچنے تک پرورش کریگا۔ قیامت کے روز میں اور وہ اس طرح ہوں گے یہ کہہ کے آپ نے انگشت مبارک کو ملایا۔''

ارشادِ ربانی بھی ہے کہ

''بچہ جس کا ہے یعنی باپ' اس پر دودھ پلانے والی کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق واجب ہے۔''

3۔ تعلیم کا حق

انسان کی ترقی علم سے وابستہ ہے۔ جو فرد یا گروہ علم سے بے بہرہ ہو وہ زندگی کی تگ و دو میں پیچھے رہ جاتا ہے نہ اس کی فکری پرواز بلند ہو سکتی ہے اور نہ اس کی مادی ترقی ہی کا بہت زیادہ امکان ہے۔ اسلام نے علم کے دروازے خواتین اور مردوں کے لئے کھلے رکھے۔ اس راہ کی پابندیاں ختم کیں اور ہر طرح کی آسانیاں فراہم کیں۔ اس نے خاص لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دلائی اس کی ترغیب دی اور اسے کارِ ثواب بتایا۔

حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی ان کو تعلیم وتربیت دی۔ان کی شادی کی اور ان کے ساتھ بعد میں بھی حسن سلوک کیا تو اس کے لئے جنت ہے۔''

لہٰذا دور اول میں علم جس طرح مردوں میں پھیلا خواتین میں بھی عام ہوا۔صحابہؓ کے درمیان قرآن وحدیث کا علم رکھنے والی خواتین کافی تعداد میں ملتی ہیں۔قرآن وحدیث کی روشنی میں مسائل کا استنباط اور فتویٰ دینا بڑا نازک مسئلہ ہے۔مشکل کام ہے۔اس میدان میں خواتین بھی موجود تھیں۔ان میں حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت ام سلمہؓ ام عطیہؓ حضرت صفیہؓ حضرت ام حبیبہؓ اسما بنت ابوبکرؓ فاطمہ بن قیسؓ بہت نمایاں ہیں۔

4۔ نکاح کا حق

یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی خاتون اور مرد نکاح میں منسلک ہونا اس کے لئے بڑا اہم واقعہ ہے۔اس سے دونوں ایک نئی زندگی کا آغاز کرتے ہیں۔اس لئے یہ رشتہ ان کی باہم رضامندی سے ہونا چاہیے۔یہ بات معقول نہ ہوگی کہ عورت پر اس کی مرضی کے خلاف نکاح کا فیصلہ مسلط کر دیا جائے۔

اسلام نے نکاح کے معاملہ میں لڑکی ولی اور سرپرست کو اہمیت ضروری دی۔لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے کہ نکاح اس کی اجازت سے ہوگا۔اگر خاتون بیوہ یا مطلقہ ہے۔تو صراحت سے اپنی رضامندی کا اظہار کریگی۔اور باکرہ تو اس کی خاموشی کو اس کا اتفاق سمجھا جائیگا۔حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''بیوہ یا مطلقہ کا نکاح نہیں کیا جائیگا جب تک کہ اس کی رائے معلوم کر لی جائے۔باکرہ کا نکاح نہیں ہوگا جب تک کہ اس سے اجازت نہ لے لی جائے۔''

صحابہؓ نے عرض کیا کہ شرم وحیا کی وجہ سے بولے گی نہیں اس سے اجازت کیسے لی جائے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کا سکوت ہی اس کی اجازت ہے۔

اگر کسی خاتون کا ولی اس کا نکاح کر دے اور وہ اسے تسلیم نہ کرے تو نکاح کالعدم سمجھا جائیگا۔چنانچہ خنساء بنت خدام کا نکاح ان کی مرضی کے خلاف ان کے باپ نے کر دیا۔تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نکاح ختم کرا دیا۔

اس سلسلہ کے اور بھی واقعات حدیث کی کتابوں میں ملتے ہیں۔نابالغ لڑکی کا نکاح اس کا ولی اور سرپرست کر سکتا ہے ''لیکن فقہاء نے لکھا ہے کہ بلوغ کے بعد اسے اختیار ہوگا کہ وہ چاہے اسے قبول کرے یا رد کرے۔''

5۔ مہر کا حق

مہر اور نان ونفقہ وہ حقوق ہیں۔جس سے گریز کرنا مرد کے لئے ممکن ہی نہیں۔قرآن پاک نے مندرجہ ذیل آیات میں ان حقوق کو بیان کیا ہے کہ ''اور تم لوگ بیویوں کو ان کے مہر خوش دلی سے دے دیا کرو، ہاں اگر وہ بیویاں خوش دلی سے چھوڑ

دیں تم کو اس مہر کا کوئی جز و تو تم اس کو کھاؤ مزے دار خوشگوار سمجھ کر۔''

(سورۃ النساء آیت نمبر 4)

اوران کو ان کے مہر دو جو کچھ مقرر ہو چکے ہیں۔

(سورۃ النساء آیت نمبر 25)

وَاٰتُوهُنَّ اُجُورَهُنَّ بِالمَعْرُوف

جب ان کو ان کے مہر قاعدہ کے مطابق دے دیا کرو۔

اذا اٰتیتموھن اُجورھن

جبکہ تم ان کو ان کا مہر دے دو۔

(سورۃ المائدہ آیت نمبر 5)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''جو شخص کسی عورت سے نکاح کرتا ہے اس پر مہر جس کے ادا کرنے کا ارادہ نہیں ہے تو وہ زانی ہے اور جو شخص قرض اس نیت پر لیتا ہے کہ وہ ادا نہیں کرے گا وہ چور ہے۔''

6۔ کاروبار اور عمل کی آزادی

اسلام نے خواتین کو کاروبار اور پیشہ عمل کی آزادی دی ہے۔ اس لئے تجارت زراعت لین دین صنعت وحرفت ملازمت درس وتدریس صحافت وتصنیف سب ہی جائز کاموں کی اجازت ہے۔

7۔ مال وجائیداد کا حق

دنیا کی بہت سی قومیں وہ تھیں۔ جن میں خواتین کو حق ملکیت حاصل نہ تھا۔ خاتون کا جائیدار میں کوئی حصہ نہ تھا بلکہ وہ اپنی محنت سے جو کچھ حاصل کرتی اسے بھی باپ بیٹے شوہر یا خاندان کے دوسرے افراد کی ملکیت سمجھا جاتا۔ اسلام نے خواتین کے حق ملکیت کو تسلیم کیا اور اس میں مداخلت کا غلط اور ناجائز ٹھہرایا۔

(سورۃ النساء آیت نمبر 32)

ترجمہ: ''جو کچھ مردوں نے کمایا اس کے مطابق ان کا حصہ ہے اور جو عورتوں نے کمایا اس کے مطابق ان کا حصہ ہے۔''

خواتین کو شرعی ضابط کے تحت ماں' باپ شوہر اولاد سے جو مال اور جائیداد ملے یا وہ اپنی جدوجہد سے جو دولت کمائے یا حاصل کرے اس کی وہ خود مالک ہے۔ وہ جائیدار کی خرید وفروخت اور وقف، ہبہ اور وصیت کا حق رکھتی ہے۔ اس میں مداخلت کا کوئی بھی شخص مجاز نہیں ہے۔

8۔ عزت وآبرو کا حق

عزت وآبرو انسان کی بڑی قیمتی متاع ہے۔اس سے کھیلنے اوراس پر دست درازی کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دی جاسکتی۔خواتین کی عزت وآبرو پر ہمیشہ حملے ہوتے ہیں۔اس پر حملے کی دو شکلیں ہیں۔ایک قذف اور دوسرے زنا'قذف یہ ہے کہ اس کے دامن عفت پر چھینٹے پھینکے جائیں۔اسلام کے نزدیک یہ بہت بڑا جرم اور گناہ کبیرہ ہے۔رسول اکرم صلی اللہ وآلہ وسلم نے انسان کو ہلاک کردینے والے سات گناہوں میں ایک کا ذکران الفاظ میں کیا ہے۔

پاک دامن ایمان والی بھولی بھالی خواتین پر بدکاری کی تہمت لگانا۔

اسلام نے قانونی طور پر یہ سخت اقدام کیا کہ جو شخص کسی خاتون پر بدکاری کی تہمت لگائے۔اسے اسی کوڑے لگائے جائیں اور کسی معاملہ میں اس کی شہادت نہ قبول کی جائے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

''جولوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں اور ثبوت میں چار گواہ نہ لائیں۔تو ان کو اَسی کوڑے لگائے اوران کی گواہی کبھی قبول نہ کرو۔وہ خود ہی فاسق ہیں۔سوائے ان لوگوں کے جو اس حرکت کے بعد ثابت ہو جائیں اور اصلاح کرلیں اللہ ضرور کے حق میں غفور رحیم ہے۔''

(سورۃ النور آیت نمبر 40 تا 50)

9۔ تنقید واحتساب کا حق

اس میں شک نہیں کہ اسلام نے خواتین کو بعض اجتماعی اور سیاسی ذمہ داریوں سے مستثنیٰ کر رکھا ہے یہ الگ بحث ہے۔لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ ان معاملات سے بالکل الگ تھلگ اور کنارہ کش رہے گی اور اسے اجتماعی نفع ونقصان سے کسی قسم کی دلچسپی نہ ہوگی۔قرآن نے خواتین اور مردوں کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا حکم دیا۔

ارشادِ ربانی ہے:

''مومن مرد اور مومن عورتیں یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں
معروف کا حکم دیتے ہیں۔اور منکر سے روکتے ہیں''

(سورۃ التوبہ: آیت نمبر 71)

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے بڑے وسیع تقاضے ہیں۔اس میں دعوت وتبلیغ بھی داخل ہے۔یہ امت کی اصلاح کا عمل بھی ہے اور حکومت پر تنقید واحتساب بھی۔اس میں آتا ہے۔خواتین کی ذمہ داری ہے کہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

اپنے حدود میں رہتے ہوئے یہ تمام تقاضے پورے کرے۔ تاریخ اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ دورِ اول کی خواتین اپنی اس ذمہ داری کو محسوس کرتی تھیں۔ اور اسے پورا کرنے کی کوشش کرتی تھیں۔

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اس کے ساز سے ہے زندگی کا سوز و دروں

10۔ فرائض

اسلام نے خواتین کو ظلم کے گرداب سے نکالا اس کے ساتھ انصاف کیا۔ اسے حقوق دیئے۔ عزت و سربلندی بخشی اور معاشرہ کو اس کا احترام سکھایا۔ لہٰذا دورِ جدید میں خواتین کی آزادی اور مساوات کا تصور ابھرا۔ اس کے حق میں دلائل فراہم کئے گئے کہ خواتین مردوں سے فروتر نہیں ہیں۔ وہ ہر کام کر سکتی ہیں۔ وہ ہر عہدہ و منصب کی اہل ہیں۔ وہ ہر طرح آزاد ہے۔

لہٰذا خواتین کے لئے یہ بڑا خوش کن تصور تھا اس نے لپک کر اسے قبول کیا اور آہستہ آہستہ معاشی' معاشرتی' سماجی اور تہذیبی میں مرد کی شریک بنتی چلی گئی۔ خواتین نے اسے ترقی کی پیش رفت سمجھا اور ایک قدم کے بعد دوسرا قدم اٹھانے کے لئے بے چین اور مضطرب رہنے لگی۔

اس وقت مسلمان خواتین کی یہ ایک انتہائی غور و فکر اور تدبر و تفکر سے سوچنے اور سمجھنے کا ہے کہ وہ کیا کریں۔ تو مسلمان خواتین کے لئے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں بھی سوائے اطاعت خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی چارہ کار نہیں۔ کیونکہ آج جبکہ مسلمانوں پر ہر طرف سے پستی کی گھٹائیں اُمنڈتی چلی آ رہی ہیں اور دنیا کی ہر قوم ان کو ہضم اور اپنے میں مدغم کر جانے کو تیار ہے اور اس بات پر آمادہ و مستعد نظر آتی ہے کہ اس کی تہذیب اس کے چمکتے ہوئے تمدن اس کے روشن اور شاندار ماضی اور بے داغ اور انتہائی پرشوکت پرشکوہ روایات کو مٹا کر نیست و نابود کر دیا جائے تو ان حالات میں خواتین اسلام اس مقدس دور کو دہرائیں تاکہ ان کی قابلیت کا لوہا سارے عالم مان لیں تاکہ سارے عالم انسانی کے روابط میں وسعت پیدا ہو۔ ''اسلام نے خواتین کو حقوق و فرائض میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں بھی ایک آفاقی رنگ دیا ہے۔'' ''اس کی افادیت پر اسلامیت کی چھاپ ہوتی ہے۔''

اسلام کے تو سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں بھی امتیازی آداب و خصائص ہیں جو خواتین کو ایک خاص وضع عطا کرتے ہیں۔ اٹھنے' بیٹھنے' کھانے' پینے' گفتگو اور لباس کے بارے میں ہیں اسلام نے خاص ہدایات دی ہیں۔ جن سے کچھ پابندیاں تو عائد نہیں ہوتیں۔ لیکن زندگی میں ایک ایسا اسلوب پیدا ہو جاتا ہے۔ جس پر دیکھنے والا شخص مسلمان خواتین کو پہچان جاتا ہے۔ ہر قوم کے معاشرتی خصائص ہوتے ہیں۔ جن سے قومی خودی اور خودداری کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ ملی حمیت زندہ رہتی ہے اور احساس قومیت مضبوط رہتا ہے۔

قومی وضع داری کا ایک اور عظیم فائدہ یہ ہے کہ ماضی سے تسلسل باقی رہتا ہے۔ اسلام کا نہایت شاندار ماضی ہے۔ سیرت

النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں اسلام نے خواتین کے حقوق وفرائض میں ان کی معاشرت اور ثقافت میں ساری دنیا کی رہنمائی کی ہے ہمیں اس ماضی سے لاتعلق نہیں ہونا چاہیے۔ اگر ہم نے اپنے پاکیزہ اور پرشکوہ ماضی سے رشتہ توڑ لیا تو اپنا مقام ہم خواتین ہمیشہ کے لئے گم کر بیٹھیں گیں۔

حق تعالیٰ سے داد ملتی ہے
نیتوں کی مراد ملتی ہے

آج بھی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں خواتین کے فرائض میں شامل ہے کہ ان کے دلوں میں اسلام کا سچا درد وغم ان کی مسرت وفرحت ان کا جینا اور مرنا الغرض ان کی ہر حرکت اور ہر جنبش اسلام صرف اسلام ہی کی خاطر ہو۔ تو ان کے بچے آج بھی اللہ تعالیٰ کے سچے عبادت گزار اور امت مسلمہ کے بھی حقیقی رہنما اور سچے خدمت گزار بن جائیں گے۔ خدا کرے آج بھی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں خواتین کی یہی دھن اور فکر ہو کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کی بجا آوری ہی میں ہماری نجات ہے۔ قوم وملت کی فلاح و بہبود اور کامل ترقی کا راز اسی میں مضمر ہے۔ یہی گوہر نایاب طریقہ اسی کے لئے واجب عمل اور لائق تقلید باعثِ نجات وفلاح ہے۔

یہ سچ ہے کہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں آج بھی خواتین کے فرائض میں یہ چیز شامل ہے کہ جب تک اسلام کی سچی تعلیمات کو وہ اپنا شعار اور قرآن وحدیث کے احکام واوامر پر چلنا اپنا لائحہ عمل قرار دیا۔ دنیا کی کسی قوم اور عالم کے کسی فرد نے ان کی ہمسری کا دعویٰ نہ کیا۔

خواتین اپنے ماحول پر بہت اثر انداز ہوتی ہیں ان کی گود بچوں کے لئے گلاب کی پتی سے بھی زیادہ راحت بخش ہوتی ہے۔ ان کی صحبت بچوں کے ذہن وبدن میں زندگی کی برقی رو پیدا کرتی ہے۔ اگر ان کی زندگیوں میں کردار کا نور ہو تو ان سے بہت سی زندگیاں تب وتاب حاصل کرسکتی ہیں۔ آج بھی مسلمان قوم کو اعلیٰ اخلاق بلند دماغ اور اچھے اعمال کی سخت ضرورت ہے۔ اگر خواتین فرائض اور ذمہ داریوں کو نبھا کر اسلام سے مشرف ہو کر اپنے فطری جوہروں کو روبہ کار لا کر ایک عالم کو علم وہنر، اخلاق، اعمال صالحہ اور حقیقت، معرفت، سیاست وتدبر، بلند حوصلگی، پختہ خیالی، اعلیٰ دماغ، پاکیزہ اور شاندار کامیاب ترین زندگی اور اصولی زندگی کے وہ انمول اور نہ مٹنے والے سبق آموز کارنامے اور پرشوکت نقوش چھوڑے جن کی یاد آج بھی دلوں کو دنیا کو آباد اور لوگوں کے خون کے متحرک کئے دیتی ہے اور جن کے علمی اور عملی سیاسی اور اخلاقی جنگی وفوجی مذہبی ومعاشرتی' بلند شاہکاروں سے تاریخ اسلام مالا مال ہے۔ خواتین نے زندگی کے ہر شعبہ میں اعلیٰ ترین نمونہ عمل پیش کئے۔ انہوں نے کبھی ملکوں کی سلطنت قوموں کی رہنمائی' جہانگیری وجہانبانی کے فرائض سرانجام دیئے۔ ان کی علمی خدمات نے یونان اور یورپ کے علوم وفنون کو شرمندہ کردیا۔ اور اپنی اصلاحی ومفید تمدنی ومعاشرتی واخلاقی خدمات کا وہ نور چھوڑا کہ ان کی مقدس گودوں سے امام رازیؒ امام غزالیؒ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ جیسے جلیل القدر آئمہ پیدا ہوئے

ان کی تربیت صالحہ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ امام شافعیؒ امام مالکؒ اور امام بن حنبلؒ حسن بصریؒ اور جنید بغدادیؒ سید عبدالقادر جیلانیؒ اور معین الدین چشتیؒ محمد بن قاسمؒ اور صلاح الدین ایوبیؒ محمود غزنوی، اور بابر اور اورنگ زیب، جلال الدین افغانیؒ جیسے وہ تعلیمات کا ایک خزانہ ہوا کرتی تھی۔ جس سے ان کے بچے مالا مال ہو کر دنیا و آخرت کی ظاہری اور باطنی علمی و عملی باگ دوڑ اپنے ہاتھوں میں طے کیا کرتے تھے اور حقیقی معنوں میں اپنے وقت کے سچے امام واقعی پیشوا ہوا کرتے تھے۔

آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔ کہ دنیا اور دنیا کی تمام نعمتیں اچھی اور خوبصورت ہیں۔ لیکن اس سے زیادہ خوبصورت متقی اور پرہیزگار عورت کی ذات ہے۔

(بخاری، نسائی کتاب النکاح)

تاریخ ساز کارنامہ

اسلام کی تاریخ اس الزام کی تردید ہے کہ خواتین گھر کے اندر رہ کر بڑے بڑے کام نہیں کر سکتیں۔ اگرچہ گھر کے اندر کا جو کام ہے۔ وہ بھی بلاشبہ بڑا کام ہے۔ اسلام کی تاریخ میں اسکی بہت مثالیں ہیں۔ ان میں سے ایک مثال وہ ہے جس کا ذکر پروفیسر ٹی ڈبلیو آرنلڈ نے کیا ہے۔

یہ ایک معلوم واقعہ ہے کہ تیرھویں صدی عیسوی کے آغاز میں تاتاریوں، منگولوں نے اسلامی سلطنت پر حملہ کیا اور اس کو آخری تک تباہ و برباد کر دیا۔ مگر اس کے بعد ایک تاریخی معجزہ پیش آیا۔ وہی لوگ جو اسلام کے سب سے بڑے دشمن تھے۔ وہ اسلام قبول کر کے اس کے پاسبان بن گئے۔

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا 1984ء میں تاریخ اسلام کے مقالہ نگار نے لکھا ہے:

''منگول حکمران خازان خاں زمانہ سلطنت 1495ء نے اسلام قبول کیا اور اس کے ساتھ اس کی تمام فوج نے بھی اس کے بعد اس کے تمام جانشین مسلمان تھے۔ ہلاکو کے دہشت نام حملہ کے 40 سال سے بھی کم عرصہ میں اس کی اولاد مسلم تہذیب کی سرپرست بن گئی۔''

پروفیسر آرنلڈ نے لکھا ہے کہ منگول اور وحشی قبیلے جو ان کے ساتھ آئے تھے انہوں نے آخر کار انہیں مسلمانوں کے مذہب کے آگے اپنے آپ کو جھکا دیا۔ جن کو انہوں نے اس سے پہلے اپنے پیروں کے نیچے کچل ڈالا تھا۔

پروفیسر آرنلڈ نے تفصیل سے بتایا ہے کہ یہ دراصل عورتیں تھیں جو ان کے قبول اسلام کا سبب بنیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ بات قابل ذکر ہے کہ اسلام کی اشاعت کا کام صرف مردوں ہی نے نہیں کیا ہے بلکہ مسلمان خواتین نے بھی اس مقدس کام میں حصہ لیا ہے کئی تاتاری شہزادے ایسے ہیں۔ جنہوں نے اپنی مسلمان بیویوں کے اثر سے اسلام قبول کیا۔ غالباً یہی صورت بہت سے بت پرستوں کے ساتھ پیش آئی جبکہ انہوں نے مسلم ملکوں پر حملہ کیا۔

اس تاریخ ساز واقعہ کوظہور میں لانے میں نہایت اہم حصہ مسلم خواتین نے ادا کیا ہے۔ تا تاریوں نے اسلامی خلافت کو بر باد کیا تو انہوں نے پہلے قتل وغارت گری کی اس کے بعد انہوں نے کثیر تعداد میں خواتین کو گرفتار کیا اوران کو اپنے گھروں میں بیویاں بنا کر رکھا۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد اکثر تا تاری فوجیوں یاان سرداروں کے گھروں میں مسلم خواتین موجود تھیں۔

یہ مسلم خواتین مذہبی جوش سے سرشار تھیں۔ اسلام کی حمایت کا جذبہ ان کے اندر شدت سے بھرا ہوا تھا۔ چنانچہ انہوں نے تا تاری مردوں پر خاموشی کے ساتھ اسلام کی تبلیغ کا کام کیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تا تاریوں کے دل اسلام کے حق میں نرم ہو گئے اس کے بعد وہ یا تو گھر کی تبلیغ ہی سے مسلمان ہو گئے۔ یا ان کا یہ حال ہوا کہ باہر جب ان کا سابقہ مسلمانوں سے پڑتا تو معمولی تلقین سے وہ اسلام قبول کر لیتے۔ کیونکہ پہلے سے ان کے دل میں اسلام کا بیج پڑ چکا تھا۔

یہی اکثر تا تاریوں منگول کا حال ہوا۔ ان کا پہلا فرمانبروا جو مسلمان ہوا وہ برکہ خاں تھا برکہ کی ماں مسلمان تھی۔ یہی صورت اکثر تا تاری سرداروں اوران کے عام فوجیوں کے ساتھ پیش آئی۔ کسی تا تاری کی بیوی مسلمان تھی۔ کسی تا تاری کی ماں مسلمان تھی۔ ان مسلم خواتین نے تا تاریوں کے دلوں میں اس طرح اسلام کی عظمت بٹھائی کے دھیرے دھیرے سب کے سب مسلمان ہو گئے۔

اب خواتین کے لئے کشمکش اور جدو جہد کا دور ہے ترقی اور دوڑ دھوپ کا دور ہے۔ صرف وہی قوم زندوں کی طرح رہ سکتی ہے جو اپنی بقائے حیات کے لئے سرگرم عمل ہو۔ زمانے کی نبض شناس ہو۔ ہمسایہ اقوام کی چالوں کو سمجھ سکتی ہو حکمت عملی سے کام لینا جانتی ہو۔ اتحاد وایثار کے جوہر سے متصف ہو۔ تنظیم کامل رکھتی ہو۔ موقع شناس ہو لہٰذا میں دعا کرتی ہوں کہ خداوند خواتین کو سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں ان اوصاف سے متصف کر دے۔

(آمین)

وہی زمانے کی گردش پر غالب آتا ہے
جو ہر نفس سے کرے عمر جاوداں پیدا

اسلام میں خواتین کے حقوق وفرائض
سیرت طیبہ کی روشنی میں

طاہرہ کوکب۔کراچی

خاندان، برادری محلے شہر ملک اور بحیثیت مجموعی پوری نوع انسانی تک پھیلے ہوئے تعلقات کے یہ چھوٹے بڑے دائرے اس کے حقوق وفرائض کا تعین کرتے ہیں۔ ماں، باپ، بیٹے، بیٹی، شاگرد، استاد، مالک، ملازم، تاجر، خریدار، شہری حکمران کی بے شمار مختلف حیثیتوں میں اس پر کچھ فرائض عائد ہوتے ہیں اوران فرائض کے مقابلہ میں وہ کچھ متعین حقوق کا مستحق قرار پاتا ہے۔

ان حقوق میں بعض کی حیثیت محض اخلاقی ہوتی ہے، مثلاً، بڑوں کا حق ادب، چھوٹوں کا حق شفقت، ضرورت مند کا حق امداد، مہمان کا حق تواضع وغیرہ۔ اور بعض کو قانونی تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً حق ملکیت، حق اجرت، حق مہراور حق معاوضہ وغیرہ۔ یہ ایسے حقوق ہیں جن کا تعلق کسی مفاد سے ہوتا ہے اور ملک کا قانون اس مفاد کو تسلیم کر کے اسے عدلیہ کے ذریعہ قابل حصول بنا دیتا ہے۔ قانونی حقوق (Legal Rights) یا مثبت حقوق (Positive Rights) کہلاتے ہیں۔

فرد کے حقوق کا ایک اور دائرہ ریاست سے تعلقات کا ہے۔ اس دائرہ میں ایک وسیع الاختیار اور کثیر الوسائل ریاست کے مقابلہ میں فرد کو جو حقوق دیئے جاتے ہیں انہیں ہم بنیادی حقوق (Fundamental Rights) کہتے ہیں۔ ان حقوق کے لئے بنیادی انسانی حقوق (Basic Human Rights) اور انسان کے پیدائشی (Birth Rights of Man) کی اصطلاح بھی استعمال کی جاتی ہے۔ اسلام نے انسان کو بالخصوص خواتین کو جو حقوق عطا فرمائے ہیں وہ دنیا کے کسی بھی قدیم یا جدید مذہب و تہذیب نے نہیں دیئے ہیں۔ لیکن یہ انتہائی افسوس ناک صورت حال ہے کہ خواتین کے حقوق کے حوالہ سے اسلام ہی کو سب سے زیادہ بدنام کیا گیا ہے اور یہ پروپیگنڈا اتنی شدت وتکرار کے ساتھ کیا گیا ہے غیروں کے ساتھ اپنے بھی متاثر ہو چکے ہیں۔ بالخصوص ہمارے ملک کی کچھ اِباحیت پسند خواتین بھی مغربی انداز میں سوچنے اور اسلام کو ترقی کی دیوار سمجھنے لگی ہیں۔ اگر یہ خواتین کے حقوق کا مطالعہ برصغیر میں رائج ہندوانہ کلچر کے بجائے اسلامی تعلیمات اور سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں کرتیں تو نہ احساس کمتری کا شکار ہوتیں اور نہ انحرافی راستوں پر گامزن ہوتیں۔ اقبال نے کہا ہے:

اپنی ملّت کو قیاس اقوامِ مغرب پر نہ کر　　　خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی

خود مغرب نے خواتین کو کیا حقوق دیئے ہیں۔ اس کی ایک جھلک ریسرچ آرٹیکل کے اس پیراگراف میں ملاحظہ فرمائے:

''ایسوسی ایٹڈ پریس کی ایک رپورٹ کے مطابق ایشیاء، لاطینی امریکہ اور مشرقی یورپ سے ہر سال جنسی مقاصد کے

استعمال اور ارزاں لیبر کی فراہمی کی غرض سے پچاس ہزار کے لگ بھگ خواتین' لڑکیاں اور بچے امریکہ سمگل کیے جاتے ہیں۔ اسمگل شدہ انسانوں کی باقاعدہ منڈی لگتی ہے اور ان کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔ یہ تجارت اربوں ڈالر سالانہ کی ہے"۔[1]

اب خود امریکی بھی اس حقیقت کا اعتراف کرنے لگے ہیں کہ جسم فروشی غیر رسمی معیشت کا ایک سیکٹر بن چکی ہے۔[2]

جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے بہت عمدہ بات لکھی ہے فرماتے ہیں۔

"آج جا کر دیکھیں مغربی ممالک میں دنیا کی سب سے نیچ اور ذلیل قوم عورت کی ذات ہے' بازاروں اور ہوٹلوں میں جتنے کام ہیں عورت کرے گی جتنے گھٹیا سے گھٹیا کام ہیں وہ سب عورت کرتی ہیں۔ میں کہا کرتا ہوں کہ یہ عجیب تماشا ہے کہ ایک عورت اگر اپنے گھر میں بیٹھ کر اپنے خاوند کا اور اپنے بچوں کا انتظام کرتی ہے' ان کے لئے کھانا پکاتی رہائش بہتر بندوبست کرتی ہے تو وہ قیانوسی رجعت پسند اور بنیاد پرست کہلاتی ہے۔ اور اگر وہی عورت جہاز کے اندر ائرہوسٹس بن کر چار سو مردوں کو کھانا سپلائی کرے اور ان کے سامنے ٹرے سجا کر لے جائے اور ان کی ہوسناک نگاہوں کا نشانہ بنے تو یہ عزت اور اعزاز ہے"۔[3]

جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا نام جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

مغربی تہذیب سے مرعوبانہ ذہنیت کی حامل اپنی بہنوں سے عرض کروں گی خدرا اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کیجئے' دشمن کی آلہ کار نہ بنیئے' اقبال نے ایسے ہی آلہ کاروں کے بارے میں کہا ہے

اب تری حریف ہے سیاست افرنگ
مگر ہیں اس کے پجاری فقط امیر و رئیس
بنایا اک ہی ابلیس آگ سے تو نے
بنائے خاک سے اس نے دو صد ہزار ابلیس

عہد حاضر میں موضوع کی اہمیت

آج کبھی حقوق نسواں کے نام پر کبھی چائلڈ لیبر کے نام پر اور کبھی غیر مسلموں کے حقوق کے نام پر اسلام بالخصوص پاکستان کو نشانہ بنایا جاتا ہے خواتین کے حقوق کے حوالہ سے انگریزی زبان میں بہت کام ہوا ہے لیکن اسلامی نقطہ نظر سے بہت کم لکھا گیا ہے۔

اردو زبان میں براہِ راست یا ضمناً درج ذیل کتب میں یہ موضوع زیر بحث آیا ہے۔

﴿ا﴾ حقوق العباد۔ مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ (مرتب محمد اقبال ادارہ اسلامیات لاہور ۲۰۰۰ء)

﴿ب﴾ بنیادی حقوق۔ محمد صلاح الدین (ادارہ ترجمان القرآن لاہور ۱۹۷۸ء)

﴿ج﴾ عورت اسلامی معاشرہ میں۔ جلال الدین عمری (اسلامک پبلی کیشنز لاہور ۱۹۹۲ء)

﴿د﴾ محسن انسانیت ﷺ اور انسانی حقوق۔ ڈاکٹر حافظ محمد ثانی (دارالاشاعت کراچی ۱۹۹۹ء)

﴿ہ﴾ قرآن کریم میں خواتین کے حقوق۔ ڈاکٹر ایچ بی خان (الحمد اکادمی کراچی ۲۰۰۰ء)

عربی میں بھی چند مفید کتب اس موضوع پر شائع ہوئی ہیں۔ انگریزی میں بہت عمدہ کتاب شائع ہوئی ہے۔

Geneder and Human Right in Islam and International Law by Shaheen Sadadali (Kuler Law International Biston London 2000)

الحمد للہ میں بھی اس قبل دو مقالے اس موضوع پر مدلل انداز میں لکھ چکی ہوں جنہیں قارئین نے بیحد پسند کیا تھا۔[۴] اور اسی موضوع پر مستقل کتاب بھی تیار کر چکی ہوں۔[۵] میں وزارت مذہبی امور کو بھی عہد حاضر کے اس اہم موضوع کو منتخب کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ اس موضوع کی اہمیت کا صرف دو باتوں سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

پہلی یہ کہ خود اسلام ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ ہم حقوق و فرائض کو ادا کریں جبکہ آج ہر شخص اپنے حقوق کا مطالبہ کر رہا ہے اور اپنے فرائض کو فراموش کر چکا ہے۔

امام ابو یوسفؒ نے لکھا ہے:

ترجمہ: ماضی میں جو قومیں تباہ ہوئیں ان کی تباہی کا بنیادی سبب یہ تھا کہ انہوں نے عوام کو ان کے حقوق دینے سے گریز کیا تا کہ عوام ظلم سے مجبور ہو کر رشوت دے کر اپنا حق حاصل کریں‘‘[۶]

حکومت کی ذمہ داری ہے وہ شریعت کی روشنی میں قانون سازی کر کے خواتین کے حقوق پر عمل درآمد کو یقینی بنا کر دنیا و آخرت میں سرخروئی حاصل کرے‘ دوسرے یہ کہ محسن انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر اپنے عمل اور اپنے حکم (سیرت طیبہ) کے ذریعہ نہ صرف دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کو یقینی بنایا۔

بلکہ یہ دعا بھی فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحَرِّجُ حَقَّ الضَّعِیْفَیْنِ وَ حَقَّ الْمَرْأَةِ۔[۷]

’’اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس دن سے جب کمزوروں‘ یتیموں اور خواتین کے حقوق کی عدم ادائیگی کی وجہ سے تنگی و

پریشانی میں مبتلا ہوں"

کیا ایسی جامع الصفات شخصیت کے ہوتے ہوئے بھی ہمیں کسی اور کی طرف دیکھنے کی ضرورت باقی رہتی ہے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری — آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حقوق کا مفہوم

بحث کو آگے بڑھانے سے پہلے ضروری ہے حقوق کی تعیین کی جائے کہ حق کا مفہوم کیا ہے۔ حق کی جمع حقوق ہے اس کے معنی ہیں وہ بات جو ثابت ہو اور اس سے انکار ممکن نہ ہو۔ ۸ حق کے لئے انگلش میں Truth, justice, Right کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ ۹ حق حقیقت اور صدق کے معنی میں بھی کچھ فرق کے ساتھ مستعمل ہے۔ ۱۰ اردو میں مطابقت اور موافقت کے معنی میں مستعمل ہے، عبرانی میں لکڑی یا پتھر میں نقش کرنے کو کہتے ہیں۔ ۱۱ قرآن میں حق کا لفظ دوسو ستائیس مرتبہ آیا ہے۔ ۱۲ اور تین معانی میں مستعمل ہوا ہے۔ ثابت کرنے ۱۳ حصہ ۱۴ اور سچ کے معنی میں ۱۵ اسی طرح کا لفظ اللہ کے صفاتی ناموں میں سے ایک نام ہے۔ ۱۶ مزید ملاحظہ کریں۔ ۱۷ گائس ایز بجیو فار بنیادی حقوق کی تعریف ان الفاظ میں کرتا ہے:

"انسانی یا بنیادی حقوق جدید نام ہے ان حقوق کا جنہیں روایتی طور پر فطری حقوق کہا جاتا ہے اور ان کی تعریف یوں ہوسکتی ہے کہ وہ اخلاقی حقوق جو ہر انسان کی ہر جگہ اور ہمہ وقت اس بنیاد پر حاصل رہتے ہیں کہ وہ دوسری تمام مخلوقات کے مقابلہ میں اس اعتبار سے ممتاز ہے کہ وہ ذی شعور وذی اخلاق ہے۔ انصاف کو بری طرح پامال کئے بغیر کوئی بھی شخص ان حقوق سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ ۱۸

علامہ شامیؒ نے حق کی تعریف کرتے ہوئے کہا: **الحق ما یستحقه الرجل** ۔ ۱۹ "حق وہ ہے انسان جس کا مستحق ہو"

شیخ شبلی فرماتے ہیں:

فالحق فی الشریعة لا یکون حقا الا إذا أقره الشرع و حکم بوجوده و اعترف له بالحمایة و لهذا فان مصادر الحقوق فی الشریعة هو الشریعة نفسها و لا یوجد حق شرعی الا وله ۔ ۲۰

شریعت کی نگاہ میں حق وہی امر کہلائے گا جس کا شریعت اقرار واعتراف کرتی ہو اس لئے شرعی ماخذ کے ذریعہ ہی کسی شرعی حق کو پہچانا جاسکتا ہے۔

اصول قانون کے مطابق جب ہم حق کا لفظ اصطلاحی زبان میں استعمال کرتے ہیں تو اس کا متبادل فرض ہوتا ہے لیکن کسی فرد، سوسائٹی یا طبقہ کے مفاد کو تسلیم کرتے وقت ہم عموماً آزادی اور مراعات کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ ایسے موقع پر ہم فقط کسی کے فرض

کی طرف توجہ نہیں دلاتے بلکہ قانون نے جو حق دے رکھا ہے ہم اس کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں۔۲۱

حقوق کی اقسام

حقوق کی بنیادی طور سے کتنی قسمیں ہیں اس میں مختلف آراء ہیں پہلی رائے یہ ہے کہ تمام حقوق فی الحقیقت حقوق اللہ ہی ہیں۔۲۲ دوسری رائے یہ ہے کہ حقوق کی بنیادی طور سے دو قسمیں ہیں' حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں: حقوق اللہ کی بھی دو قسمیں ہیں منہیات اور مأمورات ۲۳ اور پہلی رائے کی تاکید کرتے ہوئے لکھتے ہیں حقوق العباد درحقیقت حقوق اللہ ہی ہیں۔۲۴ پھر حقوق العباد کی تین قسمیں بیان کی ہیں: بدینہ' مالیہ' عرضیہ۔۲۵

فقہ اسلامی کی رو سے حقوق کی چار اقسام ہیں: ۱۔ حقوق اللہ (Purerights of God)' ۲۔ حقوق العباد (Pure Rights of Peoples)' ۳۔ الجمع بین الحقین مع غلبة الاوّل (Combination of both with predominance of the first)' ۴۔ الجمع بین الحقین مع غلبة الثانی ۲۶ (Combination of both with predominance of the second) یہی چار قسمیں دکتور عبد الناصر موسیٰ نے بیان کی ہیں۔۲۷ جدید فقہی مباحث کے مقالہ نگار نے ۹ قسمیں بیان کی ہیں۔۲۸ لیکن زیادہ صحیح یہ ہے کہ حقوق کی بنیادی طور سے تین قسمیں ہیں جیسا ڈاکٹر وھبہ زحیلی نے لکھا ہے' حقوق اللہ' حقوق العباد اور حقوق مشترکہ۔۲۹

تاریخ حقوق عہد قدیم سے حاضر تک

حقوق پر روشنی ڈالنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے حقوق کی تاریخ کا بالخصوص خواتین کے حوالہ سے سرسری مطالعہ کیا جائے۔

اہل مغرب بنیادی انسانی حقوق کے تصور کے ارتقائی تاریخ کا آغاز پانچویں صدی قبل مسیح کے یونان سے کرتے ہیں اور پھر پانچویں صدی عیسوی کے زوال پذیر روم سے اپنی سیاسی فکر کا ناطہ جوڑتے ہوئے وہ ایک ہی زقند میں گیارہویں صدی عیسوی میں داخل ہوجاتے ہیں۔ چھٹی سے دسویں صدی عیسوی تک کا پانچ سالہ طویل عہد ان کی مرتب کردہ تاریخ صفحات سے غائب ہے' آخر کیوں؟ غالباً اس لئے کہ یہ اسلام کا عہد ہے۔۳۰

مغرب میں بنیادی انسانی حقوق کی جدوجہد کا حقیقتاً اصل آغاز گیارہویں صدی عیسوی میں برطانیہ میں ہوا' جہاں ۱۰۳۷ء میں شاہ کارنریڈ ثانی (COnrad II) نے ایک منشور جاری کر کے پارلیمنٹ کے اختیارات متعین کئے۔ ۱۱۷۸ء میں شاہ الفانسو نہم (Alfonso IX) سے حبس بے جا (Habeas Corpus) کا اصول تسلیم کرایا گیا۔ ۱۵ جون ۱۳۱۵ء کو میگنا کارٹا (Magna Carta) جاری ہوا' جسے وولیٹر نے منشور آزادی قرار دیا۔ میگنا کارٹا سے بنیادی انسانی حقوق کا مفہوم بہت بعد میں اخذ کیا گیا۔ اس

وقت اس کی حیثیت امراء(Barons)اور شاہ جان(King John) کے درمیان ایک معاہدہ کی سی تھی، جس میں امراء کی حیثیت کی تعیین تھی، عوام اور عام انسانوں کے حقوق سے اس کا کوئی قطعاً تعلق نہ تھا۔ (جسے مغربی دنیا انسانی حقوق کی اہم اور تاریخ دستاویز قرار دیتی ہے) ہنری مارش (Henry Marsh) کہتا ہے۔ ''بڑے بڑے جاگیرداروں کے ایک منشور کے سوا اس کی کوئی حیثیت نہ تھی۔'' ۱۳۵۵ء میں برطانوی پارلیمنٹ نے میگنا کارٹا' کی توثیق کرتے ہوئے ''قانون چارہ جوئی'' (Dueprocees of Law) کا قانون منظور کیا۔ چودھویں صدی سے سولھویں صدی عیسوی تک یورپ پر میکیاولی کے نظریات کا غلبہ رہا۔ جس نے آمریت کو استحکام بخشا' حکمرانوں کے ہاتھ مضبوط کئے اور حصول اقتدار کو حاصل زندگی بنا دیا۔ سترھویں صدی عیسوی میں انسان کے ''فطری حقوق'' (Natural Rights) کا نظریہ اُبھرا۔ ۱۶۷۹ء میں برطانوی پارلیمنٹ نے ''حبس بے جا'' کا قانون منظور کیا۔

۱۶۸۴ء میں انقلابی فوج نے برطانوی پارلیمنٹ کے اقتدار اعلیٰ کی حدود متعین کر دیں۔ ۱۶۸۹ء میں پارلیمنٹ نے برطانیہ کی دستوری تاریخ کی دستاویز ''قانون حقوق'' (Bill of Rights) منظور کیا' بقول لارڈ ایکٹن (Lord Acton) یہ انگریز قوم کا عظیم کارنامہ ہے۔ اس بل کو برطانیہ کی تحریک آزادی میں بنیادی اہمیت اور تکمیل قرار دیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعہ ''بنیادی حقوق'' کا تعین کر دیا گیا۔ (یہ گویا مغربی دنیا میں ''بنیادی انسانی حقوق'' کا نقطہ آغاز ہے)

۱۲ جون ۱۷۷۶ء کو امریکی ریاست ورجینیا (Virginia) سے جارج میسن (Grorge Mason) کا تحریر کردہ ''منشور حقوق'' جاری ہوا جس میں صحافت' مذہب کی آزادی' اور عدالتی چارہ جوئی کے حق کی ضمانت دی گئی۔

۱۲ جولائی ۱۷۷۶ء میں امریکہ کا اعلان آزادی جاری ہوا' جس میں ''فطری قانون'' (Law of Nature) کے حوالہ سے فطری انسانی حقوق کی تعیین کی گئی۔

۱۷۸۹ء میں امریکی کانگریس نے اس ترمیمات کیں' جو ''قانون حقوق'' (Declaration of the Rights of Man) منظور کیا۔

۱۷۹۲ء میں تھامس پین (Thomas Paine) نے اپنا مشہور کتابچہ ''حقوق انسانی'' (The Rights of Man) شائع کیا۔

انیسویں اور بیسویں صدی میں ریاستوں کے دساتیر میں ''بنیادی انسانی حقوق'' شامل کئے گئے

۱۹۴۰ء میں مشہور مغربی ادیب (H.G. Wells) نے اپنی کتاب ''دنیا کا نیا نظام'' (New World Order) میں ''منشور انسانی حقوق'' کے اجراء کی تجویز پیش کی۔

جنوری ۱۹۴۱ء میں صدر روز ویلٹ (Roose Velt) نے کانگریس سے چار آزادیوں کی حمایت کرنے کی اپیل کی۔

اگست ۱۹۴۱ء میں منشور اوقیانوس (Atlantic Charter) پر دستخط ہوئے' جس کا مقصد بقول چرچل ''انسانی حقوق

کی علمبرداری کے ساتھ جنگ کا خاتمہ تھا' دوسری جنگ عظیم کے بعد تحریری دساتیر میں ''بنیادی انسانی حقوق'' کی شمولیت مزید نمایاں ہوئی' فرانس نے اپنے ۱۹۴۶ء کے دستور ۱۷۸۹ء کے منشور انسانی حقوق کو شامل کیا' اسی سال جاپان نے بنیادی حقوق کا حصہ بنایا' ۱۹۴۷ء میں اٹلی نے اپنے دستور میں انسانی حقوق کی ضمانت دی۔

مغرب میں ان کوششوں کے بعد بالآخر ۱۰/ دسمبر ۱۹۴۸ء کو ''اقوام متحدہ'' کا ''منشور انسانی حقوق'' جاری ہوا' جس میں وہ تمام حقوق سمو دیئے گئے جو مختلف یورپی ممالک کے دساتیر میں شامل تھے۔ یا انسانی ذہن میں آ سکتے تھے۔[۳۱]

یہ تھا مغربی دنیا میں ''انسانی حقوق'' کی تحریک کے آغاز وارتقاء کی تاریخی سفر' جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مغرب کی انسانی حقوق کی علمبرداری دنیا کا ''بنیادی انسانی حقوق'' کا سفر گیارہویں صدی عیسوی میں برطانیہ سے ۱۰۳۷ء میں شروع ہوا اور ۱۹۸۴ء کو اقوام متحدہ کی جانب سے جاری کردہ ''منشور انسانی حقوق'' پر ختم ہوا۔[۳۲]

خواتین کے حقوق کی تحریک ۱۸۴۸ء میں شروع ہوئی۔[۳۳] پہلے یہ تحریک ووٹ کے حق کے لئے چلائی گئی۔ جس کے نتیجہ میں برازیل میں ۱۹۳۲ء میں ووٹ کا حق ملا۔ امریکہ میں ۱۹۲۰ء میں' جرمنی میں ۱۹۱۴ء میں۔[۳۴] اس کے بعد حقوق کی تحریک کے نتیجہ میں امریکی خواتین کو ۱۹۲۸ء میں حقوق ملنا شروع ہوئے۔ فرانس میں ۱۹۴۵ء میں' بلجیم میں ۱۹۴۶ء میں' نیوزی لینڈ میں ۱۸۹۱ء میں' آسٹریلیا میں ۱۹۰۲ء میں' کینیڈا ۱۹۷۱ء میں' برازیل میں ۱۹۳۴ء میں' ارجنٹائن میں ۱۹۴۷ء میں' جاپان ۱۹۴۵ء میں یہ حقوق بھی رفتہ رفتہ حاصل ہوئے۔ مردوں کے مساوی تنخواہ کا حق' پارلیمنٹ کی ممبر بننے کا حق اور رفتہ رفتہ ان پر تعلیم' صحافت' تصنیف وتالیف اور دیگر شعبوں کے دروازے کھولے گئے۔[۳۵] جبکہ اسلام نے عورت کو یہ حقوق آج سے چودہ سو سال پہلے بغیر کسی کے مطالبہ کے از خود عطا کر دیئے تھے۔

اسلام میں خواتین کا مقام اور ان کے حقوق

انسان کے بنیادی کا مسئلہ درحقیقت اس کائنات میں انسان کی حیثیت' اس کے مقصد وجود' معاشرے اور ریاست کے ساتھ اس کے تعلقات کی نوعیت اور خود اس کائنات کی تخلیق اور اس کے آغاز وانجام کی حقیقت کو ٹھیک سمجھ لینے کا مسئلہ ہے۔ انسان کے حقوق کیا ہیں؟ اس سوال کا جواب ممکن ہی نہیں ہے۔ جب تک یہ طے نہ کر لیا جائے کہ آخر اس دنیا میں انسان کا منصب ومقام کیا ہے' گویا حق کا سوال حیثیت کے سوال سے مربوط ہے۔ انسان کی حیثیت کو جانے بغیر یا اس کے بارے میں کوئی رائے قائم کئے بغیر ہم اس کے حقوق کا تعین نہیں کر سکتے۔

انسانی زندگی سے متعلق ان بنیادی سوالات کو حل کرنے کے لئے ہمیں صرف الہامی مذاہب ہی سے رہنمائی حاصل ہو سکتی تھی' کیونکہ ہمارے پاس کوئی دوسرا قابل اعتماد ذریعہ علم موجود نہیں تھا' لیکن انسان نے جب وحی کے ذریعہ علم کو انداز کر کے محض عقل کے بل پر سوالات کا جواب تلاش کرنے کی کوشش کی تو یہیں سے ظن وگمان کی بھول بھلیوں اور جہل کی وادیوں میں ٹھوکریں

کھانے کا آغاز ہوا' یہ حقائق حواس پر مبنی تجربہ اور مشاہدہ کی گرفت سے ماورا تھے' بدون تاریخ جواس کائنات میں انسانی زندگی کے آغاز سے لاکھوں سال بعد وجود میں آئی۔ ان حقائق تک رسائی کے لئے اپنے ریکارڈ میں کوئی مواد پیش کرنے سے قاصر تھی۔ ۳۶

تاریخی اعتبار سے دیکھا جائے تو اسلام میں بنیادی حقوق کا تصور اتنا ہی قدیم ہے جتنا انسان کا وجود۔ خالق کائنات نے جس طرح طبعی زندگی کے اسباب ہوا' پانی خوراک پیدائش سے پہلے عطا کر دیئے تھے۔ اسی طرح ضابطۂ حیات سے بھی آدم اور نسل آدم کو بذریعہ وحی آگاہ کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا تھا جو آدم سے شروع ہو کر محمد ﷺ پر ختم ہوا۔ ۳۷

قرآن پاک کی روشنی میں

قرآن میں واضح حکم دیا گیا ہے:

فَآتِ ذَا الْقُرْبىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ...... الخ ۳۸

اے مسلمانو! رشتہ داروں کے حقوق ادا کرو مسکین اور مسافر کے حقوق ادا کرو یہ ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو اللہ کی رضا کے طالب ہیں اور ایسے ہی لوگ دنیا و آخرت میں کامیاب ہیں یعنی جو حقوق ادا نہیں کرتے وہ دونوں جگہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔

سورۂ بقرہ میں بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لینے سے انسان اپنے فرائض سے سبکدوش نہیں ہو جاتا ہے بلکہ رشتہ داروں یتیموں مسکینوں اور جن جن کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان کی ادائیگی کے بعد ہی اس کا شمار سچے اور متقی مسلمانوں میں ہوگا۔ ۳۹

سورۂ النحل میں فرمایا:

''اللہ حکم دیتا ہے عدل و احسان اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کا۔'' ۴۰

سورۂ بنی اسرائیل میں بھی حقوق کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے۔

سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں

حقوق کی ادائیگی اور اس کی تاکید سیرت طیبہ ﷺ کا مطالعہ کرنے والے پر واضح ہے' صحیح بخاری کی حدیث ہے:

عن أبی هریرةؓ قال قال رسول اللّٰه من کانت له مظلمة لأخیه من عرضه

أوشیئی فلیتحلله منه الیوم قبل ان لا یکون دینار ولا درهم

ان کان له عمل صالح اخذ منه بقدر مظلمته و ان لم تکن له

حسنات أخذ من سيات صاحبه فحمل عليه۔[41]

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا جس کسی پر کسی مسلمان بھائی کے مال پر، آبرو کی حق تلفی کا ذمہ ہوا سے چاہیئے کہ معاف کرالے اس وقت کے آنے سے پہلے جب اس کے پاس درہم و دینار میں سے کچھ نہیں ہوگا کہ بطور تاوان ادا کر سکے بلکہ اس وقت اگر کچھ عمل صالح ہوگا تو بقدر حق کے صاحب کو دلوا دیا جائے گا' اگر نیکیاں نہ ہوئیں تو حقوق کی ادائیگی میں صاحب حق کے گناہ اس کے کھاتہ میں ڈالدیے جائیں گے۔

صحیح مسلم کی روایت ہے جس کا مفہوم ہے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مفلس وہ شخص ہے جس کی نماز' روزہ قیامت کے دن ان لوگوں کو دے دی جائے گی جن کے ساتھ اس نے زیادتی وحق تلفی کا معاملہ کیا ہوگا۔ پھر اس شخص کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔[42]

صحیح مسلم کی روایت ہے فرمایا:

لتؤدن الحقوق إلىٰ أهلها يوم القيامة۔[43]

قیامت کے دن اہل حقوق کے حقوق دلوائے جائیں گے۔

حقوق کی ادائیگی کی اہمیت کا اس سے اندازلگایا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ کے سامنے ایک عورت کا ذکر آیا کہ وہ قرآن پڑھتی ہے نماز روزے کی پابند ہے لیکن پڑوسی کو تکلیف پہنچا کر اس کے حقوق ضائع کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

هی فی النار وہ دوزخی ہے۔ دوسری عورت جو اپنے پڑوسی کے حقوق ادا کرتی تھی اس کے بارے میں فرمایا وہ جنتی ہے۔[44]

مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں حقوق العباد کی اسی اہمیت کے پیش نظر فقہاء نے اصول قائم کیا ہے۔ **حق العبد مقدم علی حق الله** [45]

بندہ کا حق' اللہ سے مقدم ہے۔ یہی وجہ ہے آپ ﷺ کا معمول تھا حقوق کی ادائیگی کے ساتھ اللہ سے دعا بھی کیا کرتے تھے (دعا اوپر گزر چکی ہے)۔

مستشرقین کا اعتراف

اسلام کی اس خوبی کا اپنوں کے ساتھ غیروں نے بھی اعتراف کیا ہے' پروفیسر سانتی لانا لکھتے ہیں:

''اسلامی قانون کا نظم ماہرین قانون کی نظر میں ہر قدر و ستائش کا مستحق ہے اور اس کا دعویٰ کر سکتا ہے کہ جاگیردارانہ نظام کے بے ڈول اور وحشیانہ رسول و رواج کے مقابلہ میں وہ بہت بلند ہے اور عربی قانون کے اہم اجزاء نے مغربی تصورات کے ارتقاء میں حصہ لیا ہے۔ جس سے اس کی فضیلت ظاہر ہے۔[46]

جنیوا یونیورسٹی کے پروفیسر سپریل لکھتے ہیں:

پوری نسل انسانی کو اسلام کے پیغمبر پر فخر کرنا چاہیے کیونکہ آپ ﷺ نے انسانیت کے لئے وہ پیغام چھوڑا ہے جس کی اعلیٰ معیار پر انسانیت اگر دو ہزار سال میں بھی آ جائے تو بڑی باعث مسرت کامیابی ہوگی۔ ۴۷

ممتاز انگریز مفکر موسیو لیون راس لکھتا ہے:

اسلام ایک جامع کمالات دستور ہے جس کو انسانی، فطری، طبعی، اقتصادی اور اخلاقی قانون کہنا بالکل بجا اور درست ہے۔ ۴۸

خواتین کے حقوق و فرائض

حقوق میں بہت سے حقوق وہ ہیں جن کا مرد و عورت دونوں سے تعلق ہے، لیکن کچھ حقوق وہ ہیں جن کا تعلق خواتین سے ہے، پھر خواتین کی بھی چار بنیادی حیثیتیں ہیں، بیٹی، بہن، بیوی، ماں کچھ حقوق وہ ہیں جن کا تعلق چاروں سے ہے، کچھ حقوق وہ ہیں جن کا تعلق کسی خاص حیثیت سے ہے۔ اسی وجہ سے میں جس حق کا تعلق غالب درجہ میں عورت کی جس حیثیت سے ہے اس کے ضمن میں بیان کروں گی پھر آخر میں مشترکہ حقوق پر روشنی ڈالوں گی۔

خواتین کے حقوق و فرائض بحیثیت بیٹی کے سیرت طیبہ کی روشنی میں

بچے اور بچیاں اللہ کی نعمت ہیں، قرآن نے انہیں زِیْنَةَ الْحَیَاةِ الدُّنْیَا ۴۹

دنیا کی زینت کہا ہے نبی کے توسط سے مسلمانوں کو نیک اولاد کی دعا مانگنے کا طریقہ ۵۰ سکھایا گیا ہے۔ بچیوں کے کچھ حقوق وہ ہیں جن کا تعلق مذہب سے ہے۔ کچھ وہ ہیں جن کا تعلق معاشرت سے، کچھ وہ ہیں جن کا تعلق مال سے ہے۔

﴿۱﴾ بچیوں کا پہلا حق یہ ہے کہ ان کی پیدائش حلال تعلق کے نتیجہ میں ہو،

﴿۲﴾ پیدائش کے بعد شرعی رسومات کی ذمہ داریاں حسب استطاعت ادا کی جائیں جس میں اذان و اقامت، تحنیک، عقیقہ وغیرہ بحیثیت مجموعی بچی کا حق ہے۔

﴿۳﴾ تعلیم دالونا بچی کا حق اور والدین کا فریضہ ہے

ابوز رقلمونی لکھتے ہیں: فرائض کا علم عورت کو اپنے شوہر یا والد سے حاصل کرنا چاہیے۔ ۵۱ بچیاں عہد اسلامی میں بہت اہتمام سے علم حاصل کرتی تھیں، زینب جو حضرت اُم سلمہؓ کی بیٹی تھی ابن عبدالبر نے لکھا ہے وہ اپنے زمانہ کی فقیہ تھیں۔ ۵۲ عیسیٰ ابن مسکین کے بارے میں لکھا ہے صبح وہ خود لوگوں کو تعلیم دیتے تھے، شام کو ان کی بیٹیاں اور بھائی کی بیٹیاں لوگوں کو تعلیم دیتی تھیں۔ ۵۳ خطیب بغدادی

نے صحیح البخاری کریمہ بنت احمد المروزی سے پڑھی ہے۔۵۴ بقول علی میاںؒ انہی سے منقول نسخہ آج برصغیر میں رائج ہے۔تعلیم بچی کا حق اور والدین کا فریضہ ہے، ارشاد نبوی ہے علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔عبدالحی کتانی نے اس حق پر بہت مفصل انداز میں روشنی ڈالی ہے۔۵۵

﴿۴﴾ تربیت انسانیت کا جھومر اور اسلامی تعلیمات کا محور ہے

خود نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹیوں کی اعلیٰ تربیت فرمائی، قرآن کریم نے تمام مسلمانوں کو حکم دیا ہے:

قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا۔۵۶

خود بھی نیک کام کر کے جہنم سے بچو اور اولاد کو بھی بچاؤ، اور یہ صرف اچھی تعلیم کے ساتھ تربیت سے ہی ممکن ہے۔امام ابن جوزیؒ نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

من کن لہ ثلاث بنات یو د بھن ویر حمھن و یکفلھن و جبت له الجنة بستة قیل یا رسول اللّٰہ (ﷺ) فان کانتا اثنتین قال و ان کانتا اثنتین قال فرأی بعض القوم أن لو قالوا واحدة لقال واحدة ۵۷

جس کی تین بچیاں ہوں اور وہ انہیں (اعلیٰ تربیت کے ذریعہ) مؤدب و مہذب بنائے ان کے ساتھ رحم دلی کا معاملہ کرے ان کی کفالت کرے تو اللہ نے اس کے لئے ہر حال میں جنت واجب کر دی ہے، نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا اگر اس کی دو بچیاں ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا دو ہوں پھر بھی یہی حکم ہے، بعض افراد نے کہا اگر صرف ایک بچی ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا پھر بھی یہی حکم ہے۔

یہاں خصوصی طور سے بچیوں کا ذکر کیا گیا ہے اس لئے کہ عرب بچوں کی تو اعلیٰ تربیت کرتے بچیوں پر توجہ نہیں دیتے تھے۔اعلیٰ تربیت اسی وقت ممکن ہے کہ پہلے والدین خود عمل کریں، پھر بچے بھی عمل کریں گے۔آپ ﷺ نہ خود صدقہ کھاتے نہ حسنینؓ کو کھانے دیتے تھے۔۵۸ نہ خود جھوٹ بولتے نہ بچوں کو بولنے دیتے تھے۔۵۹ بچوں کو کھانا کھاتے ہوئے ادب سکھاتے تھے۔۶۰

﴿۵﴾ بچوں اور بچیوں کے ساتھ مساوات کا سلوک:

بھی بچی کا حق ہے ایک شخص نے اپنے ایک بچہ کا جائیداد دی اور اس پر آپ ﷺ کو گواہ بنانا چاہا آپ ﷺ نے فرمایا تم نے دوسروں کو کیا دیا اس نے کہا کچھ نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم مجھے ظلم پر گواہ بنانا چاہتے ہو، یعنی اگر کچھ دیا جائے تو سب کو برابر دیا جائے۔۶۱ اسی طرح جو یتیم بچی زیر پرورش ہو اس کے بھی یہی پانچوں حقوق ہیں، جیسا کہ سورۃ النساء میں حکم دیا گیا ہے۔۶۲ اور اس کی فضیلت واضح کرتے ہوئے فرمایا: **أنا و کافل الیتیم ھکذا** ۶۳ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والے قیامت کے دن اس طرح سے ساتھ ہوں گے جیسے یہ دو انگلیاں۔لہٰذا بیوی کے پچھلے شوہر کی اولاد کے بھی یہی حقوق ہوں گے۔۶۴

﴿۶﴾ ماں کے پاس پرورش کا حق

بچیاں چونکہ ماں سے زیادہ مانوس ہوتی ہیں اس لئے بلوغت تک ماں کے پاس رہنے کا حق ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے ایک عدالتی فیصلہ دیتے ہوئے فرمایا تھا: **انت احق به مالم تنكحى** ۔ ۶۵ جامع ترمذی کی روایت ہے جس نے ماں کو اس کے بچے یا بچی سے جدا کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کو اس کے پسندیدہ لوگوں سے جدا کر دے گا۔ ۶۶

﴿۷﴾ نفقہ (اخراجات) و کفالت کا حق

بچیوں کا حق ہے کہ والدین و سرپرست ان کی مالی کفالت کریں اور ان کی جملہ اخراجات اپنی وسعت کے مطابق اٹھائیں۔ ۶۷ اگر بچے معذور ہوں تو ساری زندگی ان کی کفالت والدین کے ذمہ رہتی ہے۔

﴿۸﴾ محبت کا حق

بچیوں سے محبت ان کا حق ہے۔ سیرت طیبہ ﷺ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے آپ ﷺ بچوں سے پیار کرتے، حضرت حسنؓ کو پیار کرنے پر جب ایک دیہاتی نے اعتراض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا میرے بس میں نہیں ہے کہ بچوں کو محبت تیرے دل میں ڈالوں جب اللہ نے کھینچ لی ہے۔ ۶۸ قرع بن حابس کو جواب دیا **من لا يرحم لا يرحم** جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ فرمایا جو بچوں سے رحمت و محبت کا سلوک نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ ۷۰

﴿۹﴾ عزت کا حق

رحمت کا تقاضا ہے بچوں کی عزت کی جائے ان کی اہانت کا رویہ اختیار نہ کیا جائے۔ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

سن لو تمہارا مال، جان آبرو قیامت تک کے لئے ایک دوسرے پر حرام ہیں۔ ۷۱

اگر ہم بچوں کے ساتھ بدسلوکی کریں ذلت آمیز رویہ اختیار کریں تو کل بڑے ہو کر وہ بھی ایسا ہی کریں گے سورۃ الحجرات میں مذاق اڑانے، طعنہ زنی کرنے اور برے نام رکھنے سے باز رہنے کا حکم بچیوں کے لئے بھی ہے۔ ۷۲ بچیوں کا اچھا نام رکھنا اسی نام سے بلانا یہ ان کا حق ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے حکم دیا ہے ۷۳ ارشادِ نبوی ﷺ: **اكرم ولدك و احسن ادّبه** ، ۷۴ اپنے بچوں کی عزت کرو اور ان کی اچھی تربیت کرو۔

﴿۱۰﴾ تجہیز و تکفین کا حق

اگر بچہ کا انتقال ہو جائے تو پورے اعزاز و اکرام اور اسلامی رسوم سے غسل، کفن اور جنازہ کے ساتھ اسے دفنایا جائے گا، جیسا کہ آپ ﷺ نے عبداللہ بن عثمان غنیؓ کے ساتھ کیا۔ ۷۵ (مرد بچے کے بارے میں جنازہ کے مسئلہ میں اختلاف ہے) بچیوں کے ان دس اہم حقوق کی وضاحت کے بعد اب ہم ان کے فرائض کا بھی سیرت طیبہ ﷺ سے مطالعہ کرتے ہیں۔

فرائض

بچیوں کا فرض ہے وہ والدین کی اطاعت کریں۔ اللہ نے وصیت کے انداز میں حکم دیا ہے: وَ وَصَّیْنَا بِوَالِدَیْهِ اِحْسَانًا ۷۷ والدین کے ساتھ احسان اور حسن سلوک کا معاملہ کریں، یہی حکم سورۂ مریم ۷۸ سورۂ بقرہ ۷۹ سورۂ النساء ۸۰ سورۂ الانعام ۸۱ اور سورۂ لقمان ۸۲ میں دھرایا گیا ہے بلکہ تاکیداً فرمایا گیا ہے کہ اگر بڑھاپے کے اثر سے وہ ناجائز باتیں بھی کریں تو انہیں جواب نہ دو برداشت کرو۔ ۸۳ ہاں اگر خلاف شرع کام کا حکم دیں تو اطاعت لازم نہیں۔ صحیح بخاری کی روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا پنج وقتہ نماز کے بعد سب سے اہم کام والدین سے حسن سلوک ہے۔ ۸۴ دوسرا اہم فریضہ والدین کی مالی و جسمانی خدمت ہے۔ حتی کہ جہاد جیسا فریضہ بھی ان کی اجازت کے بغیر نہیں کیا جا سکتا بالخصوص اس وقت جبکہ کوئی ان کی خدمت کرنا والا نہ ہو جیسا کہ معاویہ بن جاھمۃ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ ۸۵ اویس قرنیؒ کو بھی بہترین تابعی ہونے کی فضیلت والدہ کی خدمت کی وجہ سے ملی۔ ۸۶ اس لئے والدین کو دکھ نہیں دینا چاہیے۔ اگر والدین کا انتقال ہو جائے تو اولاد کا فرض ہے کہ ان کی لئے ایصال ثواب کریں۔ ۸۷ اگر بچی خوشحال ہے اور والدین غریب ہیں تو ان کی کفالت کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا من بر والدیہ طوبیٰ لہٗ زاد اللہ فی عمرہ۔ ۸۸ جو اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے اس کے لئے خوش خبری ہے کہ اللہ اس کی عمر لمبی کرتا ہے۔

خواتین کے حقوق و فرائض بحیثیت بہن سیرت طیبہ کی روشنی میں

عورت کی دوسری حیثیت بہن ہونا ہے۔ بہنوں کی یا بھائیوں کی بہن اسے بھی تقریباً وہی تمام دس حقوق حاصل ہیں جو اور بچیوں کے حقوق میں بیان کر چکی ہوں۔

بڑی بہن بڑے کے حکم میں ہے اور بڑا بھائی باپ کی حیثیت رکھتا ہے۔ بقول حضرت تھانویؒ اسی پر بڑی بہن اور چھوٹی بہن کو قیاس کر لینا چاہیے۔ ۸۹

ایک حدیث اوپر (حق نمبر چار میں) ملاحظہ کر چکے ہیں۔ جامع ترمذی کی روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

من كانت له ثلاث بنات أو ثلاث اخوات أو ابنتان او اخوتان فاحسن صحبتهن واتقى الله فيهن فله الجنة ۹۰

جس کی تین بچیاں یا تین بہنیں دو بچیاں یا دو بہنیں ہوں، اس نے انہیں اچھی طرح رکھا اور اللہ سے ڈرتا رہا تو گویا اس کے لئے جنت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا جو کچھ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہو اس میں سب سے زیادہ فضیلت اس خرچ پر ہے تم اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتے ہو۔ ۹۱

﴿۱۱﴾ عبادت کا حق

اگر عورت بالغ ہو جائے تو اس پر شرعاً تمام عبادات کی ادائیگی لازم ہو جاتی ہے۔ یہ اس کا فریضہ بھی ہے اور حق بھی لہٰذا اسے عبادت سے نہیں روکا جا سکتا کہ سورۃ النحل، النساء اور الاحزاب میں حکم دیا گیا ہے۔۹۲

﴿۱۲﴾ نکاح کا حق

عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی مرضی سے نکاح کرے۔ اسلامی نقطہ نظر سے اسے کسی کے ساتھ نکاح کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا، شہد مرتضیٰ مطہری لکھتے ہیں آپ ﷺ کے پاس جب حضرت علیؓ نے فاطمہؓ کے لئے نکاح کا پیغام بھیجا تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا:

اب تک کئی افراد نے فاطمہؓ کے لئے نکاح کا پیغام دیا ہے، میں نے ان کے لئے خود فاطمہؓ سے بات کی مگر فاطمہؓ نے چہرے سے ناگواری کا اظہار کیا، اس لئے منع کر دیا گیا، اب تمہاری بات بھی کر لیتے ہیں۔ پھر فاطمہؓ کی رضامندی سے آپ ﷺ نے یہ رشتہ طے فرما دیا۔۹۳ یہ آپ ﷺ کی سیرت تھی، تعلیمات بھی ملاحظہ فرمائیں

آپ ﷺ نے فرمایا:

تنکح الأیم حتی تستأمر ولا تنکح البکر حتی تستأذن۔۹۴

شادی شدہ کی دوسری شادی اس کی مرضی کے بغیر نہ کی جائے اور غیر شادی اس کی اجازت کے بغیر نہ کریں۔

اسی طرح نکاح شغار جس میں باپ اپنی بیٹی یا بھائی اپنی بہن دوسرے کا نکاح میں بلا مہر دے کر اس کے بدلہ اس کی بیٹی یا بہن کے اپنے نکاح میں لیتا ہے یہ شرعاً ممنوع ہے اس لئے کہ عورت مال نہیں ہے جس کا تبادلہ کوئی شخص اپنی مرضی سے کر لے۔

فرائض

ایک بہن کے بھی وہی فرائض ہیں جو اوپر میں بیٹی کے فرائض بیان کر چکی ہوں، البتہ اس کو اپنے سے چھوٹوں پر وہی مقام حاصل ہے جو باپ کو اولاد پر ہوتا ہے۔ اس حیثیت میں بری بہن کی وہی ذمہ داریاں ہیں جو بڑے بھائی کی ہیں۔ اسے چاہیے اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کا خیال رکھے، ان کی اچھی تربیت کرے،

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

المرأة راعیة علی اهل بیت زوجها وهی مسؤلة عنهم ۹۵

عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے، اس سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے جو بہن گھر میں بڑی وہ وہ گھر کی نگران ہے۔ اسے چاہیے وہ اپنے سے چھوٹوں کی تعلیم، تربیت، ضروریات کی نگرانی کرے۔

تو نے سیکھی ہی نہیں ہیں انجمن آرائیاں جان عصمت، شان عفت ہیں تری تنہائیاں

خواتین کے حقوق وفرائض بحیثیت بیوی

سیرت طیبہ کی روشنی میں

عورت کی تیسری حیثیت اور شناخت ''بیوی کی ہے۔

﴿۱۳﴾ مہر کا حق

بیوی کی حیثیت قبول کرتے ہی عورت کو حق حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ اپنا مہر شوہر سے وصول کرے۔ اسی طرح عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنا معقول مہر مقرر کروائے۔ اور مہر میں ملنے والا مال عورت ہی کی ملکیت ہوگا۔ ہمارے ہاں یہ ہوتا ہے کہ والدین مہر بچی کو دینے کے بجائے اپنی جیب میں رکھ لیتے ہیں یا شوہر ساری زندگی مہر ہی ادا نہیں کرتے بلکہ عورت کو یونہی مجبور کرتے ہیں کہ مہر معاف کردو اس کی شریعت میں قطعاً اجازت نہیں بلکہ قرآن میں مردوں کو واضح حکم دیا گیا ہے:

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحۡلَةً ؕ۹۶

''عورتوں کو ان کا حق مہر پورا پورا ادا کرو۔'' اس کی تائید دوسری آیت سے بھی ہوتی ہے۔

فَمَا اسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِهٖ مِنۡهُنَّ فَاٰتُوۡهُنَّ اُجُوۡرَهُنَّ فَرِيۡضَةً ؕ۹۷

یعنی جن عورتوں سے استفادہ کرتو ان کا مہر بھی پورا ادا کرو۔

ہاں البتہ اگر عورت مہر وصول کرنے کے بعد اپنی خوش دلی سے کچھ یا مکمل مہر شوہر کو واپس کردے تو اس کے لئے اس مہر کو استعمال کرنا جائز ہے۔ مہر کتنا ہو اس کی شریعت نے کوئی حد مقرر نہیں کی۔ حضرت عمرؓ نے مہر کی حد مقرر کرنی چاہی تو ایک بڑھیا نے کھڑی ہو کر اعتراض کیا اور آپؓ نے اس اعتراض کو قبول کیا۔ ہاں البتہ فقہاء کے رائے ہے کہ مہر شوہر کی حیثیت کا دوسرا حق یہ کہ شوہر اس کے کھانے پینے لباس اور رہائش کے اخراجات برداشت کرے۔ ۹۹ عورت مرد سے زیادہ مالدار ہو پھر بھی بیوی کا نفقہ شوہر پر فرض ہے۔ ۱۰۰ سورۂ طلاق میں حکم ہے:

اَسۡكِنُوۡهُنَّ مِنۡ حَيۡثُ سَكَنۡتُمۡ مِّنۡ وُّجۡدِكُمۡ۔ ۱۰۱

اپنی حیثیت کے مطابق ان کو رہنے کا مکان دو'

یہی وجہ ہے کہ اگر شوہر اس حق کو ادا کرنے میں ناکام رہے تو صحیح بخاری کی روایت کے مطابق عورت کو حق ہے مطالبہ کرے اما ان تطعمنی و اما ان تطلقنی ۱۰۲ یا تو مجھے کھلا ؤ ورنہ طلاق دے دؤ سورۂ طلاق کے مطابق مرد اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرنے کا پابند ہے۔ ۱۰۳

آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ شوہر پر بیوی کے کیا حقوق ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

تطعمها إذا طعمت و تکسوها أذا اکتسیت ۔[104]

جو تم کھاؤ وہ اپنی بیوی کو کھلاؤ جو تم پہنو اسی درجہ کا لباس اسے پہناؤ۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

اللہ کی راہ میں جو مال خرچ کیا جاتا ہے اسمیں بہترین صدقہ وہ ہے جو انسان اپنی پر خرچ کرتا ہے۔[105] ایک سائل کے جواب میں فرمایا: انفقه علی زوجتک [106] مال کو اپنی بیوی پر خرچ کرو' فرمایا: بیوی پر خرچ ہونے والے ایک لقمہ پر بھی ثواب ملتا ہے۔[107]

﴿۱۵﴾ حقوق زوجیت قائم کرنے کا حق

اگر کوئی شوہر بیوی سے حقوق زوجیت ادا کرنے میں ناکام رہے تو عورت کو حق حاصل ہے کہ وہ عدالت سے نکاح فسخ (ختم) کروالے۔[108]

﴿۱۶﴾ خلع کا حق

اگر شوہر کے ساتھ زندگی گزارنا ناممکن نظر آئے' صلح کی کوئی صورت نہ بن سکے تو بیوی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ عدالت سے خلع حاصل کر کے آزاد ہو جائے۔

﴿۱۷﴾ مساوات کا حق

اگر کسی شخص کی اور بھی بیویاں ہوں تو مرد پر لازم ہے کہ وہ مساوات کا معاملہ کرے یہ مرد پر فرض ہے اور عورت کا حق ہے۔[109]

ارشادِ نبوی ہے:

من کانت له إمرأ تان فلم يعدل بينهما جاء يوم القيامة و شقه ساقط ۔[110]

جس کی دو بیویاں ہوں وہ ان کے درمیان عدل نہیں کرے گا تو قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کا کاندھا جھکا ہوا ہوگا۔

﴿۱۸﴾ شوہر کی خدمت اور گھریلو کام سے انکار کا حق

فقہاء کرام نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ عورت پر گھریلو کام کھانا پکانا' کپڑے دھونا لازم نہیں' اگر شوہر ملازم رکھنے کی استطاعت رکھتا ہو تو پر ملازم رکھنا لازم ہے' بلکہ ان سب کاموں کی انجام دہی شوہر کی ذمہ داری ہے۔ جیسا کہ علامہ کالسانی

نے صراحت فرمائی ہے۔[۱۱]

﴿۱۹﴾ بچے کو دودھ پلانے سے انکار کا حق

عورت کو حق ہے کہ عام حالات میں دودھ پلانے سے انکار کر دے اور شوہر دودھ پلانے کے لئے کسی کو ملازم رکھے' قرآن سے بھی اس کی اجازت معلوم ہوتی ہے فرمایا: وَ اِنْ تَعَاسَرْ تُمْ فَسَتُرْ ضِعُوْا لَهٗ اُخْرٰى [۱۲] اگر دودھ پلانے کے مسئلہ پر اختلاف ہو جائے تو شوہر دودھ پلانے کے لئے کسی اور عورت سے معاوضہ پر دودھ پلوائے۔[۱۳] آپ ﷺ نے بھی حلیمہ سے دودھ پیا اور اپنے بیٹے ابراہیم کو بھی دودھ پلوایا' اسی طرح عورت کو اپنی عزت و آبرو کے تحفظ کا حق حاصل ہے۔ جس کا پہلے ذکر کر چکی ہوں۔

﴿۲۰﴾ رشتہ داروں سے ملنے کا حق

بیوی کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے محارم سے ملے جلے' شوہر کو قطع رحمت کی ممانعت ہے۔ بیوی کا ایک حق یہ بھی ہے کہ شوہر اس سے محبت کرے اس حق کا پہلے ذکر آ چکا ہے اسی طرح ایک حق یہ بھی ہے کہ بیوی کی عزت کرے اس پر بھی میں اُس سے قبل روشنی ڈال چکی ہوں۔

فرائض

بیوی کے جہاں شریعت نے بہت سے حقوق بیان کئے ہیں وہیں اس پر کچھ فرائض بھی عائد کئے ہیں۔ اور وہ اس حد تک بڑھے ہوئے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو بیویوں کو حکم دیتا کہ ان تسجد لزوجها[۱۴] شوہروں کو سجدہ کریں' عورت کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ پاک دامن رہے۔ دوسرا یہ کہ شوہر کی ناشکری نہ کرے ارشاد نبوی ﷺ ہے:

لا ینظر اللّٰہ اِلیٰ امراۃ لا تشکر لزوجها۔[۱۵]

اللہ ایسی عورت پر رحمت کی نظر نہیں ڈالتا جو شوہر کی ناشکری کرتی ہے۔

بیوی کا تیسرا فرض یہ ہے کہ شوہر کی غیر موجودگی میں اس کے مال اس کی اولاد کی صحیح طرح حفاظت و نگرانی کرے' آپ ﷺ نے فرمایا:

والمرأۃ بیت زوجها راعیة۔[۱۶]

عورت شوہر کے گھر کی نگران ہے' قیامت کے دن اس سے اس کی باز پرس کی جائے گی۔

بیوی کا چوتھا فریضہ یہ ہے کہ وہ شوہر کی ہر جائز حکم میں اطاعت کرے اور حقوق زوجیت کے لئے جب شوہر مدعو کرے تو اس کی اطاعت کرے حتیٰ کہ نفلی روزہ تک شوہر کی اجازت سے رکھنے اور اس کے مطالبہ پر توڑنے کا آپ ﷺ نے حکم دیا ہے۔[۱۷] شوہر سے ادب سے بات کرنا اس کے عزیزوں کی عزت کرنا۔[۱۸] اہم فرائض میں داخل ہے۔

خواتین کے حقوق وفرائض بحیثیت ماں سیرت طیبہ کی روشنی میں

جس کے پیروں تلے جنت کے ایوان وچمن　　جس کے دم سے جگمگا تا ہے شبستان سخن

عورت کی ایک حیثیت ''ماں'' کی ہے۔

انسانی زندگی کا یہ آخری اسٹیج ہے۔اور یہی مقام سب سے زیادہ مقدم ہے۔اس لئے سب سے آخر میں اس پر روشنی ڈال رہی ہوں۔اسلام نے جو مقام اور حقوق عطا کئے ہیں اس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ارشادِ نبوی ﷺ ہے: **الجنة تحت اقدام الامهات** جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے ہم نے والدین سے حسن سلوک کی وصیت کی ہے۔اس لئے کہ ماں نو ماہ تک پیٹ میں پرورش کی تکلیف اٹھاتی ہے پھر پیدائش کی تکلیف اس کے بعد اپنے خون سے بنے ہوئے دودھ سے سیراب کرتی اور اس کی پرورش میں رات کی نیند دن کا سکون صرف کرتی ہے۔۱۱۹

ماں کو وہی حقوق حاصل ہیں جو میں بیویوں کے حقوق میں بیان کر چکی ہوں۔اس کے علاوہ کچھ یہ ہیں۔

﴿۲۱﴾ بچی کی پرورش کا حق

اس پر میں بچیوں کے حقوق کے ضمن لکھ چکی ہوں' یہاں اتنی وضاحت ضروری ہے کہ بچہ کو سات سال تک اور بچی کو بلوغت تک اپنے پاس رکھنے ماں کا حق ہے۔طلاق یا خلع کی صورت میں جو شوہر اور اولاد چھین لیتے ہیں وہ ظلم کرتے ہیں' ارشادِ ربانی ہے: **لَا تَضَارَّ وَالِدَةٌ تنکحی**۔۱۲۱

جب تک تم نکاح ثانی نہیں کرتیں اس وقت تک تم ہی پرورش کی حق دار ہو' البتہ اخراجات شوہر کے ذمہ لازم ہیں۔

﴿۲۲﴾ عزت واحترام کا حق

ماں کی عزت واحترام باپ سے بھی زیادہ ہے۔اس لئے کہ آپ ﷺ نے ماں کو باپ پر ایک درجہ زیادہ حق دار قرار دیا ہے۔ماں چاہے سگی ہو یا سوتیلی یا رضاعی (دودھ پلانے والی) یا غیر مسلم ہر حال میں حکم یکساں ہے۔۱۲۲ اسی لئے واضح حکم دیا گیا کہ انہیں اُف بھی نہ کہو۔۱۲۳ دادا' دادی' نانا' نانی اسی حکم میں ہیں۔

اگر خلاف شرع کوئی حکم دیں تو اطاعت لازم نہیں لیکن بے عزتی کا پھر بھی حق نہیں ہے۔

﴿۲۳﴾ کفالت کا حق

ماں کی کفالت کا یعنی ان کے کھانے پینے لباس رہائش کے اخراجات شوہر کے بعد اولاد کی ذمہ ہیں' اگر اولاد کفالت نہ کرے تو ماں عدالت سے انہیں پابند کرواسکتی ہے' البتہ اگر اولاد خود غریب ہو تو پھر وہ اس حق کا مطالبہ نہیں کر سکتی ہے۔

﴿۲۴﴾ عقد ثانی کا حق

اگر کسی عورت کے شوہر کا انتقال ہو جائے تو ماں کو دوسرے نکاح کا حق حاصل ہے۔ جیسا کہ میں اوپر نکاح کے حق میں لکھ چکی ہوں' ایسے موقع پر اولاد یا رشتہ داروں کو اسے اپنی غیرت کے خلاف سمجھنا غلط ہے۔

فرائض

حقوق کے ساتھ کچھ فرائض بھی لازم کئے گئے ہیں کہ بحیثیت ماں کے شوہر کی غیر موجودگی میں وہ گھر کی سرپرست ہے۔ جیسا کہ ارشادِ نبوی ﷺ: والمرأة راعية ۔[۱۲۴] لہٰذا شوہر کی غیر موجودگی میں اس کے مال کی حفاظت اپنی آبرو کی حفاظت اور اولاد کی اعلیٰ تربیت ماں کے فرائض میں شامل ہے' اس کے علاوہ وہی فرائض ہیں جن کا اوپر بیوی کے فرائض میں ذکر کر چکی ہوں۔

خواتین کے مشترکہ حقوق سیرت طیبہّ کی روشنی میں

یہاں تک میں نے ان حقوق کا تذکرہ کیا ہے جو غالب درجہ میں خواتین کی کسی ایک حیثیت یعنی بیٹی' بہن' بیوی اور ماں سے متعلق تھے' اب یہاں میں حقوق کا تذکرہ کر رہی ہوں جو ان چاروں میں مشترکہ ہیں یعنی سب کے حقوق ہیں۔

﴿۲۵﴾ زندگی کا حق

اسلام میں ایک انسان کے قتل کو ساری انسانیت کا قتل قرار دیا گیا ہے اور ایک انسان کی زندگی بچانے کو سارے انسانوں کی زندگی بچانے کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔[۱۲۵] اہلِ عرب کے بعض قبائل میں بچیوں کو زندہ درگور کرنے کی رسم تھی' بچیوں کی پیدائش پر شرم سے منہ چھپا کر پھرتے تھے۔[۱۲۶] انہیں قتل کرنے میں عزت کا تحفظ سمجھتے تھے۔ قتل کے پیچھے دو فلسفے تھے' ایک عزت کا تحفظ' دوسرا اسے زندگی بھر کھلانا پڑے گا' قرآن سورہ التکویر[۱۲۷] میں پہلے فلسفہ اور سورۂ انعام[۱۲۸] میں دوسرے فلسفہ کا رد کیا ہے' اسلام کی بدولت عرب سے قبیح رسم ختم ہوگئی' لیکن زندگی ضائع کرنے کا حق پہلے بھی یورپ میں رائج تھا جیسے اسقاط حمل کی صورت اور اس کے پیچھے یہ فلسفہ تھا کہ جس نے پیدا کیا ہے اسے مارنے کا بھی حق ہے' پھر ہندوؤں میں ''ستی'' کی رسم کے نام پر عورتوں کا قتل ہوتا رہا۔[۱۲۹]

اسلام نے خواتین کو زندگی کا تحفظ عطا فرمایا' حتیٰ کہ جہاد کے موقع پر آپ ﷺ نے ایک خاتون کی لاش دیکھی تو فرمایا:

نهی عن قتل النساء و الصبیان۔ ۱۳۰؎

یعنی عورتوں اور بچے بچیوں کو ایسے موقع پر بھی قتل کی اجازت نہیں۔

﴿۲۶﴾ وراثت کا حق:

اسلام سے پہلے دنیا کے کسی مذہب میں عورت کو وراثت کا حقدار تسلیم نہیں کیا گیا۔ مولانا وحیدالدین خان لکھتے ہیں:

> قدیم دنیا میں مختلف توہماتی خیالات کے تحت عورت کو حقیر سمجھ لیا گیا تھا۔ اس کے نتیجے میں عورت کو جن حقوق سے محروم کیا گیا ان میں سے ایک جائداد کا حصہ تھا۔ خاندان کی جائیداد میں عورت کا حصہ ختم کر دیا گیا یہ اسلام تھا جس نے تاریخ میں پہلی بار باقاعدہ طور پر عورتوں کا وراثتی حصہ مقرر کیا۔

J.M رابرٹس نے لکھا ہے:

Its coming was in many ways revolutionary, It kept women, for example, in an inferior position, but gave them legal roghts over propertynot available to women in many European countries Until the nineteenth Centruy. Even the slave had rights and inside the community of the believers there were no castes nor in hearted status. this revolution was rooted in a religion which-like that of the Jaws was not distinct from other sides of life, but embraced them all. (J.M. Roberts) 131؎

اسلام کی آمد بہت سے انقلابی تھی' مثال کے طور پر اس نے عورتوں کو مردوں کے مقابلہ میں اگر چہ کم درجہ دیا مگر اس نے عورتوں کو جائداد پر قانونی حق دیا جو کہ یورپ کے اکثر ملکوں کی عورتوں کو ۱۹ویں صدی عیسوی تک بھی حاصل نہ ہوسکتا تھا۔ حتیٰ کہ غلام بھی حق رکھتے تھے اور اہل ایمان کی جماعت کے اندر نہ ذات پات تھی اور نہ پیدائشی درجات اس انقلاب کی جڑیں ایک ایسے مذہب میں جمی ہوئی تھیں جو کہ یہود کی مانند صرف دوسری زندگی سے تعلق نہیں رکھتا تھا بلکہ سب کچھ اپنے اندر سمیٹے ہوئے تھے۔

اسلام نے عورت کو وراثت میں حق دلایا جبکہ اسلام سے پہلے عورت خود وراثت میں تقسیم ہوتی تھی' سورۃ النسا ۱۳۲؎ میں اللہ تعالیٰ نے واضح حکم دیا کہ جتنا حصہ ملے گا عورت کو اس کا نصف حصہ ملے گا' اور نصف دو وجہ سے ہے' ایک جہاد فرض نہ ہونے' دوسرے مہر و نان نفقہ شوہر پر لازم ہونے کے سبب جیسا کہ شہید مطہری نے لکھا ہے۔ ۱۳۳؎ اعتراف کرتے ہوئے مستشرق ملادی لکھتے ہیں:

Muhammad did not only reform this, but made provision for bettering the Position

of women in respect of inheritance and Succession. He has laid down definite and specific rules n respect of te same. 134ـہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف زمانہ جاہلیت کی حق تلفی کو دور کیا بلکہ عورتوں کے لئے میراث میں حصہ مقرر فرمایا اور وراثت کے سلسلے میں واضح قوانین مقرر فرمائے۔

﴿۲۷﴾ برابری کا حق

اسلام نے تمام انسانوں کو بلاتفریق جنس برابر قرار دیا ہے۔سورہ الحجرات میں فرمایا:

ہم نے تم کو اک مرد ایک عورت سے پیدا کیا' پھر قومیں برادریاں' بنائیں تا کہ تعارف میں آسانی ہو' اللہ کے نزدیک زیادہ معزز وہ شخص ہے جو زیادہ متقی ہے۔۱۳۴ؔ

خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر بھی اس کی وضاحت فرمادی الا بتقوىٰ ۱۳۵ؔ جو زیادہ اللہ سے ڈرتا ہے وہ زیادہ مرتبہ والا ہے۔ کسی جنس نسل یا عہدہ کی بناء پر کوئی بڑا نہیں۔

﴿۲۸﴾ ملکیت کا حق

خواتین کو ملکیت کا حق نہیں تھا' اسلام نے انہیں ملکیت کا حق دے کر ان کی شخصیت کو مکمل کیا۔معروف مستشرق جرمن فاضلہ پروفیسر اینی میری شمل نے اپنے انٹرویو میں اعتراف کرتے ہوئے کہا میرے خیال میں یہ حقیقت بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے کہ قرآن مجید نے ساتویں صدی میں خاتون کی یہ غیر معمولی حق عطا کر دیا تھا کہ وہ نکاح کے بعد والدین کے گھر جو مال و اسباب یا دولت لے کر آئے شادی کے بعد خود کمائے اس پر خالصتاً خاتون کا اختیار ہو گا' اور شوہر کو بیوی کو املاک اور جائداد پر قطعاً کوئی اختیار اور حق حاصل نہیں۔ یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اس دور میں جبکہ یورپ میں خواتین سراسر مردوں کی محتاج تھیں۔اسلام کتنا ترقی پسند دین تھا۔۱۳۶ؔ

مولانا وحیدالدین ایک انگریز مصنف کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

But gave them legal rights over property not available to woman in many European Countries Until the nineteenth Century. 137ـہ

اسلام نے عورتوں کو جائداد پر قانونی حق دیا جو کہ یورپ کے اکثر ملکوں کی عورتوں کو ۱۹ ویں صدی عیسوی تک بھی حاصل نہ ہو سکا تھا۔

آپ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر بھی اعلان فرمایا کہ تمہارا مال ایک دوسرے پر حرام ہے۔کوئی بھی مرد سوائے والدین کے عورت سے اس کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں لے سکتے۔۱۳۸ؔ شوہر چاہے غریب ہو اخراجات اسی ذمہ داری ہے اور عورت اس

کی اجازت کے بغیر بھی اس کے مال سے ضروریات پوری کرسکتی ہے جبکہ مرد عورت سے ایک روپیہ بھی اس کی مرضی کے بغیر نہیں لے سکتا۔

﴿۲۹﴾ غیر شرعی حکم ماننے سے انکار کا حق

اسلامی نقطہ نظر سے ملک کا حکمران، والدین یا شوہر جو بھی خلاف شریعت حکم دے اس کی اطاعت لازم نہیں جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے: **لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق**۔ ۱۳۹

﴿۳۰﴾ تبلیغ اسلام تنظیم واجتماع کا حق

سورۂ آل عمران ۱۴۰ میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی ذمہ داری مردوں کے ساتھ خواتین پر بھی ڈالی گئی ہے سورۃ التحریم میں حکم ہے: اپنے اہل خانہ کو بھی جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ ۱۴۱ لہٰذا خواتین کا حق ہے وہ بھی اسلام کے فروغ میں حتی الوسع حصہ لیں۔

﴿۳۱﴾ حصول انصاف کا حق

پیارے پیغمبر ﷺ کی آمد ہی حق وانصاف کی فراہمی کے لئے تھی مسلمانوں کو سورۃ النساء میں تعلیم دی گئی ہے کہ انصاف کہ علمبردار بنو یہ انصاف خود تمہاری ذات یا اقرباء کے خلاف ہی کیوں نہ جاتا ہو۔ ۱۴۲ اگر کسی عورت کے ساتھ ناانصافی ہوتی ہے یہ ناانصافی کرنے والا اس کا اپنا یا اجنبی ہو تو وہ حصول انصاف کے لئے عدالت کا راستہ اختیار کرسکتی ہے۔

﴿۳۲﴾ اظہار رائے واحتساب کا حق

آپ ﷺ کا معمول تھا ہر کام میں صحابہ صحابیات سے مشورہ لیتے تھے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ ﷺ نے اپنی بیوی کے مشورہ سے احرام کھولدیا' خولہ بنت ثعلبہ' سر راہ عمرؓ کو روک کر نصیحت کرتی تھیں۔ ۱۴۳ عمرؓ نے مہر کی رقم مقرر کرنی چاہے تو ایک خاتون نے بھری مجلس میں ٹوک دیا کہ جب قرآن نے آزادی دی ہے تو آپؓ کیسے محروم کرسکتے ہیں' آپؓ نے فرمایا **اصابت امرأة و اخطا عمر**۔ ۱۴۴ اس عورت نے صحیح کہا ہے عمرؓ سے غلطی ہوئی ہے۔

﴿۳۳﴾ ظلم کے خلاف احتجاج کا حق

سورۃ النساء ۱۴۵ میں اجازت دی گئی ہے کہ ظلم کے خلاف آواز بلند کرسکتی ہے' یہ مقالات اداریوں' کتابوں' جلسوں اور کانفرنسوں کی صورت میں ممکن ہے تاکہ جو ظلم خواتین پر ہندوؤں کے تہذیبی اثرات کے سبب جہیز' ستی' وغیرہ کی صورت میں ہورہا ہے۔ یا جاگیردارانہ معاشرہ کے سبب خواتین کو وراثت سے محروم کرنے' قرآن سے شادی کرانے' کاروکاری کے نام پر قتل کرنے کا رواج چل رہا ہے' اس کو روکا جاسکے' آپ ﷺ نے فرمایا: افضل ترین جہاد یہ ہے کہ ظالم کے سامنے کلمہ حق کہا جائے' آپ ﷺ نے فرمایا: **انصر**

أخاك ظالماً او مظلوماً ظالم کوظلم سے اور مظلوم کوظلم سے تحفظ فراہم کر کے ان کی مدد کرو۔

﴿۳۴﴾ نجی زندگی کے تحفظ کا حق

سورۃ النور ۲۷-۶۲ میں گھریلو زندگی کو تحفظ فراہم کیا گیا ہے' بغیر اجازت کسی کو اندر آنے کا حق نہیں ہے۔ یہی حکم سورۃ احزاب ۲۷-۵۳ میں دیا گیا ہے۔ لیکن آج چادر و چار دیواری کا تحفظ ختم ہو چکا ہے' سرکاری کارندے' پولیس اہل کار جس کے گھر میں جب چاہیں گھستے ہیں' بے پردگی اور بدتمیزی کا مظاہرہ کرتے ہیں' حکومت کا فرض ہے وہ خواتین کی نجی و گھریلو زندگی کو تحفظ فراہم کرے۔ حقوق تو اس کے علاوہ اور بھی ہیں' یہاں صرف ۳۴ اہم حقوق بیان کئے گئے ہیں۔

اسلام کے عطا کردہ حقوق کا مغرب کے دیئے گئے حقوق سے تقابلی مطالعہ

اسلام کے عطا کردہ حقوق اور اس کی تاریخ مغرب میں چلنے والی تحریکات اور ان کے نتیجے میں ملنے والے حقوق کا آپ مطالعہ کر چکے' اب میں صرف چند باتیں عرض کرنا چاہوں گی' پہلی یہ کہ اسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے بغیر کسی مطالبہ کے ارشاد خداوندی اور تعلیمات نبویہ ﷺ کے ذریعہ خواتین کو حقوق عطا کئے ہیں' جبکہ مغرب میں طویل تحریکوں' مزاحمتوں کے نتیجہ میں خواتین نے حقوق حاصل کئے' دوسرے یہ کہ اسلامی حقوق وحی الٰہی کے ذریعہ ملے' جس کے عین حکمت و معتدل ہونے میں شک نہیں جبکہ مغربی حقوق ردعمل اور تجربات کی بنیاد پر دیئے گئے' جس کے جزباتی' غیر فطری غیر معتدل ہونے میں کوئی شک نہیں' یہ اور بات ہے کہ اس کے نقصانات بھی رفتہ رفتہ سامنے آ رہے ہیں'' حقوق انسانی کا عالمی منشور'' جس کا بہت چرچا ہے اس کی پہلی دفعہ میں تمام انسانوں کو عزت میں برابر قرار دیا گیا ہے جبکہ اسلام کا اصول ہے جو زیادہ متقی ہے وہ زیادہ با عزت ہے' دفعہ پانچ کی رو سے اسلامی سزائیں تشدد و ظلم قرار پاتی ہیں' دفعہ ۱۶ کے تحت بلا تخصیص مذہب آپس میں شادی کی جاسکتی ہے' جبکہ اسلام میں عورت کا غیر مسلم سے شادی کرنا حرام ہے' دفعہ ۱۸-۱۹ کے تحت ہر شخص کو مذہب تبدیل کرنیا ور آزادی خیال کی اجازت دی گئی ہے' جبکہ اسلام میں اس کی حدود قیود ہیں' سلمان رشدی' تسلیمہ نسرین وغیرہ اسی شق کا ثمرہ ہیں۔ اس منشور میں فرد ہی سب کچھ ہے' مذہب کی کوئی حیثیت نہیں' خاندان و معاشرہ کی حیثیت ثانوی درجہ رکھتی ہے۔ قاہرہ و بیجنگ کانفرنس بھی انہی انحرافی افکار کا خلاصہ ہے۔ جس میں ممبر مما لک سے تقاضا کیا گیا ہے کہ عوام کو آزادانہ جنسی اختلاط اور اسقاط حمل کے مواقع مہیا کئے جائیں اور ہم جنسی کو قانونی جواز دیں' اس پر صرف یہی کہوں گی:

اغیار کے افکار و تخیل کی گدائی ۔۔۔ کیا تجھ کو نہیں اپنی خودی تک بھی رسائی

اسلام کے عطا کردہ حقوق کا ہندو مذہب کے عطا کردہ حقوق سے تقابلی مطالعہ

ہندو مذہب میں عورت کی کوئی حیثیت نہیں ہے' انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس کے مطابق عورت کبھی آزاد نہیں ہوسکتی وہ میراث نہیں پاسکتی ہے' شوہر کے بعد بڑے بیٹے کے ماتحت ہوتی ہے۔۱۴۸؎ ہندو شاستروں کا زور عورت کے فرائض پر ہے حقوق پر نہیں۔۱۴۹؎ منوشاستر کے مطابق جو عورت صرف بیٹیاں پیدا کرے مرد اسے جدا کرسکتا ہے۔۱۵۰؎ عورت کو دوسری شادی کی اجازت نہیں ہے۔۱۵۱؎ بیوہ رہے یا ستی ہوجائے۔۱۵۲؎ بیوگی کی صورت میں سر کے بال کٹیں گے' سفید ساڑھی پہنے گی' زیورات نہیں پہنے گی' بیٹیوں کے زیرنگرانی رہے گی' معاشرتی و مذہبی تقریبات سے دور رہے گی۔۱۵۳؎ تاکہ اس کی نحوست دوسروں پر نہ پڑے۔ ہندو مذہب میں عورت کی اپنی کوئی شخصیت نہیں بلکہ منوسمرتی کے مطابق بچپن میں باپ کے جوانی میں شوہر کے بیوگی میں بیٹوں کے تابع ہوتی ہے۔۱۵۴؎ اس کے مقابلہ میں اسلام میں عورت کی مستقل حیثیت تسلیم کی گئی ہے۔ اس کو پوری آزادی ہے' شادی کرنے' کاروباری معاملات طے کرنے' میراث حاصل کرنے کی اور جب چاہے دوسری شادی کرسکتی ہے' یا عزت کے ساتھ بیوگی کی زندگی گزار سکتی ہے۔ ہر قسم کی محفل میں شریک ہوسکتی ہے۔ خلاصہ کلام ہر حیثیت میں مقدس ہے۔ جبکہ ہندو مذہب میں ہر حیثیت میں ذلیل اور ثانوی درجہ کی مالک ہے۔

جس کے پیروں کے تلے جنت کے ایوان و چمن   جس کے دم سے جگمگاتا ہے شبستان سخن

حقوق نسواں کے سلسلہ میں غیر مسلموں کے اعتراف

ایس پی اسکاٹ اعتراف کرتا ہے محمد ﷺ ہی واحد قانون عطا کرنے والے ہیں' جنہوں نے دنیا میں پہلی بار طبقہ نسواں کے لئے قوانین وضع کئے اور ان کے حقوق کو تحفظ دیا۔۱۵۵؎ مسٹر پیئر کریپٹس لکھتے ہیں' محمد ﷺ نے عورتوں کے حقوق کی ایسی حفاظت کی کہ اس سے پہلے کسی نے نہیں کی تھی۔۱۵۶؎ جسٹس راجندر سچر نے کہا اسلام عورتوں کو جائداد کے حقوق دینے میں بہت زیادہ فراخ دل اور ترقی پسند رہا ہے۔۱۵۷؎

پاکستان کے حوالہ سے حقوق نسواں کا تجزیہ و تجاویز

افسوس ناک بات یہ ہے کہ پاکستان قیام کو پچاس سال گزر چکے ہیں' مگر ہمارے تجربات کا سلسلہ جاری ہے' محسن انسانیت ﷺ کے عطا کردہ قوانین کو چھوڑ کر ہر کوشش کرلی ہے اور ناکام رہی ہے۔ آج بھی اس ملک میں جاگیردار اور وڈیرہ جب چاہے خواتین کو برہنہ کرا کے ان کے جلوس نکالنے' وراثت ہضم کرنے کے لئے بہن بیٹیوں کو کاروکاری کی نذر کرادے یا قرآن

سے شادی کرادے، سرکاری کارندے جب چاہیں گھروں میں گھس کر تھانوں میں بند کر کے عزتیں پامال کریں جو بدمعاش چاہے عورت کی آبروریزی کرلے، کوئی تحفظ نہیں۔

گزارش ہے:

﴿۱﴾ خدارا ان تجربات کا سلسلہ ختم کرکے شرعی قوانین کا نفاذ کیجئے تاکہ رحمت خداوندی کا نزول ہو۔

﴿۲﴾ خواتین کے حقوق کے لئے قانون سازی کی جائے، جس میں ججز کے ساتھ شریعت کے ماہر علماء مساوی درجہ میں شامل ہوں

﴿۳﴾ احتسابی عدالتوں میں خواتین محتسبین کا تقرر عمل میں لایا جائے، جو تجربہ کار ہونے کے ساتھ عائلی قوانین پر ملکہ رکھتی ہوں۔

﴿۴﴾ مذکورہ حقوق نسواں پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔

﴿۵﴾ وراثت کی تقسیم کا لازمی قانون نافذ کیا جائے تاکہ جاگیرداری کا خاتمہ ہو اور خواتین کو وراثت میں حصہ ملے اور معاشی استحکام حاصل ہو۔

﴿۶﴾ کاروکاری کی سزا عمر قید رکھی جائے۔

﴿۷﴾ قرآن سے شادی پر سزا مقرر کی جائے۔

﴿۸﴾ بالجبر شادی کی صورت میں ایس ڈی ایم کو اختیار دیا جائے کہ وہ نکاح فسخ کرادے۔

﴿۹﴾ خواتین کو ملازمتیں فراہم کی جائیں تاکہ وہ معاشی مجبوری سے کسی زیادتی کا شکار نہ ہوں۔

﴿۱۰﴾ خواتین کی بے حرمتی پر شرعی سزائیں دی جائیں۔ میں امید کرتی ہوں حکومت اس کانفرنس کے توسط سے ان گزارشات پر غور کر کے عملی اقدامات کریگی جس سے ملک و بیرون ملک اسلام اور خواتین کے وقار میں اضافہ ہوگا۔

آخر میں دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں سیرت طیبہ ﷺ پر عمل کرنے اور اسے ملک میں نافذ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

ایں دعاء از من و از جملہ جہاں آمین باد

حواشی وحوالہ جات

﴿مقالہ: طاہرہ کوکب﴾

۱۔ Haroldhong ju koh, U.S. Assistant secretary of states for democracy, H.R. and labor's testimony before house committee dated sept. 14th. 1999.

۲۔ روزنامہ جنگ کراچی یکم اکتوبر ۲۰۰۰ء

۳۔ اصلاحی مواعظ جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی (بیت العلوم انارکلی لاہور ۱۴۱۹) ج ۲/ص ۱۵۳

۴۔ پہلا مضمون بعنوان: ''اسلام میں خواتین کے حقوق اوران کا مقام''
ماہنامہ بزم قاسمی انٹرنیشنل میں مئی ۱۹۹۸ء میں شائع ہوا تھا۔: ۲۳ تا ۲۶
دوسرا مضمون بعنوان: ''خواتین کے حقوق سیرت طیبہ ﷺ اور سنت نبویہ ﷺ کے تناظر میں''
یہ بھی ماہنامہ بزم قاسمی انٹرنیشنل کے 'اسلام اور انسانی حقوق نمبر' میں دسمبر ۱۹۹۸ء میں شائع ہوا تھا۔: ۷۷ تا ۸۵

۵۔ کتاب پر نظر ثانی کا کام جاری ہے۔ عنوان ہے ''اسلام میں خواتین امقام اوران کے حقوق وفرائض (تقابلی مطالعہ)''

۶۔ کتاب الخرج اب یوسف/: ۱۱۴

۷۔ سنن ابن ماجہ ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (اسلامی اکادمی لاہور ۱۹۹۰ء) کتاب الادب باب حق الیتیم حدیث نمبر ۳۶۷۸ اور کتاب عشرہ النساء أبی عبدالرحمٰن أحمد بن شعیب بن علی النسائی (دارالجیل بیروت ۱۹۹۲ء) ص/ ۲۲۶

۸۔ انیس الفقہاء قاسم بن عبداللہ أمیر علی القونوی (دارالوفاء جدہ سعودی عرب ۱۹۸۶ء) ص/ ۲۱۶

۹۔ Adictionary of Islamic terms by Deeb-Al-Khudrawi (Al yamamah Beirut 1995) P.101

۱۰۔ أبی ہلال عسکری لکھتے ہیں: حق صرف حسن کے معنی آتا ہے جبکہ حقیقت حسن وفتح دونوں معنوں میں دیکھئے الفروق اللغویة أبی هلال العسكری (دارالکتب العلیمة بیروت ۲۰۰۰ء) ص/ ۱۴۵ اور ۵۹

۱۱۔ روزنامہ جنگ کراچی ۸/ دسمبر ۲۰۰۰ء صفحہ اقراء

۱۲۔ دیکھئے المعجم المفهرس محمد فوأد عبدالباقی (مطبوعہ تہران ۱۳۷۶ء) ص/ ۲۶۵-۲۶۶

۱۳۔ دیکھئے جہانگیری قرآنی اشاریہ سرور حسین خاں (مکتبہ اشاعت تعلیمات القرآن ۱۹۹۲ء) ص/ ۳۲۵-۳۲۶ مثلاً وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ (سورۃ الغافر/ ۶)

۱۴۔ ایضاً

۱۵۔ ایضاً

۱۶۔ دیکھئے سوۂ النور/ ۲۵اور سورۂ لقمان/ ۳۰'

۱۷۔ القاموس المحیط/ ج ۱/ :۳۲۱' /لسان العرب/ ج ۱۰/ص ۴۹' اور المصباح المنیر / ج ۱/ مختار الصحاح/ص ۱۴۶'

۱۸۔ Gaiues ezejiofor "protection of Human rights under the law" (Butter worths London 1964) P.3

۱۹۔ ردالمختار علی درالمختا/ ج ۴/ص ۱۸۸' اور البحر الرائق/ ج ۶/ ص ۱۴۸'

۲۰۔ المدخل الفقہ الاسلامی/ص ۱۶۵' اور المدخل لدراستہ الفقہ الاسلامی/ص ۲۱۸'

۲۱۔ اصول قانون' عزیز احمد (غضنفر اکیڈمی کراچی ۱۹۸۷ء)/ص ۱۹۳'

۲۲۔ بنیادی حقوق محمد صلاح الدین (ادارہ ترجمان القرآن لاہور ۱۹۷۸ء)/ص ۱۷۳' اسی سے ملتی جلتی رائے کے لئے دیکھئے ماہنامہ بزم قاسمی انٹرنیشنل (مقالہ: نیاز احمد ایڈوکٹ دسمبر ۱۹۹۸ء)/ص ۵۱'

۲۳۔ حقوق العباد مولانا محمد اشرف علی تھانوی/ص ۴۳'

۲۴۔ ایضاً/ص ۴۵'

۲۵۔ ایضاً/ص ۵۲' اور ص ۲۴۴'

۲۶۔ سہ ماہی منہاج (حصہ اوّل' اسلامی نظام عدل نمبر اکتوبر ۱۹۸۳ء مرکز تحقیق دیال سنگھ لائبریری لاہور)/ص ۱۱۳'

۲۷۔ نظریة الحکم القضائی فی الشریعة و القانون دکتور عبد الناصر موسیٰ ابو البصل' (دار النفائس الاردن ۲۰۰۰ء)/ص ۲۳۹ تا ۲۴۲'

۲۸۔ جدید فقہی مباحث مرتب: مجاہد الاسلام قاسمی (ادارہ القرآن کراچی ۱۹۹۶ء) ج/ص/ ۲۰۰ تا ۲۰۵'

۲۹۔ الفقه الاسلامی و ادلته' ڈاکٹر وهبة الزحیلی / ج ۴/ص ۱۴'

۳۰۔ بنیادی حقوق محمد صلاح الدین/ص ۴۲'

۳۱۔ ایضاً' /ص ۴۲۔ ۴۳'

۳۲۔ ماہنامہ بزم قاسمی انٹرنیشل (دسمبر ۱۹۹۸ء)/ص ۲۹'

۳۳۔ عمل المرأة و موقف الاسلام منه دکتور عبد الرب نوا' (دار العاصمة الریاض سعودی عرب ۱۹۸۹ء)/ص ۲۱۶'

۳۴۔ ماہنامہ الحق (اکوڑہ خٹک جون ۱۹۹۵ء)/ص ۴۲'

۳۵۔ عمل المرأة وقف الاسلام منہ دکتو عبدلا رب نواب/ص ۲۱۷' جدید تاریخ ڈاکٹر مبارک علی' (فکشن ہاؤس مزنگ روڈ لاہور

۲۰۰۱ء)/ص ۱۲۷‘ اورنسل کی تاریخ پروفیسر عزیز احمد (اپنا ادارہ لیک روڈ لاہور ۲۰۰۰ء)/ص ۹ تا ۱۸‘ اور اسلام میں خواتین کے حقوق شہید مرتضیٰ مطہری‘ (مترجم حسین سازمان تبلیغ اسلامی تہران ۱۴۰۶ء)/ص ۳۳‘

۳۶۔ بنیادی حقوق‘ محمد صلاح الدین/ص ۲۷‘

۳۷۔ ایضاً/ص ۱۲۳‘

۳۸۔ سورۃ الروم/ ۳۸‘

۳۹۔ سورۃ البقرہ/ ۱۷۷‘

۴۰۔ سورۃ البقرہ/ ۹۰ء

۴۱۔ حقوق العباد مولانا اشرف علی تھانوی/ص ۳۲‘

۴۲۔ ایضاً‘/ص ۳۲‘

۴۳۔ ایضاً‘/ ۳۴‘

۴۴۔ ایضاً‘/ ۳۹‘

۴۵۔ ایضاً‘/ ۴۰‘

۴۶۔ تجلیات سیرت: حافظ محمد ثانی/ (فضلی سنز کراچی ۱۹۹۶ء)/ص ۱۱۵/ بحوالہ اسلام مکمل دین مکمل تہذیب/ص ۴۰۰‘

۴۷۔ ایضاً‘/ص ۱۱۶‘

۴۸۔ ایضاً‘/ص ۱۱۶/ بحوالہ دین و دنیا مارچ ۱۹۶۲ء‘

۴۹۔ سورۃ الکہف/ ۴۶‘

۵۰۔ سورۃ الفرقان/ ۷۴‘ اور سورۃ آل عمران/ ۳۸‘

۵۱۔ ففروا الی اللہ ابی ذر القلمونی (مکتبۃ ابن تیمیہ قاھرہ)/ص ۱۸۹‘

۵۲۔ دور جدید میں مسلمان عورت کا کردار/ افضل الرحمٰن (مترجم محمد ایوب فیروز سنز لاہور ۱۹۹۴ء)/ص ۸۴‘

۵۳۔ المرجع فی الحضارۃ العربیۃ الاسلامیۃ الدکتو ابراہیم سلیمان الکردی‘ (ذات السلاسل الکویت ۱۹۸۷ء /ص ۴۱۵‘

۵۴۔ ایضاً‘/ص ۴۱۷‘

۵۵۔ دیکھئے نظام الحکومۃ النبویۃ المسمّٰی التراتیب الاداریۃ‘ عبدالحی الکتانی (دارالکتاب العربی بیروت)/ ج ۱/ص ۹ اور ج ۲/ص ۴۳۲‘

۵۶۔ سورۃ التحریم/۶'

۵۷۔ کتاب البر والصلة ابی الفرج /عبدالرحمٰن ابن الجوزی (الکمتبة التجارية مکہ ۱۹۹۳ء)/ص ۱۴۶'

۵۸۔ جامع الاصول محمد بن الاثیر الجزری (دارالفکر بیروت ۱۹۹۷ء)/ ج ۴/ص ۶۵۷/ حدیث نمبر ۲۷۴۸' اور ریاض الصالحین امام النووی (داراحیاء الکتب العربیۃ قاہرۃ)/ص ۱۴۹'

۵۹۔ الجامع فی الحدیث عبداللہ بن وھب بن مسلم القرشی (دارابن الجوزی الریاض ۱۹۹۶ء) ج ۲/ص ۶۱۰ اور مسند احمد/ ج ۲/ص ۴۵۴'

۶۰۔ جامع الاصول/محمد بن الاثیر الجزری/ ج ۷/ص ۳۸۸' حدیث نمبر ۵۴۴۵'

۶۱۔ موطا امام مالک/۲/ ۵۱۷' اور بخاری حدیث نمبر ۲۵۸۶' مسند احمد/ ج ۲/ص ۲۶۸/صحیح مسلم ۹/۱۶۲۳'

۶۲۔ النساء/ ۹'

۶۳۔ صحیح البخاری حدیث نمبر ۲۰۰۵' سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۵۱۵۰' اور صحیح مسلم ۲۹۸۳' ترمذی ۱۹۱۸'

۶۴۔ حقوق العباد مولانا تھانوی/ص ۹۵'

۶۵۔ نیل الاوطار للشوکانی (طبع دوم قاہرہ)/ ج ۶/ص ۳۴۹'

۶۶۔ جامع الترمذی کتاب البیوع/ ج ۳/ص ۵۷۱/ حدیث نمبر ۱۲۸۳'

۶۷۔ ردالمختار علی درالمختار دارالطباعۃ المصریۃ ۱۲۷۱ھ/ ج ۲/ص ۶۳۳' اور حقوق العباد مولانا تھانوی/ص ۱۰۵-۱۰۶' اور کتاعشرہ النساء للنسائی' ص/ ۲۵۶'

۶۸۔ صحیح البخاری کتاب الادب باب رحمۃ الولد وتقبلیہ/ ج ۷ص ۷۵'

۶۹۔ ایضاً صحیح مسلم کتاب الفضائل باب رحمۃ الصبیان والعیال/ ج ۷/ص ۷۷'

۷۰۔ جامع الترمذی کتاب البر باب ماجاء فی رحمۃ الصبیان/ ج ۴/ص ۳۲۲/سنن ابوداؤد' کتاب الادب باب فی الرحمۃ/ ج ۵ /ص ۲۳۳'

۷۱۔ حقوق العباد' مولانا تھانوی/ص ۵۴ اور

۷۲۔ سورۃ الحجرات/ ۱۱'

۷۳۔ الجامع فی الحدیث/عبداللہ بن وھب/ ج ۱/ص ۱۶۵'

۷۴۔ ایضاً/ ج ۱/ص ۱۷۰ اور جامع بیان العلم وفضلہ ابن عبداللہ/ ج ۱/ص ۱۰۱'

۷۵۔ انساب الاشراف بالذری/ ج ۱/ص ۴۰۱'

٧٦۔ مصنف عبدالرزاق/ ج ٣/ص ٣٥١'
٧٧۔ سورۂ الحقاف/ ١٥'
٧٨۔ سورۂ مریم/ ١٢ اور ٢٧'،
٧٩۔ سورۂ بقرہ/ ٨٣'
٨٠۔ سورۂ النساء/ ٣٦'،
٨١۔ سورۂ انعام/ ١٥١'
٨٢۔ سورۂ لقمان/ ١٤'
٨٣۔ سورۂ الاسراء/ ٢٣'
٨٤۔ فتح الباری ابن حجر عسقلانی' / ج ١٠/ص ٥٩٧٠'
٨٥۔ سنن نسائی/ ج ٦/ص ١١/سنن ابن ماجۃ/ حدیث نمبر ٢٧٨١'
٨٦۔ موسوعۃ نظرۃ النعیم/ ج ٣/ص ٣٧٧!
٨٧۔ صحیح مسلم/ حدیث نمبر ١٦٣١'
٨٨۔ الترغیب والترہیب للمنذری/ ج ٣/ص ٣١٧'
٨٩۔ حقوق العبادﷺ مولانا اشرف علی تھانویؒ/ص ٩٣'
٩٠۔ جامع ترمذی (مکتبہ رشیدیہ دہلی) / ج ٢/ص ١٣'
٩١۔ کتاب عشرۃ النساء للنسائی/ص ٢٥٧ اور الادب المفرد للبخاری/ حدیث نمبر ٤٨٧ اور صحیح مسلم کتاب الزکاۃ باب فضل النفقۃ علی العیال/ حدیث نمبر ٣٨'
٩٢۔ سورۂ النحل/ ٩٧' سورۂ النساء/ ١٢٤ اور سورۂ الاحزاب/ ٣٨'
٩٣۔ اسلام میں خواتین کے حقوق شہید مرتضی مظہری/ص ١٠٣'
٩٤۔ صحیح البخاری/ کتاب النکاح/ ج ٣/ص ٩٤'
٩٥۔ صحیح البخاری/ ج ٣/ص ٥٦٧'
٩٦۔ سورۂ النساء/ ٤'
٩٧۔ سورۂ النساء/ ٢٤' اس کی تائید سورۂ المائدہ/ ٥ اور سورۂ النساء/ ٢٠ سے بھی ہوتی ہے۔
٩٨۔ مسلمان عورت کے حقوق جلال الدین عمری (الفیصل ناشران وتاجران لاہور ١٩٨٦ء): ٣١/'

۹۹۔ بدائع الصنائع/ ابوبکر علاء الدین الکاسانی/ مترجم محمد سعد اللہ/ (دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری ۱۹۹۳ء)/ ج ۴/ص ۶۶'

۱۰۰۔ حقوق العباد/ص ۱۰۳'

۱۰۱۔ سورۃ الطلاق/ ۶'

۱۰۲۔ دور جدید میں مسلم عورت کا کردار/ص ۵۶۶'

۱۰۳۔ سورۃ اطلاق/ ۷' سورۃ البقرہ/ ۲۲۸' سورۃ النساء/ ۱۹'

۱۰۴۔ سنن ابوداؤد کتاب النکاح باب فی حق المرأۃ علی زوجھا/ حدیث نمبر ۲۱۴۲ اور سنن ابن ماجہ کتاب النکاح باب حق المرأۃ علی الزوج/ حدیث نمبر ۱۸۵۰'

۱۰۵۔ الادب المفرد للبخاری/ حدیث ۷۴۸' اور صحیح مسلم کتاب الزکاۃ فضل النفقۃ علی العیال/ حدیث نمبر ۳۸'

۱۰۶۔ سنن ابوداؤد/ کتاب الزکاۃ باب فی صلۃ الرحم/ حدیث نمبر ۱۶۹۱'

۱۰۷۔ صحیح البخاری/ کتاب الایمان/ باب ماجاء انما الاعمال بالنیۃ الحسبۃ/ حدیث ۵۶'

۱۰۸۔ عورت اسلامی معاشرہ میں جلال الدین عمری (اسلامک پبلی کیشنز لاہور ۱۹۹۴ء)/ص ۳۶۶' بحوالہ السنن الکبریٰ بیہقی/ ج ۷/ص ۲۱۵'

۱۰۹۔ حقوق العباد تھانویؒ/ ۲۱۸'

۱۱۰۔ سنن ابوداؤد/ حدیث نمبر ۲۱۳۳' جامع ترمذی حدیث نمبر ۱۱۴۱' اور کتاب عشرۃ النساء/ حدیث نمبر ۴'

۱۱۱۔ بدائع الصنائع/ ج ۴/ص ۶۷' اور عمل المرأۃ موقف الاسلام منہ/ص ۱۲۴' اور اسلام میں عورت کی استثنائی حیثیت اور اس کی وجوہ شہزاد اقبال شام (بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد ۱۹۹۳ء)/ص ۶'

۱۱۲۔ الطلاق/ ۶۵'

۱۱۳۔ الطلاق/ ۶۵'

۱۱۴۔ کتاب عشرۃ النساء/ للنسائی/ص ۲۲۵'

۱۱۵۔ ایضاً/ص ۲۵۱' اور صحیح البخاری/ ج ۳/ص ۷۵۶'

۱۱۶۔ صحیح البخاری کتاب النکاح/ ج ۹/ص ۲۰۴/ حدیث ۵۱۹۲' اس کے برعکس خواتین کمیشن نے قانون بنانے کے لئے تجویز دی ہے کہ کم عمری بیوی سے حق زوجیت کو زنا اور پوری عمر والی بیوی سے زبردستی حقوق زوجیت کو جسمانی تشدد قرار دیتے ہوئے اس کے لئے سزا مقرر کی جائے' ہفت روزہ تکبیر/ ۲۵ ستمبر ۱۹۹۷ء/ص ۲۱'

۱۱۸۔ حقوق العباد تھانویؒ ص ۱۰۴'

۱۱۹۔ سورۃ الاحقاف/ ۱۵' آیت کا مفہوم بیان کیا گیا ہے۔

۱۲۰۔ سورہ البقرہ/ ۲۳۳'

۱۲۱۔ سنن ابوداؤد باب من احق بالولد/ ج ۲/ص ۱۸۵'

۱۲۲۔ حقوق العباد تھانویؒ/ص ۹۲-۹۳'

۱۲۳۔ سورۃ الاسراء/ ۲۳'

۱۲۴۔ صحیح البخاری/ ج ۳/ص ۵۶۷' اور کتاب عشرۃ النساء للنسائی/ص ۲۵۱'

۱۲۵۔ سورۃ المائدہ/ ۳۲ کا مفہوم'

۱۲۶۔ سورۃ النحل/ ۵۸'

۱۲۷۔ سورۃ التکویر/ ۸-۹'

۱۲۸۔ سورۃ الانعام/ ۱۵۱'

۱۲۹۔ ''ستی'' کے سلسلے میں ملاحظہ کریں محسن انسانیت اور حقوق انسانی حافظ محمد ثانی/ ۴۰۴ تا ۴۴۰'

۱۳۰۔ صحیح البخاری کتاب الجھاد' ۶/ ۱۷۲/ حدیث نمبر ۳۰۱۵'

۱۳۱۔ خاتون اسلام مولانا وحید الدین خان (فضلی سنز کراچی ۱۹۹۴ء) ص ۴۷'

۱۳۲۔ سورۃ النساء/ ۷، ۱۱'

۱۳۳۔ اسلام میں خواتین کے حقوق/ص ۸۷ تا ۲۸۲'

۱۳۴۔ Islam and women malladi subbamma (Translated by M.V Raman-Urty ster ling publisher prvat Ltd. New Delhi 1988) P.84

۱۳۵۔ سورۃ الحجرات/ ۱۳'

۱۳۶۔ محسن انسانیت اور حقوق انسانی/ص ۱۰۰'

۱۳۷۔ ماہنامہ عالم اسلام اور عیسائیت (اگست ۱۹۹۵ء انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز اسلام آباد)/ص ۸'

۱۳۷۔ خاتون اسلام مولانا وحید الدین خاں/ص ۴۷'

۱۳۸۔ محسن انسانیت اور حقوق انسانی/ص ۱۰۱'

۱۳۹۔ بنیادی حقوق محمد صلاح الدین/ :۹ ۳۰' بحوالہ کنز العمال/ حدیث نمبر ۲۹۴'

۱۴۰۔ سورۃ آل عمران/ ۱۱۰'

۱۴۱۔ سورۃ التحریم/ ۶'

۱۴۲۔ سورۃ النساء/ ۱۳۵'

۱۴۳۔ عمل المرآہ وموقف الاسلام منہ/ص ۲۴۱'

۱۴۴۔ اسلام میں علم کا مقام ومرتبہ محمد شہاب الدین ندوی، مجلس نشریات کراچی ۱۹۹۴ء/ص ۱۱۴'

۱۴۵۔ سورۃ النساء/ ۱۴۸'

۱۴۶۔ سورۃ النور/ ۲۷'

۱۴۷۔ سورۃ الاحزاب/ ۵۳'

۱۴۸۔ Encyclopedia of Relegion and Ethics Newyork 1921. VOl V, P.271

۱۴۹۔ مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ غلام رسول/ص ۱۲۰'

۱۵۰۔ تمدن ہندگستاؤلی بان' مترجم سید بلگرامی/ص ۲۵۰' بحوالہ منوشاستر نواں/ باب ۸۲'

۱۵۱۔ الھنو ؤ مرزا محمد کاظم برلاس' (مطبع گلزار احمدی مراد آباد ۱۸۷۶ء)

☆ The positon of women in hindu civilization by a.S Altekar (Bahar India, 1956)

۱۵۲۔ ابوریحان البیرونی (سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ۱۹۸۵ء)/ص ۳۶۲'

۱۵۳۔ Women in Religion by Jeow Hom (25-Floral Street London U.K, 1994)

۱۵۴۔ منوسمرتی/ص ۲۰۲'

۱۵۵۔ تجلیات' حافظ محمد ثانی/ص ۲۳۰'

۱۵۶۔ ایضاً'/ص ۲۳۰'

۱۵۷۔ ایضاً/ص ۲۲۰'

اسلام میں خواتین کے حقوق وفرائض سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلّم کی روشنی میں

حافظہ شائستہ ملک ۔ پشاور

اسلام سے قبل عورتوں کی حالت

عورت معاشرہ کا ایک اہم جزء بلکہ نصفِ معاشرہ ہے اس کی عدم موجودگی سے معاشرہ تو کیا ایک خاندان بھی تکمیل نہیں پاتا۔ بدقسمتی سے گذشتہ تہذیبوں میں اس صنف کی بعض کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اِسے نہ صرف پسِ پشت ڈالا گیا تھا بلکہ بعض مہذّب معاشروں میں اس کو ایک مشین یا گھر کے سامان بلکہ اس سے بھی کمتر چیز کی حیثیت دی گئی تھی۔

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے مطابق قدیم یونان میں عورت کا درجہ اتنا گرایا گیا تھا کہ اُس کی حیثیت بچہ پالنے والی باندی کی ہو کر رہ گئی تھی (۱) اس وقت کی اس متمدّن تہذیب میں عورت کی ساری زندگی غلامی میں گزر جاتی تھی جب تک اس کی شادی نہ ہوتی تھی وہ مالک یا باپ کی غلام ہوتی تھی اور شادی ہو جانے کے بعد وہ خاوند کی غلام بن جاتی تھی، زد و کوب کرنا اور تادیبی کاروائی کرتے ہوئے غیر انسانی سزائیں دینا عیب نہیں سمجھا جاتا تھا (۲) قدیم روم میں عورت کی حیثیت غلام کی سی تھی اس کو بازار میں بیچا جا سکتا تھا اور خریدا جا سکتا تھا کسی بھی کوتاہی پر اس کو قتل کرنا کوئی قابل سزا جرم نہ تھا (۳) قدیم عیسائیت نے بھی عورت کو انتہائی پست درجہ دیا تھا اُسے شیطان کا دروازہ اور تمام خباثتوں کی جڑ قرار دیا گیا تھا۔ بائیبل کے مطابق عورت کو چاہیئے کہ اپنے سر پر محکوم ہونے کی علامت رکھے (۴) نیز اگر کوئی مرد کسی عورت سے شادی کرے اور پسند نہ آئے تو طلاق دیکر گھر سے چلتا کر دے (۵) قدیم ہندومت کے مطابق اگر عورت جھگڑا کرے تو اُسے فوراً طلاق دی جائے اور اگر خاوند سے دشمنی کرتی ہو تو ایک سال انتظار کرنے کے بعد زیور اور کپڑے سب کچھ چھین کر گھر سے نکالا کر باہر کی جاوے (۶)

اس طرح اسلام سے ذرا قبل عرب معاشرہ میں عورت کی جو حیثیت تھی وہ بھی اتنی بھیانک تھی کہ رونگھٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ عرب کبھی تنگ دستی کے خوف سے اور کبھی موجب عار سمجھ کر اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کرتے۔ اسلام نے قتل بنات کو جرم عظیم بتا کر اس سفاکانہ اقدام سے روکا۔ ارشاد خداوندی ہے

قد خسر الذین قتلوا اولادھم سفھا بغیر علم ۔ (۷)

ترجمہ: تحقیق خسارے میں پڑ گئے وہ لوگ جنھوں نے اپنی اولاد کو بے وقوفی سے قتل کیا بغیر علم کے اور قیامت کی ہولناکی کی یاددلا

کر بتایا کہ کل قیامت کو ان چھوٹی بچیوں کے ہاتھ تمہارے گریبانوں میں ہونگے۔

و اذا المَوْ ءُ دَةُ سُئِلتْ ہ بأیِّ ذنْبٍ قُتِلَتْ ہ (۸)

ترجمہ: اور یاد کرو وہ وقت جب زندہ گاڑھی ہوئی بچی سے پوچھا جائیگا کہ اسے کس گناہ کی وجہ سے قتل کیا گیا ہے؟

اس طرح بچیوں کی پیدائش کو موجب عار سمجھا جاتا تھا۔قرآن کا بیان ہے

و اذا بُشِّر احدُهم بالأنثیٰ ظَلّ و جهُهٗ مسودّا وهو كظِيْم ہ یتواریٰ من القوم من سوء ما بُشِّر بهٖ ؕ ایمسكه علیٰ هُوْنٍ ام یدسّهٗ فی التراب ؕ الاسآء ما یحكمون ہ

ترجمہ: اور ان میں سے کسی کو لڑکی کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اسکے چہرہ (کا رنگ) کالا پڑ جاتا ہے اور وہ غصہ کے گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے اس خبر کے رنج کی وجہ سے وہ لوگوں سے منہ چھپاتا پھرتا ہے کہ آیا ذلّت اٹھا کر اسے اپنے پاس رہنے دے یا اس کو مٹی میں (زندہ) گاڑ دے۔کتنا بُرا فیصلہ ہے جو یہ کر بیٹھتے ہیں۔(۹)

اسلام نے بیٹی کو پیدائش کو رحمت قرار دیا اور اس کو شفقت و محبت کا سائبان فراہم کیا۔

عورت کی حیثیت موجودہ مغربی تہذیب میں

موجودہ مغربی تہذیب نے آزادیٔ نسواں کی آواز بلند کی تو بجائے اس کے کہ عورت کو معاشرہ کا اعلیٰ فرد قرار دے کر اس کو اس کے صحیح اور جائز حقوق دیئے جاتے اُسے گھر سے باہر کر دیا گیا اور گھر جو کہ ایک چھوٹی سی حکومت تھی جس کی سربراہ عورت تھی اور جہاں پر انسانیت کی تیاری کا سامان تھا موجودہ مغربی تہذیب نے عورت کا یہ محفوظ ٹھکانہ تباہ کر کے اُسے دَر دَر کی ٹھوکریں کھانے اور ذلیل و رسوا ہونے پر مجبور کر دیا ہے اب نہ اس کی عزت محفوظ ہے نہ جسم و جان۔ چند پیسوں کی خاطر یہ بک جاتی ہے۔لُٹ جاتی ہے مگر جدید زمانہ ہے کہ اس کو اَوجِ ثریا گردانتا ہے جبکہ یہ صورتِ حال عورت کے لئے قعرِ مذلّت کی اتھاہ گہرائیوں میں زندہ درگور ہونے کی علامت ہے۔ابتداء عیسائیت میں طلاق کا تصور نہیں تھا جیسا کہ بائیبل میں ہے کہ مسیح علیہ السلام سے سوال کیا گیا اور کیا جائز ہے کہ مرد ایک سبب سے اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔آپ نے فرمایا کہ جسے خدا نے ملا دیا ہے اُسے انسان جدا نہ کرے (۱۰) مگر بعض ناگزیر حالات میں طلاق نہ صرف طرفین کو اذیت سے بچانے کا سبب ہوسکتی ہے بلکہ معاشرہ میں سے بگاڑ ختم کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ بھی ہے چنانچہ مشرق کلیسا نے قانونِ فطرت کے تحت نہ صرف طلاق کی اجازت دے دی بلکہ ۱۹۱۰ء میں انگلستان میں مرد و عورت دونوں کو طلاق کا اختیار دیا گیا جس سے ایک بحران پیدا ہوا اور یوں طلاق کی شرح اس حد تک بڑھی کہ انگلستان کی ایک عدالت جب تعطیل کے بعد کھلی تو پہلے ہی روز چار ہزار ایک سو طلاق کی درخواستیں پیش ہوئیں (۱۱)

اسلام میں عورت کے حقوق

اسلام نے آ کر عورت کو نہ صرف سابقہ غلامانہ تہذیبوں سے نجات دلائی بلکہ اس کو اس کے جائز حقوق اور اعلیٰ مقام دیکر رفعت و بلندی کی معراج پر پہنچایا اور مرد و زن کے حقوق کی تقسیم اور عورت کو اسکے اعلیٰ مقام دینے میں وہ ہمہ گیر اور بے بدل نظام پیش کیا جس کی نظیر پیدائشِ گیتی سے لے کر قیام قیامت تک ملنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے اس تمہید کے بعد اب اصل موضوع کی طرف لوٹتے ہیں کہ قرآن وحدیث میں عورت کا کیا مقام ہے اور اس کے حقوق اور ذمہ داریاں کیا ہیں۔

مرد و زن کے حقوق میں برابری

اسلام نے مرد و زن کو حقوق میں برابری دی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

ولھنّ مثلُ الذی علیھنّ بالمعروف ط (۱۲)

ترجمہ: ''اور عورتوں کے مردوں پر اسی طرح حقوق ہیں جس طرح مردوں کے عورتوں پر ہیں دستور کے موافق۔''

اخروی ثواب کے اعتبار سے بھی مرد و زن دونوں ایک طرح کی جزا و سزا کے مستحق ہیں اور جس صنف کی وجہ سے کوئی فرق نہیں ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے

ومَن یعملُ مِن الصّٰلحٰت مِن ذَکَرٍ او اُنثیٰ وھو مؤمنٌ فاولئک ید خلون الجنۃَ ولا یظْلمون نقیرًا ہ (۱۳)

ترجمہ: اور جو کوئی عمل کرے نیک، مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو پس ایسے لوگ داخل کئے جائیں گے جنت میں اور نہ ظلم کیا جائیگا ذرہ برابر۔

سورۃ احزاب میں ارشاد ہے۔

اِنّ المسلمینَ والمسلمٰت والمؤمنین والمؤمنٰت والقٰنتین والقٰنتٰت والصّٰدقِین والصٰدِقٰت والصّٰبرین والصّٰبرٰت والخٰشعین والخٰشعٰت والمتصدقین والمتصدقٰت والصّائمین والصّائمٰت والحفٰظین فروجھم والحٰفظٰت والذاکرین اللہ کثیرًا والذاکرات اعدّ اللہ لھم مغفرۃً و اجرًا عظیماہ (۱۴)

ترجمہ: بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان دار مرد اور ایمان دار عورتیں اور بندگی کرنے والے مرد اور بندگی کرنے والی عورتیں اور سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور خشوع کرنے والے مرد اور خشوع کرنے والی عورتیں اور صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ

کرنے والی عورتیں اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور حفاظت کرنے والے مرد اپنی شرم گاہ کی
اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور یاد کرنے والے مرد اللہ کو بہت زیادہ اور یاد کرنے والی
عورتیں' تیار کر رکھا ہے اللہ نے ان کے لئے مغفرت اور اجر بڑا۔

اسی طرح برے عمل میں بھی دونوں برابر ہیں ارشاد ہے

والسارقُ والسارقة فاقطعوا ایدیهما جزاءً بما کسبا نکالا من الله ط ہ (۱۵)

ترجمہ: اور چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت سو کاٹو ہاتھ ان دونوں کے یہ بدلہ ہے
اس کا جو انہوں نے کیا سزا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔

نیز ارشاد ہے۔

الزانیةُ و الزانی فاجلدوا کلّ واحدٍ منهما مائةَ جَلدةٍ (۱۶)

ترجمہ: بدکاری کرنے والی عورتیں اور بدکاری کرنے والے مرد سو مارو ہر
ایک کو دونوں میں سے سو سو دُرّے۔

قرآن کریم سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فضیلت دی ہے۔

ارشاد ہے

و للّرجال علیهنّ درجة ط (۱۷)

ترجمہ: اور مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فضیلت حاصل ہے۔

مگر یہ فضیلت اس اعتبار سے ہے کہ مرد پر زیادہ ذمہ داریاں ہیں وہ عورتوں کی جان وعزت کے محافظ ہیں اور اپنے اموال اِن پر خرچ کرتے ہیں پھر عورت جسمانی ساخت کے اعتبار سے بھی مرد سے کمزور اور کم تر ہے چنانچہ مخصوص جسمانی ساخت کے اعتبار سے جو مرد وزن میں فطری فرق ودیعت کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ سے بظاہر حقوق میں اونچ نیچ نظر آتی ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ عورت کو اس کے جائز حقوق نہیں دیئے گئے ہیں۔ جس طرح ایک ڈاکٹر کہتا ہے ناخن کے مقابلہ میں آنکھ کی زیادہ حفاظت کرنی چاہیے تو کوئی عقلمند یہ نہیں کہہ سکتا کہ ایک ہی جسم کے اعضاء میں فرق کیا گیا اس طرح اسلام نے مرد وزن کے حقوق میں مرد کو جو معمولی برتری دی ہے وہ عورت کی مخصوص جسمانی وذہنی تفاوت کی وجہ سے ہے (۱۸)

اب ذیل میں عورتوں کے ان حقوق کو بیان کیا جاتا ہے جو اسلام نے ان کو دیئے ہیں۔

1۔ زندہ رہنے کا حق

پہلے بیان ہوا کہ دورِ جاہلیت میں عرب کے سنگ دل معاشرہ میں لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ اسلام نے آ کر نہ صرف اسے زندہ رہنے کا حق دیا بلکہ لڑکی کی پیدائش کو باعث رحمت بتایا۔ اور ان کے ساتھ حسن سلوک پر جنت کا وعدہ کیا گیا۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ رسول اکرمؐ سے نقل کرتے ہیں

ترجمہ: جس کے ہاں لڑکی پیدا ہوا اور وہ اس کو زندہ درگور نہ کرے اور اسکی حقارت نہ کرے اور نہ اس پر لڑکے کو ترجیح دے اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کریگا۔ (۱۹)

نیز بخاری شریف میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے رسول اکرمؐ نے فرمایا

من بلیٰ من هذه البنات شیاً فأحسن لایسن کن له سِترا من النار (۲۰)

ترجمہ: جو کوئی لڑکی کی پیدائش کی آزمائش میں ڈالا گیا اور وہ اس لڑکی کے ساتھ محبت و مہربانی کا سلوک کرے تو وہ دوزخ کے عذاب اور اس کے درمیان حائل ہو کر پردہ بن جائیگی۔

2۔ پرورش کا حق

اسلام نے ہر بچے کو یہ حق دیا کہ اس کی پرورش کی جائے اور اس کی ضروریات مثلاً خوراک و پوشاک اور صحت کا خیال رکھا جائے اس سلسلے میں لڑکے کی پرورش کو تو بطیب خاطر قبول کیا جاتا ہے۔ مگر لڑکی کی پرورش میں سردمہری سے کام لیا جاتا ہے اسلام نے لڑکی کی پرورش میں زیادہ اجر و ثواب بتایا حضرت انسؓ کی روایت ہے رسول اللہ نے فرمایا

من عال جارتین حتٰی تبلغا جاء یوم القیٰمة اَنَا وهو کها تین وضّم اصابعه (۲۱)

ترجمہ: جو شخص دو/۲ لڑکیوں کی پرورش کر لے گا۔ یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائیں تو قیامت کے دن میں اور وہ اسطرح ہونگے اور آپؐ نے دو/۲ انگلیاں ملا کر اشارہ فرمایا

اس طرح ایک اور حدیث شریف میں حضرت ابو سعید خدریؓ رسول اقدسؐ کی روایت نقل فرماتے ہیں

من کان له ثلاثُ اخوات او بِنتَان او اُختان فأحسن صحبتَهنّ
و اتّقی اللّٰه فیهنّ فلهُ الجنةُ۔ (۲۲)

ترجمہ: جسکی تین بہنیں یا دو/۲ بیٹیاں یا دو/۲ بہنیں ہوں اور وہ ان کی اچھی پرورش کرے اور ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے تو اس کے لئے جنّت ہے۔

3۔ تعلیم کا حق

اسلام نے علم کا حصول ہر مسلمان پر فرض قرار دیا ہے اور اس سلسلے میں عورت کو نہ صرف تعلیم حاصل کرنے کی اجازت دی ہے بلکہ اس کا حق قرار دے کر اس کے حصول کی پُر زور تاکید کی ہے چنانچہ ایک جگہ قرآن میں براہِ راست عورتوں کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے۔

و اذکرنَ ما یُتلیٰ فی بیوتکن من آیٰتِ اللّٰہ وا لحکمۃ۔ (۲۳)

ترجمہ: جو کچھ تمہارے گھروں میں قرآن وحدیث میں سے بیان ہوا سے یاد رکھا کرو۔

اسی طرح ابوداؤد کی ایک روایت میں حضرت ابوسعید خدریؓ رسول اکرمؐ سے ارشاد نقل فرماتے ہیں

من عال ثلاث بناتٍ فادّبھن و زوّجن و احسن الیھن فلہُ الجنۃُ۔ (۲۴)

ترجمہ: جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی، اور (تعلیم وتربیت کے ذریعہ) ان کو ادب سکھایا اور انکے ساتھ اچھا برتاؤ رکھا تو اس کے لئے جنت ہے۔

اسلام کا سینہ تعلیم کے باب میں اتنا وسیع ہے کہ اس نے نہ صرف اپنی بچیوں کے بارے میں تعلیم کی تاکید کی ہے بلکہ لونڈی اور غلاموں کو بھی تعلیم کا مستحق قرار دیکر اسے اجر وثواب کی چیز بتایا ہے چنانچہ علامہ ابن عبدالبر اپنی کتاب میں آپؐ کا ارشاد نقل کرتے ہیں

ایّما رجلٍ کانت، عندہ ولیدۃٌ فعلّمھا فأحسن تعلیھا و ادّبھا فأحسن تأدیبھا ثمہ اعتقھا و تزوّجھا فلہ اجر اَنِ (۲۵)

ترجمہ: جس شخص کے پاس کوئی لونڈی ہو وہ اسے اچھے طریقہ پر علم سکھائے اور عمدہ ادب سکھائے پھر اسے آزاد کر کے اس کے ساتھ شادی کر لے تو اس کے لئے دوہرا اجر ہے۔

4۔ نکاح میں خاوند کے انتخاب کا حق

اسلام سے قبل عورت کو اپنے نکاح اور خاوند کے انتخاب میں لب کشائی کی اجازت نہیں تھی اور اگر کوئی عورت اس سلسلے میں کوئی بات کرتی تو اس کو بے غیرتی ار آوارگی کی علامت تصور کیا جاتا تھا اگرچہ والدین اور سرپرست رشتے کی نزاکتوں کو لڑکی سے بہتر سمجھتے ہیں تاہم تجربہ سے ثابت ہے کہ بعض اوقات ان کا یہ کلی اختیار لڑکی کو ذاتی مفادات کی تکمیل میں تباہی کے دھانے پہنچا دیتا ہے اس لئے شریعت نے عورت کو یہ فطری حق دیا وہ زندگی کا سفر طے کرنے کے لئے اپنے لئے بہتر رفیقِ حیات کا انتخاب کر سکے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ رسول اکرمؐ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں۔

لا تنکح الأیمُ حتّی تسأمح ولا تنکح البکر حتّی تستأذن۔ (۲۶)

ترجمہ: کسی بیوی یا مطلقہ کا نکاح نہیں کیا جائیگا جب تک کہ وہ خود اس کے بارے میں کہہ نہ دے اور کسی دوشیزہ کا نکاح نہیں کیا جائیگا۔

جب تک کہ اس سے اس کی اجازت نہ لے لی جائے' اگر کسی عورت کا ولی اسکا نکاح مرضی کے خلاف کر دے تو نکاح کالعدم سمجھا جائیگا چنانچہ حضرت خنساءؓ بنت حزام کا نکاح ان کی مرضی کے خلاف ان کے باپ نے کر دیا تھا تو رسول اللہ نے یہ نکاح ختم کرا دیا (۲۷) نیز نابالغ لڑکی چونکہ ناسمجھ ہوتی ہے اس لئے اس کی ولی اس کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح کر سکتا ہے تاہم اگر لڑکی کو ناپسند ہو تو بالغ ہوتے ہی اسے اس عقد کو مسترد کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

5۔ مہر کا حق

اسلام سے قبل دَور جاہلیت میں بھی مہر کا تصور موجود تھا مگر جو مہر باندھا جاتا وہ عورت کو نہیں ملتا تھا بلکہ اس ولی اسے اپنا حق سمجھ کر ہتھیا جاتا۔ عورت کا مہر ختم کرنے کی ایک صورت یہ تھی کہ لڑکی کے بدلے میں لڑکی دے دی جاتی اور ایک لڑکی کو دوسری لڑکی کے مہر کا بدل قرار دیا جاتا اور دونوں میں سے کسی کو بھی مہر نہ ملتا۔ اسے شغار کہا جاتا تھا اسلام نے اس ظالمانہ رسم کو ختم کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ارشاد نبوی نقل کرتے ہیں

نہٰی رسولُ اکرم صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن الشّغارِ۔ (۲۸)

ترجمہ: رسول اکریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاحِ شغار سے منع فرمایا ہے۔

قرآن نے ان تمام زیادتیوں کا دروازہ بند کر کے مہر کو صرف عورت کا حق قرار دیتے ہوئے حکم دیا۔

وَاٰتوا النساءَ صَدُقاتِهِنّ نحلةً۔ (۲۹)

ترجمہ: عورتوں کو ان کے مہر خوش دلی سے ادا کرو۔

علامہ ابوبکر جصاصؒ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

اِنّ المھرَ لھا وھی المستحقةُ له۔ لا حقَّ للولّی فیه (۳۰)

ترجمہ: مہر عورت کی ملکیت ہے وہی اس کی مستحق ہے اس کے سرپرست کا اس میں کوئی حق نہیں ہے۔

6۔ نان ونفقہ کا حق

اسلام نے خاوند کے ذمہ یہ بات ضروری قرار دی ہے کہ وہ بیوی کا نان نفقہ اپنی حیثیت کے مطابق دیا کرے۔

اس میں خوراک، پوشاک، علاج اور رہنے کے لئے مکان جیسی بنیادی ضروریات شامل ہیں۔

قرآن کریم میں ہے۔

وعلی المولود له رزقهنّ و کسوتهن بالمعروف (۳۱)

ترجمہ: بچے کے باپ کی ذمہ داری ہے کہ وہ عورتوں کا کھانا اور پوشاک دستور کے موافق دیا کرے۔

اسی طرح مسلم میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

اتّقوا اللّٰهَ فِی النّساء فانکم اخذتموهن بأمانهِ اللّٰه واستحللم فروجهنّ بکلمةِ اللّٰه ولهن علیکم رزقهنّ و کسوتهنّ بالمعروف (۳۲)

ترجمہ: عورتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اس لئے کہ تم نے ان کو امانتِ الٰہی کے طور پر قبول کیا ہے اور ان کے ساتھ تمہارا ہم بستری کرنا اللہ تعالیٰ کے حکم سے جائز ہوا ہے (لہٰذا) ان عورتوں کا کھانا پینا اور لباس تم پر دستور کے موافق لازم ہے۔

7۔ بہتر سلوک اور حسنِ معاشرت کا حق

عورت شادی کے بعد اپنے خاندان سے عملاً کٹ جاتی ہے اور خاوند کے گھر کی ہو جاتی ہے ایسے میں وہ خاوند کے رحم و کرم پر ہوتی ہے۔ اسلام نے تاکید کی ہے کہ عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے کام لیا جائے اور ان کی کمزوریوں اور کوتاہیوں سے درگزر کیا جاوے قرآن پاک میں ہے۔

و عاشروهنّ بالمعروف۔ (۳۳)

ترجمہ: اور تم ان عورتوں کے ساتھ نہایت اچھے طریقہ سے گزر بسر کرو۔

حدیث شریف میں حضرت عائشہؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتی ہیں

خیر کم خیر کم لأ هله و انا خیرُکم لأهلی۔ (۳۴)

ترجمہ: تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنی بیوی کے حق میں بہتر ہو اور میں تم سب میں اپنی بیویوں کے حق میں بہترین ہوں۔

اسی طرح حضرت ابوهریرہؓ حدیث نقل فرماتے ہیں۔

انّ مِن اکملِ المؤمنین اَیماناً احسنُهم خُلُقًا و أ لطفُهم بأهله۔ (۳۵)

ترجمہ: مسلمانوں میں سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں
اور وہ اپنی بیوی پر زیادہ مہربان ہو۔

8۔ کاروبار اور ملکیت کا حق

اسلام نے عورت کو کاروبار اور پیشہ اختیار کرنے کی اجازت دی ہے اس کے لئے تجارت، زراعت، ملازمت، درس وتدریس وغیرہ سب جائز کاموں کی اجازت دی ہے

قرآن پاک میں ہے۔

للرّجال نصیبٌ مما اکتسبوا و للنساء نصیب مما اکتسبن۔ (۳٦)

ترجمہ: جو کچھ مردوں نے کمایا اس کے مطابق ان کا حصہ ہے اور جو عورتوں نے کمایا اس کے مطابق عورتوں کا حصہ ہے، اس سے معلوم ہوا کہ وہ کسبِ معاش بھی اختیار کر سکتی ہیں اور مال کے کمانے کے بعد اس کی مالک بھی بن جاتی ہیں۔ تاہم اسلام نے کمانے کی ذمہ داری مرد پر ڈالی ہے اور اس کے لئے عورت کو مجبور نہیں کیا۔ مغرب نے عورت کو معاشی حق نہیں دیا بلکہ اسے کمانے پر مجبور کر دیا اور گھر سے باہر نکال کر اس کی رسوائی کی ہے اسلام نے پردہ اور حفاظتِ عفت کی شروط کے ساتھ اس کی اجازت دی ہے۔

9۔ میراث کا حق

اسلام سے قبل عرب کے معاشرہ میں عورت کا وراثت میں کوئی حق نہیں تھا بلکہ یہ ظلم کی انتہا تھی کہ شوہر کی وفات کے بعد عورت کے رشتہ داروں میں سے کوئی اس عورت کے سَر پر چادر ڈال دیتا یہ اس بات کی علامت تھی کہ وہ اس عورت کا وارث ہو گیا۔ گویا عورت دیگر ترکہ اور جانوروں کی طرح تقسیم میں کسی کے حصہ میں آ جاتی۔ (۳۷) اسلام نے مردوں کی طرح عورتوں کو بھی ترکہ میں حصہ کا حقدار ٹھہرایا۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

للرّجال نصیبٌ مما ترک الوالدان والأقربون و للنساء نصیب مما ترک الوالدان والأقربون مما قلّ منه او کثرط نصیباًمفروضاً ہ۔

ترجمہ: مردوں کا بھی اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہے اور عورتوں کا بھی
اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہے وہ تھوڑا ہو یا زیادہ حصہ
اللہ پاک کی طرف سے مقرر کئے گئے ہیں۔ (۳۸)

شریعت نے ایک مرد کا حصہ دو/۲ عورتوں کے برابر رکھا ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ مرد اپنے اوپر بھی اور اپنی بیوی پر بھی خرچ

کرتا ہے۔ جب کہ بیوی صرف اپنی ذات پر خرچ کرتی ہے اور اگر شادی ہو جائے تو پھر اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ ہو جاتا ہے۔(۳۹)

10۔ تنقید و احتساب کا حق

اسلام نے عورت کو حکمرانی اور اجتماعی ذمہ داریوں کے بوجھ سے مستثنٰی قرار دیا ہے کیونکہ وہ اس بوجھ کی متحمل نہیں ہے۔ تاہم اسے نیکی کی اشاعت اور برائی کی روک تھام میں مردوں کے ساتھ برابر شریک کیا ہے

ارشاد ہے۔

والمومنون والمؤمنات بعضهم اولیآء بعض ط یأمرون بالمعروف

و ینهون عن المنکر۔ (۴۰)

ترجمہ: مومن مرد اور مومن عورتیں (نیکی کے کاموں میں) ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ یہ نیکی کا حکم کریں گے اور بُرائی سے منع کرینگے۔

چنانچہ اسکا تقاضا یہ ہے کہ وہ غلط کام پر تنقید کر کے اسکی اصلاح کرے۔ اس طرح وہ حدود و قصاص کے علاوہ دیگر معاملات میں قاضی کے عہدہ پر فائز بھی ہو سکتی ہے

ہدایہ میں ہے

یجوز قضاءُ المرأةِ فی کل شییء الاّفی الحدودِ و القصاصِ۔ (۴۱)

حضرت عمرؓ کا قصہ تاریخ میں محفوظ ہے کہ انہوں نے وعظ میں مہر کی زیادہ مقدار مقرر کرنے سے منع فرمایا تو ایک بوڑھی عورت اٹھی اور کہا کہ آپ کا فیصلہ قرآنی آیت کے خلاف ہے

جس کے مطابق!

و اٰتیتم إحدٰهن قنطار افلاتأ خذوا منه شیئاً۔(۴۲)

ترجمہ: کہ تم اگر نے ان عورتوں کو مہر میں ڈھیر سارا مال دیا ہو تو اس میں سے کچھ بھی واپس مت لو۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا۔

کلّ الناسِ اعلمُ مِن عُمَرَ حتَّی العجائزُ۔ (۴۳)

ترجمہ: سارے لوگ عمر سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ بوڑھیاں بھی علم اس سے بڑھ کر ہیں۔

مسلمان عورت کے فرائض

جس طرح ایک مسلمان کو اللہ تعالیٰ نے حقوق (RIGHTS) دیئے ہیں اس طرح اس کے ذمہ کچھ فرائض (DUTIES) بھی عائد کئے۔ یہی فرائض دوسرے مسلمان کے حقوق ہیں جو اسے بأحسن طریقہ ادا کرنے چاہئیں۔ آیئے دیکھتے ہیں اسلام نے عورت کے ذمہ کیا فرائض عائد کئے ہیں۔

1۔ خاوند کی اطاعت واحترام

خاوند کو اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر ایک درجہ فضیلت دی ہے اور یہ فضیلت اس بات کی متقاضی ہے کہ انکی خدمت، اطاعت اور احترام کیا جائے چنانچہ اطاعت گزار اور وفا شعار بیوی کو جنت کی خوشخبری ملی ہے حضرت ام سلمہؓ حضورؐ کا ارشاد نقل فرماتی ہیں

ایّما امرأةٍ ماتتْ و زوجُها عنها راضٍ دخلتِ الجنةَ۔ (۴۴)

ترجمہ: جو عورت اس حال میں مرے کہ اسکا شوہر اس سے راضی ہو وہ جنت میں داخل ہوگی۔

دوسری روایت میں حضرت انسؓ سے منقول ہے

المرأةُ اذا صلّتْ خمسَها وصامتْ شهرَها واحصنت، فرجَها و اطاعتْ بعلَها فلتدخل مِنْ ايِّ ابواب الجنةِ شآئت۔ (۴۵)

ترجمہ: عورت جب پانچ وقت نماز ادا کرتی ہے رمضان کے روزے رکھتی ہے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرتی اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرتی ہے تو یہ جنت کے دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔

2۔ خاوند کے لئے آراستگی وزیبائش

انسان میں فطری طور پر اللہ پاک نے جنسی خواہش رکھی ہے اور اسکو پورا کرنے کے لئے مرد وعورت دونوں کو ایک دوسرے کی ضرورت ہے۔ اگر یہ ضرورت گھر پر پوری ہو تو نہ مرد بے راہ روی اختیار کرے اور نہ عورت بدچلن بنے۔ ان تعلقات کی استواری کے لئے ضروری ہے کہ مرد وعورت دونوں ایک دوسرے کی طرف راغب ہوں۔ بیوی کو چاہیئے کہ جہاں وہ خدمت واطاعت کے ذریعہ کا دل موہ لے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے خاوند کے لئے اسراف وتبذیر سے ہٹ کر جائز حد تک آرائش وزیبائش بھی اختیار کرے تا کہ مرد اسکی طرف متوجہ ہو اور اسکا ذہن کسی دوسری عورت کی طرف نہ جائے۔

حضرت عبداللہ عباسؓ اس سلسلے میں فرماتے ہیں

اِنیّ اتذیّن لإمرأتی کما تَتَزیّن لی۔ (۴۶)

ترجمہ: میں اپنی بیوی کے لئے زیب وزینت اختیار کرتا ہوں جیسے کہ وہ میرے لئے زیب وزینت اختیار کرتی ہے۔ تاہم یہ چیز خاوند تک محدود رہے اور غیر مردوں کے سامنے یا گھر سے باہر حُسن نمائی اور زینت کی نمائش حرام اور زہرِ قاتل ہے۔

3۔ تربیت ونگہداشت اولاد

چھوٹا بچہ جب بڑا ہوتا ہے تو وہ معاشرہ کا ایک اہم فرد بنتا ہے۔ اگر اس کی پرورش اور تربیت اچھی طرح کی گئی تو وہ ایک فعّال اور کارآمد اکائی بنتا ہے ورنہ معاشرہ کے لئے فتنہ وفساد کا باعث بن کر لوگوں کی ناک میں دم کر دیتا ہے۔ لہٰذا عورت کو چاہیئے کہ وہ اپنی اولاد کی بہتر پرورش کرے تاکہ اولا اس کے لئے دنیا کا سہارا اور آخرت کے اجر وثواب کا باعث بنے۔

حضرت انسؓ رسول اکرمؐ کا ارشاد نقل کرتے ہیں۔

مَن عال جارتین حتّی تبلُغا جاء یومَ القیمۃِ اِنا وھو کھاتین وضمّ اصابعہ۔ (۴۷)

ترجمہ: جو شخص دو/۲ لڑکیوں کی پرورش کریگا یہانتک کہ وہ جوان ہو جائیں تو قیامت کے دن میں اور وہ اسطرح ہوں گے اور آپؐ نے دو/۲ انگلیاں ملا کر اشارہ فرمایا'

دوسری جگہ حضرت ابن عباسؓ رسول اکرمؐ کا ارشاد نقل کرتے ہیں

''جس کے ہاں بیٹا پیدا ہو جائے تو اُسے چاہیئے کہ اس کا اچھا سا نام رکھ دے اور اسے عمدہ ادب سکھائے اور جب بالغ ہو جائے تو اسکی شادی کرا دے۔ (۴۸)

4۔ عفّت وعصمت کی حفاظت

عفت وعصمت کا سب سے بڑا قیمتی سرمایہ ہے جس کی حفاظت اس کی ذمہ داری ہے قرآن پاک میں اس کی حفاظت کی بڑی تاکید آئی ہے۔

ارشاد ہے۔

وقل للمؤمناتِ یغضضن مِن ابصارھن و یحفظن فروجَھن۔ (۴۹)

ترجمہ: آپؐ مومن عورتوں سے دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

بے راہ روی کی پہلی سیڑھی نظر کا غلط استعمال ہے۔

اسلئے حدیث میں ہے

لا يَخْلُوَنَّ رجلٌ بإمرةٍ الا کان ثالثھما الشیطانُ۔ (۵۱)

ترجمہ: جب کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو ان دونوں کے درمیان شیطان آ موجود ہوتا ہے۔

5۔ مال خرچ کرنے میں اعتدال

نان ونفقہ خاوند کے ذمہ ہے مگر شریعت نے قانون مقرر کیا ہے کہ نان ونفقہ سمیت دیگر اخراجات خاوند کی مالی حیثیت کے مطابق ہونگے۔

ارشاد ہے۔

عَلَی الموسعِ قَدَرُہ و علَی المُقْتِرِ قدَرُہٗ۔ (۵۲)

ترجمہ: مالدار پر اس کی طاقت کے مطابق ہے اور تنگ دست پر اس کی طاقت کے مطابق' قرآن نے بتایا ہے کہ اسراف کرنے والے اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں اور بے جا اُڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ اس لئے عورت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ خاوند کی حیثیت کے مطابق گھر کا خرچہ چلائے اور اس میں سے کوئی چوری نہ کرے نیز بناؤ سنگار کے سامان اور نمود ونمائش کے لباس جیسے غیر ضروری اشیاء پر خاوند کا پیسہ خرچ نہ کرے تاکہ خاوند کو کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کرنا پڑے اور نہ ہی حلال کو چھوڑ کر حرام کے پیچھے پڑنے کا موقع آئے۔

اسلام میں خواتین کے حقوق وفرائض سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

پروفیسر زاہدہ پروین ۔ فتح پور نکیال ۔ آزاد کشمیر

تخلیقِ عورت

اولین مرد کی پیدائش کے ساتھ ہی عورت کی تخلیق عمل میں آئی ۔عبداللہ بن عباسؓ وعبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے' کہ جب ابلیس کو جنت سے نکالا گیا اور آدم علیہ السلام کو جنت میں بسایا گیا تو' وہ اکیلے ہی اس میں چلتے پھرتے تھے۔ان کا کوئی ساتھی نہ تھا جس سے سکون حاصل کرتے ۔ پس وہ نیند سے بیدار ہوئے تو ایک عورت کو اپنے سر کے پاس بیٹھے پایا۔جس کو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا کیا تھا۔آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ وہ کہتی ہیں کہ میں عورت ہوں۔ پھر پوچھا تمہیں کیوں پیدا کیا گیا ہے؟ وہ جواب دیتی ہیں تا کہ تم مجھ سے سکون حاصل کرو۔فرشتوں نے آدم علیہ السلام کے علم کو پرکھنے کے لئے پوچھا کہ اس عورت کا نام کیا؟ انہوں نے جواب دیا حوآء۔انہوں وجہِ تسیمہ پوچھی تو جواب دیا کہ یہ زندہ شے سے پیدا کی گئی ہے۔عورت کی تخلیق اور مقصودِ تخلیق پر خالقِ حقیقی نے یوں روشنی ڈالی ہے:

هو الذى خلقكم من نفس واحدة و جعل منها زوجها يسكن اليها۔[1]

وہی ہے (اللہ تعالیٰ) نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔اور اس جان میں سے اس کے ساتھی کو بنایا' تا کہ وہ اس (ساتھی) سے سکون حاصل کرے۔اس آیت کی وضاحت میں احمد مصطفیٰ المراغی رقم طراز ہین کہ جس نفس سے اس کی زوجہ کو پیدا کیا گیا' وہ آدم علیہ السلام تھے۔اور زوجہ ان کی حوآء علیہ السلام تھیں۔[2]

اللہ تعالیٰ نے یہ واضح فرما دیا کہ آدم علیہ السلام کی زوجہ مطٗہرہ کوان کے ہی جسم سے نکالا گیا۔ پیدائش وتخلیق کی اصل وجہ یہ تھی' کہ وہ آدم علیہ السلام کی رفیقۂ حیات بنیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

استوصوا بالنساء فان المراۃ خلقت من ضلع و ان اعوج شئ فی
الضلع اعلاہ فان ذھبت تقیمه کرته و ان ترکته لم یزل اعوج فاستوصوا بالنساء۔[3]

عورتوں سے اچھا سلوک کرو' بے شک عورت کی تخلیق پسلی سے ہوئی ہے۔سب سے ٹیڑھی پسلی اوپر والی ہے۔اگر تو اسے

سیدھا کرنے کی کوشش کرے گا یہ ٹوٹ جائے گی۔ لہٰذا عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ پہلے انسان کی تخلیق کے بعد اس کے سکون کی خاطر اس کی زوجہ کو پیدا کیا' پھر اس جوڑے کے ذریعہ نسلِ انسان کو ساری دنیا میں پھیلا دیا۔ لیکن مرورِ زمانہ کے ساتھ عورت کو اس کے صحیح مقام سے گرا دیا گیا۔ وہ جس انبیاء علیہ السلام اور اولیائے کرام کو جنم دیا' جو معاشرے کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتی تھی۔ جو نسلِ انسانی کی پرورش کرتی تھی' جو سکن وراحت کا ذریعہ تھی' اسے حقارت کی نظر سے دیکھا جانے لگا' اور وہ ذلت کا نشان بن کر رہ گئی۔

عورت قبل از اسلام

اسلام سے قبل عورت کی جو حالت تھی' جو کچھ اسے سمجھا جاتا تھا' اور اِس کے ساتھ جو برتاؤ کیا جاتا تھا' وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ قدرتِ کاملہ نے اسے مرد کی طرح ذی روح' ذی شعور اور ذی وقار بنایا تھا۔ مگر وہ ایک بے جان مورتی کی مانند معاشرے کے ہاتھوں میں کھلونا بنی ہوئی تھی۔ اس کی کوئی ذاتی مرضی تھی نہ رائے اور نہ ہی اسے کسی بھی قسم کا حق واختیار حاصل تھا۔ جواء میں داؤ پر لگ جاتی تھی۔ خاوند فوت ہو جاتا تو دیگر مال واسباب کی طرح خاوند کے ورثاء میں وراثتاً منتقل ہو جاتی تھی۔ ستی کی بھینٹ چڑھ جاتی' اپنے ماں باپ' بھائی بیٹے یا خاوند کی وراثت میں اس کا کوئی حق نہ تھا۔ انسانی تاریخ کے ہر دور میں عورت مظلوم رہی ہے۔ روم' یونان' مصر' عراق' عرب' چین' ہندوستان' غرض کہ ہر جگہ اور ہر دور میں عورت کے ساتھ حیوانوں کا سا برتاؤ کیا جاتا رہا ہے۔ اس کا ہمیشہ استحصال کیا گیا۔ اسے گناہ کا دروازہ' سانپ سے زیادہ زہرناک' مجسمِ پاپ' معاصی کا سرچشمہ' اور کیا کچھ نہیں سمجھا جاتا رہا۔ عرب میں تو بیٹی کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیا جاتا۔ جیسا کہ قرآن حکیم اس حقیقت کی ان الفاظ میں پردہ کشائی کرتا ہے:

و اذ الموءٗدة سئلت بایّ ذنب قتلت۔ 4

جب زندہ درگور کی ہوئی (بچی) سے پوچھا جائے گا' کہ وہ کس گناہ کی پاداش میں قتل کر دی گئی۔

بیٹی کو باعثِ رسوائی خیال کیا جاتا تھا۔ بیٹی کی پیدائش پر باپ کا رنگ فق ہو جاتا تھا۔ شرم کے مارے لوگوں سے چھپتا پھرتا اور اس سے جان چھڑوانے کی کوشش کرتا تھا۔ قرآنِ حکیم نے اس کی اس کیفیت کو ان الفاظ کا جامہ پہنایا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

و اذ بشر احدهم بالانثیٰ ظلّ وجهه مسودًا وهو کظیم۔ 5

اور ان میں سے جب کسی کو بیٹی کی (پیدائش) کی بشارت دی جاتی' تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا اور وہ دِل ہی دل میں کڑھتا رہتا۔ پھر ایسے شخص کی حالت یہ ہو جاتی:

یتواری من القوم من سوءِ ما بشر به ایمسکه علی هون ام یدسه فی التراب الاسآء ما یحکمون۔ 6

کہ وہ شرم کے مارے اپنی قوم کے لوگوں سے چھپتا پھرتا۔ پھر وہ سوچتا کہ آیا ذلت برداشت کرنے کے لئے اسے زندہ

رکھے یا اسے مٹی میں گاڑ دے۔خبر دار وہ بہت ہی برا فیصلہ کرتے تھے۔

ابن حجر عسقلانی رقم طراز ہیں کہ قبل از اسلام بیٹی کو زندہ درگور کرنا کے جو جملہ طریقے رائج تھے ان میں سے دو کا زیادہ رواج تھا۔ایک یہ کہ جب کوئی عورت حاملہ ہوتی تو اس کا خاوند اسے کہتا کہ وہ کسی گڑھے کے کنارے چلی جائے۔ چنانچہ وہ کسی گڑھے کے کنارے بچہ جنتی اگر بیٹا ہوتا تو اسے زندہ رکھتی' اگر بیٹی ہوتی تو اسے گڑھے میں پھینک دیتی۔ دوسرا طریقہ یہ تھا کہ جب بیٹی چھ سات سال کی ہو جاتی تو اس کا باپ اس کی ماں کو کہتا کہ اس کو بناؤ سنوار و میں اس کو لے کر اس کے رشتہ داروں سے ملنے جارہا ہوں۔ وہ اسے ساتھ لے کر صحراء میں بہت دور تک چلتا' یہاں تک کہ ایک کنویں پر آتا' اور اپنی بیٹی سے کہتا کہ کنویں میں دیکھو۔ جب وہ کنارے میں پر آ کر اس میں جھانکتی تو پیچھے سے اسے دھکا دیتا 7

اسلام میں عورت کا مقام

دینِ اسلام جہاں تڑپتی اور سسکتی ہوئی انسانیت کے دیگر طبقوں کے لئے رحمت بن کر آیا۔ وہاں وہ دیرینہ مجبور' لاچار' بے کس' بے بس اور ظلم کی چکی میں پسنے والی اس صنفِ نازک کے لئے بھی ابر رحمت ثابت ہوا۔ اسلام نے انسان ہونے کے ناطے مرد اور عورت کو برابر قرار دیا۔ دینِ رحمت نے چار وانگ عالم میں یہ اعلان کر دیا کہ مرد کو محض مرد ہونے کی بناء پر افضل اور عورت کو بر بنائے عورت ذلیل اور گھٹیا تصور نہیں کیا جائے گا۔ رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت اور مرد کو مسا وی قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

انما النساء شقائق الرجال۔ 8

بے شک عورتیں مردوں ہی کی ہم جنس ہیں

جب کہ فضیلت اور برتری کا معیار طہارت اور پاکیزگی پر ہے۔

محرمات کا تقدس

یہ ایک ناقابلِ تردید تاریخی حقیقت ہے' کہ اسلام نے جو عزت مرتبہ خواتین کر دیا ہے' دنیا کے کسی مذہب' کسی نظام اور کسی تہذیب نے نہیں دیا۔ یہ اسلام ہی تھا جس نے عورت کو ذلت کی پستیوں سے اٹھا کر اوجِ ثریا تک پہنچا دیا۔ عورت کی چار جہتی حیثیت کے علاوہ دیگر محرمات کی حرمت بھی قائم کی' اور جہالت کی تمام رسموں کو ختم کر دیا۔

عورت بحیثیت ماں

دورِ جاہلیت میں متوفی کے ترکے کی دوسری چیزوں کی طرح اس کی بیویاں بھی وارثوں میں تقسیم ہو جاتی تھیں۔ وارث اگر اس عورت کی بطن سے نہ ہوتا تو وہ آتا اور اپنی چادر اس کے اوپر ڈال کر کہتا' کہ میں اس عورت کا اسی طرح وارث ہوں جس طرح متوفی کی دوسری چیزوں کا۔ اس طرح متوفی باپ کی بیویوں پر وارث بیٹوں کا حق ہو جاتا تھا۔ ان کو یہ اختیار حاصل ہوتا تھا' کہ وہ بلا

مہر ادا کئے اور بلا شادی کیے ان سے تعلقاتِ زوجیت قائم کرلیں۔ یا کسی اور سے ان کا نکاح کر دیں' اور مہر خود کھا جائیں۔ یہ بھی رواج تھا کہ سرے سے ان کو شادی ہی نہ کرنے دیں تا کہ ان کے مرنے کے بعد ان کے مال کے وارث ہو سکیں۔ 9

قرآن نے اس بری رسم کا انسداد ان الفاظ میں فرمایا:

یآیها الذین اٰمنو لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرها۔ 10

اے ایمان والو! تمہارے لئے یہ حلال نہیں کہ تم جبراً عورتوں کے مالک بن بیٹھو۔

دوسرے مقام پر آتا ہے:

و لا تنکحوا ما نکح اباؤ کم من النساء الاماقد سلف۔ 11

اور تم ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپ پہلے کر چکے ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ ماں کے مقام اور مرتبے کو اتنا بلند کر دیا کہ ماں کے ساتھ محبت کا احترام اور ماں کی خدمت گزاری کو حصولِ جنت کا ذریعہ قرار دیا۔

عورت بحیثیت بہن

زمانہ جاہلیت میں بہن کی کوئی عزت نہ تھی۔ ایران میں بہن بھائی کی شادی کا رواج بھی پایا جاتا تھا۔ اسلام بھائی کو بہن کے ساتھ نہ صرف شادی سے روکا' بلکہ کسی شخص کو یہ اجازت بھی نہ دی کہ ایک نکاح میں دو بہنوں کو جمع کرے۔

و ان تجمعوا بین الاختیین۔ 12

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہن کے ساتھ بہترین حسنِ معاشرت کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

قال لا یکون لاحد کم ثلاث اخوات فیحسن الیهن الا دخل الجنة۔ 13

یعنی تم میں اگر کسی کی تین بہنیں ہوں' وہ ان کے ساتھ بہتر سلوک کرے تو وہ شخص جنت میں داخل ہو جائے گا۔

عورت بحیثیت بیوی

اس دنیائے آب و گل میں پہلی عورت کی تخلیق بیوی کی صورت میں ہوئی۔ بعد کی انسانی تاریخ بتاتی ہے کہ بحیثیت بیوی عورت کو وہ مقام حاصل نہ دیا' جو منشائے ربانی تھا:

''قرآن نے خاوندوں کو ان الفاظ میں نصیحت کی:

و عاشروهن با المعروف۔ 14

اور ان (عورتوں) کے ساتھ دستور کے موافق معاملہ کرو۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے:

ان من اکمل المؤمنین ایمانا احسنهم خلقا و خیار نسائهم۔ 15

مومنین میں کامل ترین ایمان والا وہ ہے، جو حسنِ اخلاق رکھتا ہے اور بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔

عورت بحیثیت بیٹی

بحیثیت بیٹی اسلام نے عورت کو مقدس قرار دیا ہے۔ بیٹی کی پیدائش کو باعثِ رحمت قرار دیا ہے۔ بیٹی کی پرورش کو باعثِ نجات گردانا ہے۔

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ:

من ابتلی بشیٔ من البنات فصبر علیھن کن له حجابا من النار۔ 16

یعنی بیٹوں کے سلسلے میں جو شخص آزمائش میں ڈالا گیا، پھر اس نے صبر کیا، تو اس کا یہ عمل اس کو آگ سے بچانے کا سبب ہو گا۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا کہ جس کی دو یا تین بیٹیاں ہوں، وہ ان کے ساتھ حسنِ معاشرت کے ساتھ پیش آئے، اور ان کے معاملے میں اللہ سے ڈرتا رہے، تو اس کے لئے جنت ضروری ہو جاتی ہے۔ 17

عورت کے حقوق

عورت کے عائلی اور اجتماعی معاشرتی حقوق ہیں۔ طوالت کی گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے دونوں کا خلاصہ تحریر ہے۔ قادرِ مطلق نے انسان کی پیدائش کے ساتھ ہی اس کے لئے حقوق و فرائض کا تعین کیا۔ حقوق کے معاملے میں عورت اور مرد میں مساوات قائم کی۔ پھر دونوں کی طبعی صلاحیتوں کے مطابق فرائض کا تعین کیا۔ عورت کے حقوق مختصراً درج ذیل ہیں۔

(1) تحفظِ مصالح کا حق

احکامِ شریعہ کا بنظرِ عمیق مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے، کہ چھ چیزیں ایسی ہیں، جن کی نشو و نما اور حفاظت پر انسان کی سعادتِ دارین کا دار و مدار ہے۔ یعنی دین، نفس، نسل، آبرو، عقل اور مال کی حفاظت کرنا۔ اسلام خلیفۃ اللہ ہونے کے ناطے ہر انسان پر اپنے مصالح کی حفاظت کو فرض ٹھراتا ہے۔ 18

مرد کی طرح عورت کو بھی یہ حق حاصل ہے، کہ وہ اپنے ان مصالح کی بھرپور حفاظت کرے۔ اگر کہیں وہ خوف محسوس کرے تو معاشرے سے ان کے تحفظ کا مطالبہ کرے۔ دینِ اسلام نے عورت کے تحفظِ دین کی خاطر غیر مسلم کے ساتھ اس کے نکاح کی حرمت، تحفظِ نفس کی خاطر مرد کے برابر دفاعِ نفس کا حق، حفاظتِ عفت و آبرو کی خاطر پردہ و حجاب کے احکام اور حدِ قذف کا اجراء، تحفظِ عقل اور مال کی خاطر اہلیتِ اجتماعی و اقتصادی کا اثبات اور حریتِ فکر و تصرف جیسے مبادی مقرر کئے۔

(2) خلع کا حق

بعض معاشرتی مصالح کے پیشِ نظر اسلام میں طلاق کا اختیار مرد کو حاصل ہے۔ اسی طرح مصلحت کی خاطر عورت کا بھی یہ حق

محفوظ ہے کہ اگر کسی مرد کے ساتھ' اس کا گزارہ مشکل ہو جائے' رشتہ زوجیت قائم رکھنے میں عورت کا نقصان اور اس کی حق تلفی ہوتی ہو' عورت کی عزت و آبرو خطرہ میں ہو' اور حدود اللہ قائم نہ رہ سکتی ہوں' تو عورت کو یہ حق دیا گیا ہے کہ کچھ دے دلا کر شوہر سے خلاصی پا لے۔ خلع کے معنی جسم سے کپڑا وغیرہ اتار پھینکنا ہے۔ اصطلاحِ شرع میں کچھ معاوضہ لے کر ملکِ نکاح کو لفظ خلع کے ساتھ زائل کرنا ہے۔ 19

خلع کا باعث اگر خاوند ہو تو بیوی سے کچھ لینا مکروہ ہے' اگر خلع کا باعث عورت ہو تو اس سے کچھ مال لینا جائز ہوگا۔ 20

حقِ خلع سے ظاہر ہوتا ہے کہ عورت سراسر بے بس اور مجبور نہیں' کہ ہمیشہ مظلومیت کی زندگی بسر کرے۔

(3) حصولِ تعلیم کا حق

اسلام عورت کو حصولِ کا پورا پورا حق دیا ہے۔ چونکہ اسلام کا منشاء عورت کی معاشرتی حیثیت کو بلند سے بلند تر کرنا تھا۔ اس لئے حصولِ علم کا عورت کو نہ صرف حق دیا' بلکہ اکتسابِ علم فرض قرار دیا:

اطلبو العلم و لو كان بالصين .

فان طلب العلم فريضة على كل مسلم و مسلمة۔ 21

علم حاصل کرو چاہے اس کے لئے تمہیں چین جانا پڑے' پس بے شک حصولِ علم ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ امام غزالی کہتے ہیں کہ مرد پر لازم ہے کہ علم دین عورتوں کو سکھائے۔ اگر نہ سکھائے گا تو باہر جا کر عالم سے پوچھنا عورت پر فرض ہے۔ اگر امورِ دین سکھانے میں قصور کرے گا تو مرد خود گنہگار ہوگا۔ 22

دین اور احکامِ شریعہ سے واقفیت کی ضرورت کے علاوہ یہ چیز بھی مدِ نظر رہے کہ جو اخلاقی اوصاف مردوں کے لئے ضروری ہیں' وہ عورتوں کے لئے بھی ضروری ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ بعض مستورات رفعت و بلندی کے اس درجہ اور مقام تک پہنچیں ہیں کہ اکثر مردان کی گردِ راہ کو بھی نہیں چھو سکتے۔

(4) خصوصی صنفی رعایات

معاشرے میں طبقہ نسواں کو لطیف جذباتی عنایت والتفات اور بچوں کو شفقت و رعایت' حسنِ تربیت' طبقۂ اشرار پر شدت وتنبیہہ اور مسلسل نگرانی وغیرہ ایسے استحقاقات ہیں' جو طبقاتی اور صنفی امتیازات پر مبنی ہیں' اور ہر طبقہ کی معاشرتی حیثیت کے تعین میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ 23

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا ایک بنیادی عنصر عورتوں کی صنفی رعایات کو ملحوظِ خاطر رکھتا تھا۔ عورت جیسے مشرق مرد کے دامنِ تقدس کا داغ' روما گھر کا اثاثہ' یونان شیطانی تخلیق' تورات لعنتِ ابری کا مستحق' اور کلیسا باغ کا کانٹا تصور کرتا ہے۔ تعلیماتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اخلاق کی نکہت اور چہرۂ انسانیت کا غازہ قرار پاتی ہے۔ 24

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ایاکَ و القوارایر ایاکَ و القواریر

خبردار عورتیں نازک آبگینے ہیں ان کی حفاظت کرو

(5) ظہار کی ممانعت

ظہار کا لفظ ظہر سے ماخوذ ہے۔ جس کے معانی یہ ہیں کہ خاوند بیوی کو محرمات میں سے کسی کی مانند قرار دے دے۔ دورِ جاہلیت میں ظہار کا عام رواج تھا' اس سے مقصود ایسی طلاق ہوتی تھی جس میں رجوع کی گنجائش نہ ہو۔

قرآنِ حکیم میں سورۃ مجادلہ کی ابتدائی آیات میں جاہلیت کی اس ظالمانہ رسم اور قانون کے خاتمے کا اعلان ہے۔ 25؎

(6) ایلاء کی ممانعت

ایلاء کے معانی قسم اٹھانا ہیں۔ اصطلاح شرع میں مراد یہ ہے کہ مرد اس بات کی قسم کر لے کہ وہ چار ماہ یا اس سے زیادہ عرصہ بیوی سے جنسی مباشرت نہیں کرے گا۔ اہلِ جاہلیت میں یہ رسم بھی پائی جاتی تھی' کہ عورت کو محض تنگ کرنے کے لئے قسم کھا لیتے تھے' کہ عمر بھر بیوی سے جنسی تعلق قائم نہیں کریں گے۔ عورتوں کے ساتھ یہ سراسر ظلم تھا۔ نہ تو انہیں بیویوں جیسے حقوق حاصل تھے' اور نہ ہی پہلے خاوندوں سے آزاد ہوتی تھیں تا کہ نکاح ثانی کریں۔

اللہ تعالیٰ نے اس طرح کی قسم کھانے والوں کے لئے مدت کی تحدید فرما دی۔ تا کہ عورت زیادہ مشقت میں نہ پڑے۔

ربِّ رحمان کا ارشاد ہے:

الذین یؤلون من النسائھم تربص اربعة اشھر فان فآء وا فان اللہ غفور رحیم۔ 26؎

جو لوگ اپنی بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھا لیتے ہیں' ان کے لئے چار مہینے کی مہلت ہے۔ اگر وہ رجوع کر لیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ فقہاء کے نزدیک بیوی کے قریب نہ جانے کو خاوند اگر ایسی عبارت پر معلق کرے جس میں قدرے مشقت اٹھانا پڑتی ہو (مثلاً روزہ' حج اور صدقہ وغیرہ) تو یہ بھی ایلاء ہے۔ 27؎

(7) لطیف جذباتی عنایت

بنیادی طور پر عورت کا خمیر جذبات اور عواطف سے اٹھایا گیا ہے۔ کیونکہ نومولود بچے حسنِ پرورش کے لئے ماں کی ممتا کو جذبائیت اور حساسیت کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ یوں عورتوں کی فطری خصوصیات' جذبات کی حدت' وجدان کی نزاکت' اور احساسات کی لطافت ہیں۔ اسلام مجموعی طور پر عورت کی ان تمام خصوصیات کی آب یاری کرتا ہے' اور مرد کی ذات میں عورت کے لئے لطف ومحبت کے جذبات ابھارتا ہے۔ پھر ان کو عورت کے حقوق کے طور پر تسلیم کرتا ہے۔

(8) حفاظت و پاسبانی

عورتوں کی نزاکتِ طبع اور جذباتیت کا تقاضہ یہ ہے، کہ معاشرہ ان کی ہر لحاظ سے حفاظت اور پاسبانی کرے۔ مردوں کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ عورتوں کی کسی قسم توہین نہ خود کریں نہ ہونے دیں۔ عورت کا سب سے قیمتی زیور اس کی عزت و آبرو ہے۔ اس لئے عفتِ نسواں کی حفاظت ونگہبانی اسلامی معاشرے کا اجتماعی فریضہ ہے۔ عورت کے شرف و آبرو کو مجروح کرنے یا تہمت لگانے کی سزا لعنت اور اسی کوڑے ہے۔

ارشادِ ربّانی ہے:

والذین یرمون المحصنت ثم لم یاتوا باربعة شھدآء فاجلدوھم

ثمٰنین جلدة لا تقبلوا لھم شھادة ابدا۔ 28

اور وہ لوگ جو پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں اور چار گواہ پیش نہ کرسکیں، تو ان کو

اسی کوڑے مارو اور آئندہ ہمیشہ کے لئے ان کی گواہی قبول نہ کرو

دوسرے مقام پر آتا ہے:

ان الذین یرمون المحصنٰت لغفلٰت المؤمنٰت لعنوا فی الدنیا والاٰخرة۔ 29

(7) تقدس واحترام

سیّد امیر علی رقم طراز ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے احترام کو اسوۂ اسلامیہ میں شامل فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں عورتوں کے بارے میں فیاضی اور بہادری کی روح رچی ہوئی ہے۔ 30

عورت کا تقدس و امن ہر حال میں ضروری قرار دیا گیا۔ حالتِ جنگ میں عورتوں پر ہتھیار اٹھانے سے منع کیا گیا۔ غیر مسلم عورت کو قیدی بنانے کی صورت میں اس سے کسی قسم کی زیادتی یا دست داری جائز نہیں ہے۔

(10) مساوی مواقع ترقی

حقوقِ نسواں میں ایک بنیادی حق یہ ہے، کہ طبعی اور اہلیتی امتیازات کے مطابق انہیں اپنے مخصوص دائرہ عمل میں تکمیل و ترقی کے اتنے ہی مواقع میّسر ہوں، جتنے مردوں کو ان کے دائرہ عمل میں ارزاں ہیں۔ دینِ اسلام میں خواتین کو نہ صرف اپنے مخصوص دائرہ عمل میں ترقی و تکمیل کے تمام مواقع ارزاں ہیں،

بلکہ اپنے فطری دائرہ سے باہر بھی کئی سماجی اور تمدنی خدمات انجام دینے کی سہولت میّسر ہے۔

(11) حقِ حضانت

حضانت کے معانی آغوش کے ہیں۔ اصطلاحِ شرع میں صغیرسن بچے، عاجز، مجنون، یا ہوش باختہ کو حتی المقدور ضرر سے بچانا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ اس کی اصطلاح وتربیت، صاف ستھرا رکھنا، کھلانا پلانا اور ضروریاتِ راحت کا خیال رکھنا ہے۔ 31

صِغر سنی میں بچہ چونکہ ماں کا ہر لحاظ سے محتاج ہوتا ہے، اور ماں ہی بچے کے لئے زیادہ شفیق ہوتی ہے۔ اس لئے عورت کے عائلی حقوق میں اسلام نے بچے کی حضانت کا حق ماں کو دیا ہے۔ چاہے وہ بچے کے باپ کے نکاح میں ہو یا جدائی ہو چکی ہو۔ ہر دو حال میں وہ بچے کی زیادہ مستحق ہے۔ 32

(12) استقلالِ شخصیت کا حق

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں عورتوں کے استقلالِ شخصیت کی سب سے بڑی مثال یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے قبول اسلام کی الگ بیعت لیتے تھے۔ صرف مردوں کی بیعت میں ان کی حلقۂ بگوشیٔ اسلام کو کافی نہ سمجھتے تھے۔ اس طرح عورتوں کے ذاتی مسائل نکاح اور خلع وغیرہ میں اس کے رائے کی قوت تو طے شدہ ہے۔ دورِ نبوت میں ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک مال دار شخص سے کر دیا۔ لڑکی کو نکاح ناپسند تھا، اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میرے والد نے مجھے پھنسا کر اپنی کشائش کا سامان کرنا چاہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ اگر تجھے یہ عقد پسند نہیں تو تو آزاد ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں اس عقد کو قبول کرتی ہوں۔ مگر میں نے اس لئے پوچھا تاکہ عورتیں جان لیں کہ والدین کو ان کی مرضی کے خلاف ان پر کوئی تسلط نہیں ہے۔ حدیثِ بریرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشورہ کے باوجود انہوں نے معیث کے عقد میں رہنے سے انکار کر دیا۔ 33

(13) حقِ مشاورت

گھریلو معاملات میں تو عورت گھر کی ملکہ ہے۔ عورت کا حقِ مشاورت اسے عائلی زندگی کی تنظیمات مشترک اور مساوی ذمہ اری کے احساس سے سرشار کرتا ہے۔ جس سے حیاتِ عائلی کی پختگی اور استقرار وثبات کی ۔۔۔۔ مہیا ہوتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مختلف معاشرتی اور سیاسی معاملات میں عورتوں سے مشورہ کر لیا کرتے تھے۔ چنانچہ صلح حدیبیہ کے وقت امِ سلمہؓ کے مشورہ سے احرام کھولے گئے تھے۔

(14) رازوں کی حفاظت

خاندانی زندگی میں خاوند اور بیوی ایک دوسرے کے مونس، ہمدرد اور شریکِ راز ہیں۔ عورت کا اخلاقی حق ہے کہ خاونداس کے راز افشاء نہ کرے۔ اس کے عیوب کی پردہ پوشی کرے، حتیٰ کہ طلاق بھی دے دے تو اس کے بعد بھی سبب طلاق ظاہر نہ کرے۔ 34

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ قیامت کے دن بدترین شخص وہ ہوگا' جو بیوی کا شریکِ راز ہوا اور اس کا راز کھول دیا۔ 35
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت فرمائی۔

(15) حقِ مہر

بعوض حقِ زوجیت بیوی کو کچھ رقم دینا مہر ہے۔ مہر عورت کا بنیادی حق ہے۔ جس کی ادائیگی خاوند پر ضروری اور لازمی ہے۔

قرآنِ حکیم میں ارشاد رب العزت ہے:

و اتوا النساء صدقٰتھن نحلة۔ 36

اور عورتوں کو ان کے مہر بخوشی دیا کرو

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

و اتوھن اجورھن۔ 37

پس عورتوں کے مقرر شدہ مہر ادا کرو

سورۃ النساء ہی کی آیت چار میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر عورتیں خوشی سے مہر کا کچھ حصہ معاف کر دیں' تو پھر اس کا کھانا تمہارے لئے جائز اور حلال ہے۔ مگر زبردستی عورت سے مہر معاف نہ کروایا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص نکاح کے وقت مہر آدا نہ کرنے کی نیت سے باندھے' تو ایسا شخص زانی ہے۔ دینِ اسلام کا حقِ مہر اتنا مضبوط اور طاقت ور ہے کہ زوجہ کو تا ادائے مہر معجّل شوہر کے ساتھ رہنے اور وظیفۂ زوجیت اور کرنے سے انکار کا حق حاصل ہے۔ خواہ بیوی سے صحبت ہو چکی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ 38

عورت کے حقِ مہر کی حیثیت ایک قرض کی ہے' جو تمام حقوق و وصیت وراثت پر مقدم ہے۔ یعنی شوہر کی وفات کے بعد بیوہ اپنا مہر متوفی کی جائداد سے وصول کر سکتی ہے۔ عدم ادائیگی مہر بیوہ کو متوفی کی جائداد پر قبضہ رکھنے کا حق ہے۔ جائداد پر قبضہ رکھنے کے موران زوجہ وصولی مہر کے لئے وارثان پر مقدمہ دائر کرنے کا حق رکھتی ہے۔ 39

(16) عدل و انصاف:-

دینِ اسلام نے بعض حالات اور ضروریات کے تحت مرد کو اس بات کی اجازت دی ہے' کہ وہ ایک سے زائد شادیاں کریں۔ زائد کی حد بھی چار تک محدود ہے اس سے متجاوز نہیں ہے۔ یہ تعداد عدل کے ساتھ مشروط ہے۔ مفسرینِ کرام سورۃ النساء کی آیت تین کی وضاحت میں لکھتے ہیں' کہ اگر اس بات کا خوف ہو کہ عدل و انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائے گا۔ یعنی یہ کہ تم نان نفقہ کی تقسیم اور حقوقِ زوجیت کی ادائیگی میں اپنی طاقت کے مطابق مساوات قائم نہیں رکھ سکو گے تو ایسی صورتِ حال میں ضروری

ہے کہ ایک ہی بیوی پر اکتفا کرو۔ 40

اللہ تعالیٰ جو انسانی فطرت کو سب سے زیادہ جاننے والا ہے' نے ازخود اس بات کا اعتراف کیا ہے:

لن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم فلا تمیلوا کل المیل فتذروھا کالمعلقہ۔ 41

(تعدد کی صورت میں) بیویوں سے تم ہرگز نہ عدل کر سکو گے۔ گو کہ تم اس کی خواہش بھی کرو۔ پس تم ایک ہی طرف بالکل جھک نہ جاؤ' کہ دوسری کو لٹکتی ہوئی چھوڑ دو۔ اس آیت کے ذیل میں مفسرین کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ عدل نہ کر سکنے کی صورت میں بیشتر طریقہ یہ ہے کہ نیکی اور احسان کی روش اختیار کرتے ہوئے بیوی کو آزاد کر دو۔ 42

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ پاک ہے:

قال من کانت امرأتان فمال لاِحدھما جآء یوم القیامۃ و شقہ مائل۔ 43

فرمایا کہ جس شخص کی حد بیویاں ہوں اور برتاؤ کے سلسلے میں ایک طرف میلان رکھے' تو قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کا آدھا جسم جھکا ہوا ہوگا (یعنی فالج زدہ ہوگا) دو بیویوں کے درمیان عدل وانصاف بالاتفاق واجب ہے۔ 44

(17) اکتساب معاش کا حق

دینِ اسلام میں عورتوں کے اکتسابِ معاش کا حق بھی محفوظ ہے۔ یورپ کی بعض اچھی چیزوں میں ایک عورتوں کا جذبہ حصول معاشی ہے۔ احادیث کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے' کہ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں مسلمان عورتیں تجارت اور کاشتکاری کیا کرتی تھیں۔ انصارِ مدینہ کی تمام خواتین عموماً کاشتکاری کرتی تھیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ ایک بلند پائے کی تاجر تھیں' جن کی تجارت کا دائرہ ملکِ عرب سے نکل کر غیر ممالک تک پھیل گیا تھا۔ حضرت سودہؓ کھالیں دباغت کرنے کا کام کرتی تھیں۔ 45

ارشادِ ربانی ہے:

للرجال نصیب مما اکتسبوا و للنساء نصیب مما اکتسبن۔ 46

مردوں کے لئے حصہ ہے' اس میں جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کا حصہ ہے اس میں جو انہوں نے کمایا۔

دولت کمانے کا حق جس طرح مرد کو حاصل ہے اس طرح عورت کو بھی حاصل ہے۔ مرد بھی اپنی کمائی ہوئی دولت کا مالک ہوتا ہے' اس میں اپنی مرضی سے تصرف کر سکتا ہے' اس دولت سے استفادہ کر سکتا ہے۔ اس طرح عورت کو بھی یہ حقوق حاصل ہیں۔ 47

قرآن حکیم کی آیتِ وراثت عورت کے اس حق کو وہ مال و دولت اپنے قبضہ پر رکھ سکتی ہے' واضح کرتی ہے۔

چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

للرجال نصیب مما ترک الوالدان والاقربون و

للنساء مما ترک الوالدان والاقربون مماقل منہ

او اکثــــر نـــصيبـــا مـــفـــروضـــا ۔ 48

ماں باپ کے ترکے میں تھوڑا ہو یا بہت مردوں کا حصہ ہے' اور ایسا ہی ماں باپ اور رشتہ داروں کے ترکے میں عورتوں کا بھی حصہ ہے۔ یہ حصہ مقرر شدہ ہے۔ یعنی باپ کے ساتھ ماں کا ترکہ پانے کی وضاحت بھی ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مال و دولت اپنے قبضہ میں رکھ سکتی ہے۔

(18) نان نفقہ کا حق

مرد کا کام کمانا اور اپنے اہل وعیال کو ضروریات زندگی فراہم کرنا ہے۔ قرآن نے عورت کے اس حق کو تسلیم کرتے ہوئے' اس کے لئے خاص ضابطہ بندی کی ہے۔ تنزیل الرحمٰن کے نزدیک نفقہ میں خوراک' لباس اور مکان شامل ہیں۔

قرآن پاک میں ارشاد ربّ کائنات ہے:

لينتق ذوسعة من سعته ومن قدر عليه رزقه فلينفق مما اتاه الله۔ 49

وسعت والے کو اپنے اہل وعیال پر وسعت کے مطابق خرچ کرنا چاہئے۔ جس کی آمدنی کم ہو اسے چاہئے کہ اللہ نے اس کو جتنا دیا ہے' اس میں خرچ کرے۔

دوسرے مقام پر آتا ہے:

رزقهن وكسوتهن بالمعروف۔ 50

ان (عورتوں) کا کھانا اور لباس مناسب طریقے سے ان (مردوں) پر واجب ادا ہے۔

سورۃ بقرہ ہی میں دوسرے مقام پر آتا ہے۔

و متعوهن على الموسع قدره وعلى المقتر قدره متاعا بالمعروف حقا على المحسنين۔ 51

اور عورتوں کو ان کے خرچ دو فراخی والے اپنی حیثیت کے مطابق اور تنگ دست اپنی حیثیت کے مطابق۔ خرچ موافق دستور کے ہونا چاہئے۔ یہ نیکوکاروں پر فرض ہے۔ کھانے پینے کے علاوہ گھریلو استعمال کی دیگر اشیاء اور بیوی کی طہارت وصفائی کا سامان فراہم کرنا بھی شوہر کے ذمہ ہے۔ 52 اگر خاوند اپنی اس ذمہ داری کو پورا نہ کرے تو قانون اس کو مجبور کرے گا۔ بصورت انکار یا عدمِ استطاعت اس کا نکاح فسخ ہو سکتا ہے۔ نان نفقہ میں یہ بھی شامل ہے کہ خاوند بیوی کو رہائش کے لئے علیحدہ مکان مہیا کرے۔ جس میں اس کے خاندان کا کوئی دوسرا فرد نہ رہتا ہو۔ 52

(19) تساوی وتمایز

دینِ اسلام نے مرد اور عورت میں اشتراکِ انسانیت کی وجہ سے تمام بنیادی انسانی حقوق میں مساوات قائم کر

دی ہے۔لیکن صنفی استحقاقات اور تمدنی و معاشرتی معاملات میں تفریق اور دائرہ کار کا امتیاز عقلاً و شرعاً ناگزیر ہے۔اس لئے شریعت اسلامیہ نے مرد اور عورت کے صنفی اور تمدنی امتیاز کے باعث دونوں کے ثانوی معاشرتی حقوق و معاملات اور وظائف و اعمال میں تقسیم اور دائرہ بندی کر کے' ظاھری اور تفریق کے باوجود حقیقی مساوات پیدا کر دی۔یعنی حقوق کے اعتبار سے تو مساوات رکھی گئی' لیکن جواب دہی اور فرائض کے لحاظ سے عورت کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس پر ذمہ داریاں کم ڈالی گئی ہیں۔

(20) حریتِ استعمال اور مطالبہ حقوق

اپنے انسانی' صنفی' اور دینی حقوق کے شرعی حدود میں رہتے ہوئے آزادانہ استعمال اور پامال ہونے سے بچانے کے لئے' قانونی اور آئینی اقدامات کرنے کی حریت بھی عورتوں کا اجتماعی معاشرتی حق ہے۔تعلیماتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بنظرِ عمیق جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے' کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو تمام بنیادی حقوق کے حقوق کے تحفظ کا حق دیا۔عورتوں کو زندگی کی اساسی ضرورتوں اور کفالتوں میں عملی حیثیت سے مردوں کے برابر لا کھڑا کیا۔مطالبہ حقوق کا حق جو عورتوں کو حاصل ہے' ان کی قدر شناسی زمانہ کچھ اور ترقی کرنے کے بعد کرے گا۔

(21) حریت و آزادی

حریت و آزادی اسلامی معاشرے کے خصائص کبریٰ میں سے ہے۔یہ حریت و آزادی اسلامی معاشرے میں مردوں کی طرح عورتوں کو بھی حاصل ہے۔یہ عورتوں کے استقلالِ شخصیت کا ایک نمایاں پہلو ہے۔حریت دراصل ایک اعتبارِ قانونی ہے' جس کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ انسان فطری طور پر خود کو خدائے واحد کا بندہ اور اس کے احکام کا مکلّف سمجھے۔اسلام نے عورتوں کو اسی قسم کی حریت و آزادی عطا کی ہے۔

(22) حقِ وراثت :-

دینِ اسلام نے عورتوں کا حق وراثت بڑی شان کے ساتھ منوایا ہے۔عورت بحیثیت بیٹی والد کے ترکے سے حصہ وصول کرتی ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

یوصیکم اللہ فی اولادکم لذکر مثل حظ الانثین فان کن
نساء فوق اثنین فلھن ثلثا ما ترک فان کانت واحدۃ فلھا النصف۔ 53

اللہ تعالیٰ اولاد کے بارے میں بتاتا ہے' کہ لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ دو
اگر لڑکیاں دو سے زیادہ ہوں تو ترکے میں ان کا حصہ دو تہائی اور اگر اکیلی ہو تو اس کو آدھا ملے گا

عورت بحیثیت بیوی خاوند کا ترکہ پاتی ہے:

ولهن الربع مما ترکتم ان لم لکم ولد فان کان لکم ولد فلھن الثمن مما ترکتم۔ 54

اورتم (مرد) جوترکہ چھوڑو اگرتمہاری کواولا دنہ ہوتو تمہاری بیویوں کا چوتھا ہے

وراگرتم صاحبِ اولا دہوتو پھر بیوی کا آٹھواں حصہ ہے۔اس طرح عورت

بحیثیت بہن بھائی کی وراثت پاتی ہے:

اخت فلھا نصف ما ترکَ۔ 55

(کلالہ) کی بہن اس کے ترکے کا نصف پائے گی۔

ماں بیٹے سے میراث پاتی ہے۔

ولا بویہ لکل واحد منھما السدس مما ترک۔ 55

اورمیت کے والدین (ماں باپ) اس کے ترکے سے چھٹا حصہ پائیں گے۔بعض لوگ لڑکی جہیز دے کر وراثت سے فارغ خیال کرتے ہیں۔دینِ اسلام میں اس طرزِ عمل کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔دینِ اسلام میں جہیز صباح ہے' واجب نہیں ہے اور صباح بھی ایسا جس میں اعتدال ہو' نہ تو اسراف ہو اور نہ ہی نمائش کا پہلو نکلتا ہو۔جہیز کی مقدار کچھ بھی ہو لڑکی کی وراثت پر بالکل اثر انداز نہیں ہوئی۔

(23) اہلیتِ اجتماعی کا حق

دینِ اسلام میں عورت کی اہلیتِ اجتماعی کا اولین مظہر اس کا حقِ ایجاب ہے۔ولی اس کی مرضی کے خلاف اس کا نکاح نہیں کرسکتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لیس للولی مع البنت أمرا۔ 56

ولی کو نکاح کے معاملے میں (لڑکی کی رضا مندی) میں دخل دینے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔عورت کی اہلیتِ اجتماعی کا دوسرا مظہر یہ ہے کہ وہ حالتِ امن اور جنگ میں کسی کافر کو امان دے دے تو اس کی امان نافذ ہو جائے گی۔اور ہر مسلمان کے لئے اُس کی حفاظت لازمی ہوگی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

المسلمون تتکافأ دھاء ھم و یسعی بذقھم ادناھم۔ 57

نیز فرمایا:

ان کانت المرأۃ لتجیر علی المؤمنین فیجوز 58

ابن ھمام عورت کے اس حق کو تسلیم کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ عورت کا نقصانِ عقل اس کی ولایت کے بالکلیہ سلب کا سبب نہیں ہے۔ عورت گواہی دینے' ناظر اوقاف بننے اور یتیموں کی وصی بننے کی اہلیت رکھتی ہے۔ 59

(24) حریت فکر و رائے

اجتماعی نصب العین کی تحصیل و تکمیل میں عورت کے بنیادی کردار کی انجام دہی اس کے حریتِ فکر و اعتقاد کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لئے اسلام نے عورت کو فکر و اعتقاد میں مرد کی تاثیر سے مکمل آزادی اور اظہار رائے کا بھرپور حق دیا ہے۔ البتہ قبولیت رائے میں صائب ہونے کی جو عمومی شرط مرد اور عورت دونوں کے لئے لگائی گئی ہے' اُس کا تقاضا ہے کہ ہر صنف جن امور میں زیادہ تجربہ' مہارت اور واقفیت رکھتی ہے۔ ان امور میں اسی صنف کی رائے فائق' برتر' اور صائب قرار پائے گی۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں "ظھار" کے معاملہ میں خولہؓ بنت تعلب کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محاورہ اور مجادلہ کو قرآن نے سراہا اور اس کی رائے کے مطابق ظھار کے احکام نازل ہوئے۔

قد سمع الله قول التی تجادلک فی زوجها و تشتکی الی الله و الله یسمع تحاورکما۔ 60

بے شک اللہ تعالیٰ نے اس (کولہؓ بنت تعلب) کی بات سن لی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تکرار کر رہی تھی۔ اپنے خاوند کے بارے میں شکایت کر رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ اس کے علاوہ جنازہ کی موجودہ شکل حضرت اسماء بنت عمیس نے حبشہ کے نصاریٰ کے ہاں دیکھی تھی' انہی کے مشورہ سے اسے اسلام میں اپنایا گیا ہے۔ 61

(25) اعمال و اوصاف کی آزادی

بنیادی طور پر حریت کی تین اقسام ہیں۔ حریت ذات یعنی خاوند آزادی' حریتِ صفات یعنی قوائے نفسانی اور شیطانی کے تسلّط سے اعمال و اخلاق کی آزادی' اور حریت معاملات یعنی تصرف' تعامل اور اکتساب کی آزادی' دینِ اسلام نے عورت کو حریتِ صفات کی نعمت سے بھی نوازا ہے۔ عورت اپنے نفس کی تعمیر و تطہیر میں' مکارم اخلاق کو اپنانے' اور رذائل اخلاق سے بچنے میں مرد کے زیرِ اثر و اختیار نہیں ہے۔ انسان کی فلاح کا دارومدار تقویٰ پر ہے۔ اپنے اپنے اعمال کی جوابدہی بھی انفرادی ہے۔ اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے الگ بیعت لیا کرتے تھے۔ اس لئے عورت اعمال صالحہ اختیار کرنے میں کسی کی پابند نہیں ہے' اور نہ ہی اچھے اعمال و اوصاف اختیار کرنے میں اس پر کوئی قدغن ہے۔

عورت کے فرائض

دینِ اسلام میں حقوق و فرائض کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ طبقۂ انسانی میں ایک کے حقوق دوسرے کے فرائض قرار دیئے جاتے ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہوتا کہ کسی خاص طبقے پر فرائض تو عائد ہوں اور اس کے حقوق کا تعین نہ ہو۔ یا کسی کو حقوق تو وسیع پیمانے پر حاصل ہوں' اور ان حقوق کے مقابلے میں اس پر کوئی فرض عائد نہ ہو۔ عورت کے فرائض کے معاملے میں اکثر لکھنے والوں نے

قدرے اختصار سے کام لیا ہے۔ حالانکہ دین اسلام نے عورت کے فرائض کا دائرہ اتنا بھی محدود نہیں رکھا۔ یہ اور بات ہے کہ صنفِ نازک ہونے کے ناطے اس کے حقوق کا پلڑا فرائض کی نسبت جھکا ہوا ہے۔ حقوق کے اعتبار سے جس طرح عورت دو قسم کے حقوق رکھتی ہے' یعنی عائلی اور اجتماعی حقوق۔ اسی طرح فرائض بھی دو قسم کے ادا کرنے کی مکلف ہے۔ یعنی یعنی عائلی اور اجتماعی معاشرتی فرائض۔ طوالت کی گنجائش نہ ہونی کی وجہ سے عورت کی عائلی اور اجتماعی فرائض کا خلاصہ یک جا کر کے لکھا جاتا ہے۔ مختصراً عورت کے فرائض درج ذیل ہیں:

(1) حفاظتِ عصمت

عورت کا سب سے قیمتی زیور اس کی عصمت و آبرو ہے۔ لہٰذا اپنے اس قیمتی زیور کی حفاظت عورت کا فرضِ اولین ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورت کے لئے جو اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرنے والی ہو' جنت میں داخلے کی ضمانت دی ہے۔

چنانچہ ارشاد فرمایا:

اِذ صلت المرأة خمسها وصامت شهرها و حفظت فرجها و اطاعت زوجها'

قيل لها أدخلي من أى أبواب الجنة شئت۔ 62

جب ایک عورت پانچ وقت کی نماز پڑھے' ماہ رمضان کے روزے رکھے' اپنے اعضائے جنسی کی حفاظت کرے' تو وہ جنت کے دروازوں میں سے جس سے چاہے داخل ہو جائے۔

قرآنِ حکیم پاک دامن عورتوں کی تعریف ان الفاظ میں کرتا ہے:

قٰنتت حٰفظٰت للغيب بما حفظ الله۔ 63

(اپنے خاوندوں کی) فرمان بردار ہیں اور ان کی غیر موجودگی میں اپنے نفسوں کی نگہبانی کرتی ہیں۔

''تفسیر الخازن'' میں آتا ہے: اس سے مراد یہ ہے کہ ایسی عورتیں اپنے شوہروں کی اطاعت گزار ہیں' ایک قول یہ بھی ہے کہ اللہ کی تابع فرمان ہیں۔ اپنے خاوند کی عدم موجودگی میں اپنے نفسوں کی حفاظت کرتی ہیں۔ زنا سے ظاہر ہونے والے حمل ان سے منسوب نہیں کرتیں۔ اور نہ ہی ان کے نطفہ کو غیر کے ساتھ ملحق کرتی ہیں۔ 64

(2) تربیتِ اولاد

عورت کی شانِ عروج ماں کے روپ میں ہے۔ اس اعتبار سے عورت کی ذمہ داری کوئی کم درجے کی نہیں ہے۔ دینِ اسلام نے بچے کی ابتدائی درس گاہ ماں کی گود قرار دی ہے۔ بچہ جو شخصی کردار ماں کی آغوش سے لے کر نکلے گا' اور جو خو بصورت وہ اوائل عمر میں پائے گا' تا عمر اس کی شخصیت سے عیاں ہوتی رہیں گی۔ اولاد کی بہترین تربیت کرنا اور انہیں معاشرے کا ایک فعال رکن بنانا والدہ کا

فرضِ اولین ہے۔اس فرض میں ذرا برابر کوتاہی نقصانِ عظیم کا باعث ہوسکتی ہے۔اس فرض کی ہی بہترین ادئیگی کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔

(3) گھر کی محافظ

عورت گھر کی نگران اور منتظم ہے۔جس کے بارے میں اس سے باز پرس ہوگی۔

عن ابنِ عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کلم راع و کلکم مسئول عن اعیتہ والا میر راع و الرجل راع علی اھل بیتہ و المرأۃ راعیۃ علی بیت زوجھا و والدہ فکلم راع و کلکم مسؤل عن رعیتہ۔ 65

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' کہ تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔امیر اپنی امارت کا نگران ہے' خاوند اپنے گھر والوں کا نگران ہے۔بیوی اپنے خاوند اور اس کے بچوں کی نگران ہے۔پس ہر ایک تم میں سے اپنی اپنی رعیت کا نگران ہے' اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی۔

بیوی خاوند کے گھر' اس کے مال و دولت' اپنے نفس' خاوند کے رازوں اور بچوں کی تربیت کی ذمہ دار ہے۔

(4) بناؤ سنگھار برائے خاوند

نیک اور صالح عورت کا فرض ہے کہ وہ خاوند کو خوش کرنے کے لئے بناؤ سنگھا کرے۔یہ خاوند کا حق ہے۔ کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بہترین عورت وہ ہے جب خاوند اس کی طرف دیکھے تو اس کو خوش کردے۔ 66 چونکہ عورت کی زیب و زینت خاوند کو خوش کرتی ہے' خاوند بیوی سے محبت کرتا ہے اور ازدواجی زندگی کی مسرتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔دینِ اسلام کا منشاء ہی یہی ہے بیوی اور خاوند کا یہ بندھن دائمی اور ابدی ہو اور اس میں کسی قسم کا رخنہ نہ پڑے۔

(5) شرم و حیاء

دینِ اسلام میں شرم و حیاء ہر شخص کے لئے ضروری ہے۔کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اذلم تستح فاصنع ماشئت۔جب تم میں حیاء باقی نہ رہے تو جو جی میں آئے کرو۔لیکن عورتوں کو خاص طور پر شرم و حیاء کا لبادہ اوڑھنے کی تلقین کی گئی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تبا شر المرأۃ فتنعتھا لزوجھا کانہ ینظر الیھا۔ 67

ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ ہم مجلس ہونے کے بعد اس عورت کا پورا پورا حال اپنے خاوند سے اس طریقہ سے بیان نہ کرے' جیسے کہ وہ اس عورت کو دیکھ رہا ہے۔کسی اجنبی عورت کے اوصاف اپنے خاوند کے سامنے بیان کرنا بھی ایک طرح کی بے حیائی ہے۔اس لئے اس سے روکا گیا ہے۔

(6) اطاعتِ خاوند

عورت کے عائلی فرائض میں ایک فرض خاوند کی اطاعت کرنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

لو کنت اں یسجدو لاحد لا مرت للمرأۃ ان تسجدو لزوجھا۔ 68

اگر میں (خدا کے علاوہ) کسی اور کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

(7) بلا ضرورت گھر سے نہ نکلے

عورت کے جملہ فرائض میں ایک اہم فرض یہ ہے کہ عورت بلا شدید ضرورت کے گھر سے باہر نہ نکلے۔ عورت کا اصل مقام گھر ہے۔ دینِ اسلام نے عورت پر گھر سے باہر کی ذمہ داریوں کا بوجھ نہیں ڈالا۔ چنانچہ اس پر نماز جمعہ واجب نہیں' جنازے میں شریک ہونا لازم ہیں' اس پر جہاد بھی فرض ہیں۔ اسلام نے بالغ عورتوں کو یوں تو اپنے ذاتی معاملات میں بہت حد تک آزادی دی ہے۔ لیکن وہ اس بات کی قطعی مجاز نہیں ہیں کہ بلا ضرورت گھر سے نکل کر بازاروں میں گھومے۔ عورت کو اس بات کی بھی اجازت نہیں ہے کہ وہ بغیر محرم کے سفر کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کسی عورت کے لئے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے' یہ حلال نہیں ہے کہ وہ تین دن کا سفر تنہا کرے۔ لیکن ایسی صورت میں اجازت ہے کہ اس کا باپ' بھائی' خاوند' بیٹا یا کوئی اور محرم ساتھ ہو۔

(8) عدت

اگر میاں بیوی سے مفارقت ہو جائے چاہے طلاق سے ہو' خلع سے ہو یا موت سے تمام صورتوں عورت کا فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو نکاح ثانی سے رو کے رکھے۔ عدت پہلے خاوند کا حق ہے۔ مطلقہ کی عدت تین قروء' بیوہ کی چار ماہ دس دن اور حاملہ کی وضع حمل ہے۔ علامہ جصاصؒ قرآن حکیم کی آیت متوفی کی بیویاں چار ماہ اور دس دن تک اپنے آپ کو انتظار میں رکھیں کی وضاحت کرتے ہیں۔ کہ عورتیں اپنے آپ کو اس مدت تک نکاح سے رو کے رکھیں۔ 69

شاہ ولی اللہؒ رقم طراز ہیں کہ عدت کی مصلحتوں میں یہ ہے کہ اس کے ذریعے عورت کے رحم کا شوہر سابق کے مادہ سے خالی ہونے معلوم ہوتا ہے۔ تا کہ نسب میں اختلاط نہ ہو۔ اس لئے کہ نسب وہ چیز ہے' جس کی خواہش کی جاتی ہے۔ عقلاء جس کے طلب گار ہوتے ہیں۔ جو انسانی خصوصیت ہے اور جس کے ذریعے انسان دوسری حیوانات سے ممتاز ہے۔ 70

(9) پابندیٔ حجاب

پابندی حجاب عورت کے فرائض میں سے ہے۔ اس کا تعلق عائلی فرائض سے بھی ہے اور اجتماعی فرائض سے بھی قدرت نے انسان کو تمام انواعِ مخلوق کی طرح ''زوجین'' یعنی دو ایسی صنفوں کی صورت میں پیدا کیا ہے' جو ایک دوسرے کی جانب دائمی طبعی میلان رکھتی ہیں۔ انسان میں یہ صنفی میلان غیر محدود' غیر منضبط اور تمام دوسری انواع سے بڑھا ہوا ہے۔ انسان کے جسم کے اندر

صنفی تحریک پیدا کرنے والی قوتیں زیادہ شدید ہیں۔اس صنفی میلان کو افراط اور تفریط سے روک توسط اور اعتدال پر لانا' اور منضبط کرنا صالح تمدن کا اولین فریضہ ہے۔ 71

دینِ اسلام نے صنفی میلان کے زور کو توڑنے ک لئے عورتوں کو پردہ کا حکم دیا۔حجاب کی حرمت توڑنے والے تمام دروازوں کو قرآنی احکام کے ذریعے سختی سے بند کر دیا۔چنانچہ فتنۂ نظر کو ختم کرنے کے لئے لوچ دار اور نرم آواز میں گفتگو کرنے سے جس سے بیمار دل والے طمع کا شکار ہو سکتے ہیں۔ 72 فتنۂ نمائش حسن و لا تبرجن تبرج الجاهلية الاولیٰ 73 فتنۂ خوشبو کہ جو عورت عطر لگا مردوں کے درمیان سے گزرتی ہے آوارہ قسم کی عورت ہے۔ 74 فتنۂ عریانی جو عورتیں کپڑے پہن کر بھی ننگی ہوں وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی۔75 لہٰذا مسلمان عورت کا فرض ہے کہ ان تمام ضابطوں کی پابندی کرے۔

(10) امر بالمعروف

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر عورتوں کے اجتماعی فرائض میں سے ایک فریضہ ہے۔لہٰذا یہ فرض عورتیں اپنے دائرہ (عورتوں) میں ادا کرنے کی پابند ہیں۔

ارشادِ ربانی ہے:

المؤمنون والمؤمنات بعضهم اولياء بعض يأمرون بالمعروف و ينهون عن المنكر۔ 76

مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں' جو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں

قومی مصالح اور معاشرتی حفاظت و دفاع جو انسان کی حیات اجتماعی کے لئے ضروری ہے۔خواتین کو ان میں اپنا کردار ادا کرنا ضروری ہیں۔قومی مصالح کا تحفظ فرض کفایہ کی حیثیت رکھتا ہے۔جس سے خواتین کو مستثنیٰ قرار نہیں دیا گیا۔

(11) مسؤلیت اور ذمہ داری

عورت کے استقلال اہلیت اور حقِ حریت کا لازمی تقاضہ اور نتیجہ استقلال مسؤلیت اور ذاتی ذمہ داری ہے۔یعنی ہر وہ عمل و اختصاص جس کی اہلیت اور حریت عورت کو حاصل ہے۔اس کی تکمیل اور جواب کی بھی وہ خود ہی ذمہ دار ہے۔عورت کی اہلیت کی طرح اس کی مسؤلیت بھی متنوع مظاہر رکھتی ہے۔مثلاً دینی و اخلاقی ذمہ داری (ذاتی تعمیرِ سیرت) عائلی ذمہ داری (تربیت اولاد) اجتماعی اور معاشرتی ذمہ داری (امر بالمعروف اور نہی عن المنکر) اور اقتصادی ذمہ داری (جملہ معاشی اعمال اور تفرقات کی جواب دہی) وغیرہ

(12) اخفاء زیب و زینت

عورت اپنے خاوند کے لئے تو اپنے گھر میں جتنی چاہے زیب و زینت کرے۔لیکن جب بوجہٗ مجبوری اس کو گھر سے باہر نکلنا پڑے تو ہر قسم کی زیب و زینت کو پوشیدہ رکھے۔مولانا مودودی نے ''پردہ'' میں ان تمام امور کی وضاحت کی ہے' جو عورت کو

پوشیدہ رکھنے ضروری ہیں۔ 78

ارشادِ ربانی ہے:

ولایبدین زینتھن الاما ظھر منھا و لیضربن بخمر ھن علی جیوبھن۔ 79

اور وہ (عورتیں) اپنی آرائشِ جمال کو (غیر مردوں پر) پر ظاہر نہ کریں۔ سوائے اس کے جو عادتاً کھلا رہتا ہے۔ اور اپنے سینوں پر اپنے آنچل اوڑھے رہا کریں۔ چونکہ عورت کی رفتار میں رعنائی' اس کی گفتار میں مقناطیسیت' اور اس کی باتوں میں سحر ہوتا ہے۔ چلتے وقت اس کے خلخال کی آواز مردوں میں ایک ہیجان پیدا کر دیتی ہے۔

اس لئے قرآن حکیم نے دیا:

و لا یضربن بار جلھن لیعلم ما یخفین من رینتھن۔ 80

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

آنکھیں زنا کرتی ہیں ان کا زنا دیکھنا ہے.................. الخ 81 فقہاء کے نزدیک یہ تمام افعال بدکاری ہیں 82

کتابیات

1۔ القرآن

2۔ امیر علی سید' روح الاسلام' مطبوعہ نامعلوم۔

3۔ اسد الغابہ'

4۔ ابن ہمام' کمال الدین محمد بن عبد الواحد' فتح القدیر' مطبوعہ بغداد۔

5۔ ابن تیمیہ' مجموع الفتاویٰ' ادارہ القرآن و علوم اسلامیہ کراچی۔

6۔ ابو زہرہ' اصول الفقہ' مصر۔

7۔ البخاری' عبد اللہ محمد بن اسماعیل' صحیح بخاری' طبع بیروت' ایچ ایم سعید کمپنی کراچی (دونوں)

8۔ ابن قدامہ' موفق الدین عبد اللہ بن احمد' المغنی' مکتبہ الحدیثہ الریامن۔

9۔ ابن عباس' تنویر المقیاس' جامعۃ القاہرہ مصر۔

10۔ عابدین' محمد بن آمین الشہیر' ردامختار' مکتبہ ماجریہ کوئٹہ۔

11۔ تنزیل الرحمٰن' جئس' مجموعہ قوانینِ اسلام' ادارہ تحقیقات اسلامیٰ اسلام آباد۔

12۔ ترمذی' ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ' جامع ترمذی' بیروت و کراچی (دونوں مطبوعات سے استفادہ)

13۔ الجزیری' عبد الرحمٰن' کتاب الفقہ علی المذاہب اربعہ' طبع مصر۔

14۔ الجصاص' ابوبکر احمد بن علی الرازی' احکام القرآن' دار الکتب العربیہ بیروت۔

15۔ الحصکفی' محمد بن علی دشقی' درالھنتار' مطبوعہ نول کشور ہندوستان۔

16۔ الزخیلی' وھبہ الاکتور' الفقہ الاسلامی و ادلتہ' دار الفکر بیروت۔

17۔ الزیلعی' فر الدین عثمان بنع لی' بتین الحقائق مکتبہ امدادیہ ملتان۔

18۔ السجتسانی' سلیمان بن اشعث سنن ابی داؤد' بیروت' کراچی (دونوں)

19۔ سعید انصاری' حیات الصحابیات' ریسرچ انسٹیٹیوٹ اسلام آباد۔

20۔ شمس الدین' محمد بن عبد اللّٰہ الحنفی' تنویر الابصار' طبع مصر۔

21۔ الشاطبی' ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ' الموافقات' دارالمعرفۃ بیروت۔

22. شاہ ولی اللّٰہ' احمد بن عبد الرحیم' حجۃ اللہ البالغہ' طبع مصر

23. الصابونی' محمد علی صغوۃ البیان' دارالحیاء ترات العربی بیروت

24. العسقلانی' ابن حجر احمد بن علی' فتح الباری' دارالمعرفۃ بیروت۔

25. عالمگیر' ارونگ زیب نور الدین' فتاویٰ عالمگیری' مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

26. علاء الدین' علی بن محمد بن ابراہیم' تفسیر الخازن' دارالثقافت بیروت۔

27. الغزالی' ابو حامد محمد بن محمود' احیاء علومِ دین' دار المعرفۃ بیروت' و کمیائے سعادت۔

28. القیشری' ابو الحسن مسلم بن حجاج' صحیح مسلم' بیروت' کراچی۔

29. کرم شاہ' ضیاء القرآن' لاہور۔

30. محمد شفیع' معارف القرآن' کراچی

31. تفسیر المراغی' بیروت'

32. تفسیرات احمدیہ' دیو بند

33. منہاج'

34. نووی وغیرہ۔

المراجع والمصادر

1۔ القرآن 7: 189۔

2۔ المراغی احمد المصطفیٰ، تفسیر المراغی، 4: 176۔

3۔ بخاری و مسلم۔

1۔ القرآن، 18: 29۔

2۔ المراغی احمد مصطفیٰ، تفسیر المراغی، 4:176

3۔ بخاری و مسلم

4۔ القرآن، 29:18۔

5۔ القرآن، 58:16۔

6۔ القرآن، 59:16

7۔ العسقلانی ابن حجر، فتح الباری، 2:407۔

8۔ جامع ترمذی۔

9۔ ملّا جیون، تفسیرات احمدیہ، 167۔ محمد شفیع، معارف القرآن، 2:347۔

10۔ القرآن، 4:19۔

11۔ القرآن، 4:22۔

12۔ القرآن، 4:23

13۔ ترمذی (کراچی) 2:13۔

14۔ القرآن، 4:19۔

15۔ ترمذی، 1:219

16۔ ترمذی، 2:13

17۔ بحوالہ ایضاً۔

18۔ اشاطبی، الموافقات، 2:10

19۔ عناية بر حاشيه هدايه، 2:383۔

20؎ فتاویٰ عالمگیری' 1:488۔

21؎ بحوالہ حمید الدین ڈاکٹر' عہدِ نبوی کا نظام تعلیم' نقوش رسول نمبر' 4:127۔

22؎ غزالی' کیمائے سعادت (اردو) 198۔

23؎ ہاشمی محمد متین' منہاج شمارہ اکتوبر' 1984' ص20۔

24؎ سعید انصاری' حیات الصحابیات' 2۔

25؎ القرآن' 28: 2

26؎ القرآن' 2:226۔

27؎ محمد ابوزہرہ' الحوال الشخصیۃ' دلرالفکر عربی بیروت' 365۔

28؎ القرآن' 24:4۔

29؎ القرآن' 24:23۔

30؎ امیر علی سید' روحِ اسلام: 398۔

31؎ کتاب الفقه علی المذاهب اربعۃ' 4:1089

32؎ هداية' 1:541

33؎ نووی برحاشیہ مسلم' 1:493۔

34؎ کیمائے سعادت' 200۔

35؎ صحیح مسلم کتاب اطلاق۔

36؎ القرآن' 4:4

37؎ القرآن' 4:25۔

38؎ تنزیل الرحمٰن' مجموعہ قوانینِ اسلام' 1:295۔

39؎ بحوالہ ایضاً' 1:303

40؎ القرآن' 4:3۔ الصابونی' صفوۃ البیان: 106۔ محمد شفیع' معارف القرآن' 2:393

41؎ القرآن' 4:129۔

42؎ الجصاص' احکام القرآن' 2:284۔ ابن عباس' تنویر المقیاس: 66

43؎ ابوداؤد (بیروت) 2: 242۔

44۔ ابنِ تیمیہ، مجموع الفتاویٰ 32:269۔

45۔ اسد الغابہ 5:440۔

46۔ القرآن، 4:32

47۔ کرم شاہ، ضیاء القرآن 1:340

48۔ القرآن، 4:7

49۔ القرآن، 65:7

50۔ القرآن، 2:223

51۔ القرآن، 2:236

52۔ هداية، 2: 420

53۔ القرآن، 4:11

54۔ القرآن، 4:12

55۔ القرآن، 4:177

56۔ ابوداؤد

57۔ ابوداؤد

58۔ نسائی

59۔ ابن ہمام، فتح القدیر 5:486

60۔ القرآن، 58:1

61۔ طبقات ابن سعد، 8:206

62۔ الھیثمی، الزوائد 4:306

63۔ القرآن، 4:34

64۔ علاء الدین، الخازن، 1:351

65۔ بخاری

66۔ بحوالہ ایضاً

67۔ بخاری، 2:788

68 مشکٰوۃ' 281۔اس سے اکثر لوگ غلط فہمی کا بھی شکار ہیں۔درحقیقت یہ تمہاری فرعونیت میں اضافہ کرنے کا سامان نہیں ہے' بلکہ عورت کی سرکشی اور سرتابی کا سدِ باب ہے۔بے کسی عورت کی بے چارگی کا اظہار ہے' مغرور مردوں کو اس کی بے چارگی کی طرف توجہ دلا کر رحم کرنے کی التجا ہے۔کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں ارشاد فرمایا کہ عورتوں کے ساتھ ہرگز زیادتی نہ کرو۔(میرٹھی' کتاب السلام:1006)

69 الجصاص' احکام القرآن' 144:1

70 شاہ ولی اللہ' حجۃ البالغۃ' 13:2

71 مودودی' پردہ :105

72 القرآن' 32:33

73 القرآن' 33:33

74 القرآن

75 مودودی' پردہ' 199۔

76 القرآن' 30:24

77

78 ابوداؤد' 299:1۔

79 درالمختار' 532:4۔ شامی' 257:5۔کنز الاقائق' 424 المغنی' 552:6

بتیسن الحقائق' 17:6۔

الفقہ الاسلامی' 560:3۔

تفہیم القرآن' 96:4۔

خواتین کے حقوق و فرائض تعلیماتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

ڈاکٹر مس عصمت ناز۔ ملتان

درود وسلام اُس ہستی پر کہ جس نے۔

عورت کو حیا کی چادر دی، غیرت کا غازہ بھی بخشا
شیشوں میں نزاکت پیدا کی، کردار کے جوہر چمکائے
ہر چیز کو رعنائی دے کر دنیا کو حیات نو بخشی
صبحوں کے بھی چہروں کو دھویا راتوں کے بھی گیسو سُلجھائے ۱؎

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت ایک فرد کی سیرت نہیں، آپ کی تعلیمات کسی اَیک فرد یا معاشرے کے لئے نہیں ہیں، بلکہ آپ کی سیرت اور تعلیمات ایک انقلاب ہیں ایک تاریخ طاقت ہیں، ایک عظیم الشان داستان ہیں جو انسانی پیکر میں جلوہ گر ہوئی، وہ زندگی سے کٹے ہوئے کسی درویش، سادھو، صوفی، یا راہب کی سرگزشت نہیں جو کسی گوشے میں، کسی درخت کے نیچے، کسی قلعے میں، کسی دریا کے کنارے بیٹھ کر محض انفرادی تعمیر میں مصروف ہو۔ بلکہ یہ تو ایک ایسی ہستی کی آپ بیتی ہے، ایک ایسے انسان با مقام کی تعلیمات ہیں۔ جو اجتماعی تحریک کی روح رواں تھی۔ جس نے معاشرے کے ہر فرد کے متعلق ارشادات فرماتے اور ہر گوشہ زندگی کے لئے شاندار و بے مثال راہنما اصول چھوڑے جن کی مثال آج بھی دی جاتی ہے اور تا ابد دی جاتی رہیگی۔

معاشرے کی بنیادی اکائی مرد اور عورت ہیں۔ فرد کا معاشرہ تو پرعید کا معاشرہ رہا، اس کو پرتہذیب وتمدن نے فوقیت دی اس کو بلند مقام پر بٹھایا، وحشت کا دور ہو یا پتھر و دھات کا زمانہ، قبائل تمدن کا زمانہ ہو یا جنگ وجدل کے میدان ہوں، آثار وقرائن و تاریخ جہاں تک ہماری راہنمائی کرتی ہے اور ہمیں یونان، ایران، روم، اور پھر عرب کے ریگزاروں میں لا کھڑا کرتی ہے تو اِدھر بھی بنتِ حوا کا حال بہت بُرا بلکہ ابتر ین تھا۔ اور پھر قرآن پاک نے تو واضح الفاظ میں "بای ذنب قتلت" ۲؎ کے الفاظ میں اس بات کی گنجائش ہی نہیں چھوڑی کہ زمانہ جاہلیت یہ دعویٰ کر سکے کہ اُس نے آنحضرتؐ سے پہلے عورت کو حقوق تفویض کئے تھے۔

یہ آپ کی ذات بابرکات تھی کہ اسلام کی آمد کے بعد آپؐ نے معاشرے کے اس سب سے زیادہ استحصال شدہ طبقے کی

جانب توجہ دی۔ عورت جو ماں بھی تھی۔ بہن بھی تھی، بیوی بھی تھی اور بیٹی تھی۔ مگر کس عبرتناک حالت میں تھی تاریخ کے صفحات اس کے گواہ ہیں۔ دُنیا بھر کی تہذیبیں شرمندگی کا یہ داغ اپنے دامن سے نہیں مٹا سکتی ہیں کہ انہوں نے سرزمین عرب پر رحمت کے بادل برسنے سے پہلے اس ہستی کے ساتھ کیا کیا ستم روا رکھا تھا۔ کہیں اسے چندی کی صورت میں کہیں جانوروں کی حیثیت میں، کہیں اسے محض کام کرنے اور جنسی تسکین کے لئے، اور کہیں اسے غلام کی حیثیت میں اور کہیں ستی ہونے کے لئے، اور کہیں اسے پاؤں کی جوتی سمجھا گیا۔

حالانکہ اگر بنظری غائر جائزہ لیا جائے تو یہ بیماری اخلاقی، جسمانی، نظریاتی، اور نفسیاتی طور پر ہمیشہ سے میدان میں مرد کے شانہ بشانہ متحرک اور فعال نظر آتی ہے۔ کہیں یہ مادر ابراہیم بنتی ہے اور خلیل اللہ کو جنم دیتی ہے اور نمرودی ہاتھوں سے بچا کر اسے بت شکن بناتی ہے، کہیں آسیہ بنکر کلیم اللہ کو اپنی آغوش شفقت میں پناہ دیتی ہے، کہیں ہاجرہ بن کر ذبیح اللہ کی پرورش کا فریضہ نبھاتی ہے اور کہیں مریم کے روپ میں عیسی روح اللہ کو جنم دیتی ہے، اسی طرح غیر الہامی مذاہب میں کہیں سیتا ماتا کے روپ میں اور کہیں رادھا کے روپ میں جلوہ فگاں یہ عورت ہی ہے۔ لیکن اس کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔

پستی اور ذلت میں ڈوبی ہوئی عورت کو انسانیت کے بلند منصب پر فائز کرنے کے لئے اسلام نے اہم کردار ادا کیا۔ کیونکہ سرزمین عرب پر اس کی حالت بہت ہی نازک تھی نہ اسکی رائے تھی نہ انفرادیت، نہ شخصیت نہ اہمیت، اور ظلم کی انتہا کہ اسے بعض اوقات پیدا ہوتے زندہ گاڑ دیا جاتا تھا۔[۳] اور انکی اخلاقی پستی اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی کہ باپ کے مرنے کے بعد اسکی بیویاں بھی وراثت میں تقسیم ہوتی ہیں اور ان سے بچے شادی کر سکتے تھے۔ اور بہن سے بھی شادی جائز سمجھی جاتی تھی۔ جائیداد میں حصہ نہیں تھا۔[۳]

جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے کہ آپؐ رحمت بن کر آئے تھے لہٰذا آپ اس نصف انسانیت کے حقوق کو کیسے نظر انداز کر سکتے تھے۔ آپؐ نے عورت کو دنیا کی بہترین متاع قرار دیا اور اپنی پسندیدہ چیزوں میں سے عورت اور خوشبو کو پسندیدہ قرار دیا۔

آپؐ نے ہر موقع پر ہر جگہ پر ہر مقام پر خواتین کے لئے ایسی شاندار تعلیمات ودیعت کی ہیں کہ ان پر یعنی خواتین کے حقوق وفرائض پر دفتر کے دفتر لکھے جا سکتے ہیں لیکن یہاں مختصراً میں ذکر کروں گی تا کہ بے جا طوالت نہ ہو۔

آپؐ نے جہاں حقوق خواتین کا ذکر فرمایا ہے اسکی تعلیم دی ہے وہاں آپ نے ان کو اُن کے فرائض بھی بتائے ہیں تا کہ معاشرے میں توازن قائم رہے۔ کیونکہ سرور عالم کی زندگی اور تعلیمات ایک بہتا ہوا دریا ہیں، جس میں حرکت ہے۔ روانی ہے، موج وحباب ہیں، یعنی جلال ہے تو جمال بھی ہے۔ روحانیت ہے تو مادیت بھی ہے، دین ہے تو دنیا بھی ہے، خدا کی عبادت بھی ہے اور بندوں سے رابطہ بھی۔ گہری خدمت بھی ہے اور سیاست بھی، قوم کی قیادت بھی اور ازدواجات کے ساتھ رہن سہن بھی ہے۔

آپؐ نے اس معاشرے میں جہاں بیٹی باعث ننگ وعار تھی اسے رحمت قرار دیکر ہمیشہ کے لئے عورت کا سر بلند کر دیا، اور اپنی لخت جگر بالخصوص بی بی فاطمہؓ کے ساتھ آپؐ نے جو شفقت ومحبت روا رکھی وہ مثال ہے. آپؐ نے اُن کی تعلیم وتربیت فرمائی شادی کرتے ہوئے مرضی معلوم کی، انکا حق مہر مقرر کیا، اُن کے بچوں حسنؓ وحسینؓ کے ساتھ نہایت شفقت کا سلوک فرمایا، سفر سے واپسی پر

سب سے پہلے فاطمہؓ کے گھر جاتے اور اگر وہ آتیں تو اپنی چادر بچھا دیتے۔ اور ساتھ ہی آپؐ نے یہ بھی فرمادیا کہ جو ایک یا ایک سے زیادہ بیٹیوں کی پرورش کریگا وہ جنت میں جائے گا۔

یہ بات بہت ہی انقلابی تھی۔ اخلاقیات اور جدید تعلیمات کے ماہر بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ

''پیغمبر اسلام نے یقیناً عورت کا درجہ بلند کیا' اب عورت شوہر کے لڑکے کا جانور نہیں رہی بلکہ خود لڑکا پانے کی حقدار ہوگئی۔ ایک آزاد فرد کی طرح اسے دوبارہ شادی پر مجبور نہیں کیا جاسکتا تھا۔ طلاق کی صورت میں شوہر پر واجب تھا کہ اسکا حق مہر ادا کرے۔ اب عورتیں علوم و شاعری میں دلچسپی لینے لگتی ہیں اور انکی عزت کی جانے لگی تھی۔[۵]

یہاں اس امر کا ذکر ضروری ہے کہ خواتین کے حقوق کی پامالی اس وقت شروع ہوئی جب اس کے اور مردوں کے درمیان امتیاز روا کیا گیا۔ اور اس بناء پر اسے فاسد اور ذلیل ترین مخلوق سمجھا گیا مگر اسلام نے اس مشورہ کے ساتھ یہ سارے فرق مٹا ڈالے:-

''اے لوگوں اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک ہی جاندار سے پیدا کیا''۔[۶]

یا پھر یوں ارشاد ربانی ہے۔

''اے لوگوں ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا''[۷]

آپؐ چونکہ چلتا پھرتا قرآن تھے۔ لہٰذا آپؐ کی تعلیمات قرآن کے مطابق ہی تھیں۔ قرآن نے ماں کی عظمت کو اس بلند مقام پر پہنچا دیا کہ اس سے بلندتر کوئی مقام ہو ہی نہیں سکتا پھر خواتین کو بہن اور بیٹی اور پھر بیوی کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے جن بہترین حقوق سے نوازا آپؐ نے عملی طور پر اس کا مظاہرہ کیا بھی اور اسکا صحیح نفاذ کروایا بھی یعنی آیات قرآن کی طرح سے عورت کے حقوق و فرائض کے متعلق آپؐ کی سیرت اور احادیث میں جابجا روشن مثالیں موجود ہیں۔

خواتین کو سب سے قبل بحیثیت انسان کے آپؐ نے تسلیم کروایا اور فرمایا:-

''عورت مردوں کی ہم جنس ہیں[۸]

یعنی آپؐ نے دونوں کو برابری کا درجہ دے دیا۔ اسی طرح حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے ایک شخص کے سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ تیرے حسن سلوک کی زیادہ مستحق تیری ماں ہے[۹] اور اسی پر بس نہیں کیا بلکہ تین مرتبہ اپنے جواب کو دھرا کر ماں کے مرتبے کو عظیم سے عظیم تر بنا دیا۔

ایک اور جگہ آپؐ نے فرمایا۔

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم پر اپنی ماؤں کی نافرمانی اور حق تلفی حرام کردی ہے''[۱۰]

اسی طرح ایک شخص جو جہاد پر جانا چاہتا تھا اور اُس کی ماں گھر پر تھی اُسے تلقین فرمائی کہ ''اس َ ولازم پکڑ کہ جنت اس کے

پاؤں کے پاس ہے‘‘ ۱۱

اس طرح چونکہ بچے کی رضاعت‘ نگہداشت وتربیت خواتین کے فرائض میں تھی لہٰذا اس کو بلند تر حقوق سے نوازا گیا۔ اور حسن سلوک کے معاملے میں ماں کے حقوق باپ سے تین گُنا مقدم رکھے گئے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت میرے پاس مانگنے کے لئے آتی اور اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں بھی تھیں۔ میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہ تھا اس نے وہ کھجور لیکر دونوں میں بانٹ دی اور خود کچھ نہ کھایا۔ جب میں نے آپ کو یہ بات بتائی تو آپ گویا ہوتے۔

’’جوان بیٹیوں کی آزمائش میں ڈالا گیا اور اس نے ان سے اچھا سلوک کیا

تو وہ اسکے لئے آگ سے آڑ ہونگی‘‘ ۱۲

دنیا میں انسان کو بہت سی چیزیں مرغوب ہوتی ہیں اور ان سے دلی لگاؤ ہوتا ہے دولت ہے حشمت ہے‘ عزت ہے جاہ وجلال ہے‘ لیکن ان کے علاوہ ایک قابل قدر چیز جو اللہ تعالیٰ بندے کو عطا فرماتا ہے وہ نیک اور صالح بیوی ہے۔ اسی لئے آنحضرتؐ نے بیوی کے ساتھ حسن سلوک کو بڑی اہمیت بخشی ہے۔

آپؐ نے فرمایا

’’تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہے اور میں اپنے گھر والوں کے لئے سب سے بہتر ہوں‘‘ ۱۳

عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ’دنیا کی بہترین متاع نیک عورت (بیوی) ہے‘‘ ۱۴ لیکن جہاں پر بھی حقوق کی بات ہوتی وہاں فرائض کی بات آتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواتین پر بھی یہ فرض عائد کیا بلکہ انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی عزت وناموس کی حفاظت کریں‘ غیر مردوں کو اندر نہ آنے دیں۔ شوہر کی اطاعت گزاری کریں‘ اور جہاں پر فرائض کا تعین ہوتا ہے۔ وہاں پھر خواتین کو اعلیٰ مقام دیتے ہوئے کہا کہ اگر مرد وعورت کا نبھاہ نہ ہو سکے تو علیحدہ ہو جاؤ اور طلاق وغیرہ کے قوانین‘ مہر وغیرہ کے طلاق کے متعلق بار بار ہدایات ارشاد فرمایا۔

ایک جگہ آپ ﷺ نے فرمایا:

’’جس مرد نے عورت سے شادی کی ایک مہر پر اس ارادے سے

کہ وہ اسکو ادا نہیں کریگا تو وہ زانی ہے‘‘ ۱۵

آپ ﷺ نے عورت کی عزت نفس کی خاطر اور معاشرے کی بہتری کی خاطر بار بار خواتین کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین فرمائی اور طلاق کو حلال کاموں میں سے ناپسندیدہ فعل قرار دیا۔ بیوہ ہونے کی صورت میں دوسری شادی کی اجازت دی۔ مگر عدت

پوری کرنے پر تا کہ سارے شرعی تقاضے پورے ہو سکیں۔ اگر خواتین جنگی قیدی بن کر آتی ہیں تو بھی اُن سے ساتھ اچھا سلوک ہوا۔ اور اُن میں سے آپ ﷺ نے چند کے ساتھ باقاعدہ عقد فرما کر انہیں زوجیت کا شرف بخشا گویا کہ قدیم زمانے والی لونڈیوں کا تصور آپ ﷺ نے اپنی شاندار تعلیمات کے ساتھ پاش پاش کر دیا۔

آپ ﷺ نے عورت کو زیب و زینت کرنے کا اور بننے سنوارنے کا حق عین اسلام کے مطابق دیا۔ مگر اس پر یہ فرض بھی عائد کیا کہ یہ زیب و زینت اپنے گھر میں کرے اور اپنے شوہر کے لئے' اور گھر سے نکلے تو حیاداری کے ساتھ نکلے تا کہ پتہ چلے کہ ایک معزز اور مہذب معاشرے کی خاتون ہے۔

معاشرہ میں اس طرح سے معزز اور محترم بنا کر کہ آپ ﷺ سے پہلے خواتین خود وراثت تھیں اب وہ وراثت کی حقدار ہیں۔ اب وہ تجارت کا مال نہیں رہتیں بلکہ خود تاجر تھیں' وہ جنگوں میں ہاتھ بٹا سکتی ہیں' علم حاصل کر سکتی ہیں۔ کہ علم کا حصول پر مسلمان مرد اور عورت پر فرض قرار دیا گیا تھا' گویا کہ آپ نے مختلف حوالوں سے خواتین کو ان کی ازل سے محرومیوں سے نجات دلائی اور اسے مردوں کے برابر مساوی درجہ عطا کیا۔

حتی کہ قصاص' قتل' امان وغیرہ کے معاملات میں بھی خواتین کا خیال رکھا گیا اور ایک جگہ روایت میں آتا ہے کہ:-

''ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر پتھروں سے کچل ڈالا' لڑکی نے جب شکایت کی تو آپ ﷺ نے یہودی سے پوچھا اس نے اعتراف جرم کیا آپ ﷺ نے اس سے اسی شکل میں قصاص لیا'' [16]

اسی طرح اگر عورت اپنے کسی عزیز کے قاتل کو معاف کر دے تو اسکا یہ پروانہ معافی منسوخ نہیں کیا جا سکتا' اور حالت جنگ میں اگر وہ کسی کو پناہ دے دے تو اسکو مسترد نہیں کیا جا سکتا ہے۔

ارشاد ﷺ ہوتا ہے۔

''عورت بھی اپنی قوم کی طرف سے پناہ دے سکتی ہے'' [17]

فتح مکّہ کے وقت ام ھانیؓ نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ میں نے ابن ھیرہ کو پناہ دی ہے اور حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ وہ اسکو قتل کر کے رہینگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا

''اے ام ھانیؓ! تم جس کو پناہ دی ہے اسے ہماری بھی پناہ حاصل ہے'' [18]

اسلام سے قبل خواتین کا ذاتی تشخص نہیں تھا۔ وہ کسی بھی روپ میں انفرادیت کی حامل نہ تھی۔ اسے نکاح کے بعد غلام بے دام' کنیز بے وقعت یا ایک حیوان بے زبان بنا دیا جاتا تھا۔ لیکن اسلام نے اسکی انفرادی حیثیت کو برقرار رکھا اور اسے قانونی معاملات میں بھی شریک کیا۔

آنحضرت ﷺ نے اسلام کی تعلیمات پر عمل درآمد کروا کر ایک مضبوط و منظم اور فعال معاشرے کی بنیاد رکھی جس میں مرد

اور خاتون دونوں اپنا اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے عورت کو بیعت کرنے، قانونی معاملات میں شامل ہونے، مشورہ دینے کا حق دیا۔ اور بیعت رضوان کے موقع پر آپ ﷺ کے ہاتھ پر ام عمارہؓ نے بیعت کی تھی۔ یعنی جب ان خواتین کو معتبر جانا گیا۔ انہیں حقوق تفویض کئے گئے تو انہوں نے بھی فرائض سے کما حقہ انصاف کیا۔ اور حق وصداقت پر قائم رہیں۔ بلکہ معاشرے میں جس جگہ انہیں بگاڑ نظر آیا انہوں نے اس کو بدلنے اور اس کی جگہ خیر وفلاح کو قائم کرنے کی جدوجہد کی۔

مثلاً مشہور صحابیہ حضرت سمراء بنت نہیکؓ کے متعلق علامہ ابن عبدالبرؒ لکھتے ہیں:۔

''وہ بازاروں میں گھوم پھر کر بھلائی کا حکم دیتیں اور برائی سے روکتی تھیں ان کے ہاتھ میں ایک کوڑا ہوتا تھا جس وہ لوگوں کو منکر کے ارتکاب پر مارتی تھیں۔'' ۱۹

اس طرح سے خواتین نے حقوق ملنے پر فرائض کی ادائیگی کا شاندار تصور قائم کیا۔ کہ تعلیمات نبوی ﷺ نے ان کو ایک شعور بخشا تھا' ایک دوام بخشا تھا' ایک زیست عطا کی تھی قصر مذلت سے نکالا تھا۔ جسکے باعث ان کے اندر ایک، اعتماد آیا۔ اور اس اعتماد کی باعث انہوں نے پھر نہ رعایا کی پروائی نہ فرمانرواؤں کی اور نہ حاکموں کی کہ وہ اُن کے متعلق کہتے ہیں کیونکہ حاکموں کے حاکم اور رسولوں کی سردار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حوصلہ وہمت عطا کر دیا تھا۔ جس کی وجہ سے ان کے ایمانی جذبات تازہ ہوتے اور انہوں نے دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ خیمے کی چوب اکھاڑ کر یہودی کا سر قلم کر دیا اور جنگ کا پانسہ پلٹ کر رکھ دیا۔ اور کلمہ حق کے اظہار میں نہ تو باطل کی بڑی بڑی قوتیں ان کی راہ کی رکاوٹ بن سکیں اور نہ ہی جابر وسخت گیر حکام کی زیادتی وسختی۔ کہ خیمے جل اٹھے اور چادریں کھینچ لی گئیں۔ مگر ان خواتین کو کس نے یہ عزم وحوصلہ بخشا کہ وہ برھنہ پا وسر کُفر کو کفر کہہ سکیں اور وہ بھی پیٹھ پیچھے نہیں بلکہ دو بدو ہو کر آمنے سامنے بر سر دربار کھڑے ہو کر کہے کہ تو غلط ہے۔ یہ عزم وحوصلہ بخشا انہیں آپ ﷺ کی سچی اور کھری تربیت نے آپ ﷺ کی روشن اور واضح تعلیمات نے۔ جس کے باعث ان خواتین کا نام اور کام آج بھی زندہ ہے۔

عورت کی تعلیم وتربیت کا مقام چونکہ اس کا اپنا گھر ہے لہٰذا اس کے گھر والوں کو حکم دیا گیا کہ اس کی بہترین پرورش کروحتی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے لونڈیوں تک کو علم وادب سکھانے کا حکم دیا تھا۔

چنانچہ ارشاد نبوی ہوا:

''جس کے پاس کوئی لونڈی ہو اور وہ اس کے خوب تعلیم دے اور عمدہ تہذیب وشائستگی سکھائے پھر اس کو آزاد کرے اس کی شادی کرے تو اس کے لئے دوھرا اجر ہوگا۔ ۲۰

یہ آپ ﷺ کی توجیہات اور تعلیمات کا ہی نتیجہ تھا کہ اس عہد کی خواتین حصول علم کے میدانوں میں مردوں کے شانہ بشانہ آ گئیں۔ ازواج مطہرات براہِ راست آپ ﷺ سے تعلیم یافتہ تھیں لہٰذا دیگر خواتین کے لئے وہ مدرسہ ثابت ہوئیں۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا علمی ومقام اور حدیث فقہ میں ان کی فضیلت مسلّمہ ہے۔ آنحضرت ﷺ اور اکابر صحابہ اکثر اُن سے گفت وشنید فرماتے

اوراُن سے مشورہ لیتے تھے۔ سیرت ورجال کی رو سے آپ ﷺ کی رائے اکثر صائب ہوتی تھی۔

چونکہ ساری تعلیمات کا مقصد ہی اخلاق وتقویٰ کے لحاظ سے عورت کو بلند مقام عطا کرنا تھا۔ اس لئے آپ ﷺ نے فکری اصلاح کے ساتھ عملی اصلاح پر بہت دھیان دیا بار باراس پر زور دیا۔ اور خواتین کو وہ تمام احکام سکھائے جو ایک اسلامی معاشرے کے بہترین فرد بننے کے لئے ضروری ہیں۔ خواتین کو بالخصوص یہ ہدایت کی گئی کہ وہ عزت وحیاء کی زندگی گزاریں۔ سنت نبوی ﷺ میں اور احادیث نبوی ﷺ میں قرآن کی روشنی دکھاتی دیتی ہے۔ اور آپ ﷺ کی تعلیمات عین اسلامی اور قرآنی تعلیمات دکھائی دیتی ہیں۔ آپ ﷺ نے ان تمام امور کی نشاندہی کی ہے جس سے احتراز کرنا ضروری ہے۔ صحیح مسلم کی ایک روایت ہے:-

''وہ عورتیں جولباس پہننے کے باوجود عریاں رہتی ہیں جو مٹک مٹک کر چلتی ہیں اور جو اونٹ کے کوہان کی طرح اپنے کندھوں کو ہلا کر ناز وادا کر اظہار کرتی ہیں وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گی'' [21]

یعنی تعلیمات نبوی ﷺ نے خواتین کے حقوق وفرائض کا جو تعین کیا ہے۔ اور ان کے لئے جو دائرہ کار مخصوص کیا ہے جس میں رہ کر معاشرے کی خدمت سرانجام دے سکتی ہیں وہ اتنا اچھا اور بہترین یقین ہے کہ عورت کے لئے بہترین مقام اس کے گھر کو قرار دیا گیا۔ اس کی اسی نماز کو بہتر قرار دی گیا جو گھر کے آخری گوشے میں ادا کی گئی ہو'اس طرح سے خواتین کو ذمہ داری کا فرض کا احساس دلایا گیا۔ اور مردوں کو بھی آپ ﷺ نے خواتین پر ظلم نہ کرنے اور بہترین سلوک روا رکھنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اور انہیں اس معاملے میں آخرت کے عذاب کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ مردوں سے خواتین کے حقوق کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی۔ یہ ہی وہ چیز تھی جن سے عرب کی جاہلیت اور انا کو مرد کے ذہن سے نکالا۔

آپ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر خاص طور پر خواتین کے حقوق وفرائض کو دھرایا تاکہ اس میں کسی قسم کے ابہام و شک وشبے کی گنجائش نہ رہے۔ عبداللہ بن عمرؓ کے مطابق آپ ﷺ نے عورتوں کو اتنے حقوق ومراعات سے نوازا کہ ہم آپ ﷺ کے زمانے میں اپنی عورتوں سے گفتگو میں بے تکلف ہوئے ہوتے ڈرتے تھے کہ کہیں ہمارے متعلق کوئی حکم نہ نازل ہو جائے۔ جب آپ ﷺ رحلت فرما گئے تو پھر کہیں جا کر ہم کچھ بے تکلفی کا مظاہرہ کرنے لگے۔

یہ تھیں وہ تعلیمات جس نے فکر وعمل میں ایسا انقلاب پیدا کیا کہ وہ لوگ جنہیں معصوم زندہ جان کو درگور کرنے میں کوئی تامل نہیں ہوتا تھا' اب اس صنف نازک کی چارہ گری اور پرورش کو اپنے لئے سرمایہ حیات اور دوزخ سے نجات سمجھنے لگے تھے۔ وہ لوگ جو عورت کے ساتھ محبت والفت کی روش سے ناواقف تھے انہیں اب اس مظلوم وبے بس خاتون کی فکر دامن گیر ہونے لگی تھی۔ اب وہ مرد قدم قدم پر اس کا خیال رکھتا تھا۔ اور ہوتا بھی کیوں نہ کہ آپ ﷺ نے تو ایک مرتبہ جب خواتین اونٹوں پر جا رہی تھیں اور ایک شخص اونٹوں کو تیزی سے بھگا رہا تھا تو آپ ﷺ نے انتہائی لطیف پیرائے میں فرمایا تھا کہ ''آہستہ چلو اونٹوں پر آبگینے سفر کر رہے ہیں کہیں ٹوٹنے نہ پائیں'' سبحان اللہ! خواتین کی ایسی شاندار تشریح اور توضیح اور اس اچھے انداز میں سرزنش یقیناً محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہی خاصا

ہے۔

آپ ﷺ نے ایک مرتبہ ایک پیشن گوئی فرمائی تھی کہ:

''کہ ایک زمانہ میں میری امت پر ایسا وقت آئے گا کہ ایک تنہا خاتون شام سے حجاز تک کا سفر کرے گی اور ہاتھوں میں سونا اچھالتی آئے گی لیکن اسے پوچھنے والا (ڈاکہ ڈالنے والا) کوئی نہ ہوگا'' ۲۲

حقوق نسواں کے سلسلے میں آزادی نسوں کے سلسلے میں مندرجہ بالا مثال سے بڑھ کر اور کیا مثال ہو سکتی ہے۔

معاشیات کا میدان ہو یا سیاسیات کی وادیٔ پُر خار عورت کو آزادی ہے کہ وہ اپنے مقرر کردہ دائرہ کار میں رہتے ہوئے اپنے فرائض ادا کرے۔ اپنا حق طلب کرے۔ مسلم خواتین نے میدان جنگ میں بھی فرائض سرانجام دیئے۔ نرسنگ کی، پانی پلایا، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انہوں نے شمشیر وسناں سے زیادہ پُر جوش خطابت وتقریر کے ذریعے جذبہ جہاد کو ابھارا۔

یہ آپ ﷺ کی تعلیم کا ہی نتیجہ تھا کہ حضرت عائشہؓ کی بہن حضرت اسماء بنت بکرؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ بن زبیر کو جو کہ حجاج بن یوسف کے خلاف نبرد آزما تھے۔ اس سوال کے جواب میں کہ دشمن سر پر آن پہنچا ہے اور بچنے کی صورت نہیں، ایسا تاریخی جواب دیا کہ رہتی دنیا تک اس ماں کا جواب قابل فخر ورشک رہے گا فرماتی ہیں:

''بیٹا اگر تم حق پر ہو تو حق کی جانب ہی لوٹ جانا ہے اور اگر تم حق کی جانب لوگوں کو بلا رہے ہو تو صبر سے کام لو۔ تمہارے ساتھیوں نے لڑتے لڑتے جان دی ہے، لیکن اگر تم نے یہ سارا کھیل دنیا کے لئے کھیلا ہے تو تم دنیا کے بدترین انسان ہو۔ مگر اگر حق پر ہو تو اس لئے جان دینا اچھا ہے، کیونکہ جب ختم ہی ہونا ہے تو کیوں نہ اللہ کی راہ میں قربان ہوں ۲۳

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی تعلیمات خواتین کے حقوق وفرائض کے سلسلے میں ایک نا قابل تردید حقیقت ہیں جس کے اثرات بہت جلد ظاہر ہونے لگتے تھے۔ کیونکہ آپ ﷺ منصب یہ نہیں تھا کہ ''قرآن کو لوگوں تک پہنچا دیں، بلکہ آپ ﷺ کا کام ایک ہمہ گیر تحریک کی راہنمائی بھی تھی اس تحریک کی جس مین نصف حصہ خواتین کا بھی تھا لہٰذا اسکے باعث ایک مُسلم قوم اور مُسلم معاشرہ وجود میں آیا۔ جو ایک مثال معاشرہ تھا۔ جس میں جنس کے اعتبار سے خواتین ومردوں کے درمیان امتیازی سلوک ختم ہو گیا۔ اور آنحضرت ﷺ تو اس بارے میں اتنے حساس تھے کہ ایک مرتبہ ایک شخص بیان کر رہا تھا کہ کس طرح سے اس نے اپنی بچی کو کھیل کھیل میں گڑھا کھود کر دبا دیا اور وہ مجھے پکارتی رہی کہ بابا مجھے کیوں دبا رہے ہو۔ تمہاری داڑھی پر مٹی لگ گئی ہے، مگر تجھ پر شیطان غالب آ گیا اور میں نے اُسے ختم کر دیا آپ ﷺ سنتے جا رہے تھے اور روتے جاتے تھے اور بقیہ صحابہ بھی رو رہے تھے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

''اگر زمانہ جاہلیت کے کسی جرم پر سزا دینا ہوتی تو میں تمہیں اس پر ضرور سزا دیتا'' ۲۴

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ کی تعلیمات سے قبل عرب کس حال میں تھے۔ نبوت سے قبل قرآن کے نزول

سے قبل خواتین کس ذلت و رسوائی کے عذاب سے گزر رہی ہیں۔ اور اب یہ عام ہے کہ آنحضرت ﷺ خود نماز ادا فرما رہے ہیں تو آپ ﷺ کی پشت پر امامۃ بنت زینب تھیں آپ ﷺ سجدے کے وقت انہیں اتارتے اور پھر جب کھڑے ہوتے تو اٹھا لیتے۔ ۲۵

اسی طرح سے آنحضرت ﷺ نے خواتین کے نہایت دقیق ازدواجی مسائل، اور اس کے متعلق وضاحتیں فرما کر امت مسلمہ پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ میاں بیوی کے تعلقات ہوں، شادی بیاہ کا مسئلہ ہو، رشتے کا طے ہونا ہو، طلاق کی نوبت آ جائے تو، اگر بہتان لگایا جائے تو، اگر خواتین غلطی کی مرتکب ہوں تو مرد کیا کرے اور اگر خواتین کو مرد سے شکایات ہوں تو کیا صورت ہونی چاہیے۔ ایک طلاق کے بعد رجوع، غصے کی حالت، زبان پر قابو، روپے پیسے کے خرچ کے معاملات، بلا اجازت کوئی کام کر لینا، اسکا کفارہ کیسے ادا کرنا ہو گا۔ خواتین کو خاوند کی جائداد میں سے کتنا حصہ ملے گا۔ اور اس کی جائداد کیسے تقسیم ہو گی۔ شادی کی صورت میں اس کے نان ونفقے کا بندوبست شوہر کے ذمے ہو گا اور اولاد کی تربیت اور رضاعت بیوی کے ذمے ہو گی۔ یعنی اتنے بہترین انداز میں آپ ﷺ نے تعلیمات قرآن کو عملی شکل میں ڈھالا ہے کہ دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا مبلغ، راہنما، اور مفسر ایسا نہیں کر سکتا ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے بچپن میں ماں کی شفقت بہت تھوڑا عرصہ دیکھی مگر حلیمہ سعدیہ جب تک زندہ رہیں انہیں ماں کا درجہ واحترام دیا، رضاعی بہن شیما کا از حد احترام کیا۔ اور مثال پیش کی بیوی کی صورت حضرت خدیجہ الکبریٰ کا ساتھ ملا تو دنیا بدل گئی۔ غم گسار ہمدرد ہی نہیں معاشی و مالی طور پر بھی وہ معاون بنیں۔

اور انہیں یہ اعزاز حاصل ہوا کہ اُن کی وفات کو ''عام الحزن'' یعنی غم کا سال قرار دیا۔ اور تمام ازواج مطہرات پر انہیں ہمیشہ فضیلت دی اور ان کا ذکر ہمیشہ کیا۔ اس طرح سے اپنی بیٹیوں، پھوپھیوں وغیرہ سب سے آپ ﷺ نے شاندار حسنِ سلوک روا رکھا کہ یہ سب مثالیں ہمارے لئے مشعل راہ بن گئیں ہیں۔

لیکن حق و باطل کی کشمکش جو ازل سے جاری ہے۔ اس نے قرآن کی اس آیت کو ''**الرجال قوامون علی النساء**'' کو اس طرح سے عجیب تشریحات کے ساتھ پیش کیا کہ وقت کے ساتھ خواتین اور مردوں کے درمیان خلیج آنا شروع ہو گی۔ مرد نے اپنے آپ کی برتر جاننا شروع کر دیا اور عورت کا استحصال شروع کر دیا۔ اور آج وہ دور آ گیا ہے کہ ایک بار پھر یوں محسوس ہوتا ہے کہ عورت جنس ارزاں بن کر رہ گئی ہے۔ اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ یہ بے قدر ہے۔

مغربیت اور یورپی طوفان نے اس طرح معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا کہ عورتیں مادر پدر آزادی اور نام نہاد نعروں سے متاثر ہونے لگی ہیں اور آزادی نسواں اور حقوق نسواں کے فلک شگاف نعرے لگاتی سڑکوں پر نکل آتی ہیں۔ حالانکہ اسلام تو دین فطرت ہے۔ اللہ تو خالق ہے ہمارا اور آپ ﷺ ہی کی تعلیمات اسی لئے عین فطری ہیں۔ تخلیق کار خوب جانتا ہے کہ آزادانہ مخلوط اور بالکل بے کر اور معاشرے کا انجام کیا ہو سکتا ہے۔ اسی لئے تو بہت پہلے ایسا نظام وضع کیا گیا کہ ماچس اور چنگاری کا ملاپ نہ ہی ہو تو بہتر ہے ورنہ تصادم کا خطرہ رہیگا۔

مگر کیا کیجئے طبیعت انسانی کا کہ جنت سے نکالے جانے کے بعد بھی ممنوعہ کاموں کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ایسا ہی حال خواتین کا ہے۔عالمی سطح پر خواتین کے دن منائے جارہے ہیں۔سیمینار ہورہے ہیں' خطبات ہیں کہ تھمتے ہی نہیں' خیالات ہیں کہ آئے نہیں' مردوں کے خلاف ایک نفرت کی لہر ہے' اور اینٹ کا جواب پتھر سے دیتے ہوئے مرد نے بھی کم نہیں کیا بلکہ شاید اسی کی طرف سے حقوق کی پامالی اور فرائض کی طلبی نے ایسا ماحول پیدا کیا کہ بنت حوا گھر بھی سنبھالتی ہے اور نوکری بھی کرتی ہے۔ بچے بھی پیدا کرتی ہے اور طعنے بھی سنتی ہے۔نہ اس سے شادی کے بارے میں پوچھا جاتا ہے۔نہ مشورہ لیا جاتا ہے۔جائداد میں حصہ کی خاطر زبردستی انگوٹھے لگوائے جاتے ہیں یا پھر قرآن سے نکاح کر دیا جاتا ہے۔کاروکاری کی قبیح رسم عام ہے' اسی پاؤں میں گھنگرو بندھوا کر اسے اسکے بلند مقام سے گرا دیا گیا۔اس کی اجتماعی عزت دری کی گئی۔اسے بازاروں میں برہنہ پھرایا گیا' بیٹی کی پیدائش پر طلاق دی گئی' عدل کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا گیا۔مگر چار عورتوں والی بات یاد رہ گئی' عورت کی کمائی سے نشہ کرنا اور مار پیٹ تو روز کا معمول ہے۔

حالانکہ ہمارے سامنے تو آنحضرت ﷺ کی تعلیمات روشن چراغوں کی طرح سے ہیں ہمارے لئے وہ زندگی ہیں۔کیونکہ تعلیمات نبوی ﷺ خواتین کو وہ تمام حقوق دیتی ہیں جس کا تقاضا آج کی عورت کرتی ہے۔ان تعلیمات کی روشنی میں اسے عمل کی آزادی ہے۔پسند کی اجازت ہے تعلیم حاصل کرنے پر کوئی پابندی نہیں ہے۔وہ تفریح کرسکتی ہے وہ بن سنور سکتی ہے۔وہ تجارت کرسکتی ہے۔وہ سفر کرسکتی ہے۔وہ ماں' بہن' بیوی اور بیٹی کے روپ میں قابل احترام ہے۔اس کو اتنے حقوق دیئے گئے ہیں کہ مغرب کا معاشرہ تصور ہی نہیں کرسکتا۔اسے سیاست کا حق ہے' اسے انتخاب کا حق ہے اسے جہاد کا حق ہے یہ فتویٰ دے سکتی ہے۔یہ نامناسب حالات میں خلع کا دعویٰ کرسکتی ہے۔حق مہر کا مطالبہ کرسکتی ہے۔ظلم و جبر کے خلاف آواز بلند کرسکتی ہے۔

مگر۔۔۔چند حدود و قیود کے ساتھ۔اور یہ حدود و متعدد اس لئے ہیں کہ ہم اشرف المخلوقات ہیں شُتر بے مہار نہیں۔اور جب آج کا مہذب معاشرہ یہ تسلیم کرتا ہے کہ ''ہر عظیم مرد کے پیچھے عورت ہے'' تو پھر خواتین کی اہمیت میں کیا شک ہے۔نپولین نے تو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ ''تم مجھے اچھی مائیں دو میں تمہیں اچھی قوم دونگا' یہ وہ حقیقتیں ہیں یہ وہ راز ہیں جو آپ ﷺ پر وحی کے ذریعے آشکارا کر دیئے گئے تھے۔کیونکہ عورت ایک مقدس اور معتبر چیز قرار دی گئی ہے۔اسے نازک آبگینہ کہا گیا ہے۔اس پر آنے والی نسلوں کی تربیت کا بوجھ ہے۔اس لئے اس کو مثال ہونا چاہئے۔

یہ خدائے بزرگ و برتر کا احسان عظیم ہے کہ اس نے اپنے پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے خواتین کے حقوق و فرائض کی مکمل تفسیر پیش کر دی۔آپ ﷺ کی تعلیمات نے اسے نہ صرف خواتین کو ایک اعلیٰ وارفع مقام دلایا بلکہ مردوں کے شانہ بشانہ چلنے کا حق بھی عطا کیا' لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اپنے اولین و بنیادی فرائض کو خواہ وہ ماں کے روپ میں ہوں یا بہن کے روپ میں بیٹی کی شکل میں ہوں یا بیوی کی صورت میں بھول جائے۔

بلکہ اس سے سیدھی سادھی مراد یہ ہے کہ خواتین و مرد جو ایک ہی نوع کی مختلف اجناس ہیں جیسا کہ ابتداء میں ذکر ہوا ہے۔

ایک دوسرے کا لباس ہیں۔ ایک دوسرے کی دلجوئی کی خاطر پیدا کئے گئے ہیں' ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے دائرہ کار اور حدود میں اپنے ہوئے خاندان اور معاشرہ کی فلاح و کامرانی کے لئے اپنے اوپر عائد کردہ ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے بجالائے بالکل ایسے ہی جیسے شمس وقمر' ارض وسماء' لیل ونہار سرانجام دے رہے ہیں۔ اور اسی میں کائنات کی سلامتی و بقاء مضمر ہے۔

خواتین کو آنحضرت ﷺ کی جانب سے حقوق دیئے گئے ہیں جو فرائض بتائے گئے ہیں وہ محض خام خیال پر مبنی نہیں ہیں۔ شاعر کا تخیل یا فلسفی کی بڑ نہیں ہے۔ بلکہ نہایت ہی پیارے انداز میں آپ ﷺ نے اس کا عملی نمونہ بھی پیش کیا۔ اسی لئے آج بھی خلوت ہو چاہے جلوت' رزم ہو یا بزم ہو، رفتار ہو یا گفتار ہو' معاشیات ہو یا سیاسیات' مرد ہوں یا خواتین، پوری انسانیت برادری بالعموم اور ملت اسلامیہ بالخصوص آپ ﷺ کے نقشِ قدم پر چل کر نجات کی راہ پر گامزن ہو سکتی ہے کیونکہ آپ کا پیغام لافانی ہے ابدی ہے۔ ہر دور کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ بالخصوص ہم خواتین کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم آپ ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں نہ صرف اپنے حقوق کو سمجھیں اور اُن کا استحصال نہ ہونے دیں بلکہ اس کے ساتھ اپنے فرائض کو بھی جانیں اور انہیں پوری ایمانداری سے سرانجام دیں۔ اسی طرح ہمارا معاشرہ کفر وشرک کے ہمالیہ کو استحقار کی ٹھوکر سے پاش پاش کر سکتا ہے۔ انہی تعلیمات کو سمجھ کر مرد وزن کے اختلافات دور ہو سکتے ہیں۔ اور معاشرے سے لاتعداد برائیوں کے خاتمے کا بھی امکان اسی میں پوشیدہ ہے۔

اس امید کے ساتھ کہ جبر کی سیاہ رات ختم ہوگی اور بے عملی کی منجمد برف پگھلے گی اور پت جھڑ کے موسموں کے بعد بہت جلد ہم لوگ اپنے اصلی پیشوا آقائے نامدار محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں مثالی معاشرہ قائم کرینگے۔

آخر بس یہ ہی دعا ہے:

ہدف ہو جائینگے حاصل اگر اللہ نے چاہا
ہمیں مل جائیگی منزل اگر اللہ نے چاہا
قوی امید ہے اللہ سے بندہ نوازی کی
سنور جائے گا مستقبل اگر اللہ نے چاہا

''الحواشی''

۱۔ جناب طاہر القادری کے کلام سے انتخاب۔

۲۔ سورۃ التکویر۔ آیت نمبر:9۔

۳۔ سورۃ النحل۔ آیت نمبر:58 اور 59 میں اس کا ذکر ہے۔

۴۔ Mohammad Mazah ud Din Siddique =Women in Islam. P.15 Syed. M. H. Zaidi: Position of women urdu Islam, P.19 LAHORE. 1935۔

۵۔ Encyclopedia cf Religion and Ethics. Vol V Newyork 1918 page =271۔

۶۔ سورۃ النساء۔ آیت نمبر: 1۔

۷۔ سورۃ الحجرات۔ آیت نمبر:13۔

۸۔ سنن ابی داؤد۔ کتاب الطہارہ ''باب فی الرجل یجد البلۃ فی ضاصہ''۔

۹۔ مشکوۃ شریف' باب البر والصلوۃ' ج 2۔ ص 437۔

۱۰۔ ایضاً نفس الصفحہ و باب۔

۱۱۔ " ص:442۔

۱۲۔ مشکوۃ باب الشفقۃ والرحمۃ۔ ج 2 ص:666۔

۱۳۔ مشکوۃ باب الشفقۃ والرحمۃ: ج 2 ص:95۔

۱۴ مشکوۃ باب عشرۃ النساء: " " " ۔

۱۵۔ مشکوۃ باب باب الطباق " " ص:85۔

۱۶۔ امام علی بن محمد الشوکانی: نیل الاوطار باب قتل الرجل بالمراۃ ج:7' ص 17

۱۷۔ جامع ترمذی' باب الیسر فی امان المراۃ والعبد' ج:1۔ :592۔

۱۸۔ ایضاً نفس الصفحہ و باب۔

۱۹۔ علامہ ابن عبدالبر: الاستعیاب فی اسماء الاصحاب' ج:۲' ص 1863۔

۲۰۔ صحیح بخاری: ج 3۔ ص:65۔

۲۱۔ صحیح مسلم: ج 5' ص:148۔

۲۲۔ غلام اکبر ملک: عورت کا مقدمہ اسلام کی عدالت میں لاہور 1991۔ص 11۔

۲۳۔ تاریخ سیرت وغزوات کی تمام کتابوں میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔

۲۴۔ التفسیر الکبیر: ص 56 تا 60۔

۲۵۔ شرح صحیح مسلم از امام نووی: ج 5: ص 132۔

علاوہ ازیں مقالے کی تیاری کے لئے مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا۔ جن میں سے بعض عربی میں ہیں۔

۲۶۔ روح الدین الاسلامی: محمد الغزالی۔

۲۷۔ اسلام میں کنبے کی اہمیت: ڈاکٹر احمد کبیسی۔

۲۸۔ الاسلام وقضایا المرأة المعاصرة: دکتو بھی الخولی۔

۲۹۔ حضارة العرب: محمد عادل دعیتر۔

۳۰۔ حضارة العربیة: محمد کرد علی۔

۳۱۔ حضارة العربیة: غوستاف لوبون۔

۳۲۔ عورت قانون اور فقہ کی نظر میں: ڈاکٹر مصطفیٰ السباعی۔

۳۳۔ عورت قرآن کی روشنی میں: ڈاکٹر نور الدین۔

۳۴۔ حبس لطیف کی صدا: امام رشید رضا۔

۳۵۔ تاریخ اسلام کی متعدد کتب وتشریحات۔

مسلمان خواتین کے حقوق وفرائض
تعلیماتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

فائزہ احسان صدیقی۔ کراچی

عام طور پر کمزور کو اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے بڑی سخت جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ اس کے بغیر اسے اس کے جائز حقوق نہیں ملتے بلکہ وہ تسلیم بھی نہیں کئے جاتے۔

موجودہ دور جو نام نہاد ترقی یافتہ دور ہے اور جس میں Human Rithts انسانی حقوق کا بڑا چرچا ہے۔ موجودہ دور نے بڑی تگ ودو اور بحث اور تمحیص کے بعد عورت کے بعض بنیادی حقوق تسلیم کئے۔

پوری عالمی برادری سرگرم عمل ہے اقوام متحدہ کے ترقیاتی فنڈ برائے خواتین کی جانب سے 25 نومبر کو خواتین کے خلاف تشدد کے خاتمے کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔ ہر سال 8 مارچ کو عالمی یوم خواتین منانے کی روایت بھی عام ہو چکی ہے۔

اس سارے منظر نامے میں اگر کمی ہے تو مسلم معاشرہ خواتین کو جو حقوق دیتا ہے ان حقوق کی احسن طریقے سے تشہیر وترویج کی کمی ہے۔

اسلام نے عورت کو جو حقوق عطا فرمائے ہیں دنیا کے سامنے ان کی معروضیت اور حقیقت واضح اور اجاگر کیوں نہیں ہے جب ہم اس کے اسباب کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات بصد افسوس سے کہنی پڑتی ہے کہ اسلام کے پیروکاروں نے ان عظیم تعلیمات اور تعلیمات نبوی ﷺ اور اسوۂ حسنہ سے انحراف کر کے دوسروں کو انگلی اٹھانے کا موقع فراہم کیا ہے۔

آج جس مسلمان عورت کی زندگی دوسری عورتوں کے لئے مثالی تصور کی جانی چاہیے تھی جس پر رشک کیا جانا چاہیے تھا اس کے برعکس رویوں کو روبہ عمل دیکھ کر عالمی فورمز میں اسلامی قوانین کو تنقید کا نشانہ بنایا جارہا ہے حالانکہ اگر مریض دوا کا استعمال درست طریقے سے نہ کرے تو اس میں قصور دوا کا نہیں مریض کا اپنا ہوتا ہے۔

عورتوں کے حقوق کا علم بلند کرنے والے اسے جدید دور کا اور ترقی پسند کا ثمرہ خیال کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ احسان اسلام کا ہے یہ سارے حقوق اسلام نے ۱۴ سو برس قبل اس لئے نہیں دیئے تھے کہ عورت ان کا مطالبہ کر رہی تھی۔ اس کا احتجاج جاری تھا بلکہ اس لئے دیئے کہ یہ عورت کے فطری حقوق تھے اور اسے ملنے ہی چاہئیں تھے۔

آج اگر اقوام متحدہ کسی سال کو خواتین کا عالمی سال قرار دیتی ہے تو ہم مسلمان بھی امر کو تحسین کی نظر سے دیکھتے ہیں کیونکہ ہم

اس حقیقت کونظر انداز کئے بیٹھے ہیں کہ اسلام نے خواتین کے حقوق کی ادائیگی کو اتنا مقدم قرار دیا ہے کہ

۱۔ بیٹی کی حیثیت سے حسن سلوک کا بدلہ جنت میں حضورﷺ سے قربت۔

۲۔ بہن کی حیثیت سے مشفقانہ سلوک کا بدلہ جنت میں برکات لامحدود۔

۳۔ بیوی کی حیثیت سے حسن سلوک کا بدلہ دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی۔

۴۔ ماں کی حیثیت سے خدمت، احترام اور حسن سلوک کا بدلہ جنت اور رضائے الٰہی کا حصول۔ کیونکہ ماں تو وہ ہستی ہے جنت جس کے پیروں تلے ہے۔

غرض یہ کہ عورت کے یہ چار اہم روپ ہیں اور ان میں ہر روپ میں عورت کے حقوق کی ادائیگی دنیا و آخرت کی بھلائی کی ضمانت ہے یعنی اسلام فقط کسی ایک سال کو خواتین کا عالمی سال قرار نہیں دیتا بلکہ دونوں جہان کی زندگی کی بھلائی خواتین کے حقوق کی پاسداری اور ادائیگی سے وابستہ کردی گئی ہے۔ کیونکہ دراصل یہی اللہ کا حکم ہے آنحضرتﷺ کا قول اور عمل ہے کہ

''اے لوگو! عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔''

تعلیمات نبویﷺ کی روشنی میں خواتین کو جو حقوق حاصل ہیں۔ اسلام خاموش نہیں ہو جاتا بلکہ ترغیب وترہیب کے ذریعے ان کے ادا کرنے کا زبردست جذبہ بھی بیدار کرتا ہے۔

۱۔	زندہ رہنے کا حق	The Right to live
۲۔	پرورش کا حق	The Right to grow
۳۔	تعلیم کا حق	The Right to be educated
۴۔	انوثت کا حق	The Right of effemination
۵۔	پردے کا حق	The right of Hajab
۶۔	نکاح کا حق	The Mantriony right
۷۔	مہر کا حق	The Right of Mehar
۸۔	نان نفقہ کا حق	Right of Maintenance
۹۔	میراث کا حق	Right of Property
۱۰۔	عورت کا حق دیت (نصف ہونا عورت کے حق میں بہتر ہے)	Right of Diat
۱۱۔	قانون شہادت (عورت کا حق آدھا ہے)	Right of Witness

۱۲۔	حق خلع	Right of Khula
۱۳۔	انصاف ومساوات کا حق	Right of Justice & Equality
۱۴۔	بیوی کا حق حسن معاشرت	Right of handling with care
۱۵۔	کسب معاش کا حق	Right of Working
۱۶۔	تنقید واحتساب کا حق	Right of criticism & accountablity
۱۷۔	عورت بحیثیت ماں کے حقوق	Rights as a Mother

آ یئے ان حقوق کا یکے بعد دیگر تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں جائزہ لیں۔

مسلمان خواتین کے حقوق وفرائض ایک ایسا موضوع ہے جس پر غور کرتے ہوئے اگر عورت کے مقام و حیثیت کا مختصر جائزہ لیا جائے اور اس کے حقوق وفرائض پر روشنی ڈالی جائے تو اندازہ یہ ہوتا ہے کہ انسانی تمدن کا سب سے مقدم اور سب سے زیادہ پیچیدہ مسئلہ یہی موضوع ہے اور تاریخ شاہد ہے کہ عورتوں کا مقام وحیثیت اور حقوق وفرائض ہمیشہ افراط وتفریط سے دوچار رہے ہیں۔

قبل اسلام کی تاریخ گواہ ہے کہ مردوں کے طبقے نے عورتوں کو اپنی طرح کا انسان کبھی نہیں سمجھا اور بحیثیت انسان اپنے درجے کا ذی نفس کبھی خیال نہیں کیا۔ بلکہ طبقۂ نسواں کا ہمیشہ استحصال کیا اور ان کے ساتھ ظالمانہ سلوک روا رکھا۔

۱۔ کبھی خادمہ اور لونڈی کی حیثیت سے عورت کی خرید وفروخت کی جاتی رہی۔

۲۔ ملکیت اور وراثت کے تمام حقوق سے عورت کو محروم رکھا جاتا۔

۳۔ اس کو گناہ اور ذلت کا مجسمہ سمجھا جاتا۔

۴۔ اس کی شخصیت کو ابھرنے اور نشوونما پانے کا کوئی موقع نہیں دیا جاتا۔

اسلام کی برکات لامحدود میں سے ایک اہم ترین نعمت

قرآن حکیم نے طبقۂ نسواں کی پامالی اور ذلت وخواری سے نکالنے کے لئے جو احکامات دیئے وہ محسن نسواں حضرت محمد ﷺ نے اپنے اسوۂ میں خواتین سے جو طرز عمل اختیار کیا وہ سراسر انقلابی ہے اور ہر قسم کے افراط وتفریط سے بجائے اعتدال و عدل کی مثال ہے بلکہ اس میں احسان کا پہلو نمایاں ہے۔

اسلام کا پیام جانفزا حضرات وخواتین دونوں کو اور بالخصوص خواتین کو اندھیروں سے اجالوں کی جانب لے آیا۔ خواتین کو قعر مذلت سے نکال کر عزت واحترام، محبت ورافت اور تحفظ کے بلند ترین درجوں پر پہنچا دیا۔

اور خالق کائنات نے ارشاد فرمایا۔

''لوگو، اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اسکا جوڑا بنایا
اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیئے۔''

(النسآء ۱)

یہ پورے یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ جس جامعیت، گہرائی حقیقت پسندی اور متاثر کن انداز سے قرآن نے تمام انسانوں کو اس آیت میں مخاطب کیا ہے کسی دوسری تہذیب یا ثقافت میں یہ انداز موجود نہیں ہے۔

اسی تصور کو پختہ تر کرتے ہوئے قرآن عظیم کہتا ہے

''وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی کی جنس سے اس کا جوڑا بنایا کہ اس کے پاس سکون حاصل کرے (اس سے محبت کرے)۔۔۔۔''

(الاعراف ۱۸۹)

گویا بحیثیت انسان، بحیثیت ذی روح، مرد و زن ایک جیسے ہیں ان میں کوئی فرق و امتیاز نہیں۔ ان کی اصل ایک ہے وہ اللہ کے بندے اور اللہ کی بندیاں ہیں۔ کوئی کسی سے برتر و افضل نہیں ہے۔

قرآن مجید ہمیں نہایت واضح الفاظ میں بتاتا ہے کہ حقوق و فرائض کے لحاظ سے اللہ کی نظر میں عورت اور مرد دونوں برابر ہیں۔

قرآن پاک کہتا ہے۔

''ہر شخص اپنے کسب کے بدلے رہن ہے۔''

(المدثر ۳۸)

نیز رب نے فرمایا۔

''میں تم میں سے کسی کا عمل ضائع کرنے والا نہیں ہوں خواہ مرد ہو
یا عورت، تم سب ایک دوسرے کے ہم جنس ہو۔''

(آل عمران ۱۹۵)

''اور جو نیک عمل کرے گا، خواہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ ہو وہ مومن تو ایسے ہی لوگ جنت میں
داخل ہوں گے اور ان کی ذرہ برابر حق تلفی نہیں ہونے پائے گی۔''

(النساء ۱۲۴)

''جو شخص بھی نیک عمل کرے گا، خواہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ ہو وہ مومن اسے ہم دنیا میں
پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور (آخرت) میں ایسے لوگوں کو اجر
ان کے بہترین اعمال کے مطابق بخشیں گے۔

(النحل ۹۷)

قرآن نے عورت کو آدم کی سب سے پہلی غلطی کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا۔ خدا کی نافرمانی دونوں نے مل کر کی تھی جس پر دونوں کو سرزنش کی گئی اور بعدازاں دونوں کو ہی معاف کر دیا گیا۔

(البقرۃ ۳۶۔۱۳۱ اور الاعراف ۲۰ یا ۲۴)

بلکہ سورۃ طٰہٰ کی آیت ۱۲۱ میں نام لے کر آدم کو الزام دیا گیا ہے۔

مذہبی عبادات مثلاً نماز پنجگانہ، روزہ، صدقہ، زکوٰۃ اور حج کے لحاظ سے عورت اور مرد میں کوئی فرق نہیں ہے۔ بلاشبہ بعض معاملات میں عورت کو مرد کے مقابلے میں آسانیاں اور مراعات دی گئی ہیں مثلاً

۱۔ عورت کو ایام حیض و نفاس میں نماز معاف ہے۔ روزہ کی قضا واجب ہے۔

(الف) اس کے علاوہ حالت حمل اور دوران رضاعت اگر اسے صحت کی خرابی کا اندیشہ ہو اور بعدازاں وہ جب سہولت ہو تو روزوں کی گنتی پوری کرے۔

(ب) جبکہ حالت حیض و نفاس میں چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا اس پر واجب نہیں۔

۲۔ عورت اگرچہ نماز کے لئے مسجد جا سکتی ہے اور نماز جمعہ کے لئے دور نبوی ﷺ میں خواتین مسجد جاتی بھی تھیں۔ لیکن اسے عورت کی مرضی پر موقوف کیا گیا ہے جبکہ مرد کے لئے نماز باجماعت لازن ہے۔

یہ دراصل عورت کی فطرت، نفسیات اور کمزوری کا لحاظ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے بچے کو دودھ پلانے والی ہو اور مسجد جانے کی استطاعت نہ رکھتی ہو۔ گویا اسلام نے خاص طور پر عورت میں جسمانی اور نفسیاتی تبدیلیوں کا لحاظ کیا ہے اور اس کا دائرہ کار ''گھر'' کو قرار دیا ہے۔

بچپن اور بلوغت کے دور میں عورت بیٹی ہوتی یا بہن لہٰذا

بحیثیت بیٹی اور بہن عورت کے حقوق

۱۔ زندہ رہنے کا حق

عربوں میں بچی کو پیدا ہوتے ہی قتل کر دینے کی روایت تھی۔ قرآن نے ان کو اس کام سے منع کیا اور اسے کسی

بھی دوسرے قتل کے مترادف قرار دیا۔

''اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس قصور میں ماری گئی؟''

(التکویر ۹)

کاروکاری کے حوالے سے سرزمین پاک میں نہ معلوم کتنی عورتیں اور لڑکیاں غیرت اور جھوٹی انا کے نام پر قتل کردی جاتی ہیں۔کاروکاری دراصل انسانیت کا قتل ہے۔دین اسلام میں کسی بھی انسان کو غیرت کے نام پر بغیر ثبوت اور گواہوں کے قتل کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

۲۱ ویں صدی میں جاگیردارانہ نظام کے تحت سندھ میں کاروکاری انتہائی شرمناک اور شیطانی رسم ہے اور بین الاقوامی کانفرنسوں میں کاروکاری کا تذکرہ پاکستان کی رسوائی کا باعث بن رہا ہے اور اسلامی معاشرے میں اس کا وجود کلنک کا ٹیکہ بن رہا ہے۔

بیٹیوں سے والدین کے نفرت آمیز رویے اور سلوک پر گرفت کرتے ہوئے قرآن عظیم کہتا ہے۔

''جب ان میں سے کسی کو بیٹی کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کے چہرے پر کلونس چھا جاتی ہے اور وہ بس خون کا سا گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے۔لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے کہ اس بری خبر کے بعد کیا کسی کو منہ دکھاوے۔ سوچتا ہے کہ ذلت کے ساتھ بیٹی کو لیئے رہے یا مٹی میں دبا دے؟۔۔۔۔دیکھو کیسے برے حکم ہیں جو خدا کے بارے میں لگاتے ہیں۔''

(النحل ۵۷،۵۹)

۲۔ پرورش کا حق

لڑکی کو زندہ درگور کرنے سے منع کرنے کے ساتھ ساتھ اسلام ظالمانہ اور غیر مساوی سلوک برتنے سے بھی منع کرتا ہے اس حوالے سے نبی کریم ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا۔

''بیٹی اللہ کی رحمت ہے۔''

علامہ اقبالؒ نے اس حدیث کو اس طرح نظم کیا۔

''خانداں میں ایک لڑکی کا وجود باعثِ برکات لامحدود ہے۔''

رحمت للعالمینؐ نے فرمایا۔

''جس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی اور اس نے اسے زندہ نہ دفنایا، اس کی حق تلفی نہ کی اور بیٹے کو اس پر ترجیح نہ دی، تو خدا اسے جنت میں داخل کرتے گا۔''

(ابن حنبل ۱۹۵۷)

نیز آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا۔

''جس نے دو بچیوں کی پرورش کی حتیٰ کہ وہ جوان اور سمجھ دار ہو گئیں وہ اور میں روزِ قیامت
اس طرح ہوں گے (آپ ﷺ نے دو انگلیوں کو ساتھ ملاتے ہوئے فرمایا)۔''

مسند احمد بن حنبل میں ایک اور حدیث دو بہنوں کی پرورش کرنے والے کے بارے میں وارد ہوئی۔

(حدیث نمبر ۲۱۰۴)

۳۔ تعلیم و تربیت

صلوٰۃ و سلام ہو حضرت محمد ﷺ پر کہ حصول علم کی فرضیت کے لحاظ سے مرد و عورت میں آپ نے کوئی فرق نہیں رکھا۔ بیہقی کی مشہور روایت ہے کہ

''علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔''

عورتوں کو دینی اور دنیوی علم حاصل کرنے کی نہ صرف یہ کہ اجازت دی گئی بلکہ ان کی تعلیم و تربیت کو اس قدر ضروری قرار دیا گیا جس قدر مردوں کی تعلیم و تربیت ضروری ہے۔

محسن نسواں ﷺ سے دین و اخلاق کی تعلیم جس طرح مرد حاصل کرتے تھے اسی طرح عورتیں بھی کرتی تھیں۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے اوقات معین فرما دیئے تھے جن میں وہ آپ ﷺ سے علم حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوتی تھیں۔

اشراف تو درکنار نبی ﷺ نے لونڈیوں تک کو علم اور ادب سکھانے کا حکم دیا تھا۔ جہاں تک طلبِ علم کا تعلق ہے اس حق میں مرد عورت دونوں یکساں حقدار ہیں لیکن جہاں تک نوعیت تعلیم کا تعلق ہے۔ علامہ اقبال کی طبع موزوں کے مطابق

جس علم کی تعلیم سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی کو علم کو اربابِ ہنر موت

اسلامی نکتہ نظر سے عورت کی صحیح تعلیم و تربیت وہ ہے جو اس کی نسوانی خصوصیات اور صلاحیتوں کو اجاگر کرے۔ ایسی تعلیم جو عورت کو بہترین بیوی، بہترین ماں مکمل گرہست اور بہترین گھر والی بنائے۔

عورت کا دائرہ کار اور دائرۂ عمل گھر ہے اس کی تعلیم کا مقصد بنیادی طور پر یہ ہونا چاہیے کہ اپنے دائرۂ عمل میں بہتر کارکردگی کا اظہار کر سکے۔ خصوصاً تربیتِ نسلِ انسانی میں عورت کی استعداد کار بڑھانے والے علوم ہونے چاہئیں۔

غیر معمولی ذہنی استعداد رکھنے والی لڑکیوں کے لئے دیگر علوم و فنون کی اعلیٰ تعلیم و تربیت کے در بھی وا ہونے چاہئیں۔ تاکہ

جن خواتین کو قدرت نے غیر معمولی اذہان دے کر پیدا کیا ہے ان کی ذہانت و فطانت گھر کے ساتھ ساتھ معاشرتی سطح پر اور قومی سطح پر بھی کام آسکے۔

۴۔ انوثت

نسوانیت و انوثت عورت کا خاصہ ہے اور عورت کا حق بھی۔ جذبات کی فراوانی اور حسیات ن نزاکت اور انتہا پسندی کی جانب میلان عورت کی فطرت ہے اسی فطرت پر اللہ کو پیدا کیا ہے اور یہی انوثت کا حسن ہے نسوانیت کی شان ہے اور اسلام عورت کو یہ حق اس طرح دیتا ہے۔

کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''عورت پسلی کی مانند ہے اگر تم اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو اسے توڑ دو گے
اور اگر اسے اپنے حال پر چھوڑ دو گے تو اس کی کجی کی باوجود فائدہ اٹھاؤ گے۔''

۵۔ پردے کا حق

پردہ عورت کا حق ہے۔ پردے کے ذریعے عورت کو تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ گھر میں قرار کے ساتھ وقار کے ساتھ بیٹھنا عورت کا حق ہے۔

۶۔ نکاح کا حق

جس طرح نکاح میں انتخاب کی آزادی مردوں کو حاصل ہے اسی طرح عورتوں کو بھی یہ حق حاصل ہے۔ عورت رفیق حیات کے انتخاب میں آزاد ہے اور اہل خاندان کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ لڑکی کی مرضی کے بغیر اس کو رشتۂ نکاح میں باندھ دیں۔

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا۔

''بیوہ عورت کا نکاح نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت حاصل نہ کر لی جائے اور اسی طرح کنواری
عورت کا نکاح نہ کیا جائے جب تک اس سے دریافت نہ کر لیا جائے۔''

صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کنواری سے اجازت کیسے لی جائے فرمایا۔ ''اس کی اجازت یہ ہے کہ خاموش رہے۔''

(یعنی طلب اذان کے بعد خاموش رہے)

مسند احمد میں ہے کہ عباسؓ سے روایت ہے کہ

ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ اس کا باپ اس کی رضامندی کے بغیر کسی شخص سے اس کی شادی کرنا چاہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے شادی، پیغام کا قبول کرنے یا رد کرنے کا اختیار دے دیا۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ لڑکی نے کہا ''مجھے یہ پیغام قبول ہے لیکن میں دوسری عورتوں کو یہ بتانا چاہتی تھی کہ والدین کو کسی عورت پر زبردستی شوہر مسلط کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔''

(ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۸۷۳)

۷۔ مہر کا حق

مہر اس رقم یا مال کو کہتے ہیں جو مرد اپنی منکوحہ کو بطور ہدیہ دیتا ہے اور مہر اس لئے ہوتا ہے کہ عورت کو اپنی اہمیت اور برتری کا احساس ہو۔ مہر کی رقم معین نہیں ہے بلکہ مہر مرد کی استطاعت کے مطابق رکھا جاتا ہے۔ عورت مہر کی رقم کی بلا شرکت غیرے مالک ہوتی ہے۔

۸۔ نان نفقہ کا حق

عورت کا نان نفقہ اس کے شوہر پر واجب ہے، شادی سے پہلے اور شوہر نہ ہونے کی صورت میں یا طلاق یا بیوگی کی صورت میں باپ بھائی یا بیٹے عورت کے دیگر ولیوں پر اس کی کفالت واجب ہوتی ہے لہٰذا ثابت یہ ہوا کہ خود عورت پر کسی کی کفالت کا بوجھ نہیں ہے۔

۹۔ میراث کا حق

اسلام نے پہلی مرتبہ عورت کو مستقل قانونی تشخص عطا کیا۔ یعنی Legal Status دیا ہے۔ وہ اپنی ذاتی ملکیت رکھ سکتی ہے۔ اس کو حقوقِ ملکیت بھی حاصل ہیں اور اس پر تصرف کا اختیار بھی اسلام نے عورتوں کا وراثت میں حق رکھا ہے اور ان کو حصہ دیا ہے لیکن برابر نہیں بیٹے کے مقابلے میں بیٹی کا حصہ آدھا ہے۔

سورۃ النسآء میں ارشاد ہے۔

''اللہ تمہاری اولاد کے بارے میں ہدایت کرتا ہے کہ مردوں کو دو عورتوں کے برابر حصہ دو۔''

اسی طرح باپ کے مقابلے میں ماں کا حصہ آدھا ہے۔ عورت کو جو حقِ وراثت دیا گیا ہے وہ مرد کے مقابلے میں آدھا ہے اور اُس کا منطقی سبب بھی بآسانی سمجھ میں آجاتا ہے وہ یہ ہے کہ اسلام معاشی کفالتوں کا تمام بوجھ مرد کے کندھوں پر ڈالتا ہے لہٰذا وراثت میں اُس کا عورت کے مقابلے میں دوہرا حصہ رکھا گیا ہے۔ اسلام نے عورت کو آزادانہ ملکیت کا حق دیا ہے۔ اسلامی قانون کے مطابق عورت کی دولت اور اصل جائیداد پر اس کا قطعی حق تسلیم کیا گیا ہے اس حق میں شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کا کوئی فرق و امتیاز نہیں ہے۔ عورت چاہے تو اپنی جائداد فروخت کرے یا کسی کو ٹھیکے پر دے۔

۱۰۔ عورت کا حق دیت کا نصف ہونا عورت کے حق میں بہتر ہے

عورت کا حق دیت بھی مرد کے حق دیت و قصاص سے آدھا ہے۔ بظاہر یوں لگتا ہے کہ اسلام کی نظر میں نعوذ باللہ عورت کی جان کی اہمیت اور قدر و قیمت کی جان کی اہمیت کے مقابلے میں آدھی ہے۔ لیکن جب ٹھنڈے دل و دماغ سے سو

جائے تو یہ حکمت سمجھ میں آتی ہے کہ مرد کی دیت جو کہ عورت کی دیت سے دُگنی ہوتی ہے عورت وصول کرتی ہے جبکہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے وہ مرد وصول کرتا ہے۔لہٰذا گویا یہاں بھی عورت کا پلڑا بھاری رہتا ہے۔

۱۱۔ قانون شہادت میں عورت کا تشخص آدھا ہے

قرآن کا قانون شہادت یہ ہے کہ شہادت کا نصاب دو مرد ہیں یا ایک مرد اور دو عورتیں۔یعنی دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے مساوی شمار کی جائے گی۔

(سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۸۲)

''اور گواہ بناؤ اپنے مردوں میں سے دو، اگر دو مرد موجود نہ ہوں تو پھر ایک مرد اور دو عورتیں۔

جن کو تم گواہوں میں سے پسند کرو تاکہ اگر ایک بھول جائے تو دوسری یاد دلا سکے۔''

مرد بھی بھول سکتا ہے لیکن بھول کا زیادہ امکان عورت کے بارے میں ہے مرد و عورت کی تخلیق اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔

اس کی فطرت کی ساخت بھی اس کی بنائی ہوئی ہے اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ ملک میں ارشاد فرمایا:

''کیا وہی نہیں جانے گا جس نے پیدا کیا ہے؟ حالانکہ باریک بین اور باخبر ہے۔''

قانونِ شہادت میں عورت کے تشخص کے آدھے ہونے کی حکمت پر غور کیجئے تو سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ کریم نے عورت کو بطور گواہ عدالتوں میں چکر لگانے سے اور کھنچے کھنچے پھرنے سے بچا کر خصوصی کرم فرمایا ہے۔

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ حق وراثت، حق شہادت اور حق دیت میں اگر عورت کا تشخص آدھا رکھا گیا ہے تو کیا حق زیست میں بھی عورت کا تشخص مرد کے مقابلے میں آدھا ثابت ہوتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

۱۲۔ حق خلع

تمدنی لحاظ سے اسلام نے عورت کا مرتبہ بہت بلند کر دیا ہے یہاں تک کہ ناپسند شوہر سے رہائی حاصل کرنے کے لئے خلع کا حق عورت کو دیا گیا۔اگر عورت کچھ دے دلا کر اپنے شوہر سے آزادی حاصل کر لے تو شریعت کی اصلاح میں اسے خلع کہتے ہیں۔اسلام نے جس طرح مرد کو طلاق کا حق دیا ہے اسی طرح عورت کو بھی یہ اختیار دیا ہے کہ وہ فی الواقع شوہر سے مایوس ہو چکی ہو اور نباہ کا اب کوئی امکان نہ ہو تو وہ کچھ معاوضہ دے کر تنسیخ نکاح کروا سکتی ہے اور یہی خلع ہے۔

۱۳۔ انصاف و مساوات کا حق

ایک سے زائد بیویوں کی صورت میں شوہر کی طرف سے مساوی حقوق حاصل کرنا عورت کا حق ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''پس اگر یہ اندیشہ ہو کہ (ایک سے زائد بیویوں کے درمیان) انصاف نہ

کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی رکھو۔"

شادی شدہ زندگی کے حوالے سے اسلامی تعلیمات نہایت واضح اور انسانی فطرت سے قریب تر ہیں۔

۱۴۔ بیوی کا حقِ حسنِ معاشرت

ازدواجی زندگی میں مرد و عورت کے ایک دوسرے پر حقوق ہیں اور ذمہ داریاں بھی ہیں۔ مردوں کو حکم دیا گیا ہے۔

"عورتوں کے ساتھ معاشرت میں نیکی اور انصاف ملحوظ رکھو آپس کے تعلقات میں فیاضی کو نہ بھول جاؤ۔"

خطبہ حجۃ الوداع میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"عورتوں سے نیک سلوک کرو کیونکہ تم نے انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور امانت لیا ہے۔"

قرآن کہتا ہے۔

(سورۃ بقرہ آیت ۲۲۸)

"۔۔۔۔۔ عورتوں کے لئے بھی معروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے کہ مردوں کے حقوق ان پر ہیں۔ البتہ مردوں کو ان پر (ترجیح کا) ایک درجہ حاصل ہے اور (سب پر) اللہ غالب اقتدار رکھنے والا اور حکیم و دانا موجود ہے۔"

حقوق و فرائض کا ایک توازن بھی اس آیت میں بیان ہو گیا ہے اور مرد کی فضیلت اور ترجیح اور درجہ بندی بھی ظاہر ہو گئی ساتھ ہی یہ تنبیہ بھی کر دی گئی کہ حقوق و فرائض کے ضوابط کی صحیح ادائیگی کی نگرانی کے لئے زبردست قدرت والا اور کامل حکمت کے ساتھ درجہ بندی کرنے والا اللہ ہے۔ گویا یہاں پیشگی ایک راہنما اصول بیان کر دیا گیا۔ اس کے بعد عائلی کے لئے بنیادی اصول یاد گیا۔

سورۃ النساء کی آیت نمبر ۳۴ کے معنی پر غور و فکر اور تدبر کیجئے۔

"مرد محافظ و نگراں ہیں عورتوں پر اس وجہ سے کہ فضیلت دی ہے اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر اور اس وجہ سے کہ مرد خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں سے (عورتوں کی ضرورت و آرام کے لئے) تو نیک عورتیں اطاعت گزار ہوتی ہیں۔ حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں۔ مردوں کی غیر حاضری میں اللہ کی حفاظت سے اور وہ عورتیں اندیشہ ہو تمہیں جن کی نافرمانی کا تو (پہلے نرمی سے) انہیں سمجھاؤ اور پھر الگ کر دو انہیں خواب گاہوں سے اور (پھر بھی باز نہ آئیں تو) مارو انہیں اگر وہ اطاعت کرنے لگیں تمہاری تو نہ تلاش کرو ان پر (ظلم کرنے کی) راہ یقیناً اللہ تعالیٰ (عظمت و کبریائی میں) سب سے بالا سب سے بڑا ہے۔"

اس آیت شریف میں خاص طور پر تشریح طلب الفاظ درج ذیل ہیں۔

۱۔ **قوام** قوام اور قیمہ کسی امر کا ذمہ دار سرپرست اور منتظم کے معنی میں آتے ہیں یعنی مرد عورتوں کی ذمہ داری اٹھانے والے، نگہبانی اور حفاظت کرنے والے اور ان کی اصلاح درستگی کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

گھر معاشرے کی بنیادی اکائی ہے۔ گھر کی ریاست کا بھی ایک حاکم اعلیٰ ہونا ضروری ہے۔ جو گھر کی تمام ضروریات کا کفیل ہو اس کی خوشحالی کا ذمہ دار ہو اور اس کے احکام کی اطاعت کی جائے ورنہ گھر معاشرے میں بنیادی اکائی اور اہم ترین اداروں کا سکون و اطمینان برباد ہو کر رہ جائے گا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ذمہ داری کس کو سونپی جائے اور اس بار گراں کو اٹھانے کی بہترین صلاحیت کس میں ہے۔

خالق کائنات نے مرد یعنی شوہر کو اس ذمہ داری کا اہل قرار دیا ہے اور ساتھ ہی وجہ بھی بتا دی ہے کہ اس میں دو خوبیاں ہیں ایک وہبی اور دوسری کسبی۔ انہیں کے باعث وہ گھر کی مملکت کا رئیس مقرر کیا گیا ہے۔

۱۔ **وہبی خوبی** بما فضل الله بعضهم على بعض یعنی خصوصاً جسمانی قوت، ذہنی برتری، معاملہ فہمی اور دور اندیشی۔

۲۔ **کسبی خوابی** بما انفقوا من اموالهم یعنی بیوی بچوں کے جملہ اخراجات، ان کے آرام و آسائش اور ان کی حفاظت و صیانت کی تمام ذمہ داری اس پر عائد ہے۔

یہاں فضیلت بمعنی شرف اور کرامت اور عزت نہیں ہیں۔

الرجال قوامون على النساء سے کوئی کج فہم یہ نہ سمجھے کہ عورت کے گلے میں مرد کی غلامی کا طوق ڈالا جا رہا ہے، نہیں بلکہ یہ انتظامی امور کی بجا آوری کے لئے فزوں تر ذمہ داری ہے۔

؎ جن کے منصب ہیں سوا ان کی سوا مشکل ہے۔

خالق کائنات سے بہتر کون جان سکتا ہے۔ مرد کو اللہ تعالیٰ نے طبعاً بعض ایسی خصوصیات اور قوتیں عطا کی ہیں جو دوسری صنف (یعنی عورت) کو نہیں دیں یا اس سے کم دی ہیں۔ اس بناء پر خاندانی نظام میں مرد ہی قوام ہونے کی اہلیت رکھتا ہے اور عورت فطرتاً ایسی بنائی گئی ہے کہ اسے خاندانی زندگی میں مرد کی حفاظت و خبر گیری کے تحت رہنا چاہیے۔ ان انتظامی اُمور کے علاوہ عورت کے اپنے حقوق ہیں۔ جو مرد پر ایسے واجب ہیں جیسے مرد کے حقوق عورت کے ذمہ واجب ہیں۔ لھن مثل الذی علیھن سے یہ خوب واضح کر دیا گیا ہے کہ

۲۔ فالصٰلحت: پس نیک عورتیں یعنی صالحات۔

۳۔ قٰنتٰت: اطاعت گزار، مطیع اور فرمانبردار۔

۴۔ حٰفظٰت للغیب: حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں غائبانہ بھی

یعنی شوہر کے سامنے نہ رہنے کی صورت میں شوہر کی عزت و آبرو، مال و دولت کی حفاظت کرتی ہیں اور اپنی عصمت و عفت کی

حفاظت بھی کرتی ہیں۔

۵۔ بما حفظ الله: اس واسطے کہ اللہ نے عورتوں کے حقوق کی حفاظت کی ہے اسلام میں کوئی عورتوں پر ظلم نہیں کر سکتا۔

۶۔ التی تخافون: اور وہ عورتیں جن کے متعلق تمہیں اندیشہ یا خوف ہے۔

۷۔ نشوزھن: ان کی نافرمانی کا' ان کی سرکشی کا۔

اچھی صالح اور نیک خواتین کے ساتھ ساتھ ایسی عورتیں بھی ہوتی ہیں جو تندمزاج اور کج سرشت ہوا کرتی ہیں ان کی اصلاح وتعلیم کا طریقہ تعلیم دیا جا رہا ہے۔ عورت کے از راہ غرور ونفرت شوہر کی اطاعت سے سرتابی کو ''نشوز'' کہتے ہیں خوف سے مراد وہم و گمان نہیں بلکہ علم ویقین ہے۔ (قرطبی) یعنی اگر تمہیں ان کی نافرمانی کا پورا علم ہو جائے تو پہلے ہی غصہ سے بے قابو ہو کر انتہائی قدم نہ اٹھاؤ۔

بلکہ نشوز کی حالت میں تین تدبیروں کی اجازت ہے اور ان پر عمل درآمد بالترتیب ہونا چاہیے۔ یہ مطلب نہیں کہ تینوں اقدام بیک وقت کر ڈالے جائیں نیز نشوز کے درجے کے مطابق تدابیر اور ردعمل کیا جائے۔ جہاں ہلکی تدبیر سے اصلاح ہو سکتی ہو وہاں سخت تدبیر سے کام نہیں لینا چاہیے۔

پہلا اقدام فعظوھن: انہیں نرمی سے سمجھاؤ اور سمجھانا بجھانا یعنی فہمائش مؤثر ثابت نہ ہو تو پھر دوسرا اقدام واھجروھن اور پھر الگ کر دو انہیں خواب گاہوں سے تو وہ عورت جن میں شرافت کی حس ابھی زندہ ہے وہ اس سرزنش سے اپنی اصلاح کرے گی' لیکن (پھر بھی باز نہ آئے تو) تیسرا اقدام ہے۔

واضربوھن: مارو انہیں لیکن مار ایسی سخت نہ ہو جس سے جسم پر چوٹ آ جائے اور قرطبی کے مطابق

الضرب فی هذه الآیة ضرب الادب غیر المبرح

اور حضرت ابن عباسؓ سے تو یہ تصریح مروی ہے کہ مارنے کی نوبت آ جائے تو مسواک یا اس قسم کی کسی ہلکی پھلکی چیز سے مارے اس آیت شریفہ سے اپنے مفادات کے مطابق غلط مطلب اخذ کرتے ہوئے یہ سمجھنا کہ بیوی پر ہاتھ اٹھانے کی اجازت ہے بلکہ کھلی چھٹی مل گئی ہے سراسر غلط ہے۔ اسلام نے اس کی اجازت قطعاً نہیں دی ہے کہ بیوی پر ہاتھ اٹھایا جائے اور جانوروں سے بدتر سلوک کیا جائے۔

محسن نسواں نبی کریم ﷺ نے بیویوں کے مارنے کی جب بھی اجازت دی ہے بادل نخواستہ دی ہے اور پھر بھی اسے ناپسند ہی فرمایا ہے۔

اور میرے خیال میں اس کا سب سے بڑا ثبوت ہے کہ آپ ﷺ نے ازواج مطہرات میں سے کسی کے ساتھ یہ رویہ کبھی عملی طور پر اختیار نہیں کیا۔

تاہم اگر عائلی زندگی میں بالفرض محال یہ رویہ کسی صاحب ایمان مرد کو اختیار کرنا ہی پڑے تو آپ ﷺ نے ہدایت فرمائی ہے کہ:

۱۔ منہ پر نہ مارا جائے۔ ۲۔ بے رحمی سے نہ مارا جائے۔

۳۔ اور ایسی چیز سے نہ مارا جائے جو جسم پر نشان چھوڑ جائے۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

''اللہ کی لونڈیوں کو مارو نہیں۔'' اس کے بعد ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ عورتیں آپ ﷺ کے اس حکم کو سن کر اپنے مردوں پر دلیر ہو گئیں ہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے انہیں مارنے کی اجازت دی۔ اب مردوں کی طرف سے دھڑا دھڑ مار پیٹ شروع ہوئی اور بہت سی عورتیں شکایتیں لے کر آنحضرت ﷺ کے پاس آئیں۔ کہا جاتا ہے کہ ستر عورتیں تھیں اور حضرت عائشہؓ نے ان عورتوں کی وکالت کی مگر خود نبی کریم ﷺ کا ردعمل کیا تھا۔ آپ عورتوں کی اس شکایت سے بہت متاثر ہوئے۔ اعلان کروا دیا کہ لوگ مسجد میں جمع ہو جائیں۔ لوگ جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے خطبہ دیا فرمایا۔

''آج ستر عورتیں محمد ﷺ کے گھر والوں کے پاس چکر لگاتی رہیں۔ یہ عورتیں اپنے شوہروں کی شکایتیں کر رہی تھیں۔ جن لوگوں نے یہ حرکت کی ہے وہ تم میں ہرگز اچھے لوگ نہیں ہیں۔''

(ابوداؤد)

یہ رسول اللہ ﷺ کا اعلان ہے اور کتنا اہم اعلان ہے قیامت تک کے لئے ایسے لوگوں کو برا قرار دے دیا گیا۔

رسول کا فرمان مستقل نظیر (Ruling) کی حیثیت رکھتا ہے جو لوگ اپنی بیویوں کو زدوکوب کرتے ہیں وہ ہرگز اچھے لوگ نہیں ہیں جسے رسول اچھا نہ کہیں وہ کبھی اچھا انسان نہیں ہو سکتا۔

رسول اللہ ﷺ کے اس عمل سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اس قسم کی زدوکوب کی اجازت نہیں دی تھی۔ اگر اجازت دی ہوتی تو خود ہی ایسی برہمی کا اظہار نہ فرماتے۔

ظاہر ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کا فرمان یہ ہو۔

''عورتیں نازک آبگینے ہیں انہیں ٹھیس نہ لگ جائے۔''

آپ نے اونٹوں کی محملوں پر سوار صحابیات کے اونٹوں کے حدی خوانوں کو روکا تھا کہ وہ حدی خوانی نہ کریں تاکہ اونٹ تیز نہ دوڑیں ان پر سوار صنف نازک کو آبگینے کہا۔ گویا پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ نے خواتین کے لئے نرمی رحمت و رافت کا اور Handle With Care کا برتاؤ کیا اور یہی دین اسلام کا کلچر ہے۔

لہٰذا آپ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر خواتین کے ساتھ طرز عمل کے بارے میں اہم ترین پالیسی ان الفاظ میں

جامع طور پر بیان فرمادی۔

''عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو''

لہذا اگر بعض کم علم اور نابلد مسلمان اور غیر اسلام مذاہب سے متعلق لوگ اسلام میں عورتوں سے متعلق احکامات کی غلط تشریح کرتے ہوں تو یہ ان کی سراسر غلطی ہے۔صریح غلطی ہے۔

بیجنگ پلس فائیو کانفرنس میں عورتوں کی مار پیٹ کو اسلام کی تعلیمات کہہ کر اسلام پر کیچڑ اچھالی گئی لہذا میں نے خصوصاً عورت پر تشدد کے حوالے سے قرآنی نکتہ نظر کی وضاحت کرنا ضروری خیال کیا۔

عورتوں اور لڑکیوں کے خلاف تشدد عام زندگی میں ہو یا گھریلو زندگی میں بنیادی انسانی حقوق کے خلاف ورزی ہے اور یہ بھی عین حقیقت ہے کہ اس خلاف ورزی کا ارتکاب کرنے میں ترقی یافتہ اور پسماندہ ممالک کے درمیان کوئی امتیاز نہیں ہے نیز عیسائی و یہودی دنیا اور اسلامی دنیا میں عورت پر تشدد کے برتاؤ میں کوئی خاص قابل ذکر فرق نہیں ہے البتہ مسلمانوں کے عمل کوتاہی کو اسلام کی تعلیمات کے سر نہیں تھوپا جاسکتا۔

امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن کی تحقیقی رپورٹ یہ بتاتی ہے کہ امریکہ میں ہر سال آٹھ لاکھ خواتین زنا بالجبر کا شکار ہوجاتی ہیں۔اسی طرح ہر پندرہ سیکنڈ بعد ایک خاتون کو بے آبرو کردیا جاتا ہے۔روس میں حکومت نے ایک رسمی اعلان میں بتایا کہ 1994ء میں پندرہ ہزار خواتین نے اپنے شوہروں کے پرتشدد کردار کے نتیجے میں ہلاک ہوئیں۔اسی طرح بھارت میں ہر سال کم جہیز لانے پر پانچ ہزار سے زائد خواتین کو قتل کردیا جاتا ہے۔جنوبی ایشیا میں ہر سال دس لاکھ لڑکیاں جسم فروشی پر مجبور کی جاتی ہیں۔

(سنڈے میگزین 26 نومبر 2000ء)

مغربی اقدار کے شکنجے میں اپنی پناہیں ڈھونڈنے والوں کے لئے یہ حقائق ایک تازیانہ ہیں۔

نیز اسلام نے خواتین کو جو حقوق دیئے ہیں ان کی غلط تشریح اور معروضیت و حقیقت کو چھپانا بین الاقوامی کانفرنسوں میں بہت نمایاں ہوکر سامنے آتا ہے۔ملک کی آبادی کی تعلیم شرح حکومت کے مطابق 33% اور غیر سرکاری ذرائع کے مطابق 20% ہے۔جن میں وہ افراد بھی شامل ہیں جو صرف دستخط کرنا ہی جانتے ہیں۔تعلیم شعور کی سطح بلند کرنے کا واحد ذریعہ ہرگز نہیں ہے۔تعلیم کے ساتھ تربیت کا عنصر لازمی ہونا چاہیے۔

دین اسلام کی تعلیمات سے خود دین کے پیروکار اتنے دور ہیں کہ انہیں اسلامی ضابطہ حیات میں بھی جھول نظر آتا ہے۔ دین کو زندگی کا رہبر ماننے سے انکار کرنے والے ہوں یا دین کے احکامات کی شکل مسخ کرکے پیش کرنے والے عناصر دراصل جہالت ہی کی نشانی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ عورت ظلم وتشدد کا شکار ہے بلکہ مرد کی حالات بھی کچھ بہتر نہیں ہے۔

۱۵۔ کسبِ معاش کا حق

اگر عورت کسی میں روپیہ لگا کر یا خود محنت کر کے کچھ کمائے تو اس کی مالک بھی کلیتاً وہی ہے۔ اور ان سب کے باوجود اس کا نان نفقہ ہر حال میں اس کے شوہر پر واجب ہے۔ بیوی خواہ کتنی ہی مالدار ہو اس کا شوہر اس کے نفقہ سے بری الذمہ نہیں ہو سکتا ہے۔ اس طرح اسلامی میں عورت کی معاشی حیثیت اتنی مستحکم ہوگئی کہ اکثر اوقات وہ مرد سے زیادہ بہتر حالت میں ہوتی ہے۔

اگرچہ کہ عورت کے نان نفقہ کی ذمہ داری اس کے شوہر، باپ، بھائیوں اور بیٹوں پر ہے۔ اس کے باوجود اسلام نے خواتین کو کاروبار اور پیشہ عمل اور کسب معاش کی اجازت دی ہے۔ اس لئے تجارت، زراعت، صنعت وحرفت، ملازمت، درس و تدریس اور تصنیف و تالیف سب ہی جائز کاموں کی اجازت ہے۔

جہاں تک عورت کی ملازمت کا تعلق ہے تو اسلام کے نزدیک عورت کا زیادہ مقدس کردار یہ ہے کہ وہ ماں اور بیوی کی حیثیت سے نسلِ نو کی تربیت کا فریضہ سرانجام دے۔ اس قدر اہم کردار کو جو نسلِ نو کی تعمیر کرنے والا ہو کسی طور پر بھی ''جاہلانہ'' قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔

تاہم ضرورت کے وقت اسلام عورت کی ملازمت کی مخالفت نہیں کرتا۔ خصوصاً ایسے شعبہ جات میں جو اس کی فطرت سے موزونیت رکھتے ہوں مثلاً طب، نرسنگ، معلمی و تحقیقی کام۔ مزید برآں کسی بھی شعبہ میں عورت کی قابلیتوں سے فائدہ اٹھانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

۱۶۔ تنقید اور احتساب کا حق

مردوں کی طرح خواتین پر بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ واجب ہے۔ اچھے کاموں کا حکم دینا اور برے کاموں سے روکنے کے عمل میں دعوت و تبلیغ بھی شامل ہے۔ امت کے اصلاح کا عمل بھی اور تنقید و احتساب کی ذمہ داری بھی، حضرت خولہؓ، حضرت زینبؓ اور حضرت اسماءؓ قرون اولیٰ اور دیگر اہلِ ایمان خواتین نے تنقید و احتساب کے فرض کو ہمیشہ ادا کیا۔

خواتین کی جانب سے حکام اور سرکاری اہل کاروں کے احتساب کی عملی مثالیں ملتی ہیں مثلاً مالِ غنیمت کی تقسیم سے متعلق ایک خاتون کے ذہن میں کچھ شکوک و شبہات سے پیدا ہوئے تو اس نے خلیفہ راشد حضرت عمر فاروقؓ سے بھر مجمع میں جواب طلب کیا۔ حضرت خولہؓ اور حضرت عمرؓ کو پند و نصائح کیں۔

۱۷۔ عورت بحیثیت ماں کے حقوق

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک ادب و احترام اور اوامر میں ان کی فرمانبرداری کی تاکید کے لئے قرآن و سنت میں بے مثال احکامات دیئے گئے ہیں۔ سورۃ بقرہ، سورۃ النسآء، سورۃ انعام، سورۃ بنی اسرائیل، سورۃ العنکبوت، سورۃ احقاف میں یہ احکامات مختلف اسالیب میں ملتے ہیں۔ متعدد مقامات پر اللہ کے حق کے فوراً بعد والدین کے حق کا ذکر ہے۔

''ماں کا حق باپ کے حق پر فائق ہے۔''

سورۃ لقمان کی اس آیت کے اسلوب سے واضح ہے کہ ماں کا حق باپ کے حق پر فائق ہے۔

ترجمہ ''اور حقیقت یہ ہے کہ خود ہم نے خود انسان کو اپنے والدین کے حق کو پہنچانے کی تاکید کی ہے۔ اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھاتے ہوئے اور کمزوری پر کمزوری جھیل کر اسے اپنے پیٹ میں رکھا۔ دو سال اس کے دودھ چھٹنے میں لگے (اسی لئے ہم نے) اس کو نصیحت کی کہ ہمارا شکر کرو اور اپنے والدین کا شکر بجالاؤ۔''

حدیث سے اس فوقیت کو واضح کو کر دیا گیا ہے کہ حسن سلوک کا یہ حق باپ کے مقابلے میں ماں کا کم سے کم تین گنا ہے اور اللہ اور رسول ﷺ کے بعد سب زیادہ احترام و تکریم کی مستحق ماں ہے پھر یہ حدیث بھی بہت مشہور ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

''جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔''

صحیحین (بخاری و مسلم) کی مزید ایک روایت ہے کہ حضرت مغیرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

''بلاشبہ اللہ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی اور حق تلفی حرام کر دی۔''

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ دوران حمل وضع اور رضاعت کے دوران اور بچے کی تربیت میں بحیثیت ماں جو خاص تکلیف اور خاص مشقت اٹھاتی ہے اور جس درد و کرب سے اس کو سابقہ پیش آتا ہے۔ وہ خواتین ہی کا حصہ ہے اس کا تصور بھی مردوں کے لئے ممکن نہیں اس معاملے میں عورت مرد پر فضیلت رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کی جسمانی و نفسیاتی ساخت میں ان ہر دو تکالیف کو جھیلنے اور برداشت کرنے کی صلاحیت و قوت مرد کے مقابلے میں زیادہ رکھی ہے۔ جذبات امومت کا احترام رسول اللہ ﷺ کے یہاں بہت ملتا ہے پھر یہ کہ عورت ماں کے علاوہ بیوی، بیٹی، بہن ہر روپ میں ہر حیثیت سے ٹوٹ کر محبت کرتی ہے لہٰذا ان تمام اعتبارات سے احترام و تکریم فرمانبرداری اور حسن سلوک کے معاملے میں ماں کے حقوق باپ کے مقابلے میں تین درجے مقدم رکھے گئے ہیں۔

مسلمان عورت کے فرائض

ابھی تک مسلمان خواتین کے حقوق زیر غور تھے تو بات طول پکڑتی رہی۔ اب فرائض کی باری ہے۔ اگر میں اختصار سے کام لوں کہ مقالہ طول تر نہ ہو جائے تو اس کی توجیہ یوں نہ کیجئے گا کہ فرائض کا تذکرہ بھی گوارا نہیں ہے۔ ویسے بات یہ ہے کہ حقوق کا زور شور سے مطالبہ اور فرائض سے کوتاہی عام انسانی فطرت ہے۔

عورتوں کا اللہ سے عہد اور ان کے فرائض

آنحضرت ﷺ جن امور پر ایمان لانے والی خواتین سے بیعت لیا کرتے تھے قرآن حکیم میں سورۃ ممتحنہ آیت کے ترجمہ سے عیاں ہیں۔

ترجمہ "اے نبی ﷺ جب تمہارے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے کے لئے آئیں اور اس بات کا عہد کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کریں گی۔ چوری نہیں کریں گی، زنا نہیں کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی، اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان گھڑ کر نہ لائیں اور کسی امر بالمعروف میں آپ ﷺ کی نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت لے لو اور ان کے حق میں دعائے مغفرت کرو یقیناً اللہ درگزر فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔"

اس آیت میں پانچ منفی احکام دینے کے بعد مثبت حکم صرف ایک ہی دیا گیا ہے اور وہ یہ کہ تمام (نیک کاموں میں) اور امر معروف میں نبی ﷺ کے احکام کی اطاعت کی جائے گی اور یہ بڑا جامع حکم ہے یعنی تمام اوامر معروف نیک کام اس میں شامل ہیں۔ جہاں تک برائیوں کا تعلق ہے۔ وہ بڑی بڑی برائیاں گنا دی گئیں جن میں زمانہ جاہلیت کی عورتیں مبتلا تھیں۔ ان سے باز رہنے کا عہد لے لیا گیا اور بھلائیوں کے متعلق فرمایا گیا کہ رسول اکرم ﷺ جس نیک کام کا بھی حکم دیں اس کی پیروی کرنی ہوگی۔

ا۔ عورت کا فرض اپنے اہلِ خانہ کو جہنم کی آگ سے بچانا

سورۃ تحریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے۔"

اہلِ ایمان مردوں اور اہلِ ایمان عورتوں کا فرض ہے کہ وہ صرف اپنی ذات ہی کو اپنے آپ ہی کو خدا کے عذاب سے بچانے کی کوشش تک محدود نہ کریں بلکہ ان پر لازم ہے کہ اپنے اہلِ خانہ کو بھی حد استطاعت ایسی تربیت دیں اور برائیوں سے بچنے کی ترغیب اور نیک کام کرنے کا حکم دیتی رہیں کہ وہ عملِ صالح کی طرف مائل ہوں اور اللہ کے پسندیدہ انسان بن سکیں یعنی خواتین کا فرض ہے کہ اپنے اہلِ خانہ کو بھی جہنم کی آگ سے بچائیں۔

بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"تم میں ہر ایک راعی ہے اور ہر ایک اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے۔ اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور بچوں کی راعی ہے۔ وہ ان کے بارے میں جواب دہ ہے۔"

روزمرہ کی زندگی میں خواتین کے چار اہم روپ ہیں۔ بیٹی، بہن، شریکِ حیات اور ماں۔ ان چاروں حیثیتوں میں عورت کے فرائض کا تجزیہ ہمیں جدا جدا کرنا ہوگا۔

۲۔ بیٹی کے فرائض

ا۔ ماں باپ کی اطاعت و فرمانبرداری

ماں باپ کی اطاعت و فرمانبرداری بیٹی کا فرضِ اولین ہے۔ والدین کی نافرمانی اور عقوق منع ہے۔

ب۔ خدمت

والدین کی خدمت ایک سعادت ہے۔اور بیٹے جس طرح والدین کی خدمت دامے درمے سخنے کرتے ہیں۔ ویسے ہی خدمت بیٹیوں کا فرض بھی ہے۔

ج۔ حصول علم

علم کا حصول ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت پر فرض ہے۔اور کم سنی میں جب عورت بیٹی اور بہن کے روپ میں ہوتی ہے اس کا فرض ہے کہ پورے انہماک اور توجہ سے یہ فرض ادا کرے۔

د۔ حیاء اور عفت

عورت اور لڑکی کی اصل خوبی یہ ہے کہ وہ بے شرم اور بے باک نہ ہو بلکہ نظر میں حیاء رکھتی ہو۔اس لئے جنت کی نعمتوں کے درمیان عورتوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ان کے حسن و جمال کی نہیں ان کی حیاداری اور عفت مابی کی تعریف فرمائی ہے۔

حدیث مبارکہ ہے۔

''ہر دین کی ایک عادت مزاج اور طرح امتیاز ہوا کرتا ہے اور اسلام کا طرہ امتیاز حیاء ہے۔''

نیز فرمایا۔

''اور حیاء ایمان کا شعبہ ہے۔''

ہ۔ اپنے بھائیوں اور باپ کو دین کا پابند رکھنے کی کوشش

مسلمان بیٹی اور بہن کا فریضہ ہے کہ اپنے بھائی اور اپنے باپ کو فلاح کی طرف، دین کی طرف بلائے۔بہن کا یہ کردار حضرت فاطمہؓ بنت خطاب کے کردار سے عیاں ہوتا ہے۔

۳۔ شریک حیات کے فرائض

سورۃ نساء میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

''نیک بیویاں شوہر کی اطاعت کرنے والی ہوتی ہیں اور مردوں کے پیچھے اللہ کی حفاظت ونگرانی میں ان کے حقوق اور امانتوں کی حفاظت کرتی ہیں۔''

ان ہی معنوں میں آنحضرت ﷺ بھی فرماتے ہیں کہ

''بہترین بیوی وہ ہے جب تو اسے دیکھے تو تیرا دل خوش ہو جائے۔جب تو اسے کچھ کرنے کو کہے

تو وہ تیری اطاعت کرے اور اگر تو اس کے پاس موجود نہ ہو تو وہ تیرے مال میں
اور اپنے نفس میں تیرے حقوق کی حفاظت کرے۔''

ا۔ اطاعت شعاری

بیوی پر سب سے پہلا فرض یہ عائد ہوتا ہے کہ وہ شوہر کی اطاعت شعار ہو۔ گھر چھوٹے پیمانے پر ایک سلطنت کا حکم رکھتا ہے۔ جس کا حکم اعلیٰ شوہر ہے اور اس کی نائب بیوی ہے۔ ظاہر کہ اگر حاکم اعلیٰ کی اطاعت نہیں ہوگی تو سلطنت کا کاروبار درہم برہم ہو جائے گا اس لئے بیوی کا فرض یہ ہے کہ جن معاملات پر خاندان کے اتحاد اور ترقی کا دارومدار ہے یا جن پر اس کی اپنی زندگی کی خوشی مسرت اور سکون منحصر ہے یا ان کے بچوں کے مستقبل اور اخلاقی تربیت پر اثر پڑنے کا امکان ہے۔ ان میں وہ شوہر کے احکام پر عمل کرے اور اسے شکایت کا موقع نہ دے اور پوری پوری سازگاری قائم کرے۔

البتہ اگر شوہر اسے خلافِ شرع کسی کام کے کرنے کا حکم دے تو وہ شوہر کا حکم نہ مانے کیونکہ خالق کے حکم کے مقابلے میں مخلوق کا حکم کوئی معنی نہیں رکھتا۔

ب۔ شوہر کا عظیم حق

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

''اگر میں کسی کو کسی کے لئے سجدہ کا حکم دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے اور (اور آپ ﷺ نے فرمایا) اگر شوہر بیوی کو حکم دیتا کہ وہ زرد پہاڑی کے پتھر کالی پہاڑی پر پہنچائے اور کالی پہاڑی کے پتھر سفید پہاڑی پر پہنچائے تو بیوی کو ایسا ہی کرنا چاہیے۔''

یعنی اگر سجدے کا حکم کسی کے لئے دیا جا سکتا ہے تو وہ شوہر اپنے عظیم حق کی بناء اس بات کا مستحق ہوتا کہ اس کی بیوی اس کو سجدہ کرے لیکن اس عظیم حق کا باوجود کیونکہ غیر اللہ کو سجدہ کرنا حرام ہے۔ لہٰذا عورت کو اس بات کا حکم نہیں دیا گیا۔ اس کے باوجود شوہر کی اطاعت کی اہمیت واضح کر دی کہ اگر چہ ایک پہاڑی کے پتھر دوسرے پہاڑی پر لے جانا ایک بے نتیجہ کام ہے۔ تاہم یہ تمثیل یہ عیاں کرنے کے لئے اختیار کی گئی ہے کہ شوہر کے عظیم مرتبے کا تقاضا یہ ہے کہ بیوی اس کے حکم تعمیل کرے۔ ایک صالح بیوی کی صفت ہی یہ ہے کہ وہ جی جان سے شوہر کا حکم ماننے کے لئے تیار رہے۔

ج۔ نافرمان بیوی کی عبادت قبول نہیں

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے۔

''دو قسم کے آدمی وہ ہیں جن کی نمازیں ان کے سروں سے اونچی نہیں اٹھتیں۔ اس غلام کی نماز جو اپنے آقا سے فرار ہو جائے جب تک وہ لوٹ کر نہ آئے۔ اس عورت کی نماز جو اپنے شوہر کی نافرمانی کرے جب تک وہ نافرمانی سے باز نہ آ جائے۔''

ایک موقع پر فرمایا

''اس کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کوئی عورت اس وقت تک اپنے رب کا حق ادا نہیں کر سکتی جب تک وہ شوہر کا حق ادا نہ کر لے۔''

ایک اور روایت میں یہ بھی ہے کہ

''کوئی عورت ایمان کا مزا نہیں پا سکتی جب تک وہ اپنے شوہر کا حق ادا نہ کرے۔''

د۔ حقوق کی حفاظت

عورت کا دوسرا اہم فرض یہ ہے کہ وہ شوہر کی موجودگی ہی میں اس کے حقوق کی اور اس کے مفادات کی حفاظت نہ کرے بلکہ اس کی غیر حاضری میں بھی اس کا خیال رکھے۔ حدیث میں ہے کہ نیک بیوی وہ ہے کہ جب شوہر اس کے پاس نہ ہو تو وہ شوہر کے مال اور اپنے نفس میں شوہر کے حقوق کی حفاظت کرے۔

(بیہقی)

آیت قرآنی میں ''حافظات'' کہہ کر نہایت بلیغ پیرایہ بیان اختیار کیا جاتا ہے۔ مثلاً بیوی کا فرض ہے کہ

۱۔ فضول خرچی اور اسراف سے خود خاوند کے مال کو نقصان نہ پہنچائے اور نہ خیانت اور نہ تغلب کا موقع دے۔

۲۔ خاوند کے رازوں کو فاش نہ کرے بلکہ اُس کے رازوں کی حفاظت کرے۔

۳۔ اپنی عصمت و عفت کی محفاظت کرے۔ جو اس کا اپنا سب سے بڑا جوہر اور خاوند کی اس کے پاس سب سے بڑی امانت ہے۔

اپنی آبرو کی حفاظت اور اپنی عصمت و عفت کی حفاظت کے لئے عورت ہر ممکن احتیاط برتے اور ان تمام باتوں اور کاموں سے پوری طرح بچے جن سے اس کے دامنِ عصمت پر دھبہ لگنے کا کوئی بھی اندیشہ ہو۔ بیوی کے فرائض کے موضوع کی ابتداء میں اس آیت کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اس بما حفظ اللہ کہہ کر یہ واضح کیا گیا تمہارے جو حقوق شوہر کے ذمے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کر دی ہے۔ اس لئے تمہیں چاہیے کہ جب شوہر حقوق کو پورا کرنے میں دریغ نہیں کرتے تو تم بھی ان کے حقوق کا خیال رکھو۔

۴۔ نیکی میں تعاون

عورت کا ایک فرض یہ ہے کہ وہ خاوند کو نیکی اور خیر سے نہ روکے۔ نیک بیویوں کا فریضہ یہ ہے کہ وہ شوہر کے دینوی مفادات کی پوری پوری حفاظت کرنے کے ساتھ ساتھ دینی مفاد اور روحانی ترقی میں بھی مددو معاون ثابت ہوں۔

قرآن حکیم کی سورۃ تغابن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو یاد رکھو کہ بعض معاملات دینیہ میں حائل ہونے کی وجہ سے تمہاری بیویاں اور تمہاری اولاد میں سے بھی بعض تمہارے دشمن بن جاتے ہیں۔ پس ان سے بچے رہو۔ (اور دین کو دنیا پر

قربان مت کرو) ہاں اگر تم (اپنی بیویوں اور اولادوں کی غلطیوں پر) معاف کرو اور درگزر کرو اور
بخشش دو تو اللہ بخشنے والا ہے رحم کرنے والا ہے"

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا۔

"میں نے مردوں کے لئے عورتوں سے زیادہ نقصان پہنچانے والی اور کوئی چیز اپنے پیچھے نہیں چھوڑی۔"

(بخاری شریف۔ کتاب النکاح)

اس حدیث شریف میں بھی روحانی اور اخلاقی نقصان مراد ہے۔ کیونکہ عورت خصوصاً بیوی اگر خاندان اور سربراہ خاندان کے ساتھ تعاون علی الخیر نہ کر کے اس کے نیک ارادوں میں روک بن کر یا اسے برا مشورہ دے کر اس مرد کی روحانی ترقی میں حائل ہو سکتی ہے، جو یقیناً بہت بڑا نقصان ہے۔

لہٰذا اس ضمن میں عورت پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اس کا فرض ہے کہ وہ مرد کی دینی اور روحانی ترقی کے راستوں میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ کرے بلکہ جہاں تک ہو سکے نیکی اور فلاح کے کاموں میں اس کی معاونت کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"تین چیزیں بہترین ذخیرہ ہیں اگر یہ تین چیزیں کسی کو حاصل ہیں تو وہ اسے بہترین دولت حاصل ہے
اور وہ ایسا دولت مند ہے جو دونوں جہانوں میں کامیاب ہے۔"

۱۔ اللہ کی یاد میں مشغول رہنے والی زبان۔

۲۔ اللہ کے شکر سے لبریز دل۔

۳۔ اور وہ صاحب ایمان بیوی جو دین کی راہ میں شوہر کی معین و مددگار ہو۔"

اس حدیث مبارکہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اچھی بیوی وہی ہے۔ جو دین کی راہ میں مرد کا سہارا بنتی ہے اور اللہ کی راہ میں آنے والی مشکلات میں صبر و استقلال کے ساتھ مرد کا ساتھ دیتی ہے اور ہر آنے والی مصیبت کا خندہ پیشانی سے استقبال کرتی ہے۔

عورتوں کے دینی معاملات کے بارے میں استفسار کے لئے حضرت اسماءؓ بنت یزید حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ نے انہیں چند باتیں بتائیں۔

جس کی رو سے خواتین کے درج ذیل فرائض بنتے ہیں۔

۱۔ اچھی طرح خانہ داری کرنا۔

۲۔ شوہر کی رضا جوئی کرنا۔

۳۔ شوہر کے ساتھ سازگاری اور موافقت کرنا۔

۵۔ اچھی طرح خانہ داری کرنا:۔

اچھی طرح خانہ داری کرنا خواتین کی اہم ذمہ داری ہے خانہ داری میں امور اخراجات میں کافیت اور سلیقہ نیز اپنے امکانات کے اندر اندر اپنے وسائل میں خوش اسلوبی سے گھر داری کرنا خواتین کا فرض ہے۔

ازواج مطہرات اور بنات طاہرات کی یہی زندگی تھی کہ وہ شوہر کی خدمت اور گھر کا کام کاج اپنے ہاتھ سے کر لیا کرتیں۔ بخاری میں ایک باب کا عنوان یہی ہے۔ ''عورت کا اپنے شوہر کے گھر میں کام کاج کرنا'' اور اس ضمن حضرت فاطمہؓ کی طرف اشارہ ہے۔ چکی پیستے پیستے ان کے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے تھے۔

٦۔ شوہر کی رضا جوئی بیوی کا فرض ہے

بیوی کا ایک فرض یہ بھی ہے کہ وہ شوہر کو خوش رکھنے کی کوشش کرے اور اپنے قول و عمل سے ۔ وقت شوہر کی رضا حاصل کرنے کی فکر کرے۔ معاشرتی زندگی کی اصلاح اور کامیابی کے لئے بھی یہ انتہائی ضروری ہے اور آخرت میں بھی اس کا عظیم اجر ہے۔ حضرت اُم سلمہؓ سے روایت ہے۔

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد پاک فرمایا۔

''جس عورت نے اس حال میں انتقال کیا کہ اس کا شوہر اس سے راضی
اور خوش تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔''

شوہر کی رضا جوئی کرنے والی عورت کو خود رسول اللہ ﷺ جنت کی بشارت دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صحابیاتؓ اپنے شوہروں کی خوشنودی کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ اور اپنے شوہروں سے انتہائی محبت کرتیں۔ ان کے لئے بناؤ سنگھار کرتیں اور انہیں ہر طرح سے خوش رکھنے کی کوشش کرتیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس عورت کی طرف نظر اُٹھا کر نہ دیکھے گا جو شوہر کی ناشکر گزار ہوگی۔
حالانکہ وہ کسی بھی وقت بھی اپنے شوہر سے بے نیاز نہیں ہو سکتی۔''

احسان شناسی اور شکر گزاری کا یہی تقاضا ہے کہ عورت ہر طرح شوہر کی خدمت کرے۔ عورت کا یہ عمل جہاد کے برابر ہے۔

۷۔ شوہروں کے ساتھ سازگاری سے موافقت رکھنا

عورت کا اہم ترین فرض یہ ہے کہ شوہر کے ساتھ مکمل افہام و تفہیم پیدا کرے۔ بظاہر خانہ داری چلائے۔ شوہر کی رضا جوئی حاصل کرنے کے لئے اپنے قول و عمل سے کوشاں رہے اور گھر کے بکھیڑے کو اس خوبی سے سلیقے سے چلائے کہ مقررہ آمدنی میں صبر و شکر کے ساتھ بسر کرے کہ شوہر کے ساتھ مکمل تعاون ہو موافقت ہو اور سازگاری کی فضا ہو تاکہ دین شوہروں سے جو تقاضا کرتا

ہے یعنی جمعہ، جنازہ پڑھ سکیں جہاد میں حصہ لے سکیں۔ جہاد باللسان، جہاد بالقلم، جہاد بالسیف میں حصہ لیں۔ قیام حق ن جدو جہد کریں، نفاذ شریعت کے لئے عملی جدو جہد میں حصہ لے سکیں۔ غرض کہ دین کی راہ میں شوہر کے ساتھ ہر ممکن مدد و معاونت کریں اور اس کے لئے ساز گاری کرنا عورت کا فرض ہے۔

ماں کے فرائض

ماں کا روپ عورت کی معراج ہے۔ اور ماں کی حیثیت سے عورت کے فرائض اہم ترین فرائض ہیں۔ قرآن نے عورت کا دائرہ عمل گھر کی چار دیواری تک سمیٹ دیا ہے۔ تاکہ وہ بیرونی مکروہات سے دست کش ہو کر نسل نو کو اپنے تو رتربیت سے اس قابل بنا دے کہ وہ پرچم اسلام دانگ عالم میں لہرا سکیں۔ مسلمان مجاہد پیدا ہوں جو دین حق کے قیام کے لئے کوشاں رہیں۔ اولاد آدم کی پرورش تربیت اور سچے مسلمانوں کی سیرت سازی کے لئے ماں کا کردار بہت اہم ہے۔ ماں کا فرض اتنا اہم ہے کہ دین اسلام (ایمان) پیش کرتا ہے عورت اس ایمان کو سراپے میں اتارتی ہے۔ ''ماں'' اللہ کا خوف اور نبی کریم ﷺ کی محبت اور دین کی حمیت کو روح میں بساتی ہے۔ رگ و پے میں اتارتی ہے۔ بچے کی ہر تار نفس میں پیوست کر دیتی ہے۔

قرآن کریم الفاظ پیش کرتا ہے ماں ان الفاظ کو صحیفہ قرطاس سے صحیفہ قلب تک منتقل کرتی ہے۔ مسجد و منبر سے جو فکر، جو طرز خیال پیش کیا جاتا ہے عورت اس کو ایک چلتے پھرتے وجود میں متشکل کرتی ہے۔

یہ عمل تربیت کب شروع ہوتا ہے ماں کے بطن میں وجود انسانی کی بناء پڑتے ہی ابھی معصوم وجود شکم مادر میں تخلیق کے مختلف مراحل طے کر رہا ہوتا ہے کہ قلب و ذہنی مادر اس پر اثر انداز ہونا شروع ہو جاتا ہے اور تعمیر سیرت کا کام شروع ہو جاتا ہے۔ بچہ پیدا ہوتا ہے تو اسے نور ایمان سے منور سینے سے ''شیر مادر'' کی شکل میں غذا ملتی ہے۔

اختتامیہ

ہم بلاشبہ بہت خوش نصیب ہیں کہ ہمارے پاس اسلامی تعلیمات کی شکل میں کئی ایسی خصوصیات موجود ہیں جن سے مغرب اور ترقی یافتہ اقوام یکسر محروم ہیں۔ آج عورت کی چیخ پکار اور مظلومیت کی داستانیں عالمی سطح پر سنی جا رہی ہیں۔ ان کی زبوں حالی ختم کرنے اور حقوق نسواں کی پامالی کے مداوے کی امیدیں کی جا رہی ہیں اور خواتین کو ان کا جائز مقام دینے اور حقوق کو پامالی سے بچانے کا فقط ایک راستہ ہے کہ عورتوں کو جو حقوق اور عورتوں کے جو فرائض اسلام اور نبی کریم ﷺ نے واضح فرما دیئے ہیں ان کا عملی نفاذ و اطلاق کر دیا جائے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور تاکہ ہم دین فطرت کے فیوض و برکات لامحدود حاصل کریں۔

آمین
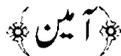
کتابیات

۱۔ عورت از افتخار فریدی

۲۔ عورت اور اسلامی تعلیم از مالک رام

۳۔ اسلام اور تربیت اولاد حصہ اول دوم از احمد علوان۔ مصر

۴۔ مقالات اقبال

۵۔ سُنن ابوداؤد

۶۔ مسند احمد

۷۔ مسندِ عائشہؓ

۸۔ صحیح بخاری۔ کتاب النکاح

۹۔ ضیاء القرآن۔ از پیر کرم علی شاہ

۱۰۔ تفہیم القرآن از مودودی

۱۱۔ مضامین قرآن از زاہد ملک

۱۲۔ معجم المفہرس از محمد فواد عبدالباقی۔ بیروت

اسلام میں خواتین کے حقوق وفرائض سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

سلمٰی ماجد۔ مانسہرہ

وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ٥

(البقرہ:۲۲۸)

عورت قدرت کی پاکیزہ تری روح اور نازک ترین صنف ہے، یہ سراپا حسن وتزئین ہے، یہ آگہی وعرفان کی روشنی ہے، رشد وہدایت کا مینارہ ہے، علم ومعرفت کا ذریعہ ہے، سلیقہ مندی اور آرائش دنیا کا منبع ہے، یہ مہرووفا سے گندھی ہوئی روح ہے، ایثاروقربانی کی علامت ہے، یہ وہی ہستی ہے جس نے مخلوق ہوکر خالق مجازی کا روپ دھارا تو اپنی گود میں پیغمبر بھی کھلائے، اولیاء کرام بھی، سائنسدان بھی اور تاریخ دان بھی۔

عورت کے درجات اور اُس کی صفات کا احاطہ اس مختصر مقالہ میں دشوار ہے، مختصر یہ کہ یہی وہ ہستی ہے۔جس کے بارے میں دانائے مشرق (اقبالؒ) نے بجا طور پر کہا ہے،

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوز دروں
شرف میں بڑھ کے ثریا سے مشت خاک اُس کی
کہ ہر شرف ہے اسی درج کا درّ مکنوں

عورتوں کے حقوق وفرائض بیان کرنے سے قبل ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مختلف معاشروں میں عورت کی حیثیت ومقام پر کچھ نظر ڈالی جائے۔تا کہ یہ بات عیاں ہوجائے کہ اسلام کے علاوہ کسی دوسرے مذہب اور معاشرے میں عورت کو اس کا صحیح مقام نہیں دیا گیا، یہ صرف اسلام ہی ہے۔جس نے عورت کی صحیح قدر وقیمت کا اندازہ لگایا اور اسے بلند مقام عطا کیا۔

مختلف مذاہب اور معاشروں میں عورت کی حیثیت:۔

اتنی خوبیوں والی ہستی، اسلام سے قبل اور (اسلامی تعلیمات سے دوری کی وجہ سے) مختلف معاشروں اور

تہذیبوں میں انسانی حق سے بھی محروم تھی۔ اُس کی حیثیت گھریلو استعمال کی اشیاء سے زیادہ نہ تھی۔ چوپاؤں کی طرح اُس کی خرید و فروخت کی جاتی تھی، اُس کو اپنی شادی بیاہ میں کسی قسم کا اختیار نہ تھا، اس کے والی اسے جس کے حوالے کر دیتے وہاں اُسے جانا پڑتا تھا۔ عورت کو اپنے رشتہ داروں کی میراث میں کوئی حصہ نہ ملتا تھا۔ بلکہ وہ خود گھریلو اشیاء کی طرح مال وارث سمجھی جاتی تھی۔ یورپ کے بعض ممالک جو آج کل دنیا کے مہذب ملک سمجھے جاتے ہیں۔ ان میں بعض لوگ اس حد کو پہنچے ہوئے تھے کہ عورت کے انسان ہونے کو بھی تسلیم نہیں کرتے تھے، عورت کے لئے دین و مذہب میں کوئی حصہ نہ تھا نہ اُس کو عبادت کے قابل سمجھا جاتا تھا نہ جنت کے۔ روما کی بعض مجلسوں میں مشورے سے یہ طے پایا کہ وہ ایک ناپاک جانور ہے۔ جس میں روح نہیں۔ [1]

یہود نے اسے لعنت ابدی کا مستحق گردانا، یونان میں اُسے شیطان خیال کیا جاتا تھا۔ آبائے مسیحین کا نظریہ تھا کہ عورت گناہ کی ماں اور بدی کی جڑ ہے، مرد کے لئے بدی اور گناہ کی تحریک کا سرچشمہ اور جہنم کا دروازہ ہے، باغ انسانیت کا کانٹا ہے اور تمام انسانی مصائب کا آغاز اسی سے ہوا ہے۔ [2]

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ اسلام سے قبل عورت ذہنی اور جسمانی طور پر کتنی مشکلات کا شکار تھی اور کن ذلتوں میں گھری ہوئی تھی، وہ اپنا مقام کھو چکی تھی اور اسے ذلت کا نشان تصور کرتے ہوئے زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔

رسول اکرم ﷺ کی ولادت کے بعد اور آپ ﷺ کی نبوت سے قبل ۵۸۶ء میں فرانس نے عورت پر یہ احسان کیا کہ بہت سے اختلافات کے بعد یہ قرارداد پاس کی کہ عورت ہے تو انسان مگر وہ صرف مرد کی خدمت کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ [3]

الغرض پوری دنیا اور اس میں بسنے والے تمام اقوام و مذاہب نے عورت کے ساتھ یہ برتاؤ کیا ہوا تھا کہ جس کو سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس بیچاری مخلوق کے لئے نہ عقل و دانش سے کام لیا جاتا تھا نہ عدل و انصاف سے۔

اسلام کے عطا کردہ حقوق اور عورت پر اسلام کا احسان

قربان جایئے رحمۃ للعالمین ﷺ اور آپ کے لائے ہوئے دین حق پر کہ جس نے دنیا کی آنکھیں کھولیں، انسان کو انسان کی قدر کرنا سکھلایا، عدل و انصاف کا قانون جاری کیا، عورتوں کے حقوق مردوں پر ایسے ہی لازم کئے جیسے عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں [4]،

اس کو آزاد و خود مختار بنایا، وہ اپنی جان و مال کی ایسی ہی مالک قرار دی گئی۔ جیسے مرد، کوئی شخص خواہ باپ دادا ہی کیوں نہ ہو، بالغ عورت کو کسی کے ساتھ نکاح پر مجبور نہیں کر سکتا، اور اگر بلا اجازت (عورت کا) نکاح کر دیا جائے تو وہ اس کی اجازت پر موقوف رہتا ہے، اگر نامنظور کر دے تو باطل اور کالعدم ہو جاتا ہے۔ شوہر کے مرنے کے بعد وہ خود مختار ہے۔ کوئی اس پر جبر نہیں کر سکتا، اپنے رشتہ داروں کی میراث میں اُس کو بھی ایسا ہی حصہ ملتا ہے جیسے لڑکوں کو، اس پر خرچ کرنے اور اس کے راضی رکھنے کو شریعت محمد (علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والتسلیم) نے ایک عبادت قرار دیا، شوہر اس کے حقوق واجبہ ادا نہ کرے تو وہ اسلامی عدالت کے ذریعے اُس کو۔۔۔ حقوق پر مجبور

کر سکتی ہے۔ ۵

اسلام نے آ کر یہ بھی اعلان کیا کہ ایمان اور اعمال صالحہ کے بدلہ اور جزا کے معاملے میں عورت مرد کے برابر ہے اور عورت ہو یا مرد جو بھی نیک عمل کرے گا اُس کی جزا پائے گا۔ ٦

قرآن عظیم نے عورتوں کے حقوق پر اتنا زیادہ زور دیا ہے اور اس کثرت سے اُن کو بیان کیا ہے کہ عظیم مفکر اور شاعر اقبال یہ کہنے پر مجبور ہو گئے۔

''اگر میں مسلمان نہ ہوتا اور قرآن کو خدا کا کلام نہ سمجھتا تو اُس کے پڑھنے کے بعد یہ کہتا کہ یہ کسی عظیم عورت کی تصنیف ہے۔ کیونکہ اس میں جس قدر عورتوں کے حقوق کی بات کی گئی ہے۔ دنیا کی کسی مذہبی کتاب میں نہیں کی گئی۔'' ۷

عورت کے لفظ کا اطلاق ماں، بہن، بیوی اور بیٹی چاروں پر ہوتا ہے اور اسلام نے ان چاروں حیثیتوں میں عورتوں کے علیحدہ علیحدہ حقوق (Rights) بیان کئے ہیں۔

عورت کے حقوق بحیثیت ماں

عورت کی ایک اہم حیثیت ماں کی ہے، اسلام نے ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک اور ان کی فرمانبرداری پر جتنا زور دیا ہے۔ اُس کی نظیر دنیا کے کسی نظام، مذہب یا آئین میں نہیں ملتی، قرآن میں سورۂ البقرہ، سورۂ النسآء، سورۂ الانعام، سورۂ بنی اسرائیل، سورۂ العنکبوت، سورۂ الاحقاف، سورۂ لقمان وغیرہ میں مختلف اسالیب میں والدین (خصوصاً والدہ) کے حقوق کا ذکر ہے۔

ماں باپ اگر کافر بھی ہوں۔ تب بھی اُن کے ساتھ اچھے سلوک اور بھلائی کا حکم دیا ہے۔ ۸

اور انہیں بڑھاپے میں Old Houses میں ڈالنے کی بجائے خدمت کا حکم دیا ہے اور والدین کو ''اُف'' تک کہنے سے منع کیا ہے ۹

(''اُف'' بے ادبی کا کم ترین لفظ یا کلمہ ہے) اور اُن کی خدمت کے عوض جنت کا وعدہ کیا ہے۔

ایک صحابیؓ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ فرمایا تیری ماں، انہوں نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا تیری ماں، انہوں نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا تیری ماں، انہوں نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا تیرا باپ، ١٠

گویا ماں کے حقوق اور خدمت کے لئے باپ کے مقابلے میں تین گنا زیادہ تاکید کی کیونکہ ماں مدد اور خدمت کی باپ کے مقابلے میں زیادہ حقدار ہے، اس لئے کہ وہ بچے کی پرورش اور تربیت میں زیادہ مشقت اٹھاتی ہے۔

حضور ﷺ نے جنت کو ماں کے قدموں تلے قرار دیا اور ماں کی نافرمانی کو حرام قرار دیا۔ ١١

اسی طرح احادیث میں کثرت سے ایسے واقعات کا ذکر ہے۔ جن میں آپ ﷺ نے کئی صحابہؓ کو بجائے جہاد کے بوڑھے

ماں باپ کی خدمت کا حکم دیا اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ماں باپ خدمت کا ثواب جہاد کے برابر ہے۔ ۱۲

ماں کی خدمت اور اس کے ساتھ اچھے سلوک کو گناہوں کا کفارہ قرار دیا۔ ۱۳

عورت کے حقوق بحیثیت بیٹی

اسلام سے قبل بیٹی کی پیدائش کو ننگ و عار سمجھا جاتا تھا اور اس ''ذلت'' کے نشان کو مٹانے کے لئے اسے زندہ درگور کر دیا جاتا، لیکن اسلام نے آ کر لوگوں کو نہ صرف اس ظالمانہ و بہیمانہ فعل سے منع کیا بلکہ بیٹیوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت قرار دیتے ہوئے اُن کی پرورش و تربیت پر بڑے اجر و ثواب کا وعدہ کیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ پاک ہے:

''جس کے ہاں لڑکیاں پیدا ہوں وہ ان کی اچھی پرورش کرے تو یہی لڑکیاں قیامت والے دن اس شخص کے لئے دوزخ کی آگ سے آڑ بن جائیں گی۔'' ۱۴

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص دو تین بہنوں یا لڑکیوں کی بہترین طریقہ پر تربیت کرے اور کسی طرح کی زیادتی نہ کرے وہ جنت میں جائیگا اور اللہ کے رسول ﷺ سے اتنا قریب ہوگا جتنی ایک ہاتھ کے دو برابر کی انگلیاں۔'' ۱۵

عورت کے حقوق بحیثیت بیوی

عورت کی اہم حیثیت بیوی کی ہے اور اسلام نے بیوی کے حقوق کی بڑی تاکید کی ہے اور حضور ﷺ نے اچھی بیوی کو دنیا کی بہترین (Best) متاع قرار دیا ہے اور فرمایا کہ تم میں کامل ایمان والا وہ ہے۔ جو اخلاق میں اچھا ہو اور تم میں بہترین وہ ہے۔ جو عورتوں کے حق میں بہترین ہو ۱۶

اور فرمایا میں اپنے اہل کے حق میں تم سب سے بہترین سلوک کرنے والا ہوں۔ ۱۷

حجۃ الوداع کے خطبہ میں عورتوں کے حقوق کے بارے میں بڑی تاکید فرمائی۔

فرمایا:

عورتوں کے بارے میں خدا سے ڈرو کہ وہ تمہارے بس میں ہیں۔ ۱۸

ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں کہ عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کے بارے میں میری وصیت قبول کرو۔ ۱۹

آپ ﷺ نے عورتوں کے مارنے پیٹنے کو ناپسند کیا اور فرمایا کہ تم میں سے اچھے لوگ عورتوں کو نہیں ماریں گے۔ ۲۰

اسلام نے طلاق کو بعض المباحات قرار دیتے ہوئے اس لئے جائز قرار دیا تاکہ مرد اگر عورت کو کسی وجہ سے ناپسند کرتا ہو اور

اُس کے ساتھ نباہ نہ کر سکتا ہو تو پھر بجائے اس پر ظلم کرنے کے اسے طلاق ہی دے دے۔ لیکن اسلام کی تعلیمات اس طلاق کے وقت رخصت کرنے کے حوالے سے بھی بے مثال ہیں۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

"فامسکوھن بمعروف اوْ سرِحوھنّ بمعروف" [۲۱]

یعنی ان عورتوں کو اچھے طریقے سے اپنے پاس رکھو۔ (یعنی بہترین سلوک کرتے ہوئے) یا انہیں اگر رخصت ہی کرنا ہو (بذریعہ طلاق) تو بھی اچھے طریقے سے رخصت کرو اور انہیں اذیت دینے اور تنگ کرنے کی خاطر روکے نہ رکھو۔

علاوہ ازیں اسلام نے عورتوں کے مندرج ذیل حقوق مقرر کیے ہیں۔

1۔ عورتوں کا مہر خوشی سے ادا کرنا

قرآن پاک میں ارشادِ خداوندی ہے۔

و اٰتو ا النساء صَدُقٰتِھِنّ نحلۃً

کہ عورتوں کے مہر خوشدلی سے ادا کرو۔ [۲۲]

خاوند پر مہر مقررہ کی ادائیگی کو لازم قرار دیا اور اُسے بیوی کا پہلا حق قرار دیا۔ [۲۳]

2۔ نفقہ

عورت کا دوسرا حق شوہر پر یہ ہے کہ وہ عورت کے نان نفقہ کا انتظام کرے اور اس میں تنگی محسوس نہ کرے۔ ایک حدیث میں بیان ہے کہ آدمی کے گناہگار ہونے کے لئے کیا یہ کم ہے کہ جن پر خرچ کرنا اُس کے ذمہ لازم ہو، اُن پر خرچ نہ کرے۔ [۲۴]

ایک صحابی ﷺ نے عورتوں کے حقوق کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "تم جب کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ اور تم جو پہنو اسے بھی پہناؤ، نہ اسکے چہرے پر مارو نہ اسے برا بھلا کہو اور نہ جدائی اختیار کرو، اس کا موقع بھی آئے تو یہ گھر میں ہی ہو۔" [۲۵]

ایک حدیث میں ہے کہ اپنی شریکِ حیات کو لونڈی کی طرح نہ پیٹو۔ [۲۶]

3۔ عورتوں کی تعلیم وتربیت کا اہتمام

قرآن عظیم میں ارشادِ ربّانی ہے

"اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔" [۲۷]

حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے کہ اپنی عورتوں کو سورۃ النسآء اور سورۃ النور کی تعلیم دیا کرو اور حضور ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی تو بڑا مشہور ہے کہ علم کا طلب کرنا مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر خاوند اپنی بیوی کی دینی تعلیم و تربیت کا خود گھر میں انتظام

نہیں کرتا اور اُسے علم کے علم کے حصول کے لئے باہر نکلنے کی اجازت بھی نہیں دیتا تو وہ گناہگار رہوتا ہے۔ ۲۸

یہ آپ ﷺ کی تعلیم وتربیت کا اثر تھا کہ آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اسلام کی بہت بڑی عالمہ اور عاملہ بن گئیں اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ آدھا علم عائشہؓ سے سیکھو۔

4۔ عورتوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرنا اور ان کی لغزشوں کو معاف کرنا

عورتوں کے ساتھ اچھا اور نرمی کا برتاؤ کرنا قرآن واحادیث میں مختلف اسالیب میں بیان ہوا ہے۔

قرآن عظیم میں ارشاد ہے۔

"و عاشروهن بالمعروف۔" ۲۹

عورتوں کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی گزارو بلکہ یہ بھی فرمایا کہ اگر عورتوں سے کوئی تکلیف بھی پہنچے تو یہ خیال کر کے کہ اُن میں بہت سی خوبیاں بھی ہیں، ان سے درگزر کرو۔ ۳۰

اسی طرح کا مفہوم قرآنی آیت سے بھی نکلتا ہے۔ جس میں مردوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"فان كرهتموهن فعسٰى ان تكرهوا شيئا و يجعل الله فيه خيرًا كثيرا" ۳۱

امام غزالیؒ نے انہی آیات واحادیث کی بنیاد پر کیا خوب بات لکھی ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ "عورت کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا حکم کا تقاضا صرف یہ نہیں کہ مرد عورت کو اذیت نہ دے بلکہ اس کے اندر یہ بھی داخل ہے کہ اگر عورت کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچے تو اُسے بھی برداشت کرے۔" ۳۲

احادیث صحیحہ میں یہ واقعہ موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات کے بالکل قریب جبکہ زبان مبارکہ پورا ساتھ بھی نہیں دے رہی تھی، اس وقت اپنی اُمت کو چند اہم ترین نصائح دیئے۔ ان میں عورت کے ساتھ بہتر برتاؤ کرنے اور اس کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنے کی بھی وصیت تھی۔ ۳۳

5۔ اپنی عورت کی پرائیویٹ باتیں دوسرے لوگوں سے بیان نہ کرنے کی ہدایت

6۔ عورت (Wife or Wives) کی دلجوئی کے لئے ان کے ساتھ خوش طبعی اور جائز مزاح کرنا۔ ۳۴

7۔ ایک سے زائد بیویوں کی صورت میں سب کے ساتھ عدل ومساوات کا سلوک کرنا۔ ۳۵

اسلام نے ایک سے زائد نکاح کو ضرورت کے وقت جائز قرار دیتے ہوئے بھی اُس کے لئے عدل کی شرط کو لازم قرار دیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

و ان خفتم ان لا تعدلوا فواحدةً

یعنی اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم عدل قائم نہ کرسکو گے تو پھر ایک عورت پر ہی اکتفا کیا جائے۔ ۳۶

عورتوں کے فرائض

عورتوں کے حقوق کے مقابلے میں ان پر فرائض (خصوصاً گھر سے باہر کے فرائض (Outdoor Duties)) بہت کم مقرر کئے ہیں۔ تاہم جو Duties ان پر ضروری قرار دی ہیں۔ وہ اس لئے تا کہ گھر کا نظام درست طریقے پر چلے اور یوں معاشرے کی بنیادی اکائی (Basic Unit) مستحکم اور پائیدار ہو تا کہ پورا معاشرہ (Society) استحکام سے ہم کنار ہو۔

عورت کے اہم فرائض اسلامی تعلیمات کی روشنی میں درج ذیل ہیں

1۔ شوہر کی اطاعت

بیوی کے فرائض ہیں۔ اہم فرض یہ ہے کہ وہ نہایت خوشدلی کے ساتھ شوہر کی اطاعت کرے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

فالصّٰلحٰت قانتاتٌ

یعنی صالح عورتیں اطاعت شعار ہوتی ہیں۔ ۳۷

نبی اکرم ﷺ نے تنبیہہ کی ہے کہ ''دو قسم کے آدمی وہ ہیں۔ جن کی نمازیں ان کے سر سے اونچی نہیں اٹھتیں، اس غلام کی نماز جو اپنے آقا سے فرار ہو جائے۔ جب تک لوٹ نہ آئے اور اس عورت کی نماز جو شوہر کی نافرمانی کرے، جب تک شوہر کی نافرمانی سے باز نہ آئے۔ ۳۸

اسی طرح ارشادِ نبوی ﷺ ہے۔

المرأة اذا صلت خمسها و صامت شهرها و احفظت فرجها و اطاعت
بعلها فلتدخل من ایّ ابواب الجنّة شائَت ۳۹

یعنی جب عورت پانچ وقت کی نماز ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی عزت و آبرو کی
حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے دروازوں میں
سے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔

اور فرمایا۔

جو عورت اس حال میں مر جائے کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو جنت میں داخل ہو گی۔

(انما امرأة ماتت و زوجها عنها راضی دخلت الجنّة) ۴۰

اور ایک حدیث میں تو یہاں تک ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے

کہ اوّل ما تسئل المرأۃ یوم القیامۃ عن صلاتھا و بعلھا

کہ قیامت میں عورت سے سب سے پہلے اُس کی نماز اور اُس کے خاوند کے بارے میں باز پُرس ہوگی۔

2۔ عورتوں کا دوسرا فرض

یہ ہے کہ وہ ہر اس چیز کی حفاظت کرے۔ جو شوہر کی ہو اور اُس کی غیر موجودگی میں بطورِ امانت عورت کے پاس ہو۔ اس کے نسب کی حفاظت، اُس کے نطفہ کی حفاظت، اس کے مال کی حفاظت، اُس کے رازوں کی حفاظت وغیرہ۔ اسی میں اپنے آپ کو غیر محرموں سے چھپائے رکھنا یا بچائے رکھنا بھی آ جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی لختِ جگر حضرت فاطمہ الزہرہؓ سے پوچھا:

عورت کے لئے کونسی چیز سب سے اچھی ہے؟

تو انہوں نے جواب دیا۔

ان لا ترٰی رجلا ولا یرٰھا رجل ۴۲

کہ نہ وہ کسی غیر محرم کو دیکھے اور نہ کوئی غیر محرم اُس کو دیکھ سکے۔ آپ ﷺ ان کے اس جواب سے بہت خوش ہوئے۔

3۔ عورت کا تیسرا فرض

عورت کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ گھریلو نظم کو درست رکھے اور گھر کے کام کاج سے نہ گھبرائے۔ اس سلسلے میں اسوۂ بتولؓ کو اپنے سامنے رکھنا چاہیے کہ گھر کے کام کی وجہ سے ان کے ہاتھوں پر نشان پڑ چکے تھے۔

4۔ چوتھا فرض

عورت کا یہ بھی فرض ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلے اور اگر اجازت سے جائے تو اپنے لباس اور پردہ کا بھرپور اہتمام کرے۔ ہوس پرستوں کو موقع نہ دے کہ وہ اُسے دیکھ کر اپنے ایمان کو برباد کریں۔ اس سلسلے میں قرآن عظیم کی اس ہدایت پر سختی سے عمل کرے۔

وَ قَرْنَ فی بتوتکُنَّ ۴۳

(کہ بلا ضرورت گھر سے نکلنے کی بجائے گھر میں ٹکی رہو)

اور جب ضرورت پڑ ہی جائے تو پھر

یدنین علیھمن من جلا بیبھنّ ۴۴ کے ساتھ ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ ۴۵

پر عمل پیرا ہو۔

5۔ پانچواں فرض

یہ ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے۔ جہاں مرد کو یہ حکم دیا گیا کہ ساری رات نفلیں ہی نہ پڑھتے رہو۔

کیونکہ:

ولزوجک علیک حقاً ؂۴۶

وہاں عورت کو نفلی روزوں سے خاوند کی اجازت کے بغیر منع فرمایا۔

6۔ چھٹا فرض

عورت پر یہ بھی حق ہے کہ وہ خاوند کی عدم موجودگی میں اپنے نفس اور اُس کے مال کی حفاظت کرے۔

7۔ ساتواں فرض

عورت پر یہ بھی لازم ہے کہ شوہر کی آمد پر اُس کا اپنی مسکراہٹوں سے استقبال کرے۔ اور صفائی کا خاص خیال رکھے اور صرف شوہر کے لئے بناؤ سنگھار کرے۔

8۔ آٹھواں فرض

عورت کا آٹھواں فرض یہ ہے کہ شوہر کی حیثیت سے زیادہ اس پر بوجھ نہ ڈالے اور ضرورت سے زیادہ چیزوں کا اس سے مطالبہ نہ کرے۔ کیونکہ اس طرح شوہر حرام کمائی اور رشوت وغیرہ سے بچ سکتا ہے۔

9۔ نواں فرض

عورت کا یہ بھی فرض ہے کہ دینی فرائض کی ادائیگی کا پورا خیال رکھے، بچوں کی تربیت اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کرے، اللہ سے ڈرنے والی ہو۔ خاوند کی ناشکری نہ کرے، شرک و بدعات سے ہمیشہ دور رہے اور معروف میں خاوند کی نافرمانی نہ کرے۔ ؂۴۷

ہاں اللہ کی نافرمانی میں خاوند کی اطاعت بھی جائز نہیں بمطابق حدیث **لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق انما الطاعة فی المعروف** ؂۴۸

معاشرے میں عورت کا کردار

عورت انسانیت کا نصف حصہ ہے، اگر یہ نصف حصہ غیر فعال (Inacitve) اور عضو معطل کی طرح ہو جائے تو وہ معاشرہ کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر عورت اپنی چاروں حیثیتوں میں اپنا کردار بطریق احسن ادا کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ معاشرہ ترقی کی منزلیں طے نہ کرے اور وہ استحکام و خوشحالی سے ہم کنار نہ ہو۔

نپولین کے متعلق مشہور ہے کہ اس نے ایک بار کہا تھا کہ عورت ایک ہاتھ سے تو بچے کو جھلاتی ہے اور دوسرے ہاتھ سے چاہے تو سارے عالم کو جھلا سکتی ہے۔ ۴۹

اسی طرح نپولین ہی کا قول ہے۔

''تم مجھے اچھی مائیں دو۔ میں تمہیں اچھی قوم دوں گا۔'' ۵۰

علامہ اقبالؒ نے انجمن خواتین کے ایک جلسے سے جنوری ۱۹۲۹ء کو خطاب کرتے ہوئے کہا:

''کوئی شخص ایسا نہ ہوگا۔ جو اپنی ماں کی تربیت کے اثرات اپنی طبیعت میں نہ پاتا ہو۔'' ۵۱

علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے۔

جہاں را محکمی از امہات است — نہاد شاں امیں ممکنات است
اگر این نکتہ را قومے نہ داند — نظام کاروبارش بے ثبات است

دنیا کی سرگرمیوں اور استحکام کی اصل ماں کی ذات ہے، ان کی ذات امین ممکنات ہے اور انقلاب انگیز مضمرات کی حامل۔ جو قومیں ماؤں کی قدر نہیں کرتیں۔ اُن کا نظام زندگی سنبھل نہیں سکتا۔

فارابی کا قول ہے۔ ''پڑھی لکھی ماں کی گود بچوں کی سب سے بڑی یونیورسٹی ہے۔'' ۵۲

ان تمام اقوال کی روشنی میں یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ دراصل ماں ہی بچے کو فطرتِ صحیحہ پر رہنے کے قابل بناتی ہے اور ماں ہی اُس کو فطرت سے ہٹا کر یہودی، نصرانی، مجوسی یا دہریہ وغیرہ بنانے کا کردار ادا کرتی ہے، گویا انسانیت سازی میں ماں (عورت) کا کردار سب سے اہم ہے۔ جب ماں بگڑتی ہے تو اس کے بطن سے چور، ڈاکو، لٹیرے اور قاتل پیدا ہوا کرتے ہیں۔ جو اپنے ہی جنس کے دوسرے لوگوں کی جان، مال اور عزت و آبرو کے لئے ہر وقت خطرے کا باعث بنتے ہیں اور یوں معاشرے، تباہی کا شکار ہوتا ہے۔ لیکن ماں اگر سنور جائے تو پورا معاشرہ سنور جاتا ہے۔

خدیجۃ الکبریٰ (رضی اللہ عنہا) نمونے کی اعلیٰ ماں بن گئیں تو ان کے بطن سے فاطمۃ الزہرہؓ جیسی بیٹی پیدا ہوئیں اور آگے ان کی اولاد میں حسنؓ و حسینؓ جیسے فرزند پیدا ہوئے جو گلشن نبوت کے خوشبودار پھول تھے۔

تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جب گود درست تھی تو اس سے بڑے بڑے لوگ پیدا ہوئے۔ گود ی نے ہمارے ملّی تشخص کی آج تک حفاظت کی ہے، مگر اب کچھ لوگ مغرب کی اقتداء میں اپنی نادانی کی وجہ سے اس مقدس گود کو بگاڑنے کے درپے نظر آتے ہیں۔ اُن کا نظریہ یہ ہے کہ اگر گود کا مرکز ختم کر دیا جائے تو ہم ترقی کر سکتے ہیں۔ حالانکہ یہ اُن کی سخت بھول ہے، اس قلعے کو مسمار کرنے کے بعد اہم اعلیٰ قسم کے فنکار تو پیدا کر سکتے ہیں۔ مگر عبداللہؓ، حسن وحسینؓ، محمد بن قاسمؒ، خالدؓ، علی برادرانؒ، محمد علی جناحؒ اور اقبالؒ جیسے عظیم لوگوں سے محروم ہو جائیں گے۔

مغرب نے اگر گود کے تقدس کو پامال کیا ہے تو آج اس کا نتیجہ بھگت رہا ہے، اُن کا خاندانی نظام ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے، لوگ ذہنی سکون واطمینان سے محروم ہیں اور پورا معاشرہ تباہی کے دھانے پر پہنچ چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گزشتہ سال اقوال متحدہ کی بیجنگ پلس فائیو کانفرنس میں پاکستان وفد کی نمائندہ جناب زبیدہ جلال (وفاقی وزیر تعلیم) نے مغربی مادر پدر آزادی پر کھل کر تنقید کی اور پاکستان میں مغربی ایجنڈے (برائے آزادی نسواں) کے اطلاق (Implementation) پر اپنے تحفظات (Reservations) کا اظہار کیا، جو کہ خوش آئند بات ہے۔ ۵۳

اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان عورت سے مغرب سے عبرت حاصل کرتے ہوئے اپنے کردار وعمل کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں سنوارے اور اپنے فرائضِ منصبی کو ادا کرے۔ ۵۴

تاکہ وطنِ عزیز پاکستان کو ایک دفعہ پھر اقبالؒ اور جناحؒ جیسی عظیم ہستیاں میسر آئیں۔ یوں وہ دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کر سکتے۔

؎ بتولے باش و پنہاں شوازیں عصر
کہ در آغوش شبیرؓ لے بگیری

تمت بالخیر۔

ماخذ ومراجع

۱۔ مفتی محمد شفیعؒ: تفسیر معارف القرآن (ادارہ المعارف، کراچی ۱۴) ج ۱۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹

۲۔ مولانا محمد برہان الدین سنبھلی: ''اسلام اور خواتین کے حقوق'' در

مجلّہ ''الشریعہ'': مدیر و رئیس التحریر مولانا زاہد الراشدی و عمار خان ناصر (الشریعہ اکادمی، مرکزی جامع مسجد شیرانوالہ باغ، گوجرانوالہ) ج ۱۱، شمارہ ۱۱، ۱۲ جون ۲۰۰۰ء

عورت کی بدحالی اور شکستہ حالی کے لئے مزید تفصیل اس :۔ لے میں ملاحظہ ہو۔

۳۔ مفتی محمد شفیعؒ۔ معارف القرآن۔ ج ۱، ۵۴۶۔

۴۔ اشارہ قرآن عظیم کی سورۂ البقرہ کی آیت ۲۲۸ کی طرف ہے، ولهن مثل الّذی علیهن بالمعروف۔

۵۔ معارف القرآن۔ ج ۱۔ ۵۴۹۔

۶۔ آل عمران ۱۹۵۔

۷۔ اقبال بحوالہ مقالات سیرت (خواتین)، ۱۹۹۰۔ ص

۸۔ سورۂ لقمان۔ ۱۵ او صاحبها فی الدنیا معروفًا۔

۹۔ بنی اسرائیل: ۲۳۔

۱۰۔ صحیح البخاری و صحیح مسلم بحوالہ مشکوٰۃ (مطبع: المصابیح مکتبہ امداریہ، ملتان) ۴۱۸۔

۱۱۔ بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ۴۱۹۔

۱۲۔ سنن ونسائی بحوالہ مشکوٰۃ ۴۲۱۔

۱۳۔ ترمذی شریف بحوالہ مشکوٰۃ ۴۲۰۔

۱۴۔ بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ۴۲۱۔

۱۵۔ صحیح مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ۴۲۱۔

۱۶۔ ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ ۲۸۲۔

۱۷۔ ترمذی شریف بحوالہ اسلام کا نظامِ حیات از حافظ فیوض الرحمٰن (پاکستان بک سنٹر، اردو بازار، لاہور) ۲۲۹۔

۱۸۔ بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ۲۲۵۔

۱۹۔ مشکوٰۃ المصابیح ۴۲۲، ابنِ ماجہ بحوالہ سیرت النبی ﷺ سید سلیمان ندوی، ج ۶ ۱۳۱۔ (مکتبہ مدینہ، اردو بازار، لاہور)

۲۰۔ صحیح البخاری ج ۲ ص ۷۸۷۔ ۷۸۸ (قدیمی کتب خانہ، آرام باغ، ا لاہور)

۲۱۔ البقرۃ۔ ۳۲۱۔

۲۲۔ النسآء۔ ۴۔

۲۳۔ مشکوٰۃ۔ ۴۔

۲۴۔ نسائی شریف بحوالہ اسلام کا نظامِ حیات ص ۲۲۱۔

۲۵۔ مشکوٰۃ شریف ص ۲۸۱۔

۲۶۔ ابوداؤد بحوالہ سیرت النبی ج ۶۔ ص ۱۳۲۔

۲۷۔ التحریم۔ ۶۔

۲۸۔ علامہ ابنِ نجیم مصری۔ البحرالرائق (مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ، کوئٹہ) ج ۶، ص ۹۷۔

۲۹۔ النساء: ۱۹۔

۳۰۔ مشکوٰۃ شریف۔ ص ۲۸۰۔

۳۱۔ النسآء: ۱۹۔

۳۲۔ امام غزالی۔ احیاء علوم الدین۔ ج ۲۔ ص ۸۷۔ (مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور)۔

۳۳۔ احیاء علوم الدین۔ ج ۲۔ ص ۸۷۔ ۷۹۔ (مکتبہ رحمانیہ، لاہور)۔

۳۴۔ مشکوٰۃ۔ ص ۲۸۰۔ ۲۸۱۔

۳۵۔ مشکوٰۃ۔ ص ۲۷۹۔

۳۶۔ النسآء۔ ۳۔

۳۷۔ النسآء۔ ۳۷۔

۳۸۔ بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ ص ۲۸۳۔

۳۹۔ مشکوٰۃ۔ ص ۲۸۱۔

۴۰۔ ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ۔ ص ۲۸۱۔

۴۱۔ حدیث بحوالہ اسلام کا نظامِ حیات ص ۲۳۷۔

۴۲۔ اسلام کا نظامِ حیات: ص ۲۳۸۔

۴۳۔ الاحزاب: ۳۳۔

۴۴۔ الاحزاب: ۵۹۔

۴۵۔ الاحزاب ۳۳۔

۴۶۔ ابوداؤد وابنِ ماجہ بحوالہ مشکوٰۃ ص۲۸۳۔

۴۷۔ الممتحنۃ :۱۲(پوری آیت بیعہ میں عورتوں کے فرائض کا ذکر بھی ہے)

۴۸۔ حدیث شریف بحوالہ اسلام کا نظامِ حیات ص۲۳۴۔

۴۹۔ مقالات سیرتِ(خواتین)(وزارتِ مذہبی اُمور،اسلام آباد)۱۹۹۰ء ۱۶۔

۵۰۔ ایضاً۔

۵۱۔ ایضاً ۱۴۔

۵۲۔ ایضاً ص۳۰۳۔

۵۳۔ چندروز قبل ہمارے ایک وزیر نے یہ بیان دیا کہ ''ہم جلد ہی عورتوں کو محرم کے بغیر حج پر جانے کی اجازت دیں گے۔'' حالانکہ یہ اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے اور اسی میں عورتوں کا تحفظ اور بہتری ہے۔کیا ہماری عقل اللہ کے رسول ﷺ کی عقل سے بڑھ کر ہے اور کیا چودہ سوسال تک جو اس پر عمل ہوتا رہا وہ غلط تھا؟ ہرگز نہیں،صرف ہماری عقلوں پر پردہ پڑھ چکا ہے اور ہم مغرب کی اقتدار میں بلاسوچے سمجھے بیان دے دیتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ اس بیان سے ہم۔نے اللہ اور اُس کے رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کی پیاری تعلیمات کا استہزاء کیا ہے،

(ملاحظہ ہو،روزنامہ پاکستان 16 اپریل 2001ء)

۵۴۔ عورتوں کی بے لگامی اور آزادی سے جب بہت مسائل پیدا ہوئے تو لاؤس کو اپنی کتاب ''ززمین'' میں لکھنا پڑا کہ:

''عورتوں کی آزادی سے پیدا شدہ مشکلات کا واحد حل یہ ہے کہ عورت کو دانایان مشرق ('مسلم قوانین) کی نگرانی میں کنٹرول کیا جائے۔''

(اس قول سے ہماری لبرل خاوتین عبرت حاصل کریں)

مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

مولانا شمس الحق افغانیؒ کی کتاب ''سائنس اور اسلام'' ص۹

(مکتبہ الحسن،لاہور)

درج بالا کتب کے علاوہ دیگر جن کتب سے مضمون ھذا لکھنے کے دوران استفادہ کیا گیا

۱۔ قرآن عظیم کلام اللہ تعالیٰ عز وجل

۲۔ اسلام ایک روشن حقیقت از ڈاکٹر حمودہ عبد العاطی۔ (فیمس بکس، اردو بازار، لاہور)

۳۔ اسلام میں عورت کا مقام از ڈاکٹر اسرار احمد۔ (انجمن خدام القرآن، لاہور)

۴۔ پردہ اور تعدّد ازدواج از مظہر الحق خان۔

۵۔ ضبط ولادت اور اسلام از مولانا ابوالاعلیٰ مودودی

۶۔(Muslim women in Chaging perspective by Talat Ara Ashrafi)

۷۔ کاغان (ادبی مجلہ) ۸۵۔۸۶) گورنمنٹ کالج ایبٹ آباد۔

۸۔ اسلام میں عورت کا مقام۔ از حافظ ظفر محمود (راولپنڈی، محمدیت بزم تو کلیہ مجددیہ)

۹۔ تنبیہ العقلاء علیٰ حقوق النسآء از علامہ محمد موسیٰ الروحانی البازی

(مکتبہ امدادیہ، ملتان۔۱۴۵۳ھ)

۱۰۔ حقوقِ نسواں (خلاصہ تفسیر القرآن) ج ۵۔ از استاذ تفسیر مولانا حمید الرحمٰن عباسی)

(مکّی دار الکتب، اردو بازار، لاہور)

۱۱۔ معاشرتی مسائل از مولانا محمد برہان الدین سنبھلی

(شائع کردہ: المکتبۃ الاشرفیہ، لاہور۔ پاکستان)

۱۲۔ مقالات علوم اسلامیہ از ڈاکٹر محمد اسلم خاکی و پروفیسر امتیاز احمد سعید۔

(نیوک بک پیلس چوک، اردو بازار، لاہور)

اسلام میں خواتین کے حقوق وفرائض
سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

زلِ عظیم (کوز مبین) ۔ اسلام آباد

عورت نصف انسانیت ہے۔ مرد انسانیت کے ایک حصہ کی ترجمانی کرتا ہے تو دوسرے حصے کی ترجمانی عورت کرتی ہے۔ اگر آپ اسلام کی تعلیمات کا لبِ لباب دریافت کرنا چاہیں تو اس کا جواب ایک جملہ میں دیا جا سکتا ہے کہ وہ انسان کی عظمت وسر بلندی کی دعوت ہے۔''

وہ انسان کو زوال وادبار کی پستیوں سے اُٹھا کر رفعت و بلندی کے ایک ایسے اعلیٰ مقام پر پہنچانا چاہتا ہے جو حدِ ادراک سے بھی بہت آگے ہے۔

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ (سورۃ التین ۱۴)

''ہم نے انسان کی بہتر طریقہ پر تخلیق کی۔''

اس تصور کو تسلیم کرنے کے بعد انسان (خودہ مرد ہو یا عورت) کی عظمت فرش خاک سے بلند ہو کر کائنات مہ وانجم سے بھی کہیں آگے نکل جاتی ہے اور اسے قدرتی طور پر ایک ایسا اونچا مقام حاصل ہوتا ہے۔ اسلام کے نزدیک انسان کی فلاح وفوز، سلامتی، فکر اور درستی وعمل کے ساتھ وابستہ ہے وہ ان نظریات کو جاہلانہ نظریات سمجھتا ہے جو عورت کو محض ہونے کی وجہ سے ذلیل تصور کر کے انسانیت کی بلند ترین سطح سے دور پھینک دیتے ہیں۔

اس نے صاف اور غیر مبہم الفاظ میں واضح کر دیا کہ عزت وذلت اور سر بلندی ۔ ۔ ۔ بخشی کا معیار صلاح وتقوی اور سیرت و اخلاق ہے۔ جو اس کسوٹی پر جتنا کھرا ثابت ہوگا اتنا ہی خدا کی نگاہ میں قابل قدر اور مستحق اکرام ہوگا۔

من عمل صالحاً من ذکراً و انثی وھو مومن
فلنحیینہٗ حیٰوۃ طیبۃ و لنجزینھم
اجرھم باحسن ما کانوا یعملون (سورۃ النحل ۹۲)

''جس مرد اور عورت نے بھی اچھا کام کیا اگر وہ مومن ہے تو ہم اس کو ایک
پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ان کے بہتر اعمال کا جنہیں وہ کرتے تھے اجر دیں گے۔''

قرآن مجید ہمیں یہ بھی بتاتا ہے کہ زندگی کی گہما گہمی اور نشیب و فراز میں ہمیشہ مرد اور عورت میں سے ہر ایک دوسرے کا مددگار اور معاون رہا ہے۔ زندگی کے بارگراں کو دونوں نے سنبھالا ہے۔ تمدن کا ارتقاء دونوں کے اتحاد سے عمل میں آیا ہے۔

والمومنون والمومنات بعضهم اولياء بعض يامرون بالمعروف و ينهون عن المنكر و يقيمون الصلوٰة و يوتون الزكوة و يطيعون الله و رسولهٗ اُولٓئک سيرحمهم اللّٰهُ اِنَّ الله عزيز حكيم ٥ (سورۃ التوبہ ۱۷)

''ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کے معاون ہیں۔ وہ بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، ان لوگوں پر اللہ ضرور رحم کرے گا۔ بلاشبہ اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔''

عورت کے متعلق اسلام کا نظریہ

اسلام کے آنے سے پہلے دنیا نے عورت کو ایک غیر مفید بلکہ مخل تمدن عنصر سمجھ کر میدانِ عمل سے ہٹا دیا تھا، اور اسے پستی کے ایک ایسے غار میں پھینک دیا تھا جس کے بعد اس کے ارتقاء کی کوئی توقع نہیں تھی، اسلام نے دنیا کی اس روش کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی اور بتایا۔

بقول شاعر علامہ اقبالؒ

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ
اسی کے سوز سے ہے زندگی کا سوز دروں
شرف میں بڑھ کر ثریا سے مشتِ خاک اُس کی
کہ ہر شرف ہے اُسی دُرج کا درمکنوں

کہ زندگی، مرد اور عورت دونوں ہی کی محتاج ہے۔ عورت اس لئے پیدا نہیں کی گئی ہے کہ اسے دھتکارا جائے اور شاہراہ حیات سے کانٹے کی طرح ہٹا دیا جائے۔ کیونکہ جس طرح مرد اپنا مقصدِ حیات رکھتا ہے اسی طرح عورت کی تخلیق کی بھی ایک غایت ہے اور قدرت ان دونوں اصناف کے ذریعہ مطلوبہ مقاصد کی تکمیل کرا رہی ہے۔

''اللہ ہی کے لئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے لڑکیاں، اور جسے چاہتا ہے لڑکے عطا کرتا ہے یا انہیں لڑکوں اور

لڑکیوں کے جوڑے دیتا ہے۔اور جسے چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے۔

بے شک وہ علم والا اور قدرت والا ہے۔" (الشوریٰ ۵۰)

اسلام نے عورت کو ذلت ورسوائی کے مقام سے اتنی تیزی سے اٹھایا اور حقوق ومراعات سے نوازا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:-

کنّا نتقی الکلام و الا نباط الیٰ نساء نا علیٰ

عھد النبی ﷺ ھیبة ان ینزل فینا شئیی فلمّا

تو فی النبی تکلمنا و انبطنا۔ [1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ہم اپنی عورتوں سے گفتگو کرتے اور بے تکلفی برتنے ہوئے بھی ڈرتے تھے کہ کہیں ہمارے متعلق کوئی حکم نہ نازل ہو جائے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا تو ہم ان کے ساتھ بے تکلف رہنے لگے۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مظلوم صنف کی حمایت میں جو ہدایات اور تعلیمات دی ہیں۔ آج تک کوئی بھی مدعی حقوق نسواں ان سے زیادہ صحیح اور حقیقی تعلیمات نہیں پیش کر سکا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:-

"اللہ نے حرام کی ہے تم پر ماؤں کی نافرمانی' ادائیگی حقوق سے ہاتھ روکنا اور

ہر طرف سے مال بٹورنا اور لڑکیوں کا زندہ دفن کرنا۔" [2]

دنیا نے عورت کو منبع معصیت اور مجسمہ پاپ اور گناہ سمجھ رکھا تھا' لیکن کائنات کی اس برگزیدہ ہستی نے فرمایا جس کی ہر حرکت داد اصحیفہ اخلاق تھی۔ جس نے دنیا کو تقویٰ وخدا ترسی کے آداب سکھائے' جو پیدا ہی اس لئے کیا گیا تھا کہ کائنات سے معصیت وفحاشی کو ختم کر دے۔

حبّ الیّ من الدنیا النساء والطیب و جنلت

قرة عینی فی الصلوٰة

"دنیا کی چیزوں میں مجھے عورت اور خوشبو پسند ہے۔ لیکن میری

آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔" [3]

الموضوع

ہمارا آج کا موضوع مرد اسلام میں خواتین کے حقوق وفرائض سیرت نبی کی روشنی میں ہے، جس کو بندہ ناچیز ناقص عقل اس مدلل بیان سے شروع کرتی ہے۔

اسلام نے مرد وزن دونوں کو یکجا **"الناس"** کے نام سے خطاب کیا ہے اور اس طریقے پر اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو اپنی ہدایات سے نوازنے کا شرف بخشا ہے۔

قرآن کی منطق بے مثل ہے اور فی زمانہ کوئی بھی عالم یا سائنس دان اس منطق کو سمجھنے کا اہل نہیں رہا ہے اگر ہم ان کا کتنا ہی مطالعہ کر لیں۔ ہم ان تمام لوگوں کو چیلنج کرتے ہیں جن کا خیال ہے کہ ہم نے ایک بہتر منطق تیار کر لی ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا کوئی منطق اتنی مناسب اور فیصلہ کن ہے جتنی کہ قرآن ہے۔ ماضی اور حال کے فلسفوں نے اس چیز کو تسلیم کیا ہے کہ ہر ذی روح کو ایک ایسا نظام عطا کیا گیا ہے جس کی بدولت اس کی بقا ممکن ہوتی ہے۔ تجربات کے نتائج سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔

دونوں میں سے کسی کو بھی دوسرے سے کمتر نہیں سمجھا البتہ حقوق وفرائض کے سلسلے میں دونوں کی فطری مناسبت سے تفریق روا رکھی گئی تاکہ نہ کسی پر دوسرے کا بوجھ گراں گزرے اور نہ کسی ایک کا فرض اس کی فطری توانائیوں کے خلاف اس کے لئے بوجھ بن جائے۔

زیر بحث موضوع ایک جامع اور دور جدید میں خواتین کے لئے نہایت مفید ہے۔ ہمیں جان لینا چاہیے کہ مسلم معاشرے میں خواتین اور مردوں کے حقوق وفرائض میں بڑا توازن ہے۔ آپ ﷺ کے طفیل خواتین کو موت کے بدلے زینت عطا ہوئی، فرش سے اٹھا کر عرش پر رکھ دیا، اور اس کے قدموں تلے جنت قرار دی۔ سورۃ النساء حقوق نسواں کی خاطر نازل فرما کر ہر تخصیص کو ختم کر دیا۔

حکم ربانی ہے کہ

خلقکم من نفس واحدۃ۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۲۸)

"تمہیں ایک ہی جان سے پیدا کیا۔"

خواتین کو اس عصر حاضر میں مہذب بننے اور بنانے کے لئے حدیث نبوی ﷺ کی روشنی میں اسلامی اقدار میں خود کو ڈھالنا چاہیئے۔ اور اس کے لئے حقوق وفرائض کا جاننا از حد ضروری ہے۔

بقول شاعر

چاہے تو بدل ڈالے ہیئت چمنستاں کی
یہ ہستی دانا ہے، بینا ہے، توانا!!!

مسلم عورتوں کے حقوق

اسلام نے عورت کا درجہ دو حیثیتوں سے متعین کیا ہے' ایک عمومی حیثیت سے' دوسرا خصوصی حیثیت سے' عمومی حیثیت سے عورت کو وہی درجہ حاصل ہے جو مرد کو حاصل ہے' جیسے قرآن میں ہے۔

یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ و خلق منھا زوجھا و بث منھما رجالاً کثیراً و نسآء۔ (النساء آیت ۱)

''یعنی اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک اصل سے پیدا کیا' اور اس سے اس کا جوڑا پیدا کیا' اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔''

اس آیت مبارکہ میں دونوں کو ایک اصل قرار دے کہ انسانیت میں دونوں کو مساوی درجہ دیا' روحانی اور اخلاقی میدان میں مرد و عورت میں کامل مساوات ہے۔ اس کے ہاں نوعِ انسانی نہ تو طبقات میں منقسم ہے اور نہ درجات میں' بلکہ مرد اور عورت ایک ہی محاذ کے سپاہی ہیں۔ جن کے دائرے کار گو مختلف ہیں لیکن مقصد کار اور نشأۃ عمل ایک ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

انما النساء شقائق الرّجال ۵

عورتیں مردوں ہی کی ہم جنس ہیں۔

علامہ ابن العابدین حنفی نے قوانین شریعت کے سارے دفتر کو کھنگھال کر بہتّر (۷۲) کے قریب فرائض واجبات سنن و مستحبات اور مکروہات و ممنوعات کی ایسی فہرست پیش کی ہے جس میں شریعت نے اختلاف صنف کی وجہ سے مرد اور عورت کے درمیان فرق کیا ہے۔

ان کا بیشتر احکام کا تعلق معاشرتی و اجتماعی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مثلاً عورت نماز میں کہاں ہاتھ باندھے گی اور مرد کہاں؟ عورت کا کفن کتنے کپڑوں کا ہوگا اور مرد کا کتنے کپڑوں کا؟ عورت کی علامت بلوغت کیا ہے؟ اور مرد کی کیا؟

اجتماعی زندگی سے تعلق رکھنے والے مسائل کی فہرست صرف چھ یا سات ہیں۔ مرد اور عورت کی جسمانی ساخت میں جو حیاتیاتی اور نفسیاتی فرق ہے وہ ختم نہیں ہوسکتا اور نہ ان حقائق سے آنکھیں بند کی جاسکتی ہیں۔ چنانچہ اسلام نے عورت کے لئے فرائض متعین کرتے ہوئے سب سے پہلے اُسے حکم دیا ہے کہ:-

و قرن فی بیوتکنّ (الاحزاب ۳۳)

''یعنی کہ عورت اپنے گھروں میں ٹھہری رہیں۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

خیر مساجد النّساء قعر بیوتهنّ۔ ١

''عورتوں کی بہترین مسجدیں ان کے گھروں کے اندرونی حصے ہیں۔''

لیکن اس کے باوجود حق بندگی میں عورت کی حیثیت مرد کے مساوی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(إِنَّ المسلمین والمسلمٰت والمؤمنین والمؤمنٰت والقٰنتین والقٰنتات والصٰدقین والصٰدقت والصٰبرین والصٰبرٰت والخٰشعین والخٰشعت والمتصدقین والمتصدقات والصائمین والصائمات ولحفظین فروجهم والحفظٰت والذاکرین اللّٰه کثیرًا والذاکرات اعدء اللّٰه لهم مغفرة واجرًا عظیما۔ (۱۴)

''بے شک مسلمان مرد اور عورت اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر والے مرد اور صبر والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور پارسائی نگاہ رکھنے والے مرد اور نگاہ رکھنے والی عورتیں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور اللہ کو بہت یاد کرنے والی عورتیں ان سب کے لئے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار رکھا ہے۔''

ب۔ جزا اور سزا پانے میں عورتوں اور مردوں کی حیثیت یکساں ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

من عمل سئیة فلا یجزی الا مثلها ومن عمل صالحا من ذکر أو انثیٰ و هو مؤ من فاولٰئک یدخلون الجنة یرزقون فیها بغیر حساب۔ (۴۰۔۴۱)

''جو برائی کرے گا اس کو اتنا ہی بدلہ ملے گا جتنی اس نے بُرائی کی ہوگی اور جو نیکی کا عمل کرے گا۔ خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو ایسے سب لوگ جنت میں داخل ہونگے۔ جہاں انہیں بے حساب رزق عطا کیا جائے گا''

ج۔ مادی لحاظ سے بھی عورت کو مساوی حقوق حاصل ہیں جس طرح مرد روپیہ کما سکتا ہے اسی طرح عورت کو بھی اجازت ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔

للرجال نصیب مما اکتسبوا والنسآء نصیب مما اکتسبن۔

''یعنی مردوں کا حصہ ہے وہ جو کمائیں اور عورتوں کا حصہ ہے جو وہ کمائیں۔''

غرض یہ کہ قرآن مجید نے یہ دعویٰ کیا کہ کتاب قانون میں، اخلاق کے صحیفہ میں، اور حقوق کی فہرست میں عورت اور مرد کو ایک ہی حیثیت دی جائے، یہ کیوں؟ دنیا کے موجودہ لٹریچر میں قرآن پاک نے سب سے پہلے اس کا فلسفیانہ امر عقلی جواب دیا اور پوری قوت

استدلال اور نزاکت اور فہم کے ساتھ اس کو انسانوں کے سامنے پیش کیا۔

اس کا جواب قرآن یہ دیتا ہے کہ یہاں قانون زوجیت کی کارفرمائی ہے۔ یعنی اس عالم کی ہر شے کے اندر اپنی نوع کی بقاء کا جذبہ پایا جاتا ہے اور قدرت نے اس جذبہ کی آسودگی کے لئے خود اسی کی نوع سے ایک صنف مقابل کی تخلیق کی ہے۔ یہ صنف نازک مقابل اس کے جذبات واحساسات کو سوز وحرکت کرتی ہے اور اسے مجبور کرتی ہے کہ بقائے نوع کا سامان کرے' اور عروس عالم کے جمال ورعنائی اور نظر افروزی میں کوئی فرق نہ آنے دے۔

و من کل شیی خلقنا زوجین لعلکم تذکرونo (الذاریات۴۹)

''اور ہر چیز کے ہم نے جوڑے پیدا کیے تاکہ تم سمجھ سکو۔''

قرآن مجید نے بار بار نئے نئے اسالیب سے اس حقیقت کی توضیح کی ہے۔ ایک مقام پر یہ کہا۔

ھنّ لباس لکم و انتم لباس لھُنَّ۔ (سورۃ النساء)

''وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو۔''

قرآن عورت کو بیٹی' بہن' بیوی اور ماں بنا کر اس کا مرتبہ اس کا بلند کرتا ہے کہ ان حیثیتوں میں اس کو تمام سماجی' معاشی' قانونی' مذہبی اور تعلیمی حقوق حاصل ہو جاتے ہیں۔ اسلام ہر حق ہر فرض اور جزا اور سزا میں عورت و مرد کو بیک قلم یکساں قرار دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ عورتوں کے لئے حقوق و فرائض کا ایک مخصوص ڈھانچہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مردوں اور عورتوں کے معاملات میں اسلام کبھی دونوں کے لئے ایک موقف اختیار کرتا ہے اور کبھی دونوں گروہوں کے لئے الگ الگ موقف اختیار کرتا ہے۔

مساوات حقوق

اسلام کے ہاں عورتوں اور مردوں کے یکساں حقوق ہیں۔ اسلامی نقطۂ نظر میں دونوں کو یکساں مراعات عطا کرتا ہے قرآن اس کی تصدیق کرتا ہے۔

''لوگو' اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی
جان سے اس کا جوڑا بنایا اور دونوں سے بہت مرد و عورت
دنیا میں پھیلا دیئے۔'' (النساء آیت ۱)

''لوگو' ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنا دیں تاکہ تم
ایک دوسرے کو پہچانو۔ درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ وہ عزت والا ہے جو تمہارے
اندر سب سے پرہیزگار ہے' یقیناً سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔ (الحجرات آیت ۱۳)
میں تم میں سے کسی کا عمل ضائع کرنے والا نہیں ہوں۔ خواہ مرد ہو یا عورت تم سے.

ایک دوسرے کے ہم جنس ہو۔ (آل عمران آیت ۱۹۵)

مومن مرد اور مومن عورت' یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور بُرائی سے روکتے ہیں' نماز قائم کرتے ہیں' زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی رحمت نازل ہو کر رہے گی' یقیناً اللہ سب پر غالب اور حکیم و دانا ہے۔

(سورۃ التوبہ آیت ۷۱)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو' نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اُڑائیں' ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں' اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں' ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں' آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے القاب سے یاد کرو۔ (سورۃ الحجرات آیت ۱۱)

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اور یہ حقیقت ہے کہ ہم نے انسان کو اپنے والدین کا حق پہچانے کی خود تاکید کی ہے۔ اس کی ماں نے ضعف اٹھا کر اسے اپنے پیٹ میں رکھا اور دو سال اس کا دودھ چھوڑنے میں لگے اسی لئے ہم نے اس کو نصیحت کی کہ میرا شکر کر اور اپنے والدین کا شکر بجالائیں۔ (سورۃ لقمان آیت ۱۶)

مردوں کے لئے اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں نے چھوڑا ہے اور عورتوں کے لئے بھی اسی مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں نے چھوڑا ہے۔ (سورۃ النساء آیت ۷)

زانیہ عورت اور زانی مرد' دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو' اور ان پر ترس کھانے کا جذبہ اللہ کے دین کے معاملے میں تم کو دامن گیر نہ ہو اگر تم اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہو۔ (سورۃ النور آیت ۲)

چور' خواہ مرد ہو یا عورت' دونوں کے ہاتھ کاٹ دو' یہ ان کی کمائی کا بدلہ ہے اور اللہ کی طرف سے عبرتناک سزا ہے۔ (سورۃ المائدۃ آیت ۳۸)

یہ آیات بطور مثال پیش کی گئی ہیں اس کے علاوہ بھی بہت سی آیات ہیں جن میں مردوں اور عورتوں کی ذمہ داری کو واضح کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سی آیات ہیں جن میں حکیمانہ انداز اختیار کیا گیا ہے جن میں (''اے لوگوں'') (''اے انسانوں'') کا لفظ استعمال کر کے دونوں کو بیک وقت مخاطب کیا گیا ہے۔

اوپر درج کی گئی قرآنی آیات کا حاصل یہ ہے کہ عورت اور مرد دونوں انسان ہیں' دونوں سے کہا گیا ہے کہ اسلام کی پیروی اختیار کریں اور رسول ﷺ کی اطاعت کریں اچھی جزا اور جنت کا وعدہ دونوں سے ہے دونوں کی یکساں ذمہ داریاں ہیں مثلاً نماز' زکوٰۃ' امر بالمعروف نہی عن المنکر۔

دونوں کا معیار تقویٰ پرہیزگاری اور شیطان سے بچنا ہے' اخلاقی خوبیاں مثلاً برداشت' نرم مزاجی' سچائی' غریبوں کی مدد کی امید دونوں سے کی جاتی ہے۔ دونوں سے کہا گیا ہے کہ باعصمت رہیں۔ اور اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں۔ فحاشی' چغلی اور طنز و مزاح اور دوسرے کو ذلیل کرنے سے دونوں کو منع کیا گیا ہے۔ دونوں کو وراثت میں حصہ ملتا ہے۔ جائیداد بنانے کا حق دونوں کا حاصل ہے۔ اپنے اپنے گناہوں کے ذمہ دار ہوں گے اور کوئی بھی مواخذے سے بچ نہ سکے گا۔ قانون کی نگاہ میں دونوں برابر ہیں اور اپنے جرائم کی بناء پر عدالت سے سزا پائیں گے۔ اگر ایک مقام پر قانون عورت کو کسی مسئلے میں ڈھیل دیتا ہے تو دوسرے مقام پر وہ عورت سے سختی بھی برتتا ہے اور انصاف کے تقاضے پورے ہو جاتے ہیں۔

فرائض

ان حقوق کے ساتھ ساتھ عورتوں پر کچھ ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔ جن کا ادا کرنا ان کے لئے لازمی ہے اور جس کو ہم اصطلاح میں فرائض کہتے ہیں۔

بقول مولانا حالی نے یہ آپ نے خواتین کی شان میں ہی کہا ہے۔

نیکی کی ہو تصویر تم' عفت کی ہو تدبیر تم
ہو دین کی تم پاسباں' ایماں سلامت تم سے ہے!!

اللہ تعالیٰ نے عورت کو چار مختلف روپوں میں پیدا کیا عورت کہیں ماں ہے تو کہیں بیٹی' کہیں بیوی ہے' تو کہیں بہن کی شکل میں جلوہ گیر ہے' اور ہر روپ میں خالق کائنات نے اس کے حقوق و فرائض متعین کر دیئے اور جب وہ اپنی اپنی حیثیت میں اپنے اپنے فرائض کو صحیح طرح ادا کرتی ہے تو اس کا ہر روپ دلکش اور خوبصورت ہے۔

بقول شاعر اقبالؒ

وجود زن سے ہے تخلیق کائنات میں رنگ

اسلام نے اصلاح باطن کی بنیاد معرفت الٰہی پر رکھی ہے۔ جتنی اللہ کی معرفت زیادہ ہوگی' اتنی ہی گناہوں سے دوری ہوگی' مسلمان عورت کا سب سے قیمتی جوہر اس کی عفت اور پاکدامنی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جوہر کو محفوظ رکھنے کے لئے بے شمار قواعد و ضوابط مقرر فرماتے ہیں۔ ان میں سے ایک نکاح ہے' جسے قرآن نے احصان سے تعبیر فرمایا ہے۔ احصان حصن سے مشتق ہے' جس کے معنی ہیں "ناممکن الحصول"' یہ قلعہ کے معنوں میں بھی ہے۔ یعنی نکاح عورت کے لئے ایسا قلعہ ہے جہاں سے شیطان اس پر حملہ کرنے میں کامیاب

نہیں ہو سکتا۔

حضور ﷺ نے فرمایا'

من ارا دان یلقی اللّٰہ طاھرًا مطھرا فلیتزوج العرائر۔ ے

''یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ سے پاک وصاف ملنا چاہتا ہے تو وہ شریف عورتوں سے شادی کرے۔'

جنسی خواہش کی تکمیل

عفت وعصمت کی حفاظت

مال کی حفاظت

یہ عورت کی اہم ترین اور بنیادی ذمہ داری ہے' یہی تعلق تو ان کی شادی کی بنیاد بنا ہے۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے ایک عورت کو دیکھا اور وہ آپ ﷺ کو اچھی لگی آپ ﷺ حضرت سودہؓ کے پاس گئے' جو چند عورتوں کی موجودگی میں عطر بنارہی تھیں۔ وہ وہاں سے چلی گئیں اور جب آنحضرت ﷺ نے وظیفہ زوجیت فرمالیا تو آپ نے فرمایا' اگر کوئی عورت کسی مرد کا دل لبھائے' تو اُسے چاہیئے کہ اپنی بیوی کے پاس جائے' کیونکہ وہ بھی کسی اور عورت کی طرح اس کی خواہش پوری کرسکتی ہے۔

یہ ذمہ داری پہلے بیان کردہ ذمہ داری کا لازمی نتیجہ ہے۔ عورتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنی عفت وعصمت کو دوسرے مردوں سے بچا کر رکھیں اور وہ دوسرے مردوں سے تعلقات استوار کر کے اپنے شوہر کی عزت کو داغ دار نہ کریں۔

عورت اپنے شوہر کی موجودگی اور عدم موجودگی میں پاکباز اور باحیاء ہے۔

''پس جو صالح عورتیں ہیں وہ اطاعت شعار ہوتی ہیں اور مردوں کے پیچھے اللہ کی حفاظت ونگرانی میں ان کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں۔'' (سورۃ النساء آیت ۳۴)

عورت کی ایک اور Duty یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کے مال اور اس کے مفاد کی اس کی عدم موجودگی میں حفاظت کرے۔

انسانی بقاء اور نکھار کے لئے دولت ایک اہم عنصر ہے اور دنیا میں بہت سے جھگڑے صرف دولت کی بناء پر ہوتے ہیں۔

اس سلسلے میں عورت پر دو قسم کے فرائض فرض ہیں'

ایک شرعیہ واجبہ اور دوسرا اخلاقاً لازم ہیں۔

عورت پر حقوق واجبہ تین ہیں۔

۱۔ عورت پر واجب ہے کہ مرد کو اپنے آپ پر قدرت دے یعنی اسے جماع سے نہ روکے جب تک کوئی شرعی عذر نہ ہو۔ حیض و نفاس سے پاک ہو' ایسی کوئی بیماری نہیں جس سے تکلیف ہو' مرض کے بڑھنے کا خطرہ ہو'

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب مرد عورت کو اپنے بستر پر بلائے اور عورت ﴿بغیر عذر کے﴾ انکار کر دے اور خاوند رات
ناراضگی میں گزارے تو اس زوجہ پر فرشتے صبح تک لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔'' [8]

یہاں تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔
اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ کسی ایک کو ﴿اللہ تعالیٰ کے بغیر﴾ وہ سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔
مہر کی کم از کم حد شریعت نے دس درہم مقرر کی ہے۔ یعنی دو تولے سات ماشے چار رتی چاندی۔ پھر اس کی قیمت۔ اب نئے وزن میں تقریباً اکتیس گرام وزن ہے۔ مہر کے زیادہ حد شریعت نے نہیں مقرر کی جتنا ادا کرنے کی طاقت ہو مشکل درپیش نہ ہو اتنی مقدار میں مہر مقرر کرنا چاہیے۔ یہ عورت کا اعزاز ہے۔

۲۔ زوجہ پر خاوند کا دوسرا حق یہ ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے کہیں باہر نہ جائے۔ ہاں اگر زوجہ نے خاوند سے دایہ بننے کے لئے یا کسی کے کپڑے دھونے کے لئے کا معاہدہ کر لیا تو اب اس صورت میں وہ اجازت کے بغیر وہ کام بجالا سکتی ہے۔ کیونکہ خاوند پہلے اجازت دے چکا ہے۔

۳۔ تیسرا حق زوجہ پر خاوند کا یہ ہے کہ کسی اجنبی کو گھر میں نہ آنے دے حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''

لا یخلون رجل بامراۃ ثالثھما الشیطان۔ [9]

کوئی مرد کسی اجنبی عورت سے ہرگز علیحدہ ہو کر نہیں بیٹھے گا۔
مگر وہاں تیسرا شیطان ہوگا۔

خاوند اور بیوی میں اختلافات پیدا ہو جائیں تو خاوند اپنی زوجہ کو نصیحت کر کے خوش اخلاقی اور خوش طبعی سے راضی کر لے اور اگر اس طرح راضی نہ ہو تو اسے اپنے گھر میں ہی رکھ کر اپنے بستر سے جدا کر دے۔ اگر معاملہ حد سے بڑھ جائے تو عورت کو طلاق دے کر اپنے آپ سے جدا کر دے۔

حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'

ربما امراۃ سالت زوجھا طلاقاً غیر ما باس فحرام علیھا راحۃ الجنۃ ۔ [10]

''جو عورت بھی اپنے خاوند سے بلاوجہ طلاق کا مطالبہ کرے گی۔
اس پر جنت کی بو بھی حرام ہوگی۔''

اس لئے مجموعی طور پر نظر دوڑائی جائے تو معلوم ہوگا کہ حقوق وفرائض کہتے ہیں۔ کہ
......عورت کو شوہر کے انتخاب کا حق ہے۔

.....ناپسندیدہ خاوند کے مقابلہ میں اسے خلع، فسخ اور تفریق کے وسیع اختیارات حاصل ہیں۔

.....شوہر کو بیوی پر حسن سلوک اور فیاضانہ برتاؤ کی ہدایت کے ساتھ اختیارات دیئے گئے ہیں۔

جیسے قرآن کا ارشاد ہے۔

ولا تنسوا الفضل بینکم۔

'اور آپس کی مہربانی کو نہ بھلاؤ'

اور اس سے بھی پہلے فرمایا۔

وعاشروھن بالمعروف۔

''اور ان سے اچھا سلوک کرو۔''

بیوہ اور مطلقہ عورتوں کے نکاح ثانی میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں اور یہ وہ حق ہے جو امریکہ اور یورپ کے اکثر مادر پدر آزاد معاشروں میں بھی عورت کو نہیں ملا۔

ہر عورت کے لئے ایک گھر حق مہر ہے۔ اور اللہ نے مرد کے اوپر لازم کیا ہے کہ وہ اس کو ادا کرے۔ عورت کا وہ اہم ترین حق ہے جو مرد کا پہلا فرض بنتا ہے۔ قرآن کریم نے اس کو بالکل واضح کر دیا ہے۔

فاتوھن اجورھن فریضة۔

اور عورتوں کو ان کے مہر بطور فریضہ ادا کرو۔

وآتوا النساء صدقتھن نحلة۔

جہاں بیوی کے خاوند پر حقوق ہیں وہیں خاوند کی طرف سے بیوی پر بھی بعض ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

فالصّٰلحٰت قانتات حافظات للغیب

بماحفظ اللہ (النساء ۳۴)

جو نیک بیویاں ہیں وہ (خاوند کی) اطاعت شعار ہوتی ہیں اور شوہر کی غیر حاضری میں بھی (اس کے حقوق اللہ اور مفاد کی) حفاظت کرتی ہیں، جیسے اللہ نے (ان کے حقوق کی) حفاظت کی۔

ان ہی معنوں میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی فرماتے ہیں کہ بہترین بیوی و ہے کہ جب تو اسے دیکھے تو تیرا دل خوش ہو جائے۔ جب تو اسے کچھ کرنے کو کہے تو وہ تیری اطاعت کرے اور اگر تو اس کے پاس موجود نہ ہو تو وہ تیرے مال میں اپنے نفس میں تیرے حقوق کی حفاظت کرے۔

ا۔ اطاعت شعاری

بیوی پر سب سے پہلا فرض یہ عائد ہوتا ہے کہ وہ قانتہ یعنی شوہر کی اطاعت شعار ہو۔ اطاعت کے کتنے مدارج ہیں۔ گرہستی بھی چھوٹے پیمانہ پر ایک سلطنت کا حکم رکھتی ہے' جس کا حاکم اعلیٰ شوہر ہے اور اس کی نائب بیوی ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر حاکم اعلیٰ کی اطاعت نہیں ہوگی تو سلطنت کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

اس لئے بیوی کا فرض ہے کہ جن معاملات پر خاندان کے اتحاد اور ترقی کا دارومدار ہے یا جن پر اس کے عائلی زندگی کی خوشی اور صورت منحصر ہے یا ان کے بچوں کے مستقبل اور اخلاق پر اثر پڑنے کا امکان ہے' ان میں وہ خاوند کے احکام پر عمل کرے اور اسے شکایت کا موقع نہ دے۔

۲۔ حقوق کی حفاظت

عورت کا دوسرے فرض یہ ہے کہ وہ خاوند کی موجودگی ہی میں اس کے حقوق اور مفاد کی حفاظت نہ کرے' بلکہ اس کی غیر حاضری میں بھی اس کا خیال رکھے۔ بیوی کا فرض ہے کہ نہ فضول خرچی اور اسراف سے خود خاوند کے مال کو نقصان پہنچائے اور نہ تغلب اور خیانت کا موقع دے۔ خاوند کے رازوں کو فاش نہ کرے اور اس کے کاروبار یا پیشے کی باتوں کی حفاظت کرے۔ اپنی عصمت اور عفت کی حفاظت کرے جو اس کا اپنا سب سے بڑا جوہر خاوند کی اس کے پاس سب سے بڑی امانت ہے۔

۳۔ نیکی میں تعاون

عورت کا ایک اور فرض یہ ہے کہ وہ خاوند کو نیکی اور خیر سے نہ روکے۔ نیک بیویاں اگر خاوند کی دینوی مفاد کی پوری پوری حفاظت کرتی ہیں تو وہ اس کے دینی مفاد اور روحانی ترقی میں بھی مدد اور معاون ثابت ہوتی ہیں۔ فرمایا:-

یا ایّھا الذین امنوا انّ من ازواجکم و اولادکم عدّوا لکم فاحذروھم و ان تعفوا وتصفحوا و تغفرُوا فان اللّٰہ غفور رَّحیم۔ (التغابن ۶۴-۱۴)

اے لوگو' جو ایمان لائے ہو' یاد رکھو کہ (بعض معاملات میں حائل ہونے کی وجہ سے) تمہاری بیویاں اور تمہاری اولاد میں سے بھی بعض تمہارے دشمن بن جاتے ہیں۔ پس اسے بچتے رہو (اور دین کو دنیا پر قربان نہ کرو) ہاں اگر تم (اپنی بیویوں اور اولاد کو ان کی غلطیوں پر) معاف کرو اور درگزر کرو اور بخش دو تو اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

جہاں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے مردوں کے لئے عورتوں سے زیادہ نقصان پہچانے والی اور کوئی چیز اپنے پیچھے نہیں چھوڑی۔

پس اس بارے میں عورت پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اسے چاہیئے کہ وہ مرد کی دینی اور روحانی ترقی کے راستے

میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ کرے اور جہاں تک ہو سکے، نیکی کے کاموں میں اس کی مدد کرے۔

بحیثیت ماں عورت کے فرائض

اسلامی تعلیم کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ کسی شخص کو کوئی حق نہیں دیتی جس کے ساتھ ہی وہ ایک ذمہ داری بھی اس پر عائد نہ کر دیتی ہو۔ اسی طرح وہ کوئی ذمہ داری بھی عائد نہیں کرتی، جس کے ساتھ کوئی حق عطاء نہ کرتی ہو مثلاً اس نے والدین پر اولاد کی تربیت، پرورش اور تعلیم کا بار ڈالا، تو اس کے ساتھ اولاد کو تلقین کی کہ والدین کی خدمت کرو اور اس طرح والدین کو ایک حق دے دیا۔

والدین کی خدمت کا حکم اور نصیحت تمام مذہبوں میں ہے لیکن قرآن نے حسب معمول، اس مسئلے پر بھی تفصیل سے بحث کی ہے اور اس کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ حکم دیا کہ والدین کے ساتھ نیکی اور احسان سے پیش آؤ اور ان پر اپنے اموال خرچ کرو۔

یسئلونک ماذا ینفقون قل مآ انفقتم من خیر فللوالدین والاقربین والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل ط وما تفعلوا من خیر فانّ اللّٰہ بہٖ علیم (البقرۃ ۲۱۵)

''(اور اے نبی) تجھ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیسے خرچ کریں۔ (ان سے) کہو کہ تم اپنی اچھی کمائی میں سے اپنے ماں باپ اور قریبی عزیزوں اور یتیموں اور غریبوں اور مسافروں پر خرچ کرو اور تم جو بھی نیکی کا کام کرو گے۔ اللہ اسے جانتا ہے۔''

اور مزید ارشاد ربانی ہے۔

و قضٰی ربک الّا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا اِمّا یبلغن عندک الکبر احدھما أو کلاھما فلا تقل لھما اُفٍ و لا تنھر ھما و قل لھما قولاً کریماً۔ واخفِض لھما جناح الذل من الرحمۃ و قل رَّبِ ارحمھما کما ربینی صغیرا ربکم اعلم بما فی نفوسکم ان تکونوا صالحین فانہ کان للاوّابین غفورًا۔ (سورۃ الاسراء ۱۷: ۲۳۔۲۵)

''اور تیرے رب نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کے سوائے کسی دوسرے کی عبادت نہ کرو اور والدین سے حسن و احسان سے پیش آؤ۔ اگر ان دونوں میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے کبرسنی کو پہنچیں تو ان سے کبھی اُف تک نہ کہو اور نہ ہی ان سے کبھی سختی سے پیش آؤ، بلکہ دونوں سے نرمی اور ادب سے گفتگو کرو اور ان کے لئے اپنے دل میں جذبات رحم لئے ہوئے عجزی اور فرمانبرداری سے جھک جاؤ اور دعا کرو کہ اے میرے رب جیسے تو نے میرے بچپن میں میری پرورش کی تھی، اسی طرح اب ان دونوں پر رحم فرما۔ تمہارا رب خوب جانتا ہے۔ جو تمہارے دلوں میں ہے۔ اگر تم نیک عمل کرنے والے ہو تو وہ بھی رجوع کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔''

لیکن قرآن نے والدہ کا حق خدمت زیادہ بتا دیا کیونکہ باپ کی بہ نسبت ماں زیادہ مصیبت برداشت کرتی ہے اور اس کی

پرورش اور تربیت کا زیادہ بار بھی اس کے کندھوں پر پڑتا ہے۔

اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حکم دیا:

''اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ سے متعلق تاکید کی' (خاص طور پر) ماں سے (متعلق کہ وہ) اس کو جھٹکے پر جھٹکے اٹھا کے لئے لئے پھری اور پھر کیسے دو برس میں جا کر اس کا دودھ چھوٹتا ہے۔ (اسی لئے ہم نے کہا کہ) میرا بھی شکر کرو اور اپنے والدین کا بھی۔ آخر تم سب میرے ہی پاس آنے والے ہو۔'' (لقمان ۳۱-۱۴)

عورت کو ماں کی حیثیت میں جو حق اسلام میں دیا گیا۔ اس کی مثال نہیں ملتی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔''

مسلم ماں کے حقوق

اولاد کی خدمت ماں کا حق۔

وقضٰی ربک الا تعبدوا الا ایاہ و بالوالدین احساناً۔

(بنی اسرائیل)

''اور تمہارے رب کا قطعی حکم ہے کہ صرف اسی کی عبادت اور پرستش کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سے اچھا برتاؤ رکھو اور انکی خدمت کرو۔''

جنت اور دوزخ کا سبب

روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ حضرت اولاد پر ماں باپ کا کتنا حق ہے' آپ ﷺ نے فرمایا وہ تمہاری جنت و دوزخ ہیں۔

ماں کا حق

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ:

''ایک شخص نے رسول کریم ﷺ سے دریافت کیا' مجھ پر خدمت اور حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' تمہاری ماں' میں پھر کہتا ہوں۔ تمہاری ماں' میں میں پھر کہتا ہوں تمہاری ماں' میں پھر کہتا ہوں تمہاری ماں' اس کے بعد تمہارے باپ کا حق ہے' اس کے بعد جو تمہارے قریبی رشتے دار ہوں پھر جو ان کے بعد قریبی رشتہ دار ہوں''

ماں کی خدمت جہاد سے افضل ہے

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص یمن سے ہجرت کر کے آپ ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ نے فرمایا'' کیا یمن میں تمہارا کوئی ہے'' جواب ملا والدین ہیں'' فرمایا' ان کی اجازت سے آئے ہو، جواب ملا ''نہیں''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''تو پھر ماں باپ کے پاس واپس جاؤ اور یہاں آنے کی ان سے اجازت مانگو اگر وہ اجازت دیں تو آؤ اور جہاد میں لگ جاؤ اور اگر وہ اجازت نہ دیں تو ان کی خدمت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہو۔''

یعنی جہاد جیسا عظیم فرض ماں کا حق ادا کرنے کے آگے کم ہے۔

فرائض

اسلام میں ہر رشتے اور حیثیت کا تعین عمل کی بنیاد پر ہے' یعنی عمل جزا کے راستوں کا راہ نما ہے' خواتین کو جہاں اسلام نے اتنے حقوق دیئے ہیں' وہاں ذمہ داریاں اور فرائض بھی بتائے ہیں۔

نسل نو کی پرورش

کہا جاتا ہے کہ بچے کی پہلی درسگاہ ماں کی گود ہوتی ہے۔ ماں کا روپ عورت کی معراج ہے اور ماں کی حیثیت سے عورت کے فرائض اہم ترین فرائض ہیں۔ قرآن نے عورت کا دائرہ عمل گھر کی چار دیواری تک سمیٹ دیا ہے۔

تاکہ وہ بیرونی مکروہات سے دست کش ہو کر نسل نو کو اپنے نور تربیت سے اس قابل بنا دے کہ وہ پرچم اسلام چار دانگِ عالم میں لہرائے۔ مسلمان مجاہد پیدا ہو۔ اولاد آدم کی پرورش' تربیت اور سچے مسلمانوں کی سیرت سازی کے لئے ماں کا کردار بہت important ہے۔ ماں کا فرض اتنا اہم ہے کہ دین اسلام (ایمان) پیش کرتا ہے' عورت اس ایمان کو سراپا میں اتارتی ہے۔ ''ماں'' اللہ کا خوف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور دین کی محبت کو روح میں اتارتی ہے' رگ و پے میں اتارتی ہے۔ بچے کے ہر تار نفس میں پیوست کر دیتی ہے۔

قرآن کریم الفاظ پیش کرتا ہے' ماں ان الفاظ کو صحیفہ قرطاس سے صحیفہ قلب تک منتقل کرتی ہے۔ مسجد و منبر سے جو فکر' جو طرز خیال پیش کیا جاتا ہے۔ عورت اس کو ایک چلتے پھرتے وجود میں متشکل کرتی ہے۔ یہ عمل تربیت کب شروع ہوتا ہے۔ ماں کے بطن میں وجود انسانی کی بناء پڑتے ہی ابھی معصوم وجود شکم مادر میں تخلیق کے مختلف مراحل طے کر رہا ہوتا ہے کہ قلب و ذہن مادر اس پر اثر انداز ہونا شروع ہو جاتا ہے اور تعمیر سیرت کا کام شروع ہو جاتا ہے' بچہ پیدا ہوتا ہے تو اسے نور ایمان سے منور سینے سے ''شیر مادر'' کی مشک میں

غذا ملتی ہے۔

ہر بچہ ماں کے لئے جنت گم گشتہ کی نوید بن کر آتا ہے' بچے کی پہلی تربیت گاہ ماں کی گود ہے۔ یہ جملہ کتابی نہیں بلکہ ذمہ داری کا آئینہ دار ہے۔

ماں کا اصل کردار کا اصل رخ اس کی وہ تربیت ہے جو وہ اپنے بچے کو دیتی ہے۔ جس طرح کسی بھی عمارت کی مضبوطی کا انحصار اس کی بنیاد پر ہوتا ہے' اس طرح شخصیت کی تعمیر اس کی ابتدائی تربیت پر ہے' اگر بنیادی غلط ہو تو عمارت ٹیڑھی رہ جاتی ہے ماں کی تربیت خراب ہو تو بچہ ایک ناقلمل اور غیر آسودہ شخصیت بن کر ابھرتا ہے۔

بچے کی شکل میں ہر حوا کو ایک ایک دنیا ملتی ہے' چاہے تو وہ اسے بنا کر جنت گم گشتہ پالے اور چاہے تو اسے جہنم بنا دے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

''اپنے بچوں کو سب سے پہلے لاَ الٰہ اللہ کہلواؤ اور موت کے وقت ان کو اسی کلمے لاَ الٰہ الا اللہ کی تلقین کرو۔ (الایمان)

بچے کو اسی دنیا میں رہنا اور پروان چڑھنا ہے' جہاں مذہبی افکار بھی ہیں اور اسلام دشمن عناصر بھی دنیا کے کشائش رکھنے والے علوم بھی اور ماؤں کی توجہ کھینچ لینے والے مشاغل بھی' ان سب کو ذہن میں رکھ کر آج کی مسلم خواتین اور بالخصوص ماں کو مجاہدہ کا کردار ادا کرنا ہے۔

عصر جدید متقاضی ہے مسلمان ماں سے اس بات کا کہ وہ تربیت میں کسر نہ چھوڑے یہ اس کا فرض عین ہے۔

عن انس قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

اکرموا اولادکم و احسنوا ادابھم۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

''اپنی اولاد کا اکرام کرو اور ان کو حسن ادب سے آراستہ کرو۔''

مسلمان ماں کے فرائض عصر جدید میں اتنے بڑھ چکے ہیں کہ ان کا احوال رقم کرنا مشکل ہے' بچے کی زندگی اور اس کی جنت و جہنم کا تمام تر فیصلہ ماں کا ہاتھ میں ہوتا ہے' کہ وہ اسے کیا بناتی ہے۔

قرآن مجید کا ارشاد ہے:

یٰٓایھا الذین اٰمنوا قوا انفسکم و اھلیکم نارًا وقودھا الناس والحجارۃ۔

''اے پیروان دعوت ایمانی! اپنے نفسوں کو اور اپنی آل اولاد کو جہنم کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسانوں اور پتھروں کا بنتا ہے۔''

علامہ اقبالؒ مسلمان خواتین کو ہر حیثیت سے براہِ راست مخاطب کرتے ہوئے اپنی ایک طویل فارسی نظم میں فرماتے ہیں:

''اے مسلمان عورت! تو ہماری عزت و ناموس کی چادر ہے۔ تیری پاک طینت ہمارے لئے باعث رحم رحمت ہے۔ تیری بدولت ہی ہمارا دین اور ہماری ملت کی بنیادیں محکم ہیں۔

ہمارے بچے تیری آغوش میں لا الہ کا سبق سیکھتے ہیں اور تیری تربیت ہی ان کے فکر و کردار کو دین کے سانچے میں ڈھالتی ہے۔

دراصل قوم میں اسلام کی محبت اور دین پر فدا ہو جانے کا جذبہ تیرے ہی جذبۂ دین داری اور عفت سے پیدا ہوتا ہے۔

تیری ذمہ داریاں نہایت عظیم ہیں۔ تو دین کی محافظ ہے۔

لھذا،

تیرے لئے یہ جاننا از بس ضروری ہے کہ دورِ حاضر کی تہذیب انسانوں کے کردار و اخلاق پر کس طرح زہریلے اثرات ڈال رہی ہے۔

یہ حق پرستی کے لئے سم قاتل ہے۔ اس کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ بے باکی اور بے حیائی کا درس دیتی ہے اور جس آنکھ میں شرم و حجاب باقی نہیں رہتا' تو دل میں پاکیزہ خیالات پیدا نہیں ہوتے۔

نئی تہذیب کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کی آنکھ میں ایسا جادو ہے کہ جس کو یہ اپنے دام میں گرفتار کرتی ہے' اس کو اپنی اسیری اور گرفتاری کا احساس تک نہیں ہونے دیتی۔

اس کے طلسم میں گرفتار ہونے والا اپنے آپ کو آزاد اور خوش نصیب خیال کرتا ہے۔ لھذا اے مسلمان عورت!

تو اس دور کی مکاری اور فریب کاری سے دھوکہ نہ کھانا' اس کی چالوں میں نہ آنا اس کے اثرات سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا اور اپنے بچوں کی تربیت ان اصولوں کے مطابق کرنا' جو ہمارے آباؤ اجداد کو عزیز تھے یورپ کی نئی عورت کی پیروی کرنے کی بجائے تو حضرت فاطمہؓ کے نقشِ قدم پر چل تا کہ تیری شاخ سے امام حسین جیسے پھول کھلیں اور ہمارے گلزار میں بہار آ جائے۔

شاید اس لئے مشہور مفکر فریڈرک نے کہا'

''جس گھر میں تعلیم یافتہ اور نیک ماں ہوتی ہے' وہ گھر انسانیت
اور تہذیب کی یونیورسٹی ہے۔''

آج کی مسلم عورت بطور ماں کا پہلا فرض یہی ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت اسلامی خطوط پر کرے' جب تک آج کی عورت بی بی حاجرہ نہیں بنتی، نہ راہ خدا میں قربانی دینے والا اسماعیل علیہ السلام پیدا نہیں ہوگا اور جب تک وہ اسوہ حضرت اسمؓا نہیں اپناتی، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کیونکر دنیا کے سامنے آ سکتا ہے' اور جب تک وہ بی اماں نہیں بنتی عالم اسلام کے اتحاد کی علامت خلافت کی

حفاظت کے لئے مسلمانوں کی راہ عمل میں کھڑا کرنے والا محمد علی پیدا نہیں ہوتا۔ جب تک مسلمان عورت طریقہ بتولؓ کا اتباع نہیں کرتی، عزم وہمت دلیری وشجاعت اور صبر واستقامت کا پیکر حسینؓ پیدا نہیں ہوگا۔

بیٹی اور بہن کی حیثیت

اسلام سے پہلے عورت کو دیکھا جائے کہ عورت سے کیا سلوک کیا جاتا تھا۔ اس پر کتنے مظالم ڈھائے جاتے عورت کو حیوانوں سے بھی بدتر سمجھا جاتا تھا یعنی حیوان کی پھر کوئی اس معاشرہ میں قدر ومنزلت تھی لیکن اس کا کوئی مقام نہ تھا۔ جب اس پر ظلم وستم اور بربریت ووحشت کے خدوخال انسان کے سامنے آتے ہیں، ذہن وخمیر کانپ اٹھتے ہیں۔ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دل مضطرب ہو جاتا ہے انسان سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اسلام سے قبل واقعی عورت اتنی مظلوم تھی، ظلم کی بے رحم موجیں اسے ذلت کے گرداب میں دھکیل رہی تھیں۔

اے انسان تو کتنا ظالم تھا اپنی لخت جگر بیٹیوں کو تو زندہ ہی زمین میں دبا رہا تھا، تیرا دل پتھر سے زیادہ سخت تھا، حیوانیت کا جنون تجھ پر سوار ہونے کی وجہ سے تیرے آنسو خشک ہو چکے تھے۔ آیئے اس ظلم کی جھلک قرآن پاک کی ایک آیت کریمہ کی تفسیر میں دیکھئے کہ عورت بحیثیت بیٹی ہونے کے کتنی مظلوم تھی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

و اذا المؤدة سئلت۔ بأی ذنب قتلت۔

اور جب زندہ دبائی ہوئی سے پوچھا جائے گا کہ کس خطا پر ماری گئی۔

دختر کشی

ان سب باتوں نے مل کر جاہلیت کے عربوں میں یہ خیال پیدا کر دیا تھا مثلاً اگر وہ زندہ رہ گئی تو اسے بہرحال کسی دوسرے کے عقد نکاح میں دینا پڑے گا کہ لڑکی کو زندہ رکھنے میں سراسر نقصان ہی نقصان ہے۔ اس کا آسان علاج انہوں نے یہ سوچا کہ پیدا ہوتے ہی اسے مار ڈالتے اور عموماً اس کی یہ شکل ہوتی کہ گڑھا کھود کر اسے دفن کر دیتے۔

قرآن کریم اسی کے متعلق کہتا ہے:

اذا بشر احدهم بالانثیٰ ظلّ وجهه مسودًا وهو كظيم يتوارى من القوم من سوء ما بشر به ايمسكه علىٰ هُونٍ ام يد سهٗ فى التراب الاساء مَايحكمون۔ (سورۃ النحل ۱۶: ۵۸: ۵۹)

''جب ان میں سے کسی کو لڑکی (کی پیدائش) کی خبر دی جاتی تو اس کے چہرے کا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ غصے میں آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ وہ اسے بہت بری خبر خیال کرتا ہے اور اس کی وجہ سے دوسروں کے سامنے آنے سے شرم کرتا ہے (اور سوچتا ہے) کیا میں اسے ذلت کے لئے زندہ رہنے دوں یا زمین میں گاڑ

دوں۔یاد رکھو وہ جو فیصلہ بھی کرتے ہیں وہ بہت برا ہے۔"

دوسری صورت یہ ہے کہ وہ اگرچہ مفلس نہیں، لیکن انہیں اندیشہ ہے کہ ہم یوں اپنی ماں بیٹیوں کی پرورش پر فضول خرچ کر کے مفلس ہو جائیں گے۔

قرآن نے ان دونوں صورتوں کا الگ الگ ذکر لیا ہے:

ولا تقتلوا اولادکم مِنْ خشیة املاق۔ (الانعام ۶۔۱۵۱)

افلاس کے باعث اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔

لا تقتلو اولادکم خشیة املاق۔ (بنی اسرائیل ۱۷۔۳۱)

اور افلاس کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔

اسلام نے سب سے پہلے تو اس رسم کا قلع قمع کیا اور کہا۔

اِنَّ قتلھم کان خطاء کبیرًا۔

(بنی اسرائیل ۱۷۔۳۱)

کہ اولاد کو قتل کرنا نہایت بُرا فعل ہے۔

اس بُرائی کو جڑ سے اکھیڑ پھینکنے کا کام اسلام نے ہی کیا۔ **رحمة اللعالمین** نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بُری رسم کا قلع قمع فرما دیا۔ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ صرف مسلمانوں کی بچیوں کو ہی نہیں بلکہ کفار کی بچیوں کو بھی آرام نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی ملا۔

مسلمان عورت کا یہ حق ہے کہ اس کی اچھی تعلیم و تربیت کی جائے' اور انہیں بھی وہ سہولتیں اور مراعات دی جائیں جو والدین اپنی دوسری اولاد یعنی بیٹوں کے لئے مہیا کرتے ہیں۔

حضرت انسؓ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں' جس کسی نے دو لڑکیوں کی پرورش کی' یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئیں' انگشت شہادت اور درمیانی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا تو میں اور وہ اس طرح جنت میں داخل ہونگے۔

بیٹی دوزخ سے بچائے گی

اسی طرح ایک حدیث حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔

عن عائشةؓ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم من ابتلی من ھذہ البنات بشیء ما حسن...... الخ

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

''جس بندے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیٹیوں کی ذمہ ڈالی گئی' اور (اس نے اس
ذمہ داری کو ادا کیا) ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ بیٹیاں اس
کے لئے دوزخ سے بچاؤ کا سامان بن جائیں گی۔''

یعنی بیٹی کی حیثیت سے اسلام نے عورت کو یہ عزت دی اور اس کے والدین کو یہ صلہ دیا ہے کہ اگر وہ بیٹی کے حقوق ادا کریں' اسے بوجھ نہ سمجھیں' اس کی عزت نفس کو مجروح نہ کریں' اور عزت و محبت کے ساتھ اسے پالیں اسے دینی طریقے سے آزادی دیں اور پھر اس کا نکاح کر دیں' تو یہ حق ادا کر کے وہ اللہ کے سامنے بھی سرخرو ہوں گے' اور بیٹی کی شخصیت کی تعمیر بھی کر لیں گے۔

اچھی پرورش بیٹی کا حق ہے

مسلمان بچے کے کان میں اذان دینا کیونکہ پہلی آواز جو وہ باقاعدہ سنتا ہے' یہ دراصل اس بات کا اعلان اور یقین ہے کہ وہ مسلمان ماں باپ کی اولاد ہے' اس کے بعد ماں باپ پر یہ فرض عائد ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی اولاد کی پرورش اسلامی خطوط پر کریں' اچھی تربیت دینا ماں کا فرض اور بیٹی کا حق ہے اور اللہ تعالیٰ اور آنحضرت ﷺ نے اس کی تلقین کی ہے۔

حضرت سعید بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

''کسی باپ نے اپنی اولاد کو کوئی عطیہ اور تحفہ حسن ادب اور اچھی سیرت سے بہتر نہیں دیا۔''

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت دونوں پر فرض ہے۔

طلب العلم فريضة على كل مسلم و مسلمة

اسی طرح بعد میں عورتوں کو حکم ہوتا ہے۔

و قُلْ للمومنات يغضضن من ابصار هن و يحفظن فروجهن

ولا يبدين زينتهنّ الاماظهر منها۔

''اور اے نبی! مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں
کی حفاظت کریں اور اپنی زینت و آرائش کی نمائش نہ کریں' سوائے ان کے جو
(ضرورت سے یا مجبوری سے) کھل جائے۔''

یاد رہے کہ یہ احکام عورت کی گھر کے اندر کے زندگی سے متعلق ہیں یعنی جب وہ گھر کی چار دیواری کے اندر اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے درمیان ہے تو اس کا طرز عمل اس ہدایت کے مطابق ہونا چاہیے۔

اس کے بعد سب سے پہلے یہ حکم دیا کہ عورتیں اپنی اوڑھنیوں کو اپنے سینے پر ڈال لیا کریں۔

''اور وہ اپنی اوڑھنیاں اپنے سینے پر ڈال لیں۔'' (سورۃ النور)

عورت کا گھر سے باہر جانا ضرورت پر منحصر ہے، نہ کہ نمائش کے لئے اسی لیے قرآن کہتا ہے:۔

و قرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ واقمن الصلوٰۃ

واٰتین الزکوٰۃ واطعن اللہ ورسولہٗ۔

''اور وہ اپنے گھروں میں وقار سے رہیں اور پرانے زمانہ جاہلیت کی طرح اپنی آرائش یا نمائش نہ کرتی پھریں۔ اور نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔''

گویا اسلام نے ہر وہ دروازہ بند کر دیا جس راستہ سے شیطان کسی عورت کی پاک دامن اور عفت پر حملہ کر سکتا ہے، عورت اور مرد کے اکیلے ہونے یہاں تک کہ سفر کو بھی جائز قرار نہیں دیا اور حکم دیا کہ عورت اپنے محرم کے ہمراہ حج کا سفر اختیار کرے۔

دنیا کا خیال تھا کہ عورت بدکاری اور گناہ کی جڑ ہے اور انسانی شکل میں مجسم گناہ ہے لیکن آنحضرت ﷺ نے ان تمام جھوٹے خیالات و توہمات کو بھلا دیا۔

رسول پاک ﷺ کے احکام کے نتیجہ میں اسلامی معاشرے میں جو مقام بیٹی اور بہن کو بھی نصیب ہوا۔ اس کا اندازہ آپ ﷺ کے اس ارشاد سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ انہیں جگر کا ٹکڑا فرماتے۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا آپ ﷺ سے ملنے آتیں تو اُن کی تعظیم میں کھڑے ہو جاتے۔ ان کے لئے کبھی اپنی عبا اور کبھی اپنی چادر بچھا دیتے۔

ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کی رضاعی بہن حلیمہ سعدیہ کی بیٹی آپ سے ملنے آئیں۔ آپ ﷺ نے انکا اتنا احترام کیا کہ ان کے لئے اپنی چادر بچھا دی اور جب وہ واپس جانے لگیں تو ان کو بہت سے تحائف دے کر رخصت کیا۔

عورت کا مقام بحیثیت بیٹی آپ کی نظر میں کیا تھا۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''لڑکیاں بہت شفیق اور باعث برکت ہوتی ہیں۔ جس شخص کی ایک لڑکی ہو خدا اس کو اپنے والدین کے لئے آتش جہنم کی آڑ بنا دے گا اور جس کی دو لڑکیاں ہوں اللہ ان کے سبب والدین کو جنت میں داخل کرے گا۔ جس کی تین بیٹیاں ہوں خدا ان کے لئے باعثِ صدقہ و جہاد کی ضرورت و فرضیت سے انہیں سبکدوش کر دے گا۔

فاطمہ جناح نے اپنے عظیم بھائی قائداعظم کے شانہ بشانہ کام کر کے ثابت کر دیا کہ عورت بہن ہونے کے ناطے کس طرح اپنی صلاحیت کو بروئے کار لا سکتی ہے۔ اور بے شک مادر ملت کی مدد اور تعاون نے قائداعظم کو اپنے مشن میں کامیاب کرایا۔ محترمہ فاطمہ جناح کے بارے میں قائداعظم فرماتے ہیں۔

''اگر فاطمہ نہ ہوتیں تو میں پاکستان کی جنگ اتنی آسانی سے نہ جیت سکتا تھا''۔[1]

ماں باپ کی اطاعت و فرمانبرداری بیٹی کا اولین فرض ہے والدین کی نافرمانی منع ہے۔

ارشادِ نبی ﷺ ہے:

طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ۔

''علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔''

بیٹی اور باپ کا رشتہ بڑا ہی جذباتی اور پیارا ہوتا ہے اس تعلیم نے فکر وعمل میں ایسا انقلاب پیدا کیا کہ وہ لوگ جنہیں ایک معصوم جان کر زندہ درگور کرنے میں کوئی تامّل نہیں ہوتا تھا اور جن کی پیشانی کبھی اس سنگ دلی پر عرق آلود نہیں ہوتی تھی' اس کی چارہ گری اور پرورش کو اپنے لئے سرمایۂ حیات تصور کرنے لگے۔

ماضی میں عورت اپنے شوہروں اور والدین کے ساتھ چارہ خشک کرنے اور جانوروں کو کھیتوں میں چرانے کے کاموں میں مشغول رہتی تھیں دباغت کا کام نبی کریم ﷺ کی بیوی حضرت سودہؓ جانتی تھیں۔ حضرت عبداللہ مسعودؓ کی بیوی ایک ماہر کاریگر تھیں۔ اور اس فن کی وجہ سے روپیہ کماتیں اور گھر میں خرچ کرتی تو نبی کریم اس فعل پر بھی اس کو جزا ملے گی نوید سنائی۔

تاریخ کے اوراق اس بات کے شاہد ہیں کہ زندگی کے ہر شعبۂ میں ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ایک نور کے مینار کی حیثیت رکھتی ہے۔ تمام دنیا کے مسلمان آپ ﷺ کی پیروی سے دنیا وآخرت میں سعادت پاتے رہے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ خدا کے آخری نبی تعلیمات اللہ اور شریعت اسلامیہ کا ایک ایسا اکمل ترین عملی نمونہ بن کر تشریف لائے کہ اُن کی مثال ایمان والوں کی ہر شعبۂ میں رہنمائی اور قیادت کرتی رہے گی۔

لمحہ فکریہ

تقلید سے ناکارہ نہ کر اپنی خودی کو
کہ اس کی حفاظت کہ یہ گوہر ہے یگانہ

اگر خودی کی حفاظت کریں تو عین حیات
نہ کر سکیں تو سراپا فسون و افسانہ

ہوئی ہے زیرِ فلک امتوں کی رسوائی
خودی سے جب ادب و دین ہوئے ہیں بیگانہ

جس خدا نے زمین وآسمان کو پیدا کیا اور دونوں کو مقاصد تخلیق کی بناء پر الگ الگ بنایا ہے۔ دونوں اپنے اپنے مقاصد تخلیق کو پورا کر رہے ہیں اور ہم کبھی زمین وآسمان کے درمیان عدم مساوات کی بحث میں نہیں پڑتے۔ اسی خدا نے مرد وعورت کو مختلف

جسمانی وفطری صلاحیتیں دے کر بیدار کیا۔ اور دونوں کا الگ الگ دائرہ کار مقرر کیا۔ ایک کو وجود بقائے نسل انسانی کی خاطر بنایا۔ اور دوسرے کے وجود کو جسمانی محنت ومشقت اور معاشرتی تگ ودو کے لئے بنایا۔

مرد وعورت دونوں ایک دوسرے کا لباس ہیں ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔ دونوں ایک دوسرے کی گود میں پیدا ہوتے اور پرورش پاتے ہیں۔ دونوں باہمی گہرے تمدنی اور معاشرتی رشتوں میں منسلک ہیں۔

ایک مرتبہ ایک عقلمند اور دانشور صحابیہ حضرت اسماء بنت یزیدؓ، آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی میں مسلمان عورتوں کی طرف سے قاصد بن کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں میں اِن سب کی طرف سے آپ ﷺ سے پوچھنا چاہتی ہوں۔ اللہ نے آپ کو مردوں اور عورتوں دونوں کی طرف مبعوث کیا، ہم نے بھی آپ کی پیروی کی، مگر ہماری مجبوری یہ ہے کہ ہم پابند ہیں۔ گھروں میں بیٹھنے والی پردہ نشین عورتیں ہیں۔ مردوں کی خوشنودی کی فکر کرتی ہیں اور اولاد کی پرورش کرتی ہیں۔ مردوں کو نماز با جماعت، جمعہ اور نماز جنازہ اور جہاد میں شرکت کرنے کی وجہ سے فضیلت بخشی گئی ہے۔ جب وہ جہاد پر جاتے ہیں تو ہم ان کے پیچھے ان کے مال واسباب کی حفاظت کرتی ہیں تو آپ ﷺ ہمیں بتایئے کیا ہمیں بھی اس میں سے کچھ ملے گا۔

حضور اکرم ﷺ کو یہ سوال اتنا پسند آیا کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام ﷺ کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے فرمایا کیا تم نے کبھی کسی عورت کو اپنے دین کے متعلق اس سے بہتر سوال کرتے سنا، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا خدا کی قسم نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا!

''اسماء جاؤ تمہارے پیچھے جتنی عورتیں ہیں ان سب کو یہ خوشخبری سنا دو، کہ تمہارا اپنے شوہروں کے ساتھ اچھا برتاؤ، ان کی خوشنودی کی فکر ان کے ساتھ نباہ کرنے کے لئے ان کے حکم پر چلنا ان تمام دینی خدمات کے برابر ہے جس کا تم نے ابھی ذکر کیا۔''

اسی طرح ایک صحابیہ ام ورقہؓ بنت نوفل نے جہاد میں شریک ہونے کی اجازت چاہی۔

آپ ﷺ نے فرمایا!

''ام ورقہ گھر میں بیٹھو''

خود خاتون جنت حضرت فاطمہ زہرہؓ اپنے گھر کا سارا کام اپنے ہاتھ سے
انجام دیتی تھیں اور ہاتھوں میں مسلسل کام کرنے سے نشان پڑ گئے تھے۔

مشہور مغربی مفکر لنڈ برگ اپنی کتاب (ماڈرن ویمن) میں لکھتا ہے، اعداد وشمار واضح کرتے ہیں کہ مرد کی کام کرنے کی صلاحیت ۳۰ سے لیکر ساٹھ فیصد تک بڑھ جاتی ہے جب اس کی بیوی اس کے گھر کو بخوبی سنبھال لیتی ہے۔

ہر نازک موقعہ پر وہ اپنے خاوند کو اپنے مفید مشوروں سے نوازتی رہتی ہے۔ اس طرح وہ ریاست کے معاشی، سیاسی اور معاشرتی واخلاقی تمام دائروں میں بالواسطہ طور پر اپنا تعمیری کردار ادا کرتی رہتی ہے۔

علامہ اقبال کا قول ہے۔

عورت کا جنسی تقدس اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے اجنبی نگاہوں سے محفوظ رکھا جائے عورت ایک عظیم ذریعۂ تخلیق ہے اور یہ حقیقت ہے کہ کائنات کی تمام تخلیقی قوتیں مشہور اور محبوب ہیں۔

بقول شاعر اختر۔

سر بستہ طلسمات ہے دو شیزہ مسلم
قدرت کا بڑا راز ہے دو شیزہ مسلم!!

ماؤں کا اپنی اولاد پر بیٹوں کا بھائیوں پر، بیٹیوں کا باپ پر اور بیویوں کا شوہروں پر جو زبردست اثر پڑتا ہے۔اس کے پیش نظر یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ان خواتین کے چند الفاظ مردوں کے دل و دماغ میں حرارت پیدا کر دیتے ہیں، ویسے تو تمام امہات المؤمنین روشنی کا مینار ہیں۔تاہم حضرت خدیجہ الکبریٰ کے مالی تعاون اور مکمل فکری ہم آہنگی کے علاوہ وہ الفاظ جو پہلی وحی ملنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلی ملاقات کے وقت آپ نے ارشاد فرمائے تھے۔تمام خواتین کے لئے فکر و عمل کا بہترین نمونہ فراہم کرتے ہیں۔

آپ تاریخی حقائق کو دیکھیں تو ہر شعبۂ زندگی میں عورت کے لئے راہیں ہموار ملتی ہیں۔حضرت فاطمہ الزہرہؓ جو کہ ایک اعلیٰ پایہ کی معلّمہ، عالمہ اور طیبہ تھیں۔

حضرت خدیجہؓ مشہور تاجرہ تھیں، پھر حضرت زینبؓ جیسی مقررہ، رابعہ بصریؒ جیسی ولیہ، ام شریکؓ جیسی عالمہ اور حضرت سمیعہؓ جیسی شیدائی اسلام، تاریخ اسلام میں امر ہیں۔یہ ہستیاں ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت کو مملوکیت کے درجے سے نکال کر مالکیت کا درجہ بخشا، اس کو پہلا شرعی وارث قرار دیا۔اس کے حقوق کی حفاظت قانون اسلام پر واجب ہے۔

الغرض اسلام نے مسلم خواتین کو نان نفقہ کا حق دیا، نکاح کا حق اور اُس کے ساتھ ساتھ کاروبار اور عمل کی آزادی کا حق بھی دیا۔

ہادی برحق ﷺ نے عورت پر تہمت لگانا اور اس پر ناحق الزام تراشی کرنے کو سات بڑے گناہوں میں شمار کیا ہے جہاں تک کہ سورۃ نور میں پاکدامن عورت پر الزام تراشی کی سزا ۸۰ کوڑے مقرر ہوگی۔

عورت اسلامی قانون کی رو سے وراثت و جائیداد کی ملکیت کی مالک ہے، اور اپنی مرضی کے مطابق کسی کو بھی دے سکتی ہے۔ معاہدہ کر سکتی ہے۔اور ہر قسم کی خرید و فروخت میں آزاد ہے۔

خواتین کو اسلام نے جو عظیم رتبہ عطا کیا خواتین بھی عموماً اسے نبھانے کی کوششیں کی اور دین اسلام کی توقعات پر پورا اترنے

کی جدوجہد کی۔ آخر میں، یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جو انسان کا خالق بھی ہے اور فطرت شناس بھی اپنے پیارے پیغمبر کے ذریعے ہمیں جو تعلیم دی ہے وہ عورت کے سلسلے میں حرف آخر ہے۔ بندہ جب بھی اس سے روگردانی کرتا ہے یا اس میں کمی بیشی کرے تو نتیجہ وفساد ہی کی شکل میں نکلتا ہے۔

اور سکون واطمینان اسی شکل میں حاصل ہوسکتا ہے کہ انسان اسی توازن واعتدال کی طرف لوٹے، جو خالقِ کائنات نے حقوق وفرائض کے سلسلے میں قائم فرمایا ہے کہ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اصولوں پر وحدت امت کی تشکیل ممکن ہوسکے گی۔

عزیز بہنو! آپ کی حیثیت ایک روشن مینار کی سی ہے۔ آپ کی بدولت جہالت کے اندھیرے ب بھی دور ہوں گے۔ اب بھی واپس وہیں وقت کی روش ہے۔ آپ کے ذمے یہ کام اس خالق ومالک کی جانب سے عائد ہوتا ہے۔ جو بدلے کے دن کا مالک ہے۔ جو دلوں کے بھید بہتر جانتا ہے۔

میری محترم بہنو! ہماری بقاء صرف اور صرف اسلام ہے۔ آپ ایسا طریقہ اختیار کیجئے کہ لوگوں کی معاشرت میں روزمرہ کے رہن سہن میں اسلام نمودار ہو۔ وہ ہمارے بچوں کو آنکھوں کے سامنے چلتے پھرتے نظر آئے۔ بچے اس دیکھیں اس کا مزہ چھکیں اور اس کا اثر قبول کریں۔ اُن کے کانوں میں بار بار قرآن کی آواز پڑے۔

وہ دن میں پانچ مرتبہ گھر میں نماز ادا کرتے ہوئے دیکھیں اور وہ بھی نمازی بنیں۔ وہ توحید، پیغام سنیں، وہ عبادت کا مدعا سمجھیں، اسلام کا نقش اُن کے دلوں پر قائم ہو، ان کی عادات درست ہوں ان کے اندر اسلامی ذوق پیدا ہو۔ ہمیں کوششیں کرنا ہے کہ ہم اپنے فرائض کو اپنی پوری خلوص نیت سے ادا کرنے کی سعی کریں۔

جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔

ان اریدا لاصلاح ما استطعت ط وما توفیقی الا باللہ علیہ
توکلت و الیہ انیب۔ (سورہ ھود: ۸۸)

میں صرف حسب استطاعت اصلاح چاہتا ہوں۔ میری توفیق تو اللہ ہی سے منسلک ہے اسی پر میرا
بھروسہ ہے اور اُس کی ہی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔

میری عزیزم بہنو! عالم اسلام کی نگاہیں آج بھی ہم پر لگی ہوئی ہیں اللہ ہمیں توفیق دے کہ پھر سے ملک وقوم اور اس کائنات کو ایسے انسان دے سکیں جن کے دم سے تاریخ روشن ہوتی ہے۔ یہ صرف ہم اپنے حقوق وفرائض میں ڈوب کر ہی اصلاح کردار اور کرنے اور بننے کے ساتھ ساتھ بنانے میں بھی زندگی کا اصل دائرہ اور ہدف مکمل کرسکتی ہیں۔

اللہ عزوجل اور تعلیمات نبی ﷺ ہمیں بھرپور باعمل زندگی گزارنے کے مکمل حقوق دیتی ہے۔ جس میں رہ کر ہم اپنی بساط کے مطابق جو Roll ادا کرسکتی ہیں۔ وہ دنیا کے کسی مذہب کا متاع حیات نہیں اِلّا اسلام کے!

اللہ بہت غفور ورحیم ہے۔ اُس کے نظام سے بہتر کوئی نظام نہیں ہم خواتین کو ہی اس معاشرے کی ترجیح کرنی ہیں اور اس کے لئے صرف اپنے حقوق وفرائض کی شناخت از حد ضروری ہے۔

جب انسان کو اپنے متعلق صحیح شعور آ جائے تو اُس کے بعد اُس کی زینت کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔

اس لئے شاعر کہتے ہیں۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پر روتی ہے۔
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دید ور پیدا!

اسی طرح ماضی کے اوراق شاہد ہیں کہ عورتوں نے اپنے حقوق وفرائض کے منصب میں رہ کر ایسے ایسے شاندار امور سرانجام دیئے ہیں۔ جن کی نظیر آج بھی نہ مل سکی۔ معاشرہ میں جب ان حقوق کے بل بوتے پر متعلقہ فرائض کو بطریق احسن سرانجام دیا تو وہ عورتیں معاشرہ کی ترقی کی ضامن بنیں۔

ان شاءاللہ تعالیٰ آج جو بچیاں راستہ شناخت نہ کر سکیں ہیں مستقبل میں عائشہؓ صدیقہ۔ حضرت اسماءؓ۔ حضرت فاطمہؓ کے افکار سے باخبر ہو کر قافلہ سالاری اور صف آرائی کے جوہر سے مرصع ہوں گی اس لئے میں پورے یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ ان شاءاللہ تعالیٰ ہر مسلم عورت میں اس نسل کی اور آئندہ نسلوں کی منزل آفاق سے ہمکنار اور ثریا سے آگے ہوگی۔

؎ چرخ نیلی خام سے آگے ہے منزل مسلمان کی
ستارے جس کی گرد راہ ہوں وہ کارواں تو ہے

اور اس کارواں میں سب سے نمایاں کردار چادر بنتِ مسلم ہے!!!

تمت بالخیر

المراجع والمصادر

جدید دنیا میں اسلامی قوانین اور خواتین	جائنٹ فورم گلوبل ایشوز اوپرسن فارنیشنل تھرسٹ فورم اسلام آباد پلازہ' فضل الحق روڈ......
دور جدید میں مسلمان عورت کا کردار۔	افضل الرحمٰن
اسلام اور عورت	مالک رام
عورت اسلامی معاشرہ میں	مولانا سیّد جلال الدین نصر عمری
قرآن وحدیث کی رو سے اسلام میں عورت کا مقام	حافظ قاضی عبدالرزاق تھرانوی عطاروی......خطیب جامع مسجد غوثیہ اسلام آباد۔
عورت مغرب اور اسلام	اصغر علی جاوید
الاشباہ والنظائر مطبوعہ ھند......	
کتاب ابوداؤد	ابوداؤدؒ۔
کتاب جامع ترمذی۔	امام ترمذیؒ۔

مسند احمد جلد ۶	احمدؒ۔
مستدرک حاکم جلد ۱	مستدرک حاکمؒ
مشکوۃ شریف	
سنن ابن ماجہ	ابن ماجہ
صحیح بخاری	امام بخاری شریفؒ
صحیح مسلم	امام مسلم شریفؒ
بانگ درا	ڈاکٹر علامہ اقبالؒ
مترجم قرآن مجید	شاہ رفیع الدینؒ
تفسیر عثمانی	شبیر احمد عثمانیؒ
ضیاالقرآن	پیر کرم شاہ الازھریؒ
تفہیم القرآن	مولانا مودودیؒ۔

﴿حواشی وحوالہ جات﴾

۱۔ بخاری کتاب النکاح، باب الوصاۃ للنساء ابن ماجہ باب ذکر وخالق ودفنہ منہ۔

۲۔ بخای کتاب الادب، باب حقوق الوالدین۔

۳۔ نسائی کتاب عشرۃ النساء۔ باب حب النساء۔

۴۔ الاشباہ اولنظائر مطبوعۃ ہند ۲۴۴، تا ۲۴۶۔

۵۔ ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب فی الرجل عبدالیلۃ فی منامہ۔

ترمذی ابواب الطہارۃ باب فھن تسیقط ویری بلا ولہ یذکر امتلاما۔

۶۔ مسند احمد جلد ۶ ۲۹۷ مستدرک حاکم جلد ۱ ۲۰۹۔

۷۔ مشکوۃ۔

۸۔ بخاری، مسلم مشکوۃ باب عشرۃ النساء۔ ترمذی۔ مشکوۃ باب عشرۃ النساء۔

۹۔ ترمذی مشکوۃ باالنظر الی المفطوبت۔

۱۰۔ مسند احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی، مشکوۃ باب الخلع والطلاق۔

بخاری۔ کتاب النکاح۔

سنن ابن ماجہ صحیح بخاری ومسلم شریف۔

سنن ابی داؤد مسند احمد۔

روزنامہ جسارت ایڈیشن مارچ

اسلام میں خواتین کے حقوق وفرائض سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

علیہ ہدایت اللہ، پشاور

ہماری اس نہایت ہی خوبصورت دنیا کی بقا اور استحکام کا دار ومدار نظامِ شمسی کا اپنے دائرہ کار میں اللہ تعالیٰ کے حکم اور تقسیم کے مطابق سفر کرنے پر منحصر کرتے ہوئے اپنی حد بندی سے تجاوز کیا، تو اُس کا نتیجہ اور انجام اتنا ہولناک ہوگا۔ جسے تصور کی آنکھ سے دیکھ کر بھی انسان لرز اُٹھے گا۔

ہیبت ناک پرشکوہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہوکر روئی کے گالوں کی طرح ہر طرف اُڑتے پھریں گے۔ سورج کا آگ برساتا تھال زمین کے اتنے نزدیک کھسک آئے گا، کہ انسانوں کا نیچے پیر دھرنا ناممکن ہوجائے گا۔ کششِ ثقل ختم ہوجانے کی وجہ سے کوئی چیز بھی اپنی جگہ پر ٹک نہ سکے گی سبزہ، چرند پرند، نباتات، جمادات اور اشرف المخلوقات یعنی ''انسان'' یکبارگی ختم ہوجائیں گے۔ اور اس ساری تباہی کی وجہ کیا ہوگی۔؟! ''حکم عدولی''، یا اپنے فرائض وحقوق سے روگردانی کرنے کا شاخسانہ۔ اللہ تعالیٰ نے جب اس دنیا کو پیدا کرنے کا فیصلہ کیا تو اسے بسانے کی بھی فکر ہوئی۔ اسے اپنا نائب اور خلیفہ بنا کر حضرت آدم اور بی بی حوا کو جنت کی مشکبار فضاؤں سے نیچے زمین پر اُتارنا پڑا۔ لیکن اس جوڑے کو اُس عظیم اور بُردبار ذات نے ساکت یا بے عمل ذات کے ساتھ ویسے ہی نہیں بھیجا، بلکہ اسی جوڑے کے ذریعے آگے چل کر نسلِ انسانی کو فروغ حاصل ہوا، اُن دونوں کو ایک مکمل ضابطۂ حیات عطا کیا گیا۔ خاندان بنا، نسلیں قائم ہوئیں، مختلف ممالک اور قبیلے بنے، ذات پات کی تفریق سے اقوام نے جنم لیا، اور اس طرح سے دنیا پھیلتی چلی گئی۔ اس پورے سلسلے میں جو چیز سب سے اہم گردانی گئی، وہ ہے خاندان۔ اگر خاندان اور گھر کا نظام مربوط اور مکمل ہوگا تو اُس ٹکسال سے بہترین اور جامع انسان ڈھل کر نکلیں گے، اور وہیں انسان جب معاشرے کے اندر کسی دیوار کی مانند اینٹ در اینٹ جڑتے چلے جائیں گے تو ایک مکمل سوسائٹی کی تشکیل ہوگی کیونکہ کسی بھی قسم کی تعمیرات میں ذراسی بھی کج روی سارے ڈھانچے کو کمزور اور غیر محفوظ بنا دیتی ہے۔ پھر انسان ''ڈھلنے'' کے اس ٹکسال میں اہم چیز اِس کی مشینیں ہیں جسے دنیاوی زبان میں ''مرد اور عورت'' کا نام دیا گیا ہے۔

یہ قدرت کی بنائی ہوئی دو طاقت ور اکائیاں ہیں جن کے باہم ملاپ سے زندگی کا پہیہ آگے کی طرف لڑھکتا ہوا ایک مربوط نظام بناتا ہے۔ یہ دونوں طاقت ور اور نہایت اہم عناصر گھومتے تو ایک ہی مدار کے اندر ہیں لیکن اُن کے فرائض اور حقوق کے میدان الگ الگ ہیں۔ اِن کا الگ حیثیت میں رہ کر ایک ہی مقصد کے لئے پوری ایمان داری سے کام کرنا دنیا کی سلامتی کا دوسرا نام ہے اور

اُن کے اختلافات اور باہمی نا اتفاقی موت اور تباہی کا سرچشمہ ہے۔ اگر چہ ان دونوں فریقوں کو اللہ تعالیٰ نے ایک جیسے ذہن' دل اور دماغ کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ لیکن اُن کا دائرہ کار الگ ہے اور اُن کے دائرہ عمل کو علیحدہ رکھنے میں بھی اللہ تعالیٰ کی مصلحتیں پوشیدہ ہیں۔

اگر وہ عورت ہے تو اُسے نسلِ انسانی کی بڑھوتری اور تربیت کی خدمت سپرد کی گئی ہے۔ اسی لئے اس کے وجود میں مرد کی نسبت تبدیلیاں لائی گئی ہیں۔ چونکہ بچے کی پرورش میں عقلی نہیں، بلکہ جذباتی صفات کی ضرورت پڑتی ہے اس لئے اُسے نازک احساسات کا مالک بنایا، اُس کے خمیر میں نرم روی، صلہ رحمی، حساسیت جذباتیت، وفاداری، برداشت، درگزر اور خدمت گزاری جیسے اوصاف، پور، پور گوندھ دیئے ہیں تاکہ ان ہی جذبوں اور اوصاف کو باہم مضبوط و مربوط کر کے مامتا کی عظیم طاقت کی تشکیل ہو سکے۔ بچے کی کوئی ضرورت ہو یا وہ تکلیف میں ہو تو مامتا سوچتی یا غور وفکر کرتی نہیں رہ جاتی، اُس کے جذبات، اُس کی حساسیت اور اندھا پیار فوراً آڑے آ جاتا ہے اور ماں وہ کچھ کر گزرتی ہے، جس کا مرد سوچ بھی نہیں سکتا۔ جس طرح وہ اللہ تعالیٰ کے ایک وصف تخلیق کی ''امین'' ہے اور ولادت کی قیامت خیز گھڑیوں کا سامنا کرتی ہے۔

جس طرح سے اپنی جوانی کے قیمتی لمحات اور لمبی راتوں کی نیند کا سودا کرتی ہے۔ اس کا تصور بھی مرد کے لئے محال ہے۔ بہ نسبت عورت کے اللہ تعالیٰ نے مرد کو علیحدہ جسمانی تبدیلیوں کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ اُسے مضبوط بدن، سخت دلی و سخت جان، قوی اعضاء، محنت کشی کی طاقت اور جذباتیت سے مبرا سوچ و سمجھ عطا کی ہے۔ تاکہ وہ خاندان کی تکمیل میں اپنی محنت اور دماغ سے کام لے سکے، اپنے خاندان کو کما کر کھلائے، گرمی سردی سے اُنہیں بچانے کا انتظام کر سکے، اور غور وفکر سے، عقل و دانش سے اپنے خاندان کی بہتری کے لئے کامل فیصلے کر سکے۔ جب قدرت نے خود ہی ان دونوں اجسام کی ذمہ داریوں کی فیلڈ کو الگ الگ کر دیا ہے تو یہ بات بھی ماننی پڑے گی کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے ذمہ کون کون سی ڈیوٹی لگا دی ہے۔ اس لئے ان دو فریقوں کو کسی قسم کے مقابلے بازی کا سوچنا بھی جائز نہیں ہے۔

اگر مرد اور عورت قدرت کی طرف سے ودیعت کردہ اپنے اپنے فرائض چھوڑ کر ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے لگ جائیں تو ''گھر'' جو انسانیت اور انسان کا پہلا مکتب اور بہترین ٹھکانہ و تربیت گاہ ہے، ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ وہاں سے ٹوٹے پھوٹے دل، شکستہ، خود اعتمادی سے عاری مریض اذہان کے مالک بچے نکلنے لگیں گے، جو جلد ہی اپنے خاندان، معاشرے اور پوری دنیا میں ابتری پھیلانے کا باعث بنیں گے۔

اسلام کی بعثت سے پہلے عورتوں کا کیا حال تھا۔ دنیا کی تمام اقوام بشمول عرب میں، وہ غلاموں اور چوپایوں سے بدتر زندگی گزار رہی تھی، ہندوازم میں عورت کو خاوند کے مرنے کے بعد زندگی گزارنے کا حق نہیں تھا۔ وہ اُسے خاوند کی چتا میں زندہ جلا دیتے تھے بیوہ عورت، چاہے نوجوان یا بے سہارا ہی کیوں نہ ہو، دوسری شادی کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ دنیا کی کئی بڑی بڑی اقوام نے عورت کو کمتر، کم مایہ اور خارج از انسانیت ثابت کرنے پر اپنا پورا زور لگایا۔ اُس کو کمتر ثابت کرنے کے لئے اُس کی جسمانی اور جذباتی

ساخت کا حوالہ دے دے کر کمزور ثابت کیا، اُن کے نزدیک عورت کی حیثیت لونڈی کی ہے۔ پیر کی جوتی کی طرح ہے۔ وہ زندگی کے کسی شعبے میں مرد کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی، عیسائیوں میں ایک ضرب المثل مشہور تھی کہ گھوڑا اچھا ہو یا بُرا، اُسے مہمیز کی ضرورت ہوتی ہے اور عورت اچھی ہو یا بُری، اُسے مار کی ضرورت پڑتی ہے۔ عیسائی معاشرہ عورت کو جانور کی طرح سمجھتا تھا۔ معمولی غلطیوں پر انہیں دو چوٹ مار دیتے۔ ٹھڈے لگاتے اذیتیں دیتے، اور ان کو نت نئی سزائیں بنانے کے لئے اصول وضوابط بنائے جاتے۔

وہ مرد کی جائیداد میں حصہ دار یا مالک نہیں بن سکتی تھی۔ اُس کی اپنی جائداد یا کمائی پر بھی تصرف صرف مرد کو حاصل تھا۔ اُس کی مثال بھیڑ بکری کی تھی جس کی خرید وفروخت کا مرد کو حق حاصل تھا۔ کئی مذاہب میں تو یہ مغالطہ بھی رہا کہ "یا عورت انسان بھی ہے یا وہ شیطان کا انسانوں تک رسائی اور گمراہی کے لئے ایک رابطے یا راستے کا نام ہے۔

عورتوں کی ماہانہ بیماری یا ولادت کے بعد کے دنوں میں اُسے باعثِ نفرت اور گندگی کی پوٹ تصور کر کے اُسے علیحدہ کسی جگہ ڈال آتے۔ اُس کے ساتھ برتنوں کا باہم استعمال یا چُھو جانا بھی باعثِ کراہت تھا۔ قدیم اور جاہل عربوں کے لئے عورت صرف ایک سامانِ تعَیّش کی حیثیت رکھتی تھی۔ اُس کے جسم سے محظوظ ہونا اور اپنے سُکھ کے لئے اُسے بے دردی سے استعمال کرنا اپنا پیدائشی حق سمجھتے تھے۔ لڑکی کی پیدائش اور داماد کے رشتے کی سوچ بھی باعثِ رسوائی گردانتے، اس لئے بچیوں کی چیخیں اور سسکیاں، بیویوں کی آہ وزاری بھی اُن کے پتھر دل کو موم نہ بناتی اور وہ نوزائیدہ بچی کو روتی بلکتی ماں کی گود سے چھین کر زندہ ایک گڑھے میں ڈال کر مٹی سے ڈھک آتے۔ بیوہ عورت خاندان بھر کے مردوں کے لئے جائیداد کا درجہ رکھتی تھی اُس کے جسم کے مالک اُس کا سسر، دیور، پھر درجہ بدرجہ تمام سُسرالی مرد بن جاتے۔ وہ صرف ایک بکاؤ مال تھی کہ جب تک اُس کی طاقت اور جوانی قائم ہے وہ کپڑے کی طرح پہننے، اوڑھنے اور برتنے کی چیز ہے۔ کُھلے عام، شاہراہوں، محفلوں، میلے ٹھیلوں میں اشعار کے ذریعے عورت کے جسم، نازک حصّوں اور جنسی عمل کی صلاحیتوں کی تعریف وستائش کر کے سراہی جاتی، مشہور فلسفی سقراط کا کہنا تھا کہ عورت ذات سے زیادہ فتنہ وفساد پیدا کرنے والی چیز اس دنیا میں کوئی نہیں۔ دوسری اور پہلی جنگ عظیم نے تو یورپ کی اقوام کو ہلا کر رکھ دیا۔ معیشتیں تباہ ہو گئیں، بھوک اور غربت کا کریہہ المنظر دیو ہر طرف ناچنے لگا، دیہاتوں سے لوگ شہروں کی طرف آنے لگے۔ نفسیاتی پیچیدگیاں بڑھ گئی، ان جنگوں میں بہت زیادہ مرد مارے گئے۔ خاندانوں کی پرداخت کی ذمہ داری عورتوں پر آ پڑی، وہ گھر کے انسٹی ٹیوشن کو چھوڑ کر باہر آ گئی۔

کارخانوں، فیکٹریوں، سڑکوں، گلیوں میں کام کرنے لگی۔ بھوک سے بلکتے بچوں اور کمزور وناتواں اپنے بڑوں کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتی تھی، اُسے مرد کے مقابلے میں کم مشاہرہ دیا، کام کے اوقات وہی تھے، وہ بول بھی نہیں سکتی تھی۔ احتجاج کر کے وہ جاتی کہاں پر۔ پھر مردوں کی ہوسناکیوں کا بھی شکار ہونے لگی اور اُس بات کیلئے بھی وہ مصلحتاً خاموش رہ گئی۔ خاندانوں کو جوڑ کر رکھنے والے رشتے تباہ ہو گئے۔ ہر آدمی کی زندگی کا محور صرف اُس کی ذات بن گئی۔ کھلے بندوں عورت مرد کے کام کرنے اور ملنے ملانے سے

اخلاق اور اصول ختم ہو گئے۔ عیسائیت میں چونکہ دوسری شادی کا تصور نہیں اور تعدادِ ازدواج بھی منع ہے، اس لئے عورتوں کو اپنی جذبات کی عکاسی کے لئے غلط راستے ڈھونڈنے پڑے، جنسی جذبات کی تسکین کا وطیرہ عام ہو گیا۔ اور آسان راستوں تک پہنچنے والے لوگ شادی جیسی ذمہ داریوں سے بھرپور بندھن باندھنے سے انکار کرنے لگے۔

اگرچہ عورت انسان کی پیدائش و تشکیل اور مردوں کی خدمت و راحت کی ذمہ داری ازل سے ابد تک پوری کرتی چلی آئی ہے اور تا قیامت یہ فریضہ انجام دیتی چلی آئے گی۔ لیکن اٹھارہویں صدی عیسوی میں یورپ کے مردوں نے عورت کی ذمہ داری کا طوق اپنے گلے سے اتارنے کی خاطر اُس کی آزادی یعنی آزادیٔ نسواں کا نعرہ بلند کر کے اُسے گھر سے نکال باہر کیا، اُسے اپنا اور اپنے بچوں کا رزق خود کمانے کی تلقین کی، مردوں کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑا کرنے اور اُس جیسے کام کرنے کی ہدایت کی، اُسے آزادی اختیار کرنے اور مرد کی غلامی کا طوق گلے سے اُتار پھینکنے اور ہر بات میں اپنے فیصلے اور مرضی کرنے کی آزادی اختیار کرنے کی تلقین کی۔ اُسے دنیا جہاں کے سبز باغ دکھا کر باہر کھڑا کیا، وہ اپنی قدرتی ذمہ داریاں بھی پوری کرنے لگی، مردوں کا بھی ہاتھ بٹانے لگی اور بچوں کو بھی پالنے لگی، اس طرح اُس کے کمزور جسم پر بے تحاشا بوجھ ڈال کر اُس کی نسوانیت کو پاؤں تلے روند دیا گیا۔ اپنی جذباتیت کی وجہ سے عورت مرد کی دکھائی گئی خیالی دنیا کی چکا چوند سے بار بار دھوکا کھاتی رہی۔ پھر جب وہ گھر سے نکل آئی تو خاندان کی اکائی بکھر گئی۔ بچوں کی پرورش، تربیت اور نگہداشت کرنے والی کو رزق کما کر لانے کے چکروں میں ڈال دیا گیا۔

اس طرح دنیا میں آئے ہوئے بچوں کی اخلاقی تربیت، صحت، عادات و اطوار اور بہترین انسانی خصائل پیدا کرنے کی خوبیوں میں دراڑیں پڑتی چلی گئی اور نتیجتاً آج یورپ، امریکہ اور خود ہمارے ہاں کے ایسے لوگوں نے نام نہاد آزادیٔ نسواں کا کھوکھلا نعرہ دیکر عورتوں کو چوراہے پر کھڑا کر دیا اور اُس طرح انہوں نے خود ہی اپنے سکھ چین کو جلتی تیلی دکھا کر بھسم کر دیا ہے۔

اب انہیں سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح اپنی عورتوں کو اُن کی اصلی روح کے ساتھ گھروں میں واپس بھیج دیں اور کس طرح سے اپنی خس و خاشاک کی طرح بدتہذیبی و تباہی کے تیز و تند سیلاب میں اندھا دھند بہہ جانے والی اپنی نسل کو بند باندھ کر قابو پا سکیں۔

لیکن اُس کے برعکس اسلامی نظامِ حیات عورت اور مرد کو مساوات کا درجہ دیتا ہے۔ عورت بھی مرد کی طرح مکمل روح، جسم اور جذبات رکھنے والی انسان ہے۔ اسلام میں کہیں بھی کسی بھی جگہ میں عورت مرد کا باہم مقابلہ نہیں کیا گیا۔ کیونکہ اگر بعض جگہ پر وہ کمزور ہے تو کسی جگہ اُس کا درجہ بہت بلند ہے پھر کسی جگہ مرد اُس سے آگے ہے تو کہیں پر وہ عورت سے مات کھاتا نظر آتا ہے۔

تب ہی تو اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتے ہیں۔

''تم میں سے بہترین انسان وہ ہے جو تقویٰ میں سب سے آگے ہو۔''

اسلام عورت میں بھی وہی روح مانتا ہے جو مرد میں ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنی پاک کتاب میں فرماتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ

مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا كَثِيۡرًا وَّ نِسَآءً ج

''اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو۔ جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے

اُس کا جوڑا پیدا کیا اور دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔

دینِ اسلام نے عورت کو محترم جانا، اُسے اٹھا کر سر پر بٹھا دیا۔ جنت کو ماں کے قدموں میں لا بچھایا۔ اور عورت کو اتنا وقار، اتنی عزت دی کہ کسی گھر میں بیٹی کی پیدائش کو رحمت قرار دیا اور یہ تک کہا کہ جس نے اپنی تین بیٹیوں کو بڑا کیا، تعلیم و تربیت دی اور بیاہ دیا تو وہ ماں باپ جنت کے حقدار ہو گئے اور اگر تین نہ ہوئیں ایک بیٹی کے ساتھ بھی بھلائی کی تو ویسا ہی صلہ پایا۔ مردوں کو جگہ جگہ ماں کی تعظیم کرنے کا حکم دیا۔

ایک دفعہ ایک آدمی حضور اقدس کی محفل میں آیا اور فرمایا۔

اے رسول اللہ! میں نے اپنی ماں کو کندھوں پر لاد کر حج کروایا ہے کیا۔ اُس کے دودھ پلانے کا حق ادا ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''تم نے ماں کا اتنا بھی حق ادا نہیں کیا۔ جب وہ تمہاری گیلی کی ہوئی جگہ پر لیٹ کر تمہیں سوکھے طرف ڈال دیتی تھیں۔''

رسول اللہؐ نے جو محسنِ انسانیت تھے عورتوں کو سماجی اور معاشرتی آزادی دی، بے پناہ عزت دی، عورت اور مرد کے حقوق کی پوری طرح وضاحت کی۔ اسلام نے عورت کو مرد اور مرد کو عورت کا لباس قرار دیا۔ یعنی ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ میں آنے کی بجائے ایک کو دوسرے کا پردہ اور ستر قرار دیا جو جسم کو موسم کے تغیر و تبدل سے بچاتا ہے، زینت کا سبب بنتا ہے اور خراب نگاہ سے ستر کا باعث بنتا ہے اور اُسی لباس یا جسم ہی کو ایک دوسرے کی خامیوں اور اچھائیوں کا پتہ ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا۔ کہ مجھے خوشبو اور عورتیں پسند کرائی گئی ہیں، اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔ یعنی ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معصوم فطرت اور نسوانیت و نزاکت کو خوشبو سے مشابہت دے رہے ہیں۔ پھر ایک حدیث میں فرماتے ہیں کہ عورتوں کے ساتھ نرمی اور حسنِ سلوک سے پیش آؤ، بے جا سختی اور تلخی کے ساتھ وہ کچھ نہیں کر سکیں گی۔ اور اُن کے ساتھ درگزر سے کام لو۔ حضور کی زندگی میں عورت جہاد میں حصہ لیتی تھی۔ خرید و فروخت میں آگے بڑھتی تھی، مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے جا سکتی تھی۔ عورت کو بحیثیت ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کے ہر رشتے میں عزت، محبت اور عظمت دی۔ حضورؐ نے عورتوں کے مسائل علیحدہ سننے کے لئے انہیں وقت دیا۔ مردوں اور عورتوں کو یکساں تعلیم حاصل کرنے کا حکم دیا۔ رسولِ کریمؐ نے اپنی پیاری بیٹی بی بی فاطمہؓ کے توسط سے تمام دنیا کی خواتین کو دنیاوی تکالیف برداشت کرنے کے طفیل جنت کا مژدہ سنایا اپنی شہزادیوں جیسی بیٹی کو جہیز میں گنتی کی چند چیزیں دیکر عورتوں پر واضح کر دیا کہ گھروں میں سامان کی کمی یا

آسائش کا فقدان اُن کے رتبے کو گھٹاتا یا انہیں عیب دار نہیں بناتا۔ بلکہ عورت کی اصل شرافت اور رتبہ اُس کے عمدہ اوصاف، اچھے اخلاق، خداترسی عبادت، تقویٰ اور طہارت سے عبارت ہے۔ بی بی فاطمہؓ جو جنت میں عورتوں کی سردار مقرر ہوئی ہیں۔ سرورِ کونین اللہ کے محبوب، بادشاہوں کے بادشاہ ہمارے رسولؐ کی جان سے پیاری بیٹی بی بی فاطمہؓ کے نازک ہاتھ، چکی پر آٹا پیس پیس کر چھالوں سے بھر گئے۔ جھاڑو لگانے سے کپڑے مٹی دھول سے اٹ جاتے۔ مشکیزے سے پانی بھر بھر کر لانے میں کندھوں اور کمر پر چمڑے کے نشان پڑ گئے۔ انہیں پتہ چلا کہ اُن کے پاس پہنچیں، حضورؐ گھر میں تشریف فرما نہ تھے، بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے بیٹی کے آنے کا ذکر کیا، تو وہ اُن کے گھر چلے گئے۔ اور آنے کی وجہ پوچھی، جب بی بی فاطمہؓ نے اپنا سوال دہرایا تو اُن کے بابا دونوں جہانوں کے سردار نے بیٹی سے کہا، کیا میں تم کو اس سے بہتر بات نہ بتادوں جو تم نے مجھ سے سوال کیا ہے۔ پھر انہوں نے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہ کو سوتے وقت تینتیس 33 بار سبحان اللہ، تینتیس 33 بار الحمد للہ اور چونتیس 34 بار اللہ اکبر کہنے کی تلقین کی۔ یعنی سخت تھکان، تکلیف اور مصیبت میں بھی دنیاوی مدد طلب کرنے کے بجائے رب کریم کی حمد و ثنا اور اُسی سے مدد طلب کرنے کی طرف متوجہ کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

کسی عورت کا اپنے گھر میں کام کاج کرنا جہاد کے رتبہ کو پہنچتا ہے۔ لیکن اُس کا یہ مطلب بالکل نہیں کہ خواتین کا دائرہ عمل صرف گھر تک محدود رہے گا۔ ضرورت کے وقت وہ گھر سے نکل کر معاشرے اور خاندان کی بھلائی کے لئے حدود قائم رکھتے ہوئے کام کرسکتی ہے۔ غزوۂ اُحد میں بی بی عائشہؓ زخمیوں کو پانی پلاتی رہیں۔ اور بی بی فاطمہؓ نے اپنے بابا کے زخموں کی مرہم پٹی کی بخاری شریف میں مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی غزوۂ میں تشریف لے جاتے تو ایک نہ ایک بی بی کو ساتھ لے کر جاتے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواتین کا اتنا خیال تھا کہ ایک مرتبہ جب با جماعت نماز میں کسی خاتون کا بچہ رونے لگا تو انہوں نے نماز مختصر کردی۔ دوسری جگہ ایک سفر میں ایک اونٹ پر کچھ خواتین سوار تھیں اور ایک صحابی اونٹ کو تیز دوڑا رہے تھے تو آپ بول اُٹھے۔ دیکھنا یہ آبگینے ہیں۔ آہستہ چلو حضور کے زمانے میں عورتیں زندگی کے ہر شعبے میں نظر آتی ہیں۔ چاہے وہ جہاد میں حصہ لینا ہو، یا مالِ غنیمت میں حصہ داری ہو، یا با جماعت نماز ہو، یا خرید و فروخت اور تجارت ہو۔

اسلام کی روشنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورت کو ہر قسم کی آزادی دیتے ہیں۔ اُس کی ہر خوبی کو سراہتے ہیں۔ لیکن اس تلقین کے ساتھ کہ وہ اپنی عزت اور پاکیزگی کو برقرار رکھے۔ رسول اللہؐ نے اپنے قول و فعل سے ہر لمحے دنیا پر یہ ثابت کیا کہ عورت آدمیت میں ناقص نہیں، وہ ایک مکمل ذی روح ہے اُس کا درجہ مرد کے برابر ہے صرف ایک درجہ مرد کو فوقیت حاصل ہے وہ بھی اس لئے نہیں کہ وہ عقل یا طاقت میں بڑا ہے بلکہ اِس لئے کہ وہ عورت کو کما کر دیتا ہے۔ ماں کی خدمت کو جہاد کرنے کے برابر قرار دیا۔ عورت کو ہر رشتے میں محبوب اور پرعظمت ثابت کیا۔ بیوی کو گھر کی آبادی قرار دیا اور مرد کو بتایا کہ اُس کے نیک قدموں سے ہی تمہارے روزگار میں برکت ہوتی ہے۔ عورت کو وراثت میں کتنا حق دیا گیا۔ اُسے شوہر، بیٹے، بھائی، ماں، باپ اور دوسرے رشتہ داروں سے حصہ ملتا

ہے۔شوہر سے مہر ملتا ہے۔شوہر کی تمام کمائی اور جائداد میں عورت کا حق ہے۔لیکن عورت کی کمائی پر مرد کا کوئی حق نہیں۔اورعورت چاہے جتنا بھی کمائے ،مرد ہی اُس کی کفالت کا ذمہ دار ہے۔عورت کو نکاح میں پسند نہ پسند کا پورا پورا حق دیا گیا ہے۔شوہر کو ناپسند کرنے کی صورت میں علیحدگی کا حق حاصل ہے۔شوہروں کو ہر لحہ بیوی سے حسنِ سلوک کی ہدایت کی گئی ہے۔جیسے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قول وفعل سے ہر لحہ ثابت کیا۔

اُن کا ارشادِ پاک ہے۔

خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِنِسَائِه ....

''تم میں اچھے لوگ وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے ہیں۔وہ اپنے اہلِ عیال کے ساتھ مہربانی کا سلوک کرنے والے ہیں۔''

حضورؐ نے لوگوں کو بتایا۔

''دنیا کی نعمتوں میں کوئی چیز نیک بیوی سے بہتر نہیں۔''

پھر بیٹی ذات کو کتنی عزت دی ایک حدیث میں فرماتے ہیں۔

مَنِ ابْتُلٰی مِنَ الْبَنَاتِ بِشَیْئٍ فَاَحْسَنَ اِلَیْهِنَّ کُنَّ لَهٗ مِسْتَرًا مِّنَ النَّارِ۔

''جس کے ہاں لڑکیاں پیدا ہوں اور وہ اچھی طرح اُن کی پرورش کرے تو یہی لڑکیاں اُس کے لئے دوزخ سے آڑ بن جائیں گی۔''

رسولؐ عورتوں کے حقوق کے اتنے بڑے حامی تھے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے تھے کہ حضورؐ کی حیات میں ہم عورتوں کے ساتھ ہر بات میں احتیاط برتتے تھے کہ ہمارے عمل سے رسول کریمؐ کو عورتوں کی بھلائی کے بارے میں کوئی حکم نہ نازل ہو جائے۔رسول کریمؐ کو آخر وقت تک عورتوں کی بھلائی کا اتنا خیال تھا کہ انہوں نے اپنے آخری خطبہ حجتہ الوداع میں لوگوں سے جو خطاب کیا اس میں بھی خواتین سے حسنِ خلق کی تلقین کی۔

فرماتے ہیں۔

''لوگو! اپنی بیویوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو۔اللہ کے نام پر تم نے انہیں بیوی بنایا۔اور اللہ کے نام سے تم نے ان کا جسم اپنے لئے حلال کیا۔تمہارا حق عورتوں پر اتنا ہے، کہ وہ تمہارے بستر پر کسی غیر کو نہ آنے دیں، لیکن اگر وہ ایسا کریں تو اُن کو ایسی مار مارو کہ جو بظاہر نظر نہ آئے ،عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ تم اُن کو اچھی طرح کھلاؤ،اور اچھی طرح پہناؤ۔''

بخاری شریف میں ارشادِ نبویؐ ہے۔

''جس شخص نے محمدؐ کی اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے محمدؐ
کی نافرمانی کی اُس نے اللہ کی نافرمانی کی۔''

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ دین کی سمجھ، رسول اللہؐ کے احکامات کی پیروی کرنے میں مُضمر ہے، سنتِ رسولؐ کا اتباع ہی اسلام کے اصول وضوابط کو دل سے قبول کرنے کا ثبوت ہوتا ہے۔ قرآن فرقان کا تو موضوع ہی ''انسان'' کے گرد گھومتا ہے اور انسان میں دو عناصر شامل ہیں۔ ایک مرد دوسری عورت، قرآنِ حمید میں ہر لمحہ، ہر آن اور زندگی کے ہر پہلو میں مرد کے ساتھ عورت کا تذکرہ آیا ہے، عورتوں کے حقوق، اُن کے فرائض، حسنِ معاشرت، مساوات، وراثت، حسن سلوک، اُس کی آزاد حیثیت، نکاح شادی، میں پسند ناپسند کا حق، بچپن کے نکاح کو ناپسندیدگی کی صورت میں بلوغت کے وقت منسوخ کرنے کا حق، خاوند سے ناچاقی کی وجہ سے طلاق اور خلع مانگنے کا حق، اور ایسی صورت میں مرد کو عورت سے احسن ونرم طریقے سے پیش آنے کی تلقین، حصولِ علم کا مرد کے مساوی حق، قانونِ شہادت عائلی زندگی میں عورت کی بہ لحاظ بیوی، ماں اور بیٹی کے مکمل حقوق کی وضاحت انصاف، شفقت اور قانونی تحفظ، غرض ہر شعبۂ زندگی میں عورت کے کردار کی وضاحت کی گئی ہے۔

لیکن اس کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پوری زندگی کے ایک ایک لمحہ کو مسلمانوں کے لئے ایک ماڈل کے طور پر پیش کیا۔ رسول کی حدیث اسلام، اور اسلام، حدیثِ رسول پر عمل کا دوسرا نام ہو۔ یہ ایک عورت ہی تھیں جنہوں نے رسول اللہؐ کو اُس وقت جذباتی اور مالی سہارا دیا جب وہ خالی ہاتھ تھے اور اُن کی باتوں پر یقین کرنے والا کوئی نہ تھا۔ انہوں نے شادیاں کیں اور مسلمانوں کو بتایا کہ ایک سے زیادہ بیوی کی صورت میں اُن کے درمیان مساوی سلوک کیسے کرو گے۔ بیویوں کے عزت اور احترام میں فرق نہ آنے دو گے۔ اُن کے علاج معالجے، کپڑے لتے اور کھانے اوڑھنے کی ذمہ داری مرد پر ہوگی۔ اگر گھر میں بیوی یا بچوں کی ذہنی یا دنیاوی زندگی کی سمجھ میں کچھ کمی ہے تو اُس کا ذمہ دار مرد ہے اور قیامت کے دن خاندن کی پوچھ گچھ مرد سے ہوگی ایک ایسے معاشرے میں جہاں بیٹیوں کو زندہ گاڑا جاتا تھا۔ وہاں رسول اللہ ﷺ، ایک صحابیؓ سے بیٹی کے زندہ گاڑنے کی رُوئیداد سُن کر اتنا روئے کہ ریش مبارک بھیگ گئی اور اسی معاشرے کے پردہ دار لوگوں کو اپنی بیٹیوں سے والہانہ پیار اور عزت افزائی دیکر ثابت کیا کہ بیٹی کی حیثیت سے عورت کا رشتہ کتنا قابلِ قدر اور پیارا ہے۔ عورتوں کی شکایت پر انہیں تعلیم وتربیت دینے کے لئے علیحدہ دن مقرر فرمایا۔ ایک خاتون کے اتنا ہی کہہ دینے پر، کہ وہ اپنے خاوند کو پسند نہیں کرتیں، فوراً خلع کا حق دلوایا۔ بیوہ عورت کا نکاح فوراً کرنے کی تلقین کی۔ اپنی دولت کو جس طرح چاہے خرچ کرے اُس کی اجازت دی، عورتوں کے ساتھ ہر لمحہ صلۂ رحمی کرنے اور اُن کے حق میں خدا سے ڈرنے کی ہدایت کی، خواتین کی تعلیم، جنگ میں حصہ لینے، گھر سے حجاب کے ساتھ نکلنے، تجارت یا دوسرا کام کرنے کی کبھی مخالفت نہیں کی۔

ماں کے رُتبے کو اتنا بڑھا کر پیش کیا کہ مرد اُس سے چوتھے نمبر پر آ گیا۔ بچوں کی تعلیم وتربیت: مرد کے گھر میں حیاء پردے کے ساتھ رہنے، اپنی عصمت کی حفاظت اور شوہر کو خوش رکھنے والی عورت کو مجاہد کے برابر لا کھڑا کیا اور وہ جنت کی حقدار ٹھری۔ عورت

ذات کی جسمانی خصوصیات اور خاص فرائض کی وجہ سے اُسے اتنی اہمیت دی کہ اُس کے مقام کو ساتویں آسمان پر پہنچا دیا۔ اُس کے وجود اور احساسات کی اتنی قدر کی کہ اُسے خوشبو اور آبگینوں سے تشبیہہ دی۔ عورت کی اس سے زیادہ عزت اور اہمیت کیا ہوگی کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت اور نسل اُن کی بیٹی بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہ سے چلی۔ لیکن ہمارے اتنے زیادہ حقوق کی موجودگی میں مسلمان عورت ہونے کے ناطے ہمارے فرائض بھی قدم قدم پر ہمارے پاؤں پکڑتے ہیں۔ حیاء، شرم، عزت، غیرت، پردے کو ہمارا زیور بنا دیا گیا ہے۔ ہمیں حجاب میں رہتے ہوئے، آنکھیں نیچے کر کے، جسم کو ڈھانپ کر اپنے علیحدہ طرزِ حیات کے مدار میں گھومتے ہوئے اپنے سارے کام سرانجام دینے ہیں۔

اگر ہم ماں باپ کے گھر میں ہیں تو بی بی فاطمہؓ اور دوسری مسلمان خواتین کی طرح اپنے ماں باپ کی عزت وغیرت کا ہر دم لحاظ کر کے جینا ہوگا۔ اگر ہم بیوی کی حیثیت سے معاشرہ میں اپنا کردار نبھا رہی ہیں تو یہ دوکہ کا کردار نہ ہوگا، اس لئے کہ ہم شوہر کے مال، گھر، عزت اور بھروسے کی امین ہیں۔

اس لئے ایک حدیث جو امام احمد حنبل سے ہم تک پہنچتی۔

رسول اللہ فرماتے ہیں۔

''عورت جب پانچوں نمازیں ادا کرتی رہے۔ اور رمضان کے روزے رکھتی رہے، اپنی عصمت کی حفاظت کرتی رہے، اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرتی رہے، تو قیامت کے روز اُس سے کہا جائے گا، جنت کے جس دروازے سے چاہو داخل ہو جاؤ۔''

خانگی زندگی میں عورتوں کو مرد کی طرف سے تین ذمہ داریوں کا سامنا ہے۔

۱۔ مرد جب بھی عورت سے نزدیک آنے کی خواہش کرے تو عورت اُس کی اطاعت کرے۔

۲۔ کسی ایسے آدمی کو گھر نہ آنے دے جسے اُس کا خاوند ناپسند کرے۔

۳۔ اُس کی غیر حاضری میں اُس کی وفادار رہے اور اُس کی امانت میں خیانت نہ کرے۔

شادی عورت اور مرد دونوں کے لئے بہر حال اچھی اور بہتر زندگی گزارنے کا محرک ہے۔۔ جہاں وہ دونوں پیار محبت، باہمی احترام، دکھ درد، اتار چڑھاؤ، جوانی بڑھاپے، بیماری تندرستی کے ساتھی بن کر رہیں، وہ ایک صاف ستھری، صحت مند، ایمان دار و دین دار نسل کی بنیاد رکھیں اور اپنے بچوں کو اپنے قول وفعل سے معاشرے اور دین کے لئے ایک سچا اور کھرا سپاہی بنا کر پیش کریں۔

عورت چاہیے کہ مرد کو قرآن اور سنت کی روشنی میں دیئے گئے درجے کے مطابق گھر کا سربراہ سمجھے، اُس کی رائے، شخصیت اور مشوروں کا احترام کرے۔ گھر کو صحیح معنوں میں شوہر اور بچوں کے لئے گوشۂ امن بنائے۔ کیونکہ بیمار، ناخوشگوار اور دبے ہوئے ماحول میں پلنے والے بچے نفسیاتی اور جسمانی طور پر بھی تباہ ہو جاتے ہیں۔ اور ایسے ماحول سے باہر نکل کر معاشرے میں اپنا رول نبھانے کے

لئے جولڑکی یالڑکا باہر نکلتے ہیں وہ معاشرے کے معذور اور بے کار پُرزے بن جاتے ہیں۔

اسلام عورت سے یہ توقع رکھتا ہے کہ اگر اُسے واقعی کوئی ضرورت یا مجبوری لاحق ہو تو وہ گھر سے نکلے، کمائے، کام کرے لیکن اگر اُسے گھر میں ہر چیز فراہم ہے پھر بھی وہ بغیر کسی وجہ کے اپنے اصل فریضے یعنی گھر، بچوں اور خاوند کو چھوڑ کر غیر ضروری سرگرمیوں کی خاطر باہر نکلتی ہے تو اُس کے بنیادی وظیفۂ حیات پر نہایت مُضر اثرات پڑیں گے اور معاشرے و گھر میں بہت سی نفسیاتی سماجی اور اخلاقی الجھنیں پیدا ہونگیں۔ اُس کی بے پردگی، بے جا بناؤ سنگار، آزادی، بے حجابی مردوں کے ہاتھوں میں اُسے کھلونا بنا دے گی۔ چونکہ ہمارا معاشرہ ایک افلاس زدہ، بے تعلیم اور جاہل معاشرہ ہے اور اِس میں مرد کو ہر لحاظ سے فوقیت حاصل ہے۔ اس لئے عورت بحیثیت ماں کے اپنے مرد بچے کو لڑکی پر ہر آن فوقیت دیتی ہے۔ وہ اپنے لڑکے کو آمر مطلق بنا کر پروان چڑھاتی ہے، جو ماں، بہنوں پر صرف حکم چلاتا ہے۔ اُس کی ہر فضول اور بے معنی خواہش کو پورا کیا جاتا ہے۔ جب وہ بچہ عورت کے آغوش سے نکلتا ہے تو وہی لڑکا، مرد بن کر عورت کی کوکھ پر لات مارتا ہے۔ بہنوں بیٹیوں اور بیویوں کو کمتر سمجھتا اور اُن کی ہر قدم پر تحقیر و تذلیل کرتا ہے۔ اس لئے مسلمان ماؤں کو اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت بہت سوچ سمجھ کر کرنی چاہیے۔

کیا وجہ ہے کہ آج کی ماؤں کی گود سے صلاح الدین ایوبی نہیں نکلتا، علامہ اقبال نہیں پیدا ہوا۔ محمد بن قاسم کا ظہور نہیں ہوا۔

اسلام اسراف کو پسند نہیں کرتا۔ اس لئے ہمیں اپنے مال کی حفاظت کرنی چاہیے۔ بچوں کو فضول خرچی سے بچانا چاہیے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''اے اسماءؓ! خیر کے راستے میں خرچ کیا کر اور گن گن کر نہ دے ورنہ اللہ بھی تمہارے حق میں گننا شروع کر دے گا۔ عورتوں کی عادت ہے کہ وہ ناشکری بہت کرتی ہیں اور کسی عورت کو اچھا پہنے اوڑھنے پر جلتی کڑھتی ہیں۔''

اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک مرتبہ فرمایا۔

''عالم میں افضل ترین عورتیں بی بی مریم والدۂ عیسٰی علیہ السلام اور بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔''

انہوں نے فرمایا۔

''جو عورت غیر مردوں کو نہ دیکھے اُس کے دل میں اللہ ایسا علم پیدا کرے گا جو پہلے نہ تھا۔''

اور ایک جگہ حدیث نبویؐ ہے۔

''جس عورت نے نکاح کیا اور فرائض ادا کئے۔ گناہوں سے پرہیز کیا، اُس کو نفلی عبادت کا ثواب شوہر کی خدمت، اولاد کی تعلیم و تربیت اور امورِ خانہ داری سے ملے گا۔''

حضورؐ نے ایک حدیث میں بیان کیا۔ رات کو بچے کے جاگنے سے ماں کے جاگنے پر عورت کو ستر 70 غلاموں کے آزاد

کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔

ایک اور جگہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواتین کے فرائض کے حق میں اُن کے اجر کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

''شتر سوار عورتوں میں سب سے بہتر قریش کی عورتیں ہیں۔ اپنے یتیم بچوں سے بچپن میں محبت رکھتی ہیں۔ اپنے شوہر کی مال کی حفاظت کرتی ہیں۔''

ہمسایوں کے حق کے بارے میں حضورؐ نے اُن کے فرائض یاد دلاتے ہوئے کہا۔

''ایک عورت نماز، روزہ میں کثرت کرتی ہے لیکن اپنے پڑوسی کو ستاتی ہے تو وہ دوزخ میں جائے گی۔ اُس کے برعکس جو عورت نماز، روزے میں زیادتی نہیں کرتی، لیکن ہمسائے اُس سے خوش ہیں تو وہ عورت جنت کی حقدار ہے۔''

ابوداؤد سے روایت ہے کہ حضورؐ نے ایک دفعہ فرمایا کہ کسی نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ ''ہماری بیویوں کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے۔ فرمایا۔

''تم لوگ جو خود کھاتے ہو اُن کو کھلاؤ، جو خود پہنتے ہو اُنہیں بھی پہناؤ، نہ اُن کو مارو، نہ اُن کی برائی کرو۔''

اگر بہ نظر غائر اسلام اور اسوہ رسولؐ کا جائزہ لیا جائے تو عورتوں کے حقوق مرد اور سارے اسلامی معاشرے پر اتنے زیادہ ہیں کہ انسانی ذہن عورت کی اتنے وسیع پیمانے پر تمدنی، معاشی رتبے، عزت و شرف کے بلند مرتبوں، ملکیت و قبض و تصرف کے اتنے حقوق اور ہر میدان میں اتنے وسیع اختیارات دیکھ کر انگشتِ بدنداں رہ جاتا ہے۔ اُس کا مرتبہ اور مقام اوجِ ثریا پر جا پہنچا ہے۔ اور اس کے مقابلے میں فرائض کا میدان اتنا وسیع نہیں، بلکہ قدم قدم پر مرد کو ہی عورت کے بارے میں سوچنے، فکر کرنے اور بہترین برتاؤ کرنے کی تلقین ملتی ہے۔

جیسے قرآن فرقان کی سورۃ النسآء اور بقرۃ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ط وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ۔

''عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اور آپس کے تعلقات میں بھلائی کو نہ بھولو۔ ایک جگہ مردوں کو کہا جاتا ہے۔''

لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَيْهِنَّ۔

عورت پر جیسے فرائض ہیں ویسے ہی اُس کے حقوق بھی ہیں ایک مسلمان دیندار عورت کی بحثیت ماں کے بچوں کی پرورش صحیح

رُخ پر کرنے میں اُس کی دین و دنیا دونوں کی فلاح ہے۔ اُسی کے آغوش میں بچہ کلمہ گو بنتا ہے، وہ ہی بچے کے فکر اور کردار کو دین کے سانچے میں ڈھالتی ہے۔

ایک پاکباز عورت دین کی محافظ ہوتی ہے۔ اُس کی نگاہ میں حیا، خیالات میں پاکیزگی اور عمل میں راست بازی، دینداری اور عفت ہوتی ہے۔ وہ چاہے تو مرد کی ایک پوری نسل کو بے دین، بے ایمان اور بے کردار بنا کر معاشرے کا ایک ناکارہ پرزہ بنا کر سوسائٹی اور خاندان کو ہمیشہ کے لئے بے آرام و بے چین بنا سکتی ہے۔ لیکن اگر وہ خود بہترین اور صحیح مسلمان ہے تو اُس کی گود میں پلنے والی نسل اسلام کے سچے اور جانثار سپاہی بن کر مسلمان معاشرے کے لئے سکون، چین اور آرام کا باعث بن سکتے ہیں۔

اسلام میں خواتین کے حقوق و فرائض
سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

آنسہ ثمرین ریاض۔ گوجرانوالہ

قدرت نے مخلوقات کو مختلف جنسوں اور مختلف گروہوں میں تقسیم کر رکھا ہے اور ہر گروہ کے خاص خاص فرائض اور خاص خاص حقوق قرار دیئے ہیں۔ ان تمام فرائض کی انجام دہی کے لئے چونکہ ایک ہی قسم کی جسمانی حالت اور دماغی قابلیت کافی نہ تھی اس لئے جس گروہ کے متعلق جو کام کیا گیا اس کے موافق اس کو جسمانی اور دماغی قابلیت عطا کی گئی۔ فرائض کے اختلاف کے ساتھ ضروریاتِ زندگی کا مختلف ہونا ضروری تھا۔ اس لئے ہر گروہ کو اسی قسم کے داخلی اور خارجی اعضاء دیئے گئے۔ جس قسم کی ضرورتیں اِسے پیش آتی تھی۔ اس لئے حیوانات، نباتات اور انسان پیدا کیئے گئے۔ انہی فرائض کی مجموعی انجام دہی تمدن، نظام عالم کہلاتی ہے۔ جب کوئی گروہ اپنے طبعی فرائض ادا کرنے میں کوتاہی کرتا ہے تو نظام تمدن کی بنیادیں ہلنے لگتی ہیں۔ یہی وہ نکتہ ہے جس کی طرف کلامِ الٰہی نے اشارہ کیا۔

۱۔ ربنا الذی اعطیٰ کل شیء خلقه ثم هدیٰ

۲۔ انا کل شیء خلقنٰه بقدره

۱۔ ''ہمارا خدا وہ ہے جس نے ہر شے کو اس کا مکمل وجود عطا فرمایا پھر اسے اپنے فرائض بجالانے کی ہدایت دی۔''

۲۔ ہم نے ہر چیز کو ایک خاص انداز ے پر پیدا کیا۔''

عورت کو قدرت نے دنیا میں جس غرض کے لئے مخلوق کیا وہ وہ غرض نوع انسانی کی تکثیر اس کی حفاظت اور تربیت ہے۔ پس اس حیثیت سے اس کا فرض ہے کہ اس اہم فرض کی انجام دہی کے لئے ہمیشہ کوشش کرتی رہے اس فرض کی انجام دہی کے لئے جن اعضاء اور ان میں تناسب کی ضرورت تھی وہ قدرت نے اسے عطا کیے ہیں۔ جس طرح مردوں کی طاقت سے بھی یہ امر باہر ہے کہ وہ عورت کے طبعی فرائض میں حصہ لیں اسی طرح عورتوں کی طاقت سے بھی یہ امر باہر ہے کہ وہ مردوں کے علمی اور تمدنی مشاغل میں شریک ہو۔

عورتوں کے حقوق و فرائض پر کتابوں کی کتابیں لکھی جاچکی ہیں لیکن یہاں ہر ایک مختصر مگر پُر اثر مقالہ لکھا جائے گا۔

عورت کے مختلف روپ ہیں۔ یہ روپ کچھ اس طرح سے ہیں۔

بیٹی	بہن	بیوی	ماں
یتیم	ملازمہ	بیوہ	سوشل ورکر

اور دوسرے بہت سے رُوپ ہیں۔

خواتین کے حقوق سیرت کی روشنی میں :-

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پیارے آخری نبی ہیں۔اُن کے تمام ارشادات قرآن مجید کی تفسیر ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں زندگی گزارنے کا جو طریقہ بتایا ہے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمل کر کے بتایا ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے لیکن اس کا طریقہ نہیں بتایا اس کا طریقہ اُن کے محبوب نے بتایا ہے۔ایک کتاب کو پڑھ کر ہم اگر علم حاصل کر سکتے تو تعلیمی اداروں میں داخلہ لینے کی ہی کیا ضرورت تھی۔اُستاد کے بغیر کتاب ۔بے کار ہے۔جب تک اُستاد نہیں ہے کتاب کا علم آ ہی نہیں سکتا۔اللہ تعالیٰ بادشاہ ہے اُس نے ایک کتاب تحریر کی اور اس کتاب کو سمجھانے کے لئے ایک بندہ بے مثال بھی بھیجا جو کہ اللہ بادشاہ کا نائب خلیفہ ہے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اخلاق قرآن مجید ہے۔جو کچھ آپ فرماتے ہیں وہ قرآن مجید ہی کی عملی تفسیر ہے۔اس لئے قرآن مجید میں جو احکام اللہ نے دیئے ہیں اور جو کچھ حدیث وسیرت کی کتابوں میں آپ نے فرمایا۔ ہے وہ ایک ہی تصویر کے دو رُخ ہیں۔

خواتین کے حقوق وفرائض کے متعلق جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تحریر فرمایا ہے۔آپ نے اسی کی ہی تفسیر کر کے سیرت وحدیث کی کتابوں میں بیان دیا ہے۔

خواتین کے حقوق مختلف قسم کے ہیں۔اصل میں حقوق وہ کام ہوتے ہیں جو کہ دوسرے لوگوں پر خواتین کے متعلق فرض ہیں۔اور فرائض وہ کام ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر مقرر کئے ہیں اور عورتوں نے زندگی کے مختصر دورانیے میں یہ سرانجام دینے ہوتے ہیں۔عورتوں کے حقوق جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کئے ہیں۔قرآن مجید میں بڑے واضح الفاظ میں بیان کیا ہے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی بڑی مؤثر تشریح فرمائی ہے۔

بیٹی ویتیم عورت کے حقوق وفرائض :-

قرآن مجید میں ہے کہ

ا۔ ''اے ایمان والیوں، اپنی نگاہ نیچی رکھو اور اپنی پوشیدہ چیزوں کی حفاظت کرو اپنا بناؤ سنگھار ، سوائے ان چیزوں کو جو کہ کھلی اور ظاہر ہے (منہ، چہرہ، ہاتھ، پاؤں) کسی پر ظاہر نہ کرو اور اپنے گریبان پر ایک دوپٹہ ڈالے رکھیں اور اپنے پاؤں کو زمین پر اتنی زور سے

نہ مارو کہ جو چیز پہنی ہے (پائل، جھانجھر) وغیرہ وہ سنگھار ظاہر ہو ویں۔''

(سورۃ النور)

دوسری جگہ یتیم کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ

۲۔ ''اور یتیموں کو ان کے مال دے ڈالوں اور گندے کو ستھرے سے نہ بدلو اور ان کے مالوں کو اپنے مال میں مکس کر کے نہ کھاؤ اور یہ بڑا وبال ہے۔ اور ڈرو کہ اگر یتیم لڑکیوں کے حق میں انصاف نہ کر سکو گے تو جو تم کو خوش لگے ان سے نکاح کر لو، دو سے یا تین سے یا چار سے اور بس اس سے آگے نہیں ہے۔ اور اگر تم کو ڈر ہو کہ تم ان چاروں سے انصاف نہیں کر سو گے تو ایک ہی کافی ہے۔

۳۔ اور یتیم لڑکیوں کی اچھی تربیت کرو اور جب وہ نکاح کی عمر تک پہنچیں تو نکاح کر ڈالو اور اگر عقل آ جائے تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو، جو یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں۔

۴۔ جب یتیم عورتوں سے نکاح کرو تو ان کو حق مہر دو جو کہ مقرر ہے اور انصاف پر قائم رہو اور جب عورت اپنے خاوند کے لڑنے یا دل پھرنے کی وجہ سے ڈرے تو گناہ نہیں کہ دونوں صلح کر لیں اور صلح خوب چیز ہے۔

(سورۃ النساء)

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ

۵۔ ''جس شخص نے دو بیٹیوں کی اچھی تربیت کی اور ان کا نکاح کیا تو وہ شخص فائدے میں رہے گا۔''

۶۔ ''سب سے بہترین گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ اچھا سلوک ہو رہا ہو، اور سب سے برا وہ جہاں برا سلوک ہو رہا ہے۔''

۷۔ ''وہ شخص قیامت والے دن میرے اتنا قریب ہو گا جتنا ہاتھ کی دو انگلیاں قریب ہیں جس نے یتیم لڑکیوں کی اچھی تربیت کی اور بالغ ہونے تک ان کا نکاح کیا۔''

(از مشکوٰۃ)

اس لئے مسلمان ہونے کے ناتے ہم پر یہ حق ہے اُن بیٹیوں کا اور یتیم لڑکیوں کا جو کہ بے بس ہے۔ بیٹیوں کی اچھی تربیت اور بعد میں ان کا نکاح کر دینا، وراثت میں اُن کا حصہ دینا۔ اس کے علاوہ یتیم لڑکیوں کے خاص حقوق ہیں ان کے مال کی حفاظت کرنا اور بالغ ہونے تک ان کا مال ایمانداری سے ان کے حوالے کرنا بڑی نیکی اور بھلائی ہے۔

بیوی کے حقوق و فرائض:۔

قرآن مجید میں شادی شدہ عورت کے لئے خاص طور پر فرائض مقرر کئے ہیں۔

۱۔ ''اپنا بناؤ سنگھار نہ کھولو مگر اپنے خاوند کے آگے، باپ، خاوند کے باپ (سُسر)، بیٹے، خاوند کے بیٹے، بھائی، بھائی کے بیٹے، بہن کے بیٹے، ملازم کم عقل لڑکوں سے، عورتوں کے آگے نہ کھولیں اور اپنے گریبان پر اوڑھنی رکھیں اور زمین پر پاؤں زور سے نہ

مار کر چلیں کہ جو چیز چھپی ہے (پائل وغیرہ) ظاہر ہو جائے اور اللہ سے توبہ کریں بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ اور وہ عورتیں جو کہ متوقع ہے کہ ان کا بیاہ نہیں ہوگا ان پر گناہ نہیں کہ اپنے کپڑے اُتار رکھیں یا اپنا بناؤ سنگھار دکھاتی پھریں اگر اس سے بچیں تو ان کے لئے بہتر ہے۔''

(سورۃ النور)

۲۔ ''عورتوں پر جو حق مہر مقرر ہے وہ ان کو خوشی سے دو اور اگر ان میں سے کچھ حق مہر چھوڑنا چاہیں تو تم کو دل کی خوشی سے وہ دیں تو رکھ لو۔''

(سورۃ النسآء)

۳۔ ''نکاح میں وہ عورتیں نہ لاؤ جو کہ مشرک ہیں البتہ تب تک ایمان نہ لائیں البتہ مسلمان ملازمہ مشرک عورت سے بہتر ہے اور نکاح نہ کرو شرک والے مردوں سے جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں البتہ مسلمان غلام بہتر ہے شرک والے مرد سے اگر چہ تم کو وہ لوگ خوش کرنے کے لئے بلاتے ہیں۔''

(سورۃ بقرہ)

۴۔ ''پرہیز گاروں کو اپنے رب کی طرف سے آخرت میں باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور ان میں صاف ستھری پاکیزہ عورتیں ہیں یا حوریں ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی ہاتھ نے چھوا ہے اور اللہ کی نگاہ میں سارے بندے ہیں۔''

(سورہ آل عمران)

۵۔ ''گندی عورتیں گندے مردوں کے لئے ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لئے ہیں، صاف مرد صاف عورتوں کے لئے ہیں اور صاف ستھری عورتیں صاف ستھرے مردوں کے لئے ہیں یہی لوگ ان باتوں سے پاک ہیں جو کہ دوسرے کہتے ہیں ان کے لئے بخشش اور حلال روزی ہے۔''

۶۔ ''بدکاری کرنے والی عورت اور مرد کو سو سو کوڑے مارو۔ بدکار مرد سوائے بدکار عورت کسی سے نکاح نہ کرے اور بدکار عورت بدکار مرد سے نکاح کرے اور یہ ایمان والوں پر حرام ہے۔ اور جو کوئی عورتوں پر بدکاری کا عیب لگائے مگر اس پر چار گواہ نہ لاسکیں تو اُس کو سزا دو اور اُس کی گواہی نہ مانو۔ یہی لوگ بے حکم ہیں اور جو اپنی عورتوں کو بدکاری کا عیب لگائیں اور اس پر چار مرد گواہی کے لئے بھی لے آئیں تو وہ سچا ہے اور اگر وہ شخص جھوٹا ہوا تو اس پر اللہ کی لعنت ہو اور اگر عورت کسی شخص کے خلاف چار گواہی بدکاری کے متعلق لے آئے تو عورت پر کوئی گناہ نہیں لیکن اگر وہ جھوٹی ہوئی تو اس کے لئے بڑا ہی اللہ کا غضب ہے۔''

(سورۃ النور)

۷۔ ''مرد عورتوں پر فوقیت رکھتا ہے اس واسطے کہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر بڑائی دی ہے اس لئے کہ وہ تم (عورتوں) پر مال

خرچ کرتے ہیں اور نیک بخت عورت اس کے پیچھے اس کے مال کی اور اپنی حفاظت کرتی ہے اور جن سے برے کام کا ڈر ہو تو ان عورتوں کو سمجھاؤ اور سونے کا بستر ان سے الگ رکھو اور پھر بھی نہ مانیں تو مارو اور اگر تمہارا کہنا مان لیں تو ان پر الزام مت تلاش کرو بے شک اللہ عالی و بصیر ہے۔''

(سورۃ النسآء)

۸۔ ''اگر عورتیں بدکاری کریں تو چار مردوں کی گواہی لاؤ اور اگر یہ سچ ہے تو ان کو موت آنے تک گھروں میں باندھ کر رکھو۔ بس اگر توبہ کرلیں تو معاف کردو اور چھوڑ دو۔ بے شک اللہ ضرور توبہ قبول کرنے والا ہے۔

اے ایمان والو! عورتوں کو جن کے خاوند مر جاتے ہیں زبردستی نکاح کے لئے راضی نہ کرو یہ حلال نہیں ہے کہ جائداد کے لئے ان سے زبردستی نکاح کرلو۔ عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو بے شک اگر ان میں چند باتیں تم کو ناپسند ہے تو ان میں خوبی بھی ہے تم خوبیوں پر نظر رکھو۔ اور اگر ایک عورت کے بدلے دوسری عورت لینا چاہتے ہو تو مال پہلی بیوی کو دیا ہے اس سے نہ لو یہ گناہ ہوگا اگر تم حق مہر ادا نہ کرو اور جو عورتیں تمہارے باپ کے نکاح میں ہیں ان سے نکاح نہ کرو یہ بے حیائی ہے۔''

(سورۃ النسآء)

۹۔ تم پر تمہاری مائیں، بہنیں، بیٹیاں، پھوپھیاں، خالائیں، بھانجیاں، بھتیجیاں، دودھ کی مائیں (رضاعی مائیں)، دودھ کی بہنیں، بیوی کی مائیں، ان کی بیٹیاں، بیٹے کی بیویاں، اپنی بیٹیاں اور بیوی کی بیٹیاں، دو بہنیں کا اکٹھا کرنا حلال نہیں ہے مگر جو کچھ پہلے ہو چکا ہے۔ بے شک اللہ غفور و رحیم ہے اور اس کے سوا تمہیں تمام عورتیں نکاح کے لئے حلال ہیں۔''

۱۰۔ اگر تم میں سے کوئی نکاح کی استطاعت نہیں رکھتا تو اپنی لونڈی سے نکاح کرلے اگر وہ نیک ہے بے حیائی نہیں کرتی، لیکن اگر نکاح کے بعد بے حیائی کریں تو ان پر مار ہے مگر اس سے آدھی جو کہ بیویوں پر ہوتی ہے۔''

(سورۃ النسآء)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ پاک ہے کہ

۱۱۔ ''بیویوں سے اچھا سلوک کرو یہ تمہارا لباس ہے اور تم ان کا لباس ہو۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کو مرد کی پسلی سے پیدا کیا ہے اس لئے کہ پسلی دل کے قریب ہے اور عورت میں بھی اسی وجہ سے ٹیڑھا پن ہے۔ سو ان کے ٹیڑھے پن کو برداشت کرو ان میں اگر خامیاں ہیں تو خوبیوں پر نظر رکھو۔''

۱۲۔ ''ایک پاک اور پاکیزہ بیوی مرد کے لئے تحفہ ہوتی ہے۔''

۱۳۔ ''اُس گھر پر اللہ کے فرشتے ہزار بار رحمت بھیجتے ہیں جہاں میاں بیوی ہنسی مذاق کر رہے ہوں اور خوش رہ رہے ہوں۔''

۱۴۔ ''جائز اور حلال چیزوں میں سے سب سے ناپسندیدہ چیز اللہ کے نزدیک طلاق ہے۔ اس لئے طلاق سے اے مسلمانوں تم لوگ بچو۔''

۱۵۔ ''اللہ تعالیٰ نے طلاق سے بری چیز کوئی پیدا نہیں کی ہے۔''

(از مشکوٰۃ)

طلاق یافتہ کے حقوق و فرائض:۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ عزوجل نے واضح الفاظ میں حکم دیا ہے کہ

۱۔ ''طلاق والی عورتیں ۳ حیض تک انتظار کریں اور ان کو حلال نہیں کہ جو اللہ نے پیٹ میں پیدا کیا اُس کو چھپالیں، اگر اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہیں اور ان کے خاوندوں کا پھیر لینا اور صلح کرنا ان دونوں میں درست ہے اور عورتوں کا بھی ان پر دستور کے موافق حق ہے اور مرد کا بڑا درجہ ہے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

۲۔ دو بار تک طلاق ہے پھر دستور کے مطابق رکھنا یا نیکی سے رخصت کرنا اور ان سے اپنا دیا ہوا لینا بھی روا نہیں مگر یہ کہ وہ دونوں ڈریں کہ ٹھیک نہ رکھیں گے اللہ کے فائدے تو گناہ نہیں دونوں پر جو بدلہ دے کہ چھوٹے عورت یہ دستور باندھے ہیں اللہ کے سوا تو ان سے آگے مت بڑھو اور جو بڑھیں گے وہی ظالم لوگ ہیں۔ اگر اس کو طلاق دی تو تب حلال نہیں کہ اس عورت سے دوبارہ نکاح کرے جب تک وہ کسی خاوند سے نکاح کر کے طلاق حاصل کرے تب گناہ نہیں اگر وہ دونوں پھر مل جائیں اور خیال رکھے کہ اللہ کے قاعدے کے مطابق ٹھیک رہے گی۔

۳۔ جب تم نے عورتوں کو طلاق دی اور وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو ان کو دستور کے مطابق رکھ لو یا رخصت کرو اور ان کو تنگ مت کرو اور جو کوئی یہ کام کرے اس نے اپنے ساتھ بڑا ظلم کیا۔ جب تم نے عورتوں کو طلاق دی اور انہوں نے عدت پوری کر لی تو ان کو نہ روکیں کہ وہ نکاح کر لیں جب اپنے خاوندوں سے راضی ہو جائیں یہ اس کے لئے نصیحت ہے جو کہ آخرت پر یقین رکھتا ہے۔''

(سورۃ البقرہ)

۴۔ تم پر گناہ نہیں کہ اگر طلاق ''عورتوں کو جب تک چھونہ لو نہ دو یا مقرر کیا ہوا ان کا حق مہر اور ان کو وسعت کے مطابق خرچ دو اور تنگی والے مرد پر اس کے موافق خرچ دستور ہے۔ اور اگر ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دو اور حق بھی ٹھہرا چکے تو آدھا جو کچھ ٹھہرایا تھا اس میں لازم ہے کہ دو یا کہ عورتیں اگر درگزر کر دیں۔ اگر تم درگزر کرو تو یہ پرہیزگاری کے بہت قریب ہے۔ بے شک اللہ وہ دیکھ رہا ہے جو تم کر رہے ہو۔''

(سورۃ البقرہ)

وراثت میں حصہ داری:-

۱۔ ''اور جو تم لوگ مر جائیں تو عورتوں کے واسطے وصیت کر دیں کہ ایک برس میں خرچ نکال دیں اگر وہ نکل جائیں تو گناہ نہیں تم جو کچھ کرو اپنے حق میں دستور کے مطابق کرو۔''

۲۔ ''اولاد میں مرد کا 1/2 حصہ ورا اور دو عورتوں 1/4 کے ہیں۔ پھر اگر 2 سے اوپر عورتیں ہوتو 2/3 اور ایک بیٹی ہے تو 1/2 اور میت کے ماں باپ کو 1/6 ہے اور اگر اولاد نہیں ہے تو ماں باپ وارث ہوں گے۔ ماں کو 1/3 اور میت کے بھائی ہوں تو ماں کا 1/6 ہے۔ اگر عورت مر جائے تو آدھا 1/2 مال تم کو اور اگر اولاد ہو تو 1/4 تمہارا حصہ ہے۔ عورتوں کا 1/4 حصہ جب تم مرد اور اولاد نہ ہو جب اولاد نہ ہو جب اولاد ہو تو بیوی کا 1/8 حصہ ہے۔ اگر مرد میت کے ماں باپ اولاد نہیں ہے تو بیوی کو 1/6 اور بہن بھائیوں کو بھی 1/6 اگر زیادہ بہن بھائی ہیں تو س میں تقسیم برابر ہے یعنی 1/3 میں۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں جو نہ مانے تو اس کو ذلت کی مار ہے۔''

(سورۃ النسآء)

۳۔ ''اگر میت مرد ہے تو اس میں اگر بہن ہے تو 1/2 بہن کا اور بھائی بہن کا وارث ہو گا اگر 2 بہنیں ہیں تو ان کو 2/3 اور اگر کئی لوگ ہیں تو مرد کو 2 برابر ایک عورت کے حصہ ملے گا۔''

(سورۃ النسآء)

ماں کے حقوق وفرائض:-

ماں کے اوپر بہت ذمہ داریاں ہوتی ہیں بچوں کی تعلیم وتربیت اور دیکھ بھال کرنا ماں کی ذمہ داری ہے۔

۱۔ ''بچے کی پہلی درسگاہ ماں کی گود ہے۔''

قرآن مجید میں ہے کہ

۲۔ ''بچے والیاں اپنے بچوں کو دو سال تک دودھ پلائیں اور یہ مدت پوری کرے تو بچے پر اس کا کھانا پہننا دستور کے مطابق واجب ہے مگر جو اس کی گنجائش اور استطاعت ہے ماں باپ اپنی اولاد کی تکلیف نہیں چاہتے ہیں اور وارث مرد پر بھی یہی ذمہ ہے کہ طلاق کے بعد بھی بچے کی اور عورت کا نان نفقہ کا ذمہ دار ہو۔ اُن کو اپنی استطاعت کے مطابق خرچ دیئے۔ اگر دونوں آپس کی مشاورت سے دودھ چھڑانا چاہے تو گناہ نہیں ہے۔''

(سورۃ البقرہ)

عورتوں کے فرائض اسلام میں:-

عورتوں کے فرائض یہی ہیں کہ بیٹی ہونے کے ناطے ماں باپ کی فرمانبرداری کرے اچھی تعلیم وتربیت حاصل کرے اسلا

کے اصولوں پر عمل پیرا ہو۔ پردہ کی پابندی کرے۔ ماں باپ کی خدمت کرے اور اُن کا احترام کرے۔

۲۔ بہن ہونے کے ناطے عورت کا فرض یہی ہے کہ چھوٹے بہن بھائیوں سے شفقت سے پیش آئے اور بڑے بہن بھائیوں کا احترام کرے۔ کیونکہ خود وہ اُس سیڑھی کی مانند ہے جس کی پیروی چھوٹے بہن بھائی کریں گے۔

۳۔ ایک بیوی کا فرض یہی ہے کہ اپنی عزت کی اور شوہر کے گھر کی، اُس کے مال و اولاد کی حفاظت کرے۔ شوہر کی ہر جائز ضرورت کا خیال رکھے۔ شوہر کی خدمت کرنا ہی اُس کا نصب العین ہے۔ شوہر کے رشتہ داروں سے اور ماں باپ سے اچھا سلوک روا رکھے۔ شوہر کی امانت میں خیانت نہ کرے۔

۴۔ ایک ماں کا فرض یہی ہے کہ اپنے بچوں کو اسلامی طور طریقے سکھائیں اُن کو اچھی تعلیم و تربیت دے کر اس معاشرے کا بہتر شہری بنائے۔ کیونکہ ماں کی تربیت ایک نسل کی تربیت ہے۔ بچوں کو قرآن و حدیث پر عمل کرنے کی تعلیم دے۔ اُن کو اچھا اور سچا مسلمان بنائے۔

۵۔ ایک مسلمان خاتون کا فرض یہی ہے کہ نماز، روزہ کی پابندی کرے۔ اسلام کے تمام ارکان پر پابندی سے عمل کرے۔ قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھیں اور اس پر عمل کریں۔ مسلمان عورت پردہ کی پابند رہے۔ جو حقوق و فرائض اُس کے ذمہ ہیں ان کو احسن طریقے سے پورا کرے۔ شادی سے پہلے عشق و محبت کے چکر میں نہ پڑے۔ یہ وقتی اور جذباتی اُبال ہے جو کہ چند سالوں میں ختم ہوتا ہے لیکن بعد میں ہاتھ میں کچھ نہیں آتا۔ تعلیم حاصل کرنا بُری بات نہیں مگر اس تعلیم کا پاس رکھنا بڑی بات ہے۔

آج کل کے دور میں یہ مشکل نظر آتا ہے لیکن اگر ایمان کی مضبوطی ہو تو کوئی شے بھی مشکل نہیں ہے۔ مسلمان خواتین کو اسلام کے اصولوں پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ایک پہچان پوری دنیا میں بنانی ہے۔ کسی کی پیروی کرنا یا ایک غلط طرز عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اتنے واضح احکام دیئے ہیں کہ ان کے علاوہ کسی کی طرف سوچنے بھی غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اسلام پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

اسلام میں خواتین کے حقوق و فرائض
سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

بیگم فرحت حجازی۔ راولپنڈی

دنیا میں ہبوطِ آدمؑ وحواؑ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ زندگی کے نظام کو چلانے کے لئے دونوں ازبس ضروری ہیں اور کارگاہ حیات میں دونوں ایک دوسرے کے ہمکار و مددگار ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ صنفی تخلیق کے اختلاف کے باعث ان کی کار گزاری کے میدان مختلف ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ تو ازلی وابدی طور پر طے ہوگیا کہ حیات انسانی کے ہر مرحلہ اور ہر قدم پر دونوں کا وجود اس کائنات کے نظام حیات کے لئے ضروری ہے۔ زندگی کو احسن طریقے سے گزارنے کا واحد حل یہی ہے کہ دونوں مسائل حیات کو مل کر حل کریں۔ کسی ایک کے عضو معطل بننے سے ایسا خلاء پیدا ہوسکتا ہے جس سے معاشرتی زندگی تلپٹ ہوسکتی ہے اور اس کی رعنائیاں دم توڑ سکتی ہیں۔ اسی اصول کے تحت اللہ تعالیٰ نے حضرت حواؑ کو حضرت آدمؑ کے ساتھ دنیا میں یہ حکم دے کر بھیجا۔

اور ہم نے فرمایا:

''اور (اب) تمہارا زمین میں ٹھکانہ ہے اور فائدہ اٹھانا ہے۔ وقت مقررہ تک۔''

(ترجمہ از ضیاء القرآن)

''اور ہم نے حکم دیا اتر جاؤ۔ اس جنت سے سب کے سب پھر اگر آئے۔ میری طرف سے (پیغام) ہدایت تو جس نے پیروی کی میری ہدایت کی پس انہیں نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

(ترجمہ از ضیاء القرآن، سورۃ البقرۃ، آیت ۳۵ تا ۳۷)

صاحب تفسیر ضیاء القرآن الامت محمد پیر کرم شاہؒ نے اس مقام پر اپنی تفسیر میں فرمایا ہے کہ

''نیچے اترنے کا حکم دوبارہ ہوا پہلے لغزش صادر ہونے کے بعد پھر قبول توبہ کے بعد پہلے حکم سے ناراضگی کا اظہار مقصود تھا اور دوسری بار منصب خلافت سنبھالنے کے لئے دونوں حکموں کی غرض وغایت الگ الگ ہے۔ اس لئے یہاں تکرار نہیں۔''

بہرحال یہ تو واضح ہوگیا کہ زندگی اسی دنیا میں گزارنی ہے۔ ہاں دائرہ حیات الگ الگ ہیں اور وہ بھی ہدایت ربانی کے پابند جیسا کہ حکم زبانی سے ظاہر ہے۔ تہذیب انسانی نے جوں جوں آگے کی طرف قدم بڑھایا۔ تو اپنی سرکشی کے باعث انسان ہدایت سے

دور ہوتا گیا۔ اگر چہ انبیاء کرام اور رسولان ذیشان پیہم اصلاح نسل انسانی کے لئے تشریف لاتے رہے۔ مگر بگاڑ بڑھتا گیا انسان نے اپنی ہی جنس عورت کو زندگی کی ہماہمی نے نکال باہر کیا اور مقام ربانی سے صریحاً روگردانی کرتے ہوئے عورت کو اس کے مقام سے گرا دیا۔ اسے عملی زندگی سے محروم کر دیا اور عضو معطل بنا کر رکھ دیا۔ یہ خواتین کی فطرت کے خلاف بھی تھا اور حیات انسانی کے لئے زہرِ قاتل بھی۔ جب ایسے حالات ہوں عورت بیوی اور بیٹی کی حیثیت میں کیا مقام رکھتی ہوگی۔

آیئے! تاریخ انسانی سے پوچھیں تو وہ کیا جواب دیتی ہے؟ محسن اعظم برائے خواتین حضور سرور عالم ختم المرسلین ﷺ کی آمد سے پہلے خواتین کے ساتھ جو ظلم وستم روا تھا۔ اس کی جھلک ملاحظہ ہو۔ عورت بحیثیت بیٹی کتنی مظلوم تھی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔

و اذ المؤدة سُئِلَتْ بِایِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ٥

''اور جب زندہ دبائی ہوئی سے پوچھا جائے کس خطا پر ماری گئی۔''

(پارہ تیس)

علامہ رازیؒ فرماتے ہیں کہ **المودة** لفظ **و ادد یئد** سے بنا ہے۔ جس میں قلب پایا گیا۔ اصل یہ ہے کہ لفظ **آدبوئد اوداً** ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ایک دوسرے مقام پر ہے کہ **ولا یوده حفظهما** ''اور اسے بھاری نہیں ان کی نگہبانی'' یعنی زمین و آسمان کی نگہبانی اللہ تعالیٰ پر بھاری نہیں۔ اس موقع پر یودہ کا معنی بھاری ہونا ہے۔ اسی طرح المودۃ لفظ جس کا اصل اوداً ہے۔ اس کے معنی بھی مٹی دینا وزن کو نیچے دبا دینا۔ بھاری چیز کا اس پر ڈال دینا۔ عرب معاشرے میں کسی عورت کے گھر بیٹی پیدا ہوتی تو اسے زندہ رکھنے کے لئے بکریوں کے بالوں کا جبہ تک نہیں دیا جاتا اور گھر سے نکال کر جنگل میں بھیڑ بکریاں چرانے پر لگا دیا جاتا کہ کوئی اسے دیکھ نہ سکے۔ کہ اس کے گھر بیٹی موجود ہے۔ یوں سمجھئے کہ کسی حیوان کا بلکہ کتے کا گھر میں رہنا اور لوگوں کا دیکھنا انہیں کئی عار نہ دلاتا۔ لیکن بیٹی کا گھر رہنا اور لوگوں کا اس پر مطلع ہونا کہ ان کے گھر بیٹی ہے۔ اُن کے لئے عار کا سبب تھا۔ اگر وہ شخص بیٹی کو قتل کرنے کا ارادہ کرتا تو اسے اتنی دیر تک زندہ رکھا جاتا کہ اس کا قد بالشت ہو جائے یا اس کی عمر چھ سال ہو جائے۔ تفسیر ابو سعود کے مطابق پھر وہ شخص اس کی ماں سے کہتا کہ اسے خوشبو لگاؤ۔ اچھے کپڑے پہناؤ تا کہ اسے میں رشتہ داروں سے ملاقات کروالاؤں۔ پھر ایک جنگل میں پہلے سے تیار کنواں نما گڑھے کے کنارے میں بٹھا کر کہتا کہ اس میں دیکھو جب وہ کنوئیں میں دیکھتی تو اُسے دھکا دے دیا جاتا اور اوپر سے مٹی ڈال کر اس کنوئیں کو زمین کے برابر کر دیا جاتا۔

(از مولانا عبدالرزاق بھیر الوی)

بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت کیا ہے۔ بے شک آپؐ نے فرمایا کہ عاصم بن قیس رسول ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ میں نے زمانہ جاہلیت میں اپنی آٹھ بیٹیاں زندہ دفن کر دی تھیں۔ محسن انسانیتؐ

نے فرمایا۔ ہر ایک بیٹی کے لئے ایک غلام آزاد کردو۔ اس نے عرض کیا۔ میرے پاس تو صرف اونٹ ہی ہیں۔ پھر فرمایا کہ ہر ایک بیٹی کے لئے ایک اونٹ قربان کردو تا کہ تمہاری توبہ قبول ہو جائے۔ آپؐ نے یہ حکم اس لئے دیا تھا تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ بیٹیوں کو زندہ دفن کرنا عظیم جرم ہے۔

(از روح المعالی)

بیٹیوں کو زندہ دفن کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے امام رازیؒ لکھتے ہیں۔ "**الخوف من ا نحتوق طوق العاربھم من اجلھن او الخوف من الاملاق**" وہ بیٹیوں کی وجہ سے اپنے آپ کو عار لاحق ہونے کے خوف اور بھوک۔ اور تنگدستی کی وجہ سے انہیں زندہ دفن کر دیتے اور ساتھ ساتھ یہ کہتے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اپنی بیٹیوں کو بھی فرشتوں سے ملا دو۔

اسلام سے پہلے عورت کو دنیا کے کسی بھی معاشرے میں باعزت مقام حاصل نہ تھا۔ عرب بلکہ ہندوستان کے معاشرے میں بھی مثل مال مویشی زندگی گزار رہی تھی۔ شوہر فقط اپنی خدمت کے لئے کھانا کپڑا دے کر اُن سے غلاموں کا سا سلوک کرتے تھے۔ بلکہ انہیں جائداد کی طرح استعمال کرتے تھے۔

(ماخوذ از اسلام میں عورت کا مقام از علامہ بھیرالوی)

اسے انسان کی ساری بدبختیوں کی جڑ قرار دیا جاتا تھا۔ کہیں چوٹی کے نامور فلسفی اس کے انسان ہونے کو بھی مشکوک نگاہوں سے دیکھا کرتے تھے۔ وہ حقوق ملکیت سے بھی محروم تھی۔ ازدواجی بندھنوں میں مقید ہونے سے پہلے اس سے کوئی رائے نہیں لی جاتی تھی۔ بلکہ اس سے بھی بدتر حالات تھے۔

(از ضیاء القرآن پارہ ۴)

اسلام سے پہلے مرد عورت کو طلاق دے دیتا اور عدت کے ختم ہونے سے پہلے رجوع کر لیتا اور یہ سلسلہ عمر بھی چلتا رہتا۔ وہ قیدی بن کر رہ جاتی۔ نہ آزادی ہوتی اور نہ زوجیت کی زندگی اسے حاصل ہوئی۔ ایسا بھیانک ظلم اس کی زندگی برباد کر کے رکھ دیتا غرض اس کو کوئی پرسانِ حال نہ تھا۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آپؐ فرماتے ہیں۔

"بے شک جب یہود کی عورتوں میں سے کسی کو حیض آتا تو یہ ان سے مل کر نہ کھاتے اور نہ ہی اُن کے ساتھ گھروں میں رہتے۔ بلکہ انہیں علیحدہ کمرے میں رکھا جاتا۔ جہاں وہ کسی سے مل نہ سکتی تھیں۔ یتیم لڑکی کو پالنے والا اس کے بالغ ہونے پر ہی اُس سے نکاح کر لیتا اور حق مہر مقرر کرنے پر انصاف سے کام نہ لیتا۔ صرف اِس لئے کہ اس سے کوئی شفقت کرنے والا نہ ہوتا۔

ایسے حالات میں جبکہ عورت کی بے کسی اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ حضور رحمت للعالمین کا ورود مسعود ہوا۔ آپؐ پیغمبر رحمت بن کر تشریف لائے اور خدائے رحمان ورحیم نے آپؐ کو وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ کا اعزاز دے کر دنیا میں بھیجا آپؐ تڑپتی سسکتی اور جاں بلب عورت کے لئے سایۂ رحمت وراحت بن کر جلوہ فگن ہوئے۔ آپؐ نے عورت کو وہ مقام عطا فرمایا کہ تا قیامت کوئی

مصلح ،کوئی قانون ساز کوئی رہنما اور کوئی مہاتما اُسے نہ دے سکے گا۔ آپؐ نے بیٹی کو سایۂ رحمت فرمایا اور نیک خوش خصال بیوی کے وجود کو گھر کے لئے جنت۔ آپؐ نے عورت کو معاشرہ کا نہ صرف معزز فرد بنایا بلکہ اُسے گھر کی ملکہ بنا دیا۔ آپؐ نے عائلی زندگی میں اس کے حقوق وفرائض کا تعین فرما کر اُسے ذمہ دار ہستی قرار دیا۔ اس کے حقوق وفرائض کے تعین سے معاشرتی بگاڑ اور ظلم وجور کی آندھیاں تھم گئیں اور ایک رحمتوں بھرا معاشرہ وجود میں آیا۔ حقوق کے سلسلے میں آپؐ کی سیرت طیبہ ایک مثالی نمونہ جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں قندیل روشن کی طرح تھی اور ہے۔ آپؐ نے اپنی ازدواجی زندگی حضرت خدیجہؓ سے نکاح کر کے شروع فرمائی جب کہ آپ ﷺ حضرت خدیجہؓ ہی اپنا انتخاب تھے۔ اِس طرح عورت کو پہلا حق جو آپ کی طرف سے ملا وہ شوہر کے انتخاب کا حق تھا۔ پھر بحیثیت شوہر آپ نے جو سلوک اُن سے روا رکھا اور اپنی ازدواجی زندگی جس میں حسین ترین انداز میں گزاری۔ اس کی مثال تاریخ انسانی پیش کرنے سے قاصر ہے۔ بیشک حضرت خدیجہؓ خاندانی شرافت اور اپنے حسن سیرت کی بناء پر طیبہ طاہرہ کہلاتی تھیں۔ مگر خواتین کے محسن اعظم ﷺ نے اُن کو جو درجہ اور مقام عطا فرمایا ابنِ آدم کی تاریخ میں ایسی مثال کہیں نہیں ملتی۔ آپ کا خطبہ نکاح آپؐ کے چچا حضرت ابو طالب نے پڑھایا باقاعدہ مہر ادا کیا گیا اور اس طرح آپ نے ازدواجی زندگی کی ابتدا کی۔

قرآن پاک میں ارشادِ ربانی ہے۔

لقد كان في رسول الله اسوة حسنة

ترجمہ:- بے شک تمہارے لئے رہنمائی کے لئے اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔

لمن كان يرجو الله واليوم الآخر و ذكر الله كثيرا ٥

ترجمہ:- یہ نمونہ اس کے لئے ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے ملنے اور قیامت کے آنے کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔

(سورۃ الاحزاب آیت ۲۱)

سیرت رسول ﷺ کے حوالے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ کسی نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ حضور ﷺ کا اخلاق کیسا تھا؟ تو آپ کا جواب تھا کہ "کان خلقه القرآن" یعنی آپ کا اخلاق قرآن تھا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ خواتین کو قرآن اور صاحب قرآن کی سیرت کی روشنی میں کیسا ہونا چاہیے۔ اور یہ صورت سامنے آنے کے بعد حقوق وفرائض بھی آئینہ ہو جائیں۔

سورۃ الاحزاب میں حکم ہو رہا ہے۔

"اے نبی مکرمؐ! آپ فرما دیجئے اپنی بیبیوں کو کہ اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی آرائش و آسائش کی خواہش رکھتی ہو تو آؤ تمہیں مال ومتاع دے دوں اور پھر تمہیں رخصت کر دوں بڑی خوبصورتی کے ساتھ اور اگر تم چاہتی ہو۔ اللہ کو اور اس کے رسول ﷺ کو اور دارِ آخرت کو تو بے شک اللہ تعالیٰ

نے تیار کر رکھا ہے ان کے لئے جو تم میں سے نیکو کار ہے اجر عظیم ۔''

(آیت ۲۸ ۔ ۲۹ ترجمہ از ضیاء القرآن)

آیت نمبر ۳۴ میں ارشاد ہے۔

''و قلن قولا معروفا اور باوقار انداز سے بات کرو اور ٹھہری رہو۔ اپنے گھروں میں اور اپنی آرائش کی نمائش نہ کرو۔ جیسے سابق دور جاہلیت میں رواج تھا اور نماز قائم کرو اور زکوۃ دیا کرو اور اطاعت کیا کرو اللہ اور اُس کے رسول کی اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے دور کر دے پلیدی کو۔ اے نبی کے گھر والو! اور تم کو پوری طرح پاک صاف کر دے۔''

بظاہر یہ سارا خطاب امہات المؤمنین سے ہے اور اہلِ بیت سے مراد بھی امہات المومنین اور آپ ﷺ کی بیٹیاں اور اُن کی اولاد ہیں۔ مگر ساری امت کی بیٹیوں کے لئے صراط مستقیم اور راہِ عمل یہی ہے۔ قرآن پاک میں مومن عورتوں کی جو صفات بیان کی گئی ہیں۔ اُن سے ہمیں اُن کے حقوق کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۳۴ میں ارشادِ ربانی ہے۔

''' بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں صابر مرد اور صابر عورتیں عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والیاں روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اپنی عصمت کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں تیار کر رکھا اللہ نے اُن سب کے لئے مغفرت اور اجر عظیم''

(ترجمہ از تفسیر ضیاء القرآن)

صاحب تفسیر ضیاء القرآن اس مقام پر لکھتے ہیں۔

''آپ نے ان صفات کا تفصیل سے مطالعہ کر لیا۔ جو ایک مومن مرد اور عورت میں پائی جاتی ہیں۔ اب آپ خود ہی فیصلہ فرمائیے کہ جس امت کے مرد و زن کا یہ کردار ہو اور جس معاشرہ میں ان اخلاقی قدروں کی بالا دستی ہو۔ وہ امت کتنی عظیم ہو گی اور وہ معاشرہ کتنا پاکیزہ ہو گا۔ اسی پاکیزہ معاشرے کے لئے اسلام جو کہ دین فطرت ہے، نے خواتین کے حقوق و فرائض کو جس انداز میں پیش کیا اس کی مثال تاریخ انسانی کے کسی دور میں نہیں ملتی۔ اگر ہم ان صفات حمیدہ کو تلاش کرنے لگیں تو اسی مثالی معاشرہ میں نظر آئیں گی۔ اس کی نشاندہی ہادیٔ اعظم و اجر ﷺ نے کی تھی۔

آپؐ نے فرمایا۔

''خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم۔

یعنی سب سے بہترین زمانہ میرا ہے پھر اس کے بعد آنے والوں کا اور پھر اس کے بعد والوں کا۔"

ہم ایک زوال پذیر معاشرے میں رہ رہے ہیں۔ اخلاقی قدریں زوال آشنا ہو چکی ہیں۔ بظاہر ترقی ہو رہی ہے۔ مگر اخلاقی دیوالیہ پن اپنی انتہاؤں کو چھوڑ رہا ہے۔ اکبر آلہٰ آبادی کو تو چند بیبیاں بے پردہ نظر آئی تھیں تو وہ غیرت سے زمین میں گڑ گئے۔ مگر آج چند کو پردے میں دیکھ کر نہ جانے ان کی کیا حالت ہوگی۔ پردہ آج وبال جان بن چکا ہے۔

عورت سر جھاڑ منہ پھاڑ تبرج الجاہلیہ کی تصویر بنی گلیوں، بازاروں، محفلوں اور کلبوں میں نظر آتی ہے۔ ہر طرف سے یہ سیلاب بے پناہ ہے جو مغرب کی نقالی میں امڈا چلا آتا ہے۔ لگتا ہے یہ سب کچھ بہا لے جائے گا۔ آج کے پاکستانی معاشرے میں جو مناظر نظر آ رہے ہیں۔ وہ خدا کے عذاب کو دعوت دینے کے لئے کافی ہیں۔ عورت آج چراغ خانہ نہیں رہی شمع محفل بن گئی ہے۔ آج جو حالت ہے وہ کچھ ایسی ہی ہے۔

ذکر سے جن حادثوں سے سانس رکتی تھی کبھی
وقت کی مجبوریوں میں سب گوارا ہو گئے

اکیسویں صدی میں اسلامی معاشرے میں عورت کا کردار نہایت اہم اور عہد آفریں ہو سکتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ گھر کی چار دیواری میں رہ کر اپنے فرض منصبی کو ادا کرے۔ اگر بامر مجبوری نکلنا بھی پڑے تو ستر پوش ہو اور اسلامی پردے کی پابند ہو۔ اسلام نے عورت کو قیدی کبھی نہیں بتایا۔ عملی زندگی میں اسے اس کے حصے کے تمام اُمور سرانجام دینے کا پورا حق ہے سب سے پہلے تو اسے بنیادی حق تعلیم کا دیا گیا ہے۔

کیا حدیث پاک نہیں ہے۔

طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة

یعنی علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے

تو کمی کس بات کی رہ جاتی ہے۔ لیکن حصولِ علم کے مخلوط اداروں سے گریز پائی ہی بہترین صورت ہے۔ طلب علم کی آڑ میں مرد و زن کے اخلاط کے مناظر پیدا کرنا اور ان کے اثرات بد سے آنکھیں بند کر لینا اسی طرح ہے جیسے کبوتر بلی کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لے۔ کیا تاریخ میں ایسی اہل علم خواتین نہیں گزریں جنہوں نے پردے کے اندر رہ کر ہی علم حاصل کیا اور پھر اُس کی اشاعت میں اپنی زندگی لگا دی۔ کیا ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہؓ کی روشن ترین مثال ہمارے سامنے نہیں۔ کیا آپ نے سیرت طیبہ کی روشنی میں عورتوں کے مسائل امت کی رہنمائی نہیں کی۔ کیا ام المومنین حضرت خدیجہؓ نے مشکل ترین حالات میں اپنے شوہر نامدار آقائے دو جہاں ﷺ کا حوصلہ بڑھا کر اور دامے درمے قدمے سخنے ساتھ دے کر عورت کے فرض منصبی کو واضح نہیں کر دیا۔ کیا سیدۃ النسا حضرت فاطمۃ الزہراء بتولؓ کی سیرت امت کی ماؤں، بیٹیوں کے لئے بہترین مثالی نمونہ نہیں ہے۔

علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا تھا۔

؎ مادراں را اسوۂ کامل بتولؒ

ایک اور جگہ اقبالؒ نے نہایت خوبصورت انداز میں ملت کی بیٹیوں کو حیات بخش پیغام دیا ہے جو حیاء سوز معاشرے کی تیرہ تار فضا میں ایک روشن قندیل ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

''بتولؒ بن جا اور اس زمانے سے اپنے آپ کو چھپا لے تا کہ تیری آغوش میں بھی کوئی شبیرؓ کھیلے''

آج مغرب کی نقالی میں Brest Feeding سے گریز نے چھاتی کے کینسر کو جنم دیا۔ اور حولین کاملین کی حسین اور پاکیزہ زندگی بخش روایت سے انحراف نے آج کی عورت کو بے معنی اور مریض بنا دیا ہے، کسبِ معاش بھی عورت کا حق ہے۔ مگر اس کے گوہر عصمت کی حفاظت اور نگہداشت فرض اولین ہے۔ بامر مجبوری اگر اسے کسبِ معاشی کے لئے نکلنا بھی پڑے تو وہ مستور ہو اور کارِ زار حیات میں اس کا کردار نہایت اہم ہے۔ مگر اس کی شرافت نفس کی قیمت پر نہیں۔

سورۃ النساء میں آیت نمبر 2 کی تشریح وتوضیح میں ضیاء الامت پیر کرم شاہؒ صاحب تفسیر ضیاء القرآن نے بہت خوبصورت سوال اٹھائے ہیں۔

1۔ تاریخ انسان جب سے مرتب کی گئی ہے۔ اس کے ہر اس قانونی نظام جس میں تعداد ازدواج قانوناً ممنوع ہے۔ زنا کی کھلی اجازت ہے اور یہ فعل شنیع اپنی ان گنت خرابیوں کے باوجود جرم ہی تصور نہیں کیا جاتا۔

2۔ کیا بیوی اور اس کے بچوں کے لئے، اس کے خاوند کی دوسری عورت قابل برداشت ہے یا اس کی داشتہ ذہنی روحانی مادی اور جسمانی صحت کے جملہ پہلوؤں پر غور فرمائیے۔

3۔ کیا کسی باحمیت و باغیرت عورت کے لئے مناسب ہے کہ وہ گھر کی مالک بن کے رہے۔ اس کا خاوند اس کے آرام کا ذمہ دار ہو، اس کی ناموس کا محافظ ہو۔ اس کی اولاد جائز اولاد متصور ہو اور اُسے سوسائٹی میں باعزت مقام حاصل ہو یا ایسی عورت بن کے رہے جس کا حسنِ وشباب ہوسناک نگاہوں کا کھلونا بنا رہے۔ لیکن نہ کوئی اس کی اولاد کا باپ بننا گوارا کرے، اور نہ کوئی دوسری ذمہ داری لینے کے لئے تیار ہو۔

ازدواجی زندگی میں خاوند اور بیوی کے حقوق کی دو قسمیں ہیں۔ بعض شرعی اور بعض اخلاقی۔ حقوق شرعیہ وہ ہیں جن کے ادا نہ کرنے پر عدالت سے رجوع کیا جا سکتا ہے اور حاکم جبراً وہ حقوق دلا سکتا ہے یا بصورت دیگر نکاح فسخ کر سکتا ہے۔ حقوق اخلاقیہ وہ ہیں کے ادا نہ کرنے پر عدالت سے رجوع نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ اگر خاوند ان حقوق کی ادائیگی میں کمی کرے گا تو بیوی کو کمی کا حق ہے۔

حقوق شرعیہ واجب چار ہیں:-

1۔ کھانا جیسے خود کھائے۔ ایسا ہی اس کو کھلائے

2۔ اپنی وسعت اور طاقت کے مطابق لباس مہیا کرنا اور جہاں تک ممکن ہو اسے آرام پہنچانا اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔لِیُنْفِق ہر شخص اپنی وسعت کے مطابق نفقہ دے۔آپؐ نے فرمایا۔ بچے کے باپ پر اُن کی ماؤں کا رزق اور کپڑے لازم ہیں۔اچھے طریقے سے یعنی اپنی طاقت کے مطابق دے۔

محسن انسانیت ﷺ نے حجتہ الوداع کے موقع پر

و لهن عليكم و رزقُهُنَّ و كسوتهن بالمعروف

ترجمہ:- تم پر لازم ہے کہ اپنی اپنی بیویوں کا خرچ اور کپڑے اور اپنی وسعت کے مطابق دیا کرو۔

طلاق کی صورت میں بھی عدت کی مدت تک بھی خرچہ مرد کے ذمہ ہے۔عورت کی رہائش کا ذمہ بھی شوہر پر ہے اور چاہیئے کہ وہ اس کو الگ کمرہ دے جہاں کوئی دوسرا نہ رہتا ہو، اور وہاں اس کا شوہر رہتا ہو، خواہ کرایہ کا ہو یا مانگ کر لیا جائے یا ملکیتی ہو۔

مرد پر لازم ہے کہ ایک مرتبہ کم از کم مجامعت کرے اگر ایک مرتبہ بھی نہ کر سکا تو قاضی نکاح فسخ کر سکتا ہے۔ہاں اگر عورت یہی حالت پسند کرے تو پھر نکاح فسخ نہیں ہوسکتا۔یہ وقفہ ۴ ماہ سے زیادہ نہ رہے۔اس مدت میں اُسے چھٹی ضرور دی جائے۔

(بخاری، مسلم، ھدایہ فتح القدیر۔درمنشور، نعیمی پارہ ۲) افادہ از حضرت بھیرالویؒ (اسلام میں عورت کا مقام)

اخلاقی حقوق:۔

عورت کے اخلاقی حقوق مرد پر کثرت سے ہیں۔ ہر وہ حق جو حسنِ اخلاقی میں آتا ہو۔وہ خاوند پر اخلاقاً لازم ہے۔عورت کو گھر کا فرد سمجھنا۔اس کے والدین کو مثل اپنے والدین جاننا۔اگر ایسے ہو تو ساس بہو کے روایتی اور تباہ کن جھگڑے سے نجات مل سکتی ہے۔شریعت مطہرہ نے دونوں میاں بیوی کے والدین کو اُن کے والدین بنا کر جھگڑے کی بنیاد ہی ختم کر دی۔مگر بدقسمتی سے کوئی کسی کو اس کا مقام دینے کا روادار نہیں۔اسی سے جھگڑے ہوتے ہیں۔ساس بہو کا جھگڑا گھروں کو برباد کر دیتا ہے۔عورت کو اپنے والدین سے ہفتے میں ایک دن ملنے کا حق ہے۔عورت کے میکے والوں سے مرد اچھے سلوک کرے۔

(فتح القدیر) ﴿اسلام میں عورت کا مقام﴾

عورت کے فرائض یا مرد کے حقوق:۔

عورت پر مرد کے تین حقوق واجب ہیں۔

عورت مرد کو اپنے اوپر قدرت دے یعنی اسے جماع سے نہ روکے جب تک کوئی شرعی عذر نہ ہو۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مرد عورت کو بستر پر بلائے اور وہ بغیر عذر انکار کر دے اور خاوند رات ناراضگی میں گزار دے تو اس زوجہ پر فرشتے صبح تک لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔

(بخاری و مسلم مشکوٰۃ باب عشرہ النسآء)

حضرت معاذؓ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ ؐ نے فرمایا کہ کوئی عورت اپنے خاوند کو دنیا میں تکلیف نہیں پہنچاتی۔ مگر یہ کہ جنتی حوریں کہتی ہیں۔ ''اللہ تمہیں برباد کرے تم اسے نہ ستاؤ یہ تمہارے پاس مہمان کی حیثیت سے ہے۔ عنقریب ہی تمہیں چھوڑ کر ہمارے پاس آنے والا ہے۔

(اسلام میں عورتوں کا مقام)(از حضرت بھیرالوی)ابن ماجہ مشکوٰۃ باب عشرہ النسآء)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ ؐ نے کہا، رسول اللہؐ نے فرمایا کہ وہ عورت جو پانچ وقت نماز ادا کرے اور ایک ماہ رمضان کے روزے رکھے اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرے اُسے اجازت ہوگی کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔

(اسلام میں عورتوں کا مقام از حضرت بھیرالوی)(ابونعیم۔ مشکوٰۃ باب عشرہ النسآء)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور رسالت مآب ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ کسی ایک کو وہ اللہ کے بغیر سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

(عشرہ النسآء ترمذی)

مہر عورت کا حق ہے ادا نہ کرنے والے مرد کو عورت اپنے پاس سے روک سکتی ہے۔

مہر کی حد مقرر نہیں:-

حضرت عمرؓ نے 400 درہم حد مقرر کرنا چاہی تو ایک عورت نے چوتھے پارے کی اس آیت سے استدلال کیا ''اور اگر ارادہ کرو تم بدلنا ایک بیوی کا بجائے دوسری بیوی کے اور دے چکے ہو تم اُن میں سے کسی ایک کو ڈھیروں مال تو نہ لو اس میں سے۔'' آپؓ نے اس دلیل کو تسلیم کرتے ہوئے۔ مہر کی حد مقرر نہ کی اور خواتین کا حق تسلیم کرتے ہوئے۔ فرمایا امیر غلطی پر ہے اور یہ عورت حق پر ہے۔

(از اسلام میں عورت کا مقام)

زوجہ پر خاوند کا حق:-

زوجہ کا فرض ہے کہ وہ بغیر اپنے شوہر کی اجازت کے گھر سے کہیں باہر نہ جائے۔ ہاں اگر اجرت پر کام کے لئے اجازت شوہر نے دے دی تو جا سکتی ہے۔ حج فرض ہو تو خاوند کی اجازت کے بغیر بھی کسی محرم کے ساتھ جا سکتی ہے۔ اجنبی لوگوں کی بیمار پرسی یا ایسے ولیموں کا جہاں مشترکہ (مرد عورت) دعوت ہو۔ وہاں اجازت کے بعد بھی نہیں جا سکتی اور نہ مرد کو اجازت دینی چاہیے۔

تیسرا حق:-

زوجہ پر مرد کا حق یہ ہے کہ کسی اجنبی کو گھر میں نہ آنے دے۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا۔

لا یخلون رجل بامراۃ الہ کان ثالثھما الشیطان۔

''کوئی مرد کسی اجنبی عورت سے ہرگز علیحدہ ہو کر نہیں بیٹھے گا۔ مگر وہاں تیسرا شیطان ہوگا۔'' یعنی شیطان دونوں کو برائی پر اُبھارے گا۔

(ترمذی، مشکوٰۃ باب النظر الی الخلوۃ)

اس دور ترقی میں جب لوگ دل کی صفائی کا بہانہ بنا کر اختلاط مرد و زن کو جائز تصور کرنے لگے ہیں اور دفتروں، کارخانوں اور ہسپتالوں میں تنہائی میں ہزار ہا مواقع میسر ہوتے ہیں اور آمنے سامنے کرسیاں ڈال کر گفتگو ہوتی ہے۔ تو پھر ایسے میں وہاں شیطان بسیرا نہیں کرے گا تو کیا ہوگا۔ یہ مہذب انداز ہے۔ مگر وائے نادانی کہ اس ہجوم مرد و زن کے اختلاط کا کیا علاج جو ثقافت کے نام پر بوکاٹا اور بو ہے۔ باریاں توڑ کر آنے کا مصمم ارادہ اور نمائش کا بھرپور انداز پیش کرتا ہے۔ الامان الحفیظ

یہ اسی اختلاط کا نتیجہ ہے کہ یو این او کی رپورٹ کے مطابق یورپ اور امریکہ میں کنواری ماؤں اور حرامی بچوں کا اوسط ساٹھ فیصد تک پہنچ گیا ہے۔

وراثت کا حصہ:-

بیٹی کو بیٹے کے مقابلے میں نصف حصہ ملے گا۔ قرآن پاک میں ارشادِ ربّانی ہے۔ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تمہاری اولاد کے بارے میں بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔

عورت بحیثیت گواہ:-

عورت کی گواہی کی چار قسمیں ہیں۔

i) مرد کے برابر

ii) دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر

iii) ایک عورت کی گواہی قابل قبول ہے۔

iv) عورت کی گواہی قبول نہیں بلکہ مرد کی گواہی قابل قبول ہے۔

پہلی قسم جب عورت کی گواہی مرد کے برابر ہو۔ جب مطلع ابر آلود ہو، گرد و غبار ہو، بادل چھائے ہوئے ہوں تو ایک عادل شخص خواہ مرد یا عورت رمضان کے چاند کی گواہی قبول ہوگی۔

دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر اس وقت جب حدود و قصاص اور حقوق مالیہ و غیر مالیہ جیسے قرض و بیع و شرا اجارہ وغیرہ

اور غیر مالی طلاق نکاح وقت وغیرہ ہیں ۔قرآن مجید کے تیسرے پارے میں ارشادِ ربّانی ہے اور گواہ بناؤ تم دو گواہ ایسے مردوں سے پس اگر نہ ہوں ۔ دو مرد تو ایک مرد اور دو عورتیں ان میں سے کہ راضی ہو تم گواہوں میں سے یہ بھول جائے ۔ ایک ان میں سے پس یاد دلائے ۔ اُن میں ایک دوسری کو۔

تیسری قسم کی گواہی صرف عورت کی قبول ہے۔ جیسے ولادت اور بکارت وغیرہ کے معاملات جو مردوں کے علم میں نہیں ہوتے۔

چوتھی قسم میں عورت کی گواہی قبول نہیں یہ مقدمہ زنا ہے۔ جس میں صرف چار مردوں کی گواہی قابلِ قبول ہے۔ اگرچہ عورت نبوت، امامت، قضا، دائمی روزے اور دائمی نماز سے محروم ہے۔ مگر رب تعالیٰ کے ہاں اپنے نیک اعمال کا اجر وثواب مرد کے برابر پائے گی۔

(اسلام میں عورت کا مقام)

تفسیر ابنِ جریر کے مطابق ''اللہ تعالیٰ روزِ محشر تم سے تمہارے حسب ونسب کے بارے میں نہیں پوچھے گا۔ اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ محترم وہ ہوگا۔ جو زیادہ متقی ہوگا۔

اللہ نے کیا مقام عطا فرمایا۔ عورت کو اسلام نے اور محسن اعظم ﷺ خواتین نے فرمایا. **الجنت تحت اقدام امهات** ''جنت ماؤں کے قدموں میں ہے۔''

لیکن اسی صورت میں ممکن ہے۔ جب فیملی سسٹم رائج رہے اور اولڈ ایج ہوم میں بوڑھے ماں باپ کو نہ پھینکا جائے۔ اُن کی خدمت کو حرزِ جاں بنایا جائے اور وہ جن کے اسفل خصائل کو دیکھ کر حضرت علامہ اقبالؒ نے پیش گوئی فرمائی تھی۔

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
شاخ نازک پہ جو آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہو گا

اور مولانا ظفر علی خان برملا کہا تھا۔

تہذیب مغرب کے منہ پر وہ تھپڑ رسید کر
جو اس حرا مزا دی کا حلیہ بگاڑ دے

جس مہذب معاشرے میں عورت کے ساتھ سکینڈل کی واردات بن جائے اور حاکم اعلیٰ بھی اس میں پورے طمطراق سے شامل ہو۔ وہاں کیا شرم منہ نہ چھپاتی پھرے گی۔ حیاء سوزی کے کارناموں پر فخر دورِ جاہلیت کے عربوں کا عکس قبیح نہیں۔ کیا آج سے برسوں پہلے ایک عورت سے جائز تعلقات پر برطانیہ کے وزیر اعظم کو مستعفی نہیں ہونا پڑا تھا۔ کیا مونیکا سکینڈل نے امریکی تہذیب کا جنازہ نہیں نکال دیا اور سپر پاور امریکہ کے کلنٹن پوری دنیا میں رسوا نہیں ہوئے۔ کیا یہ خسرو پرویز کا دوسرا روپ ہے۔ اب ایسے

معاشرے میں جہاں شادی عذاب محسوس ہو۔ بچے مصیبت نظر آئیں۔ جہاں بیٹی رات بھر گھر نہ آئے تو کوئی بات نہیں۔ مگر کتا گم ہو جائے تو اُس کی رپورٹ فوری طور پر پولیس کو دے دی جاتی ہے۔ جہاں عورتیں عذاب ناک زندگی گزار رہی ہیں اور Pronography کو اذن عام ہو اور جہاں عورت بقول شفیع عقیل صرف Lips Stick لگا کر گزارہ کر سکتی ہو تو ایسے معاشرے کی نقل میں اندھا دھند بڑھنا کہاں کی عقل مندی ہے؟

ہماری بدنصیبی یہ ہے کہ ہمارے پی ٹی وی والے، اخبارات، رسائل و جرائد اور ریڈیو دیگر ابلاغ کے سب ادارے عورت کی نمائش کو اپنا مقصدِ حیات بنا چکے ہیں۔ سنسر کی لگام بھی اب تو ٹوٹ چکی ہے اور یہ شتر بے مہار کی طرح رسّی تڑا کر N.G.O's کی بانہوں میں بانہیں ڈال اس تاریک ترین فضا کا منحوس سایہ اس اسلامی جمہوریہ پاکستان پر ڈالنا چاہتے ہیں اور عورتوں کے حقوق کے نام نہاد ٹھیکیدار بن بیٹھے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ ہماری ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو اس سراب اور عذاب سے بچائے۔

آمین ثم آمین۔

کروڑوں درود و سلام اس ذات اقدس پر کہ جس کی سیرت میں خواتین کے حقوق و فرائض روزِ روشن کی طرح واضح ہیں اور تاابد عالم نسواں کے لئے مینارۂ نور۔

وما علینا الا البلاغ المبین

اسلام میں خواتین کے حقوق و فرائض
سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

بیگم بلقیس عبدالوہاب۔ چوہدری۔ اسلام آباد

حمد و ثنا کا حق اسی ذات کبیریا کے لئے کہ جس نے ہمیں وہ معلّم عربی عطا فرمایا کہ اس کے بعد ہم کسی ہدایت و رہنمائی کے محتاج نہ رہے۔ اس نے ہماری راہوں میں نور مبین روشن کر دیا کہ اندھیرے نہ رہیں۔ اظہار کسرِ نفسی یا رسمی تکلف نہیں بلکہ اعتراف حقیقت کے طور پر میں یہ عرض کرنا چاہتی کہ جس عظیم ترین ہستی کے ذکر مبارک کی آج مجھے جسارت نصیب ہوئی ہے۔ یہ سوچ کر ہمت بندھی ہے کہ جس کا ذکر ہے وہ تو مجسم ہے، عفو و عطا ہے، کرم و بخشش ہے، اس نے علم کی وہ قندیل روشن کی کہ گمراہی و ضلالت کے رشتے ٹوٹ گئے۔ اس نے فرش پر رہنے والوں کو عرش والے سے ہمکلام ہونا سکھا دیا ہے۔ مجھ کو یہ توفیق بھی اس کی رحمت کے صدقہ میں عطا ہوئی۔ وہ کمزوروں کی طاقت بن کر آیا۔ فریادیوں کا فریادرس بنا، قتل و غارت گری کو اخوت و محبت میں بدل دیا۔ وہ آقا بھی تھا سب سے بڑھ کر دوست بھی تھا۔ وہ بندۂ بھی تھا اور رسول اللہ بھی تھا۔ جو عبد اپنے معبود کا محبوب ہو، جس کی تعریف خود قادر مطلق فرمائیں، جس کی مدح میں خالق کائنات رطب اللسان ہو۔ اس کی تعریف کسی ذی روح کے بس کی بات نہیں خواہ وہ اپنے علم و عمل میں کتنا ہی اعلیٰ مقام کیوں نہ رکھتا ہو۔

کسی پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کا جز نہیں بنایا بلکہ یہ شرف صرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا ہوا۔ کلمہ طیبہ کے پہلے حصہ میں توحید ہے اور دوسرے حصہ میں توحید سکھانے والے کا نام۔ وہ لا الہ الا اللہ کا حصہ بن کر محمد رسول اللہ بن گئے۔

رب العالمین کے حکم سے رحمۃ للعالمین نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں خواتین کے حقوق و فرائض سے متعلق بے شمار قوانین وضع کئے ہیں۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گہرا مطالعہ کیا جائے تو واضح ہو گا۔ اسلام میں بلا تمیز عورت کو مکمل حقوق کی ضمانت دی ہے۔ بیواؤں کی غمگساری کی، آقا اور غلام کے امتیاز کو ختم کیا۔ عالم انسانیت کو ایک ضابطہ حیات دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کا مرتبہ بہت بلند کر دیا ہے۔ قانونی طور پر مردوں کے برابر حقوق عطا کئے ہیں۔ یہ مقام عظیم سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں اسلام نے عورت کو عطا کیا کہ وہ بیٹی ہو تو اس کے سر پر عصمت کا دوپٹہ ہوتا ہے۔ جب یہ بہن ہو تو اِس کے سر پر عفت و حیاء کی چادر ہوتی ہے۔ جب یہ بیوی ہو تو اس کے دامن میں وفا کی عظمتیں ہوتی ہیں جب وہ ماں بنتی ہے تو اس کے قدموں میں جنت ہوتی ہے۔

ظہورِ اسلام سے پہلے خواتین کے حقوق کا کوئی تصور ہی نہ تھا۔ عورت سے کھلی نفرت کی جاتی تھی۔ نہ ماں کا احترام تھا نہ بہن کا لحاظ اور نہ ہی بیٹی کی چاہت اور نہ ہی بیوی کی محبت، برابر کے حقوق کجا اُسے دوسرے درجہ کے حقوق بھی نہیں دیئے گئے تھے۔ اسلام نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں عورت کے لئے حق آداب متعین کر دیئے ہیں کہ جب بیٹی سامنے آئے تو شفقت کی نظر سے دیکھی جائے جب بہن سامنے آئے تو رحمت کی نظر سے دیکھا جائے اور جب بیوی سامنے آئے تو حکومت کی نظر سے دیکھا جائے اور جب ماں سامنے آئے تو اطاعت کی نظر سے دیکھتے ہوئے عاجزی سے سر جھک جائیں۔

اسلام نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں عورتوں کو جو حقوق دیئے ہیں۔ اُن کی نگہداشت ہی عورتوں میں خود اعتمادی پیدا کرسکتی ہے۔ جس سے وہ اپنے فرائض احسن طریقے سے ادا کرسکتی ہیں۔

اسلام نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں عورت کو ہر روپ یعنی بیٹی، بہن، ماں اور بیوی کی حیثیت سے اَن گنت حقوق عطا کئے ہیں۔ جن کا تذکرہ احاطہ تحریر میں ممکن نہیں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت مبارکہ عظمت انسانیت کی ایک عالمگیر اور آفاقی مثال کی صورت میں ہمارے لئے مینارہ نور اور ذریعۂ رشد و ہدایت ہے۔ اسلام نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں دنیائے انسانیت کو بلا امتیاز رنگ و نسل آپ کی اتباع اور پیروی کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

اسلام میں سیرت طیبہ کی روشنی میں خواتین کے حقوق و فرائض

عالم انسانیت کے ہجوم میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ اور سیرتِ طیبہ ایک مکمل اور مستقل سرچشمہ ہدایت ہے۔ آپ کی روشن حیات ورحضورؐ کے پیغامات اور محمدؐ کا انداز رہنمائی تمام انسانیت کے لئے مشعل راہ ہیں۔ سیرت النبیؐ میں ہمیں وہ محاسن نظر آتے ہیں۔ جن کی بنیاد پر آپ کو تمام انسانیت کا رہبر ثابت کیا گیا۔ اللہ پر توکل، طمانیت قلب، حق کے لئے سعی و ثابت قدمی، حسنِ عمل یہ بنیادی اصول رسول اللہؐ کی روزمرہ زندگی کے معمولات تھے۔

ارشادِ خداوندی ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

ترجمہ البتہ تمہارے لئے آپ کی ذات اقدس میں عمدہ نمونہ موجود ہے۔

(الاحزاب ۳۳/۲۱)

حضور پرنور کی ذات اقدس میں خواتین کے حقوق و فرائض کا جو مقام ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ کی بعثت سے صدیوں کی جہالت کا خاتمہ ہوا، اور ایسا انقلاب وجود میں آیا۔ جس کی مثال تاریخ انسانی میں نہیں ملتی۔ اسلام وہ دین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے

قیامت تک کے لئے انسان کی تمام ضرورتوں کا ضامن بنایا ہے۔ دینِ اسلام نے مرد اور عورت کے درمیان حقوق و فرائض میں مساوات قائم کی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ پاک ہے۔

النسآء شقائق الرجال

ترجمہ عورتیں مردوں کا جز ہیں۔

(ترمذی شریف)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل خواتین کے صرف فرائض ہی تھے۔ ایسے فرائض جن کو لکھتے ہوئے قلم لرز اٹھتا ہے۔

اسلام میں سیرتِ طیبہ کی روشنی میں خواتین کو جو حقوق دیئے ہیں۔ اس ضمن میں اُن پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اپنے حقوق کو استعمال کرتے ہوئے بطریق احسن اپنے فرائض سے عہدہ برآ ہوں۔

اپنے حقوق کے لئے الحمدللہ میں ایک مسلمان خاتون کی حیثیت سے اپنے محدود علم کے باوجود سیرت النبیؐ کی روشنی میں خواتین کے حقوق و فرائض پر اپنے خیالات کا اظہار کرنے کی جسارت کر رہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ میری اس کاوش کو قبول فرمائے اور مجھے اس عظیم کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے اور مسلم خواتین کے لئے اسے نفع بخش بنائے۔ (آمین)

خواتین سیرت النبیؐ کی روشنی میں اپنے جائز حقوق سے مالا مال ہیں۔ اسلام نے خواتین کو اُن کے حقوق سے روشناس کروایا اور فرائض کی ادائیگی کا بھی حکم دیا ہے۔ خواتین کو اسلام میں سیرتِ طیبہ کی روشنی میں حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کے سلسلہ میں حسنِ سلوک کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

دراصل قرآن اور حیاتِ نبویؐ معناً ایک ہی ہیں۔ قرآن متن ہے اور سیرت اس کی تشریح قرآن علم ہے اور سیرت النبیؐ اس کا عمل قرآن اوراق و صفحات ہیں اور ذاتِ نبویؐ ایک مجسم و ممثل قرآن جسے لاکھوں انسانوں نے مدینہ طیبہ کی گلیوں میں برسوں سرگرم عمل دیکھا، ہمیں کسی ثانیے اس حقیقت سے صرف نظر نہیں کرنا چاہیے کہ قال رسول اللہؐ کے معنی یہ ہیں کہ ''ارشادِ خداوندی یوں ہے۔

میری انتہائی کوشش ہوگی کہ کسی حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے یا مسئلہ کی تشریح میں میرا قلم صراطِ مستقیم سے تجاوز نہ کرے۔

وَمَا اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعَالِمِیۡنَ

''اور ہم نے آپؐ کو دونوں جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔''

(الانبیاء ۲۱/ ۱۰۷)

خواتین کے حقوق وفرائض کے حوالے سے مسلم خواتین ہی نہیں ۔ بلکہ آپؐ تمام خواتین کے لئے رحمت و برکت کی نوید لائے ۔ آپؐ فخرِ موجودات تھے ۔ یوں تو آپؐ کی رحمتوں کا حد و حساب ہی نہیں ۔ زندگی کے ہر شعبے نے اپنی ارتقاء کی منزل آپؐ کی برکتوں کے طفیل دیکھی ۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے قبل سب سے مظلوم اور قابلِ رحم حالت خواتین ہی کی نظر آتی تھی ۔ یعنی عورت کے ساتھ جو غیرانسانی اور ظالمانہ رویہ اختیار کیا جاتا تھا اس کی وجہ سے عورت نفسیاتی (PSYCHOLOGICAL) طور پر احساس کمتری میں مبتلا ہو گئی کہ اس کو اپنی ذات پر اعتماد اور بھروسہ نہ رہا اور صدیوں وہ خود ناشناسی کے عالم میں زندہ رہی ۔ سیرت النبیؐ نے عورت کے ذہن کو بدل ڈالا اور قلب ونظر کی بصیرت عطا فرمائی ۔ آپؐ نے صرف باطنی اصلاح کو ہی کافی نہ سمجھا ۔ بلکہ قانون کے ذریعے بھی عورت کے حقوق کو تحفظ فراہم کیا ۔

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے ۔ جو خدا اور اُس کی آخری نبیؐ کی ہدایت کی روشنی میں زندگی کے تمام مسائل کو بحسن وخوبی حل کرتا ہے اور خواتین کے حقوق وفرائض بھی مساوات قائم کرتا ہے ۔

ارشادِ خداوندی ہے ۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ

ترجمہ اورعورتوں کے لئے بھی مصروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں ۔

(البقرہ۲/ ۲۲۸)

اسلام میں خواتین سیرت النبیؐ کی روشنی میں

خواتین کے لئے اپنے حقوق حقوق وفرائض سے آگہی ضروری ہے ۔ اگر خواتین اپنے فرائض بحسن وخوبی صرف اپنے اللہ کی مرضی کے مطابق ادا کریں تو اُمید ہے کہ اپنے حقوق لینا سیکھ لیں گی ۔ آپؐ نے عورت کو پہچان بخشی ، عورت کو اس کے حقوق اور اُس کا مقام و مرتبہ عطا فرمایا ۔ نیز عورت کو بھی سمجھ ، بوجھ ، فہم وادراک عطا فرمائی کہ وہ اپنے حقوق و پہچان سکے ۔ دیگر انسانوں کی طرح ذاتی آزادی اور خودمختاری میں مکمل طور پر اپنے فرائض ادا کرنے کی حامل ہے ۔ جس طرح مرد جب خاوند ہوتا ہے تو اپنے حقوق وفرائض کا مکلف ہوتا ہے ۔ اسی طرح عورت بھی مکلف ہے ۔

ظہورِ اسلام سے قبل ذلت وپستی میں بسنے والی عورت کے ذہنی وفطری ارتقاء کی کوئی اُمید نظر نہ آتی تھی ، کارزارِ حیات میں عورت کے حقوق کا تحفظ فرمانے والے دینِ مبین کے پیغمبرِ اعظم نے سیرتِ الٰہی کی روشنی میں دنیا پر اُجاگر کر دیا کہ جس طرح مرد مقصدِ وجود رکھتا ہے ۔ اسی طرح عورت بھی ، عورت محض مرد کے مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ نہیں بلکہ عورت اور مرد دونوں ہی قدرت کے مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ ہیں ۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''عورتوں کے معاملے میں خدا سے ڈرو تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے۔''

قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًاo

اے محمدؐ، کہو کہ اے انسانو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسولؐ ہوں۔

(الاعراف ۷/۱۵۸)

اسلام میں حقوق وفرائض سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

تاریخ انسانی میں پہلی مرتبہ یہ حق تسلیم کرنے اور ادا کرنے کی ترغیب و ہدایت کی۔

عورتوں کے بارے میں خدا کا خوف اور احساس پیدا کیا۔

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ

مرد عورتوں کے نگران ہیں (قوّام ہیں)

(النسآء ۴/۳۴)

قوّام یا قیّم اس شخص کو کہتے ہیں۔ جو کسی فرد یا ادارے یا نظام کے معاملات کو درست حالت میں چلائے۔ اس کی حفاظت و نگہبانی کرے اور اُس کی ضروریات مہیّا کرنے کا ذمہ دار ہو۔

ارشادِ ربانی ہے۔

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ط

ترجمہ پس رشتہ دار کو اس کا حق دے اور مسکین و مسافر کو اس کا حق۔

(الروم ۳۰/۳۸)

یہ نہیں فرمایا کہ رشتہ دار اور مسکین اور مسافر کو خیرات دے۔ ارشاد یہ ہوا ہے یہ اس کا حق ہے۔ جو تجھے دینا چاہیے اور حق ہی سمجھ کر تو اسے دے۔ اُس کو دیتے ہوئے یہ خیال دل میں نہ آئے کہ یہ کوئی احسان ہے۔ جو تو اس پر کر رہا ہے اور تو کوئی بڑی ہستی ہے دان کرنے والی اور وہ کوئی حقیر مخلوق ہے۔ تیرا دیا کھانے والی بلکہ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین رہے کہ مال کے مالک حقیقی نے اگر تجھے زیادہ دیا ہے اور دوسرے بندوں کو کم عطا فرمایا ہے تو یہ زائد مال ان دوسروں کا حق ہے۔ جو تیری آزمائش کے لئے تیرے ہاتھ میں دے دیا گیا ہے۔ تاکہ تیرا مالک دیکھے کہ تو اُن کا حق پہچانتا ہے یا نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ حق کے لفظی معنی واجب اور مقرر شدہ حصہ کے ہیں، پھر قرآن پاک نے حق اور باطل کو ایک دوسرے کے مقابل قرار دیا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر اچھی بات حق اور بُری بات باطل ہے۔

اسلام میں خواتین کے حقوق وفرائض سیرتِ طیبّہ کی روشنی میں

حقوق والدین، انسانی تعلق اور لگاؤ کے اعتبار سے دینوی رشتوں میں انسان سے قریب تر اس کی والدہ ہے۔ اس لئے اس لئے ماں کے حقوق کی ادائیگی کی سب سے زیادہ تاکید کی گئی ہے۔

وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حُسْنًاط

ہم نے انسان کو ہدایت کی ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرے۔

(العنکبوت ۲۹/ ۸)

ماں ہم خیال نہ ہو خود اللہ اور رسول اللہ کی مخالف ہو۔ پھر بھی قابلِ عزت و خدمت ہے۔ ماں کے روپ میں سنتِ النبی ؐ کی روشنی میں وہ حق اور درجہ ملا، کہ اگر گناہ کا دھبہ مٹانا ہے تو ماں کو راضی کرو۔ عورت نے ماں بننے کے عمل میں مشقت اُٹھائی اولا داس کے لئے مشقت اٹھائے، کیا خوب فیصلہ ہے۔ ممتا کا وہ بھرم رکھا کہ سگی، سوتیلی دونوں قابلِ تعظیم اور سماوی مقام و مرتبہ کی حقدار ٹھہریں۔ ماں کی بہن خالہ یہاں تک کہ ماں کے عزیز و اقارب تک سے نیکی کا حکم صادر فرمایا۔

جامع ترمذی کی ایک حدیث میں ہے کہ آپ ؐ نے ایک دن صحابہ ؓ سے ارشاد فرمایا، اور تین دفعہ ارشاد فرمایا۔

''کیا میں تم لوگوں کو بتاؤں کہ سب سے بڑے گناہ کون کون سے ہیں؟ پھر آپ ؐ
نے فرمایا اللہ کے ساتھ شریک کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، اور
معاملات میں جھوٹی گواہی دینا اور جھوٹ بولنا۔''

راوی کا بیان ہے کہ پہلے آپ ؐ سہارا لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ لیکن پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور بار بار آپ ؐ نے ارشاد کو دہرایا، یہاں تک کہ ہم نے کہا۔ کاش اب آپ ؐ خاموش ہو جاتے۔ یعنی ماں کی نافرمانی کو اتنا بڑا گناہ قرار دیا کہ جیسے شرک کرنا۔

بیشتر مقامات پر والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کو توحیدِ الٰہی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ یعنی کہ والدین کے حقوق کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔

وَاعْبُدُوا اللہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِهٖ شَیْئًا وَّ بِلْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا۔

ترجمہ اور تم سب اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کرو۔

(النسآء ۴/ ۳۶)

اسلام میں خواتین کے حقوق وفرائض سیرت النبی ؐ کی روشنی میں

ایک طرف تو خواتین کو اُن کے صحیح مقام سے روشناس کروایا گیا تو دوسری طرف اُن کے حقوق کی ادائیگی کے

ساتھ ساتھ فرائض بھی بتائے اور اُن فرائض کی تکمیل کے لئے خواتین کو جن اوصاف کی ضرورت ہے۔ سیرتِ النبیؐ کی روشنی میں اُن کو بھی اجاگر کیا۔

حقوق و فرائض کی ادائیگی کے لئے خواتین کا صحت مند خصوصیات کا حامل ہونا ضروری ہے۔ سیرت النبیؐ کی روشنی میں ماں کا فرض ہے۔ بچے کی تربیت ایسی کرے کہ اس کو مضبوط کردار کا انسان بنانے کے لئے علم و عمل دونوں کی طرف توجہ دے۔ بچے کی ابتدائی قوت اولاد کی تربیت ہے۔ ماں کا باعمل ہونا ضروری ہے۔ جو بات وہ اپنے عمل سے اولاد تک پہنچائے گی۔ اس کی اثرات دیرپا اور یقینی ہونگے اور اولاد کی نظر میں ماں کا وقار قائم ہوگا۔

اسلام میں ماں کے حقوق و فرائض کی روشنی یہ ہیں کہ بچے کی ولادت سے لے کر جوانی تک اس کا خیال رکھے۔ جسمانی دیکھ بھال کے ساتھ ساتھ بچوں کی روحانی اور جذباتی نشو و نما کا بھی خیال رکھے۔ اور نیکی کی تلقین کرے۔ اولاد کی رضاعت، کفالت اور پرورش کرے جو اس کا طبعی فرض ہے نیک اولاد صدقہ جاریہ ہے۔ جس شخص کے ہاں ایک بیٹی ہو اور اس پر لڑکوں کو ترجیح نہ دی گئی تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

(ابوداؤد)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا۔

ترجمہ اے لوگوں! جو ایمان لائے ہو اپنے آپ کو اور اپنے اہلِ وعیال کو آگ سے بچاؤ۔

(التحریم ۹/۶۶)

مفسرین کرام نے اس سے مراد اولاد کی صحیح تربیت اور تعلیم لی ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔

”کسی باپ (ماں) نے اپنی اولاد کو نیک ادب سے افضل عطیہ نہیں دیا۔

(ترمذی)

ایک دوسر حدیث میں اس فرض کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے۔

”ایک آدمی کا اپنی اولاد کو ادب سکھانا ایک صالح خیرات کرنے سے افضل ہے۔

(ترمذی)

اسلام میں خواتین کے حقوق و فرائض سیرت النبیؐ کی روشنی میں

اللہ جل شانہٗ نے طفلِ آدم کو احسن اور افضل شکل و صورت عطا کی، اس کے خدوخال درست کئے بعد میں اسے ماں کی گود میں ڈال دیا کہ اب کردار سازی تمہارا فرض ہے، خواتین کو اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لانا ہوگا۔ کیونکہ روح انسانی کی بالیدگی اور نشو و نما کے لئے ماں کی آغوش ہی سے اچھی تربیت گاہ ہے اور آغوش فاطمہ ہی جوہرِ حسینؓ کو

اجاگر کر سکتی ہے۔ کربلا میں امام حسینؓ نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے دین کے تحفظ اور راہِ حق میں اپنا سب کچھ قربان کرنے کا بے مثال درس دیا۔

سیرت النبیؐ کی روشنی میں خواتین کے فرائض ماں کے روپ میں عورت مہر و وفا کا منبع ہے۔ یہ ایثار و قربانی کی علامت ہے۔ یہ وہی ہے جس نے مخلوق ہو کر خالق مجازی کا روپ دھارا تو اپنی گود میں پیغمبر بھی کھلائے اور اولیاء کرام بھی سیرت النبیؐ کی روشنی میں ماں کے فرائض کا تعین تو اسی مقام پر ہو جاتا ہے کہ اُس کی گود سے گزرے بغیر کوئی ذی حس، ذی شعور، ذی عقل نہیں کہلا سکتا۔

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ○

''تم وہ بہترین اُمت ہو جو لوگوں کے واسطے بھیجی گئی ہے۔ تاکہ نیکی کا حکم دو اور بُرائی سے منع کرتے رہو۔

(آلِ عمران ۳/۱۱۰)

ماں کا فرض ہے کہ بچوں کے دل میں حبِ رسول پیدا کرے اُن کے دل مین نبیؐ کی محبت کا شوق اُجاگر کریں کہ وہ سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کریں اور درست نبویؐ کا اتباع و پیروی کریں اور اپنے فرائض کی بجا آوری احسن طریقے سے انجام دیں۔ لاکھوں سلام ہوں! خیر البشرؐ پر جنہوں نے اَن گنت موقعوں پر باپ کے مقابلے میں ماں کی فضیلت کو بیان کی۔

قرآن کریم میں کئی جگہ اللہ کی عبادت اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم ساتھ ساتھ آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب انسانوں کو پالنے والا ہے اور اللہ ہی نے ماں کو یہ محبت اور شفقت عطا کی ہے کہ وہ اولاد کی خاطر ہر قسم کی تکلیف اور مصیبت جھیل کر انہیں اچھی تعلیم و تربیت دے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے بعد والدین کے حقوق کا ذکر کیا ہے۔

وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا

''تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم بندگی صرف اسی کی کرو اور والدین کے ساتھ نیکی کرو۔''

(بنی اسرائیل ۱۷/۲۳)

الجنة تحت اقدام الامهات۔

''ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔''

آپؐ کی سیرت کی روشنی کے طفیل خواتین کو موت کے بدلے زیست عطا ہوئی، فرش سے اُٹھا کر عرشِ بریں پر رکھ دیا گیا اور اُس کے قدموں تلے جنت قرار دے دی گئی۔

اسلام میں خواتین کے حقوق وفرائض سیرت النبی کی روشنی میں

ماں کا حق

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا۔ مجھ پر خدمت اور حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ تمہاری ماں میں پھر کہتا ہوں۔ تمہاری ماں، اس کے بعد تمہارے باپ کا حق ہے۔ اس کے بعد جو تمہارے قریبی رشتے دار ہوں۔ پھر جو اُن کے قریبی رشتہ دار ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ انسان کی پیدائش وتربیت میں عورت کا جو حصہ ہے۔ اس کے پیشِ نظر خواتین کے حقوق وفرائض کو سیرت النبیؐ کی روشنی میں مردوں کے برابر ہونے کے باوجود زیادہ قابلِ احترام مقام دیا گیا ہے اور ماں کی تکالیف اور مشقت کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔

حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہؐ جن کی گود میں حضرت امام حسینؓ نے پرورش پائی اور اُن کی خاطر تاریخِ اسلام کس قدر اہمیت اختیار کر گئی۔ اسلام میں سیرت النبیؐ کی روشنی میں خواتین کو جو حقوق وفرائض عطا فرمائے ہیں۔ وہ ان پر جتنی بھی شکر گزار ہوں کم ہے۔ بچہ دراصل عورت کی زندگی کا ایک ناگزیر حصہ ہے۔ عورت اپنے جوہرِ حیات سے اسے غذا فراہم کرتی ہے۔ بچہ عورت کے لئے نفسیاتی اطمینان کا باعث ہوتا ہے۔ بچے کے بغیر عورت خود کو نامکمل خیال کرتی ہے۔ بچہ ماں کی ذات سے اخلاق ودینی تعلیم حاصل کرتا ہے۔ ماں کی شفیق وعظیم ہستی کی سادگی، بردباری وتحمل مزاجی کے ان مٹ نقوش بچے کے ذہن میں نقش ہو جاتے ہیں۔

ایک شفیق ماں اپنی تمام کوشش اپنی اولاد کی تربیت میں صرف کرتی ہے۔ وہ سیرت طیبہ کی روشنی میں اولاد کو اسلامی تعلیمات سے بہرہ ور کرے اور خواتین کی عزت کا سبق سکھائے۔ حضرت مغیرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''بلاشبہ اللہ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی اور حق تلفی حرام کر دی ہے۔

(بخاری ومسلم)

اسلام میں خدا اور رسول اللہؐ کے بعد سب سے بلند درجہ ماں کا ہے۔ ماں کے ساتھ حسنِ سلوک کو حصولِ جنت اور گناہوں کی مغفرت کا ذریعۂ بتایا گیا ہے۔ قدرت نے عورت کو جو انسانی تخلیق کا شرف بخشا ہے تو اُس کے بعد نوعِ انسان کی حفاظت وتربیت کے اہم فرائض کی انجام دہی کے لئے ماں کی شفیق وعظیم ہستی کا بدلہ کوئی نہیں ہو سکتا۔

ایک ماں آنے والی نسلوں کے لئے زندگی کے بہترین لمحات کی قربانی دے کر اپنی ذات کی نفی کر کے سراپا مجسمۂ ایثار ووفا بن کر انسان کو انسانیت کے بلند مقام پر پہنچاتی ہے۔ وہ اپنے ان فطری فرائض اور بلند عزائم سے کبھی غفلت نہیں برتتی۔

سیرتِ طیبہ کی روشنی میں ماں کا فرض ہے کہ دنیاوی تعلیم کے ساتھ بچے کو حسنِ اخلاق کا درس دے دین کی باتوں اور اس کے احکامات پر سختی سے کاربند رہنے کی تلقین کرے۔ بچوں کی صحیح تربیت کی خاطر اساتذہ سے گہرا اور قریبی رابطہ رکھے۔ باوجود مالی مشکلات

کے بچے کی صحت، تعلیم اور آسائش کی خاطر تمام جائز اخراجات خندہ پیشانی سے برداشت کرے۔ ظاہری اور جسمانی نشو ونما کے بعد بچوں کی باطنی اور روحانی تربیت کا اہتمام کرے۔ بچے کی نشو ونما کے لئے رزقِ حلال اشد ضروری ہے۔ جب بچے کی نشو ونما رزق حلال سے ہوگی تو اُس کی زندگی تقویٰ اور پرہیزگاری کے بلند معیار پر پورا اترے گی۔

خواتین کو چاہیے کہ بچوں کے سامنے اپنے عمل اور کردار سے اچھا نمونہ پیش کریں۔ ماں کی تربیت سے ہی بچہ ایک اچھا شہری بن سکتا ہے۔

اسلام کی تشریح میں فرض ایک قانون ہے۔ جس کی عدم ادائیگی کی سزا متعین کی گئی ہے۔ جسے جہنم کی آگ کہا گیا ہے۔ اسی طرح فرض ادا کرنے والے کا کچھ حق بھی ہوتا ہے اور یہ حق ادا کرنا بھی لازمی ہے ذمہ داری ہے۔ جس کی عدم ادائیگی کے بارے میں تفتیش اور سزا کا اختیار دینادی عدالت کو بھی دیا گیا ہے اور قیامت کے دن بھی اُن کے بابت سوال ہوگا، گویا اُن سے پہلو تہی کسی دنیا میں بھی ممکن نہیں۔

اسلام میں خواتین کے حقوق وفرائض سیرت النبیؐ کی روشنی میں

بنتِ محمدؐ حضرت فاطمہ الزہرہؓ کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے عالم انسانیت کو ایک مکمل نمونہ عطا کیا۔ جو دنیا کی سب سے عظیم ماں ہے۔ حضرت فاطمہؓ جیسی ماں کی تربیت کا کمال ہے۔ جس کی اولاد نے مدینہ سے کوفہ تک اپنے خون کو نذرانہ پیش کر کے اسلام کو نئی تازگی بخشی۔

حضرت بابا فرید شکر گنج کے حالاتِ زندگی میں رقم ہے کہ آپ نے اپنی جوانی میں اپنی ماں سے کہا دیکھیں امی جان! اللہ کا مجھ پر کتنا فضل ہے کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے۔ میری تہجد قضا نہیں ہوئی اور اُس پر والدہ نے اللہ کا شکر ادا کیا، اور کہا بیٹا فرید تیری بات بجا مگر جب سے تو پیدا ہوا ہے اس عمر سے لیکر آخری دن تک میں نے تجھے بلا وضو کبھی دودھ نہیں پلایا، تو یہ ماں کے دودھ کی برکت ہے اور اُن کا کردار ہے۔ بابا فرید کی زندگی ایک آئینہ تھی جس میں ماں کا عکس تھا۔

حضرت اسماعیلؑ کی والدہ نے بیٹے کی پرورش کے سلسلہ میں مشقت برداشت کہ، مکہ کی ویران وادی میں آکر اطاعتِ الٰہی کا جو فرض انجام دیا۔ وہ اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند آیا کہ قیامت تک تمام حاجیوں کے لئے صفا اور مردہ کے درمیان چکر لگانا لازمی قرار دے دیا گیا۔

سیرتِ طیبہؐ کی روشنی میں خواتین کے حقوق وفرائض

اسلام میں خواتین کا حق سیرت النبیؐ کی روشنی میں عورت نصف انسانیت ہے۔ انسانیت کے ایک حصے کا ترجمان مرد ہے اور دوسرے حصے کی ترجمان عورت ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ عورت ایک پاکیزہ مخلوق ہے۔ یہ سراپا حسن وتزئین ہے۔ یہ آگہی وعرفان کی روشنی ہے۔ یہ رشد وہدایت کا مینارہ ہے۔ یہ علم ومعرفت کا ذریعہ ہے۔ نکاح مرد اور عورت کے درمیان عائلی زندگی کی

بنیاد فراہم کرتا ہے۔ جس کے نتیجے میں پاکیزہ تعلقات وجود میں آتے ہیں۔ قرآن نے رشتہ ازدواج کو حصان نام دیا ہے۔ جس کا مطلب ہے قلعہ بند ہو کر محفوظ ہو جانا۔ غیر اخلاقی حملوں سے بچاؤ کے لئے انہیں ایک حصار مل جاتا ہے۔ ایک دوسرے کے لئے شریکِ رنج وراحت، بے لوث اور غمگسار ہوتا ہے، مشکلات ومسائل کے حل میں دونوں ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں۔

نسلِ انسانیت کی بقاء کا واحد راستہ نکاح ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے عائلی زندگی کے استحکام اور بقاء کے لئے نہایت وضاحت سے ہدایات دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شوہر اور بیوی کے تعلق کو محبت اور رحمت کا تعلق قرار دیا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا۔

اور اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہاری ہی جانوں سے تمہارے جوڑے پیدا کئے۔

(الروم ۲۱/۳۰)

اگر ہم عورت کی تاریخ کا مطالعہ کریں۔ تو دنیا آباد ہونے کی تاریخ سے منسلک پائیں گے۔ جب کائنات نے اس دنیا میں حضرت آدم کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔ تو حضرت حوّا کو ان کے سکون کی ضمانت، انس ومحبت اور رواداری کے جذبات کا امین ٹھہرایا، اس طرح کائنات کا یہ حسین تحفہ جس کے وجود میں پھولوں کی خوشبو اور نرم ہواؤں کا سا گداز پایا جاتا ہے، روئے زمین پر حضرت آدم اور حضرت حوّا کا جوڑا نسل انسانی کی ارتقاء کا ذریعۂ بنا۔ حیثیتِ انسان عورت بھی اسی طرح اللہ تعالیٰ کا تخلیقی شاہکار ہے۔ جیسا کہ مرد البتہ خالق کائنات نے دونوں کی جسمانی، حیاتیاتی ساخت اور نشوونما میں فرق رکھا ہے اور اسی سے ظاہر ہے کہ مشیتِ الٰہی اس بات کی تائید کرتی ہے کہ دونوں کے حقوق وفرائض ان کی اُن ہی حالتوں کے مطابق متوازن کئے جائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ۔

ترجمہ نیک عورتیں فرمابردار اور شوہر کی عدم موجودگی میں محافظ ہوتی ہیں۔''

(النسآء ۳۴/۴)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''بہترین بیوی وہ ہے کہ جب تم اسے دیکھو تو تمہارا جی خوش ہو جائے، جب تم اسے کسی بات کا حکم دو تو وہ تمہاری اطاعت کرے، اور جب تم گھر میں نہ ہو تو وہ تمہارے پیچھے تمہارے مال کی اور اپنے نفس کی حفاظت کرے۔''

عورت پر اپنے شوہر کی اطاعت اہم فریضہ ہے۔ مگر اس سے بھی اہم فرض اپنے خالق کی اطاعت ہے۔ اگر کوئی شوہر خدا کے عائد کئے ہوئے کسی فرض سے باز رکھنے کی کوشش کرے، تو اس اطاعت سے انکار کر دینا عورت کا فرض ہے۔ اس صورت میں اگر وہ اُس

کی اطاعت کرے گی تو گناہ گار ہوگی۔

خیر متاع الدنیا المراۃ الصالحۃ۔

دنیا کی سب سے بڑی نعمت نیک اور صالح بیوی ہے۔

اسلام میں خواتین کے حقوق وفرائض سیرت النبیؐ کی روشنی میں

حق نکاح، ایلاء، طلاق، مہر، عدت، خلع، عورت کا نفقہ، عورت کے وہ حقوق ہیں۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیرت النبیؐ کی روشنی میں عورت کو دیئے ہیں۔

جھاد المراۃ حسن الغخل لزوجھا۔

''عورت کا جہاد شوہر کے ساتھ اچھا رہنا ہے۔''

عورت اللہ تعالیٰ کی صنّاعی کا ایک بہترین نمونہ ہے۔''سورۃ النسآء'' آپؐ پر مدینہ منورہ میں نازل ہوئی جس کو بغور پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت واقعی بہترین مخلوق ہے۔ اور صحیفہ کائنات کا حسین ترین نقش ہے۔ جس کی دلربائی پر مہر و ماہ نثار ہیں۔ جس کی رعنائی کو لالہ وگل ترستے ہیں، اسی سے انسانیت مکمل ہوتی ہے۔ عورت قدرت کا لازوال شاہکار ہے۔ نہ صرف نصف جان بلکہ نصف ایمان ہے۔ اس کے بغیر گزارہ کرنا ناممکن ہے۔ قدرت نے اسے تقدس وتعظیم کے لئے پیدا کیا۔ عورت نے ہی پیغمبروں، فلسفیوں، اور اقوام کے معماروں کی پرورش کا فرض ادا کیا۔

اسلام میں خواتین کو مقامِ عظیم عطا کیا کہ جب وہ بیٹی ہو تو اس کے سر پر عصمت کا دوپٹہ ہوتا ہے۔ جب یہ بہن ہو تو اس کے سر پر عفت وحیاء کی چادر ہوتی ہے۔ جب یہ بیوی ہو تو اس کے دامن میں وفا کی عظمتیں ہوتی ہیں۔ اور یہ ماں بنتی ہے تو اُس کے قدموں میں جنت ہوتی ہے۔ مرد عورتوں پر قوّام ہیں۔ اس بناء پر کہ اللہ تعالیٰ نے اُن میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور وہ اس بناء پر کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔

(سورۃ النسآء ۴/۳۴)

قوّام اس شخص کو کہتے ہیں۔ جو کسی فرد یا ادارے یا نظام کے معاملات کو درست حالت میں چلانے اور اس کی حفاظت ونگہبانی کرنے اور اس کی ضروریات مہیّا کرنے کا ذمہ دار ہو۔ سیرت النبیؐ کی روشنی میں یہ حق ہے کہ اُس کا خاوند اُس کی تمام ضروریات کا خیال رکھے۔ اُس کے ساتھ الفت ومحبت کا سلوک کرے بلاوجہ اس سے ناراضگی کا اظہار نہ کرے۔

عن عائشۃؓ قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

خَیرُکُمْ خَیرُکُمْ لِاَھْلِهٖ وَ اَنَا خَیرُکُمْ لِاَھْلِیْ۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضور پاکؐ نے فرمایا کہ

''تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے بیوی بچوں کے ساتھ اچھا سلوک اور برتاؤ کرے۔
جیسا کہ میں تم سب سے زیادہ بہترین ہوں۔ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ۔''

(ابنِ ماجہ، ترمذی)

حضرت ابوشریحؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔
''اے لوگو! میں اللہ پاک سے ڈرتا ہوں یتیم اور عورت کے حق کا خیال نہ کرنے سے۔''

(نسائی)

سیرت النبیؐ کی روشنی میں خواتین کا فرض ہے کہ اپنے قول و عمل سے ہر وقت شوہر کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کریں، کامیاب زندگی کے لئے یہ انتہائی ضروری ہے اور آخرت میں بھی اُس کا عظیم اجر ملے گا۔

خواتین کے حقوق کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔
''مردوں سے تم پر عورتوں کے حقوق ہیں۔ اُن کے کھانے اور کپڑے
میں تنگی نہ کرو اور اُن کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔''

اس مسئلہ کی اہمیت کا اندازہ اس حدیث سے ہوتا ہے کہ وصال کے قریب بالکل آخری وقت آپؐ نے دوبارہ مردوں کو تاکید کی کہ خدا سے ڈرو اور عورتوں کے حقوق کو نظر انداز نہ کرو، عورتیں تمہارے ہاتھوں میں قیدیوں کی مانند ہیں۔ تم نے اُن کی ہاتھ اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھ کر پکڑا ہے۔''

خواتین کی حیثیت عمومی رکن کی ہے۔ خواتین کو سیرت طیبہ کی روشنی میں حق ملنا چاہیے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کا اظہار کر سکیں۔ خواہ ملک کی سیاست ہو کہ معیشت، علم کا میدان ہو یا معاشرت کا پہلو، آپؐ کے دور میں خواتین نے غزوات میں شرکت کی۔ اور ان کی صائب رائے سے استفادہ کیا جاتا رہا، کتنی ہی صحابیات ہیں۔ جن سے احادیث روایت کی گئیں ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کا مقام ممتاز ہے۔

امام ابوحنیفہ کے نزدیک عورت حدود و قصاص یعنی فوجداری مقدمات کے علاوہ دوسرے تمام مقدمات میں قاضیہ بن سکتی ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جب عورت قاضی اور مفتی بن سکتی ہے تو مجلس شوریٰ یا اسمبلی کی رُکن بھی بن سکتی ہے۔ کیونکہ پالیسی بنانا اور قانون سازی کرنا فتویٰ ہی کی ایک قسم ہے، عدالت میں فریقین اور گواہوں کے بیانات سن کر فیصلہ دے سکتی ہے اور بطورِ گواہ عدالت میں پیش ہو سکتی ہے۔

قرآن حکیم اور صحیح احادیث میں خواتین سے مشورہ لینے اور اگر رائے درست ہو تو اُس پر عمل کرنے کا جواز ثابت ہے۔ حضرت شعیبؑ نے بیٹی کے مشورے سے حضرت موسیٰؑ کو کچھ شرائط پر اپنے پاس نوکر رکھ لیا تھا۔

سیرت النبیؐ کی روشنی میں آپؐ جہاں ہر قدم پر خواتین کے حقوق، ان کی دل جوئی اور انتہا درجے کے حسنِ سلوک کا درس دیا۔ وہاں اپنی تعلیمات کے ذریعے مسلمان خواتین کی ذمہ داریوں اور ان کے فرائض کا بھی جا بجا حکم فرمایا، انسانی فطرت ہے۔ جس میں جبلت بھی مضمر ہے کہ حقوق لینے میں جلدی ہو۔ لیکن دینے میں بد دلی، حالانکہ شریعت کے مطابق ایثار اور احسان کے ضمن میں حقوق دینا لینے سے زیادہ باوقار شعار ہے یہ صفت ذات انسانی کی عظمت کو بڑھاتی ہے۔

خواتین کے حقوق و فرائض سیرت النبیؐ کی روشنی میں

حق نکاح

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''النکاح سنتی'' نکاح میری سنت ہے۔ حق نکاح سے عورت کو مکمل تحفظ اور تقدس کا مرتبہ مل گیا۔ انسان کے ذہن میں عورت کا وقار، مقام و مرتبہ اور اُس کے شخصی حقوق کا تخیل جاگزیں ہوا۔

ارشادِ خداوندی ہے۔

فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَ اٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ

ترجمہ ان کے سرپرستوں کی اجازت سے اُن کے ساتھ نکاح کرلو اور مصروف طریقے سے ان کے مہر ادا کردو۔

(النسآء ۴/ ۲۵)

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''بیوہ یا مطلقہ کا نکاح نہیں کیا جائے گا۔ جب تک اُس کی رائے معلوم کر لی جائے۔ کنواری کا نکاح نہیں ہوگا۔ جب تک اُس سے اجازت نہ لے لی جائے۔''

صحابہؓ نے عرض کیا کہ وہ تو شرم و حیاء کی وجہ سے بولے گی نہیں۔ اُس سے اجازت کیسے لی جائے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ''اس کا سکوت ہی اس کی اجازت ہے۔''

خواتین کو بھی نکاح میں انتخاب کی آزادی کا حق دیا ہے۔ جس طرح مردوں کو دیا ہے خواتین سیرت النبیؐ کی روشنی میں رفیق حیات کے انتخاب میں آزاد ہیں اور اہلِ خاندان کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ لڑکی کی مرضی کے بغیر رشتہ نکاح میں باندھ دیں۔ خنساء بنت حزامؓ کا نکاح ان کے باپ نے اُن کی مرضی کے خلاف کر دیا تھا، تو آپؐ نے یہ نکاح ختم کروا دیا تھا۔

سیرت النبیؐ کی روشنی میں نظام نکاح کے تحت مرد پر عورت کی راحت انسانی، ضروریات زندگی کی ذمہ داری عائد کی جاتی

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرد پر پابندی لگا دی ہے کہ جس طرح وہ عورت سے خدمت و راحت کا متمنی ہے۔ اسی طرح وہ اُس کے آرام و راحت کا بھی خیال رکھے اور ویسا ہی سلوک کرے۔ جیسا سلوک وہ اس سے اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں کو عورتوں سے حسنِ سلوک کی تلقین فرمائی۔

آپؐ نے فرمایا۔

''عورت گھر کی نگہبان اور منتظم ہیں۔ اس کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آیا کرو۔''

حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔

''تم میں سے اچھے وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں اچھے ہیں اور اہل وعیال کے حق میں اچھے ہیں۔''

(ترمذی)

قرآن پاک میں مرد اور عورت کے حقوق و فرائض کی روشنی میں عین اسی سطح پر ہیں جس سطح پر مرد کے ہیں۔ مرد اور عورت کے حقوق و فرائض میں کوئی امتیاز نہیں، چونکہ مرد اور عورت کی باہمی رفاقت سے ہی انسانیت کو فروغ ملتا ہے، اور مرد اور عورت کے باہمی تعاون سے ہی زندگی کا سفر قانون خداوندی کے تحت سیرتِ طیبہ کی روشنی میں طے ہوتا ہے۔

ازدواجی زندگی کی کامیابی کا دارومدار محض حقوق و فرائض کی برابری پر نہیں ہوتا، بلکہ آپس میں رحمت و محبت کے جذبات پر منحصر ہوتا ہے۔ آپؐ نے عورت کو حقوق و فرائض میں مرد کے برابر ہونے کے باوجود زیادہ قابلِ احترام مقام عطا فرمایا ہے۔

اسلام میں خواتین کے حقوق و فرائض سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

حق مہر

مہر خواتین کا حق ہے جو نکاح کے وقت ہی ادا کر دینا چاہیے۔ مہر اور نان ونفقہ وہ حقوق ہیں جن سے گریز کرنا مرد کے لئے ممکن نہیں۔

ارشادِ ربانی ہے۔

وَاٰتُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ

ترجمہ اور ان کو ان کے مہر قاعدے کے مطابق دے دیا کرو۔''

(سورۃ النسآء ۴/ ۲۵)

مہر ہر عورت کے لئے ایک تحفہ ہے اور اللہ نے مرد کے اوپر لازم کیا ہے کہ وہ اس کو ادا کرے۔ یہ عورت کا وہ اہم ترین حق

ہے۔ جو مرد کا پہلا فرض بنتا ہے۔

ایک اور جگہ ارشادِ پاک ہوتا ہے۔

اِذَآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ۔

ترجمہ "جبکہ تم اُن کو ان کا معاوضہ دے دو۔"

(سورۃ المائدہ ۵/۵)

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"جس کسی مرد نے بھی کسی عورت سے تھوڑے یا زیادہ مہر پر نکاح کیا اور اس کے دل میں مہر ادا کرنے کا ارادہ نہیں ہے۔ تو اُس نے عورت کو دھوکہ دیا، پھر وہ مہر ادا کئے بغیر مر گیا تو وہ خدا کے حضور اُس حال میں حاضر ہوگا کہ زنا کا مجرم ہوگا۔"

حضرت عقبہ ابن عامرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"بہترین مہر وہ ہے جس کا ادا کرنا آسان ہو۔"

مہر شوہر کی مالی حیثیت سے مطابق ہونا چاہیے۔ جس کو وہ آسانی سے ادا کر سکے۔ مہر عورت کا حق ہے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا۔

لوگو! عورتوں کے بھاری مہر نہ مقرر کرو۔ اس لئے کہ اگر یہ دنیا میں ذرا بھی عزت و شرف کی چیز ہوتی اور اللہ کی نظر میں بڑائی کی بات ہوتی تو نبیؐ سب سے زیادہ اس کے مستحق تھے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنے نکاح میں بارہ اوقیے سے زیادہ مہر مقرر نہیں فرمایا۔ اور نہ صاحبزادیوں کی شادی میں زیادہ مہر باندھا۔

قرآن مجید کا فرمان ہے۔

"اور تم لوگ بیویوں کو اُن کے مہر خوش دلی سے دے دیا کرو، ہاں
اگر وہ بیویاں خوش دلی سے چھوڑ دیں تم کو اس مہر کا کوئی
جز و تو تم اس کو کھاؤ مزے دار خوشگوار سمجھ کر۔"

(سورۃ النسآء ۴)

اسلامی قانون میں مہر ایک واجب امر ہے، جو خاوند پر عائد ہے اور جیسے خاوند اپنی بیوی کو بطور علامت احترام پیش کرتا ہے۔

مہر کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعے خاوند کو اپنی بیوی کو طلاق دینے سے روکا جا سکے۔

موجودہ دور میں مہر کا تقرر محض ایک رسم کی صورت اختیار کر گیا ہے اور اس کو ایک مذہبی فریضہ سمجھ کر کاغذی کاروائی تک محدود

کر دیا گیا ہے۔حق مہر کی اسلامی روح جو کہ اصل میں عورت کے حقوق کا تحفظ ہے۔اس کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔مہر کی ادائیگی کو عورت کے لئے یقینی بنانے کی ضرورت ہے۔اس لئے ضروری ہے کہ ایک مرد صرف اسی وقت شادی کر لے جب وہ حق مہر ادا کرنے کے قابل ہو۔جیسا کہ بعض اسلامی ممالک میں ہوتا ہے۔

اسلام میں خواتین کے حقوق وفرائض سیرت النبیؐ کی روشنی میر

حق طلاق

حق طلاق سیرت النبیؐ کی روشنی میں، زمانہ قدیم میں عورت کی تقدیر ایک مرتبہ کسی مرد سے وابستہ کر دی جاتی۔تو پھر مر کر ہی اس سے چھٹکارا ہوتا تھا۔خواتین کو اپنی ذاتی زندگی میں معمولی سا بھی اختیار نہیں تھا۔وہ مرد کے تابع ہو جاتی تھی۔

ارشادِ ربانی ہے۔

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ج

ترجمہ ''جو لوگ اپنی عورتوں سے تعلق نہ رکھنے کی قسم کھا بیٹھتے ہیں ان کے لئے چار مہینے کی مہلت ہے۔''

(البقرہ ۲۲۶)

زندگی کے نشیب وفراز کا نام ہے اور خواتین س نشیب وفراز میں سب سے زیادہ گھائل ہوتی تھیں۔عرب میں قاعدہ یہ تھا کہ ایک شخص اپنی بیوی کو بے حد وحساب طلاق دینے کا مجاز تھا۔قرآن پاک میں حکم آیا۔اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ طلاق دوبار ہے۔

(البقرہ ۲۲۹)

اس آیت کی رو سے ایک مرد ایک رشتہ نکاح میں اپنی بیوی پر حد سے دو ہی مرتبہ طلاق رجعی کا حق استعمال کر سکتا ہے۔جو شخص اپنی منکوحہ کو دو مرتبہ طلاق دے کر رجوع کر چکا ہو، وہ اپنی زندگی میں جب کبھی تیسری بار طلاق دے گا، عورت اُس سے مستقل طور پر جدا ہو جائے گی۔

ارشادِ خداوندی ہے کہ

''اگر رحمت ومحبت دونوں فریقوں میں قائم نہ رہے تو دونوں فریقوں کو خواتین وحضرات، یکساں طور پر ایک دوسرے سے علیحدگی اختیار کرنے کا پورا حق ہے۔''

طلاق اگرچہ ایک انتہائی مذموم اور ناپسندیدہ فعل ہے۔لیکن حالات اس حد تک پہنچ سکتے ہیں کہ نوبت طلاق تک آ جاتی ہے۔ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دینا، تو یہ شریعت کی رو سے سخت گناہ ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی بڑی مذمت فرمائی ہے۔اور حضرت عمرؓ سے یہاں تک ثابت ہے کہ جو شخص بیک وقت اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیتا تھا۔آپؓ اس کو دُرّے لگاتے تھے۔

خواتین کے حقوق وفرائض سیرت النبیؐ کی روشنی میں

حق خلع

شریعت میں لڑکی مرضی کے خلاف نکاح کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ خنساء بنت حزام کا نکاح اُن کے باپ نے اُن کی مرضی کے خلاف کر دیا تھا تو رسول اکرمؐ نے یہ نکاح ختم کروا دیا تھا۔ پہلا حق تو رضامندی کا ہے کہ عورت کی رضامندی کے بغیر نکاح جائز نہیں۔

حق خلع شریعت میں خلع اُسے کہتے ہیں کہ ایک عورت کا اپنے شوہر کو کچھ دے دلا کر اُس سے طلاق حاصل کرنا۔ خلع کی صورت میں جو طلاق دی جاتی ہے، وہ رجعی نہیں ہے بلکہ بائن ہے چونکہ عورت نے معاوضہ دے کر اُس طلاق کو خریدا ہے۔ اِس لئے شوہر کو یہ حق نہیں رہتا کہ اس طلاق سے رجوع کر سکے۔ البتہ اگر یہی مرد وعورت ایک دوسرے سے راضی ہو جائیں اور دوبارہ نکاح کرنا چاہیں تو ایسا کرنا اُن کے لئے بالکل جائز ہے۔

ابوُ داوَد، ترمذی اور ابنِ ماجہ میں متعدّ د روایات ایسی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس کی عدت ایک ہی حیض قرار دی تھی اور اسی کے مطابق حضرت عثمانؓ نے ایک مقدمہ کا فیصلہ کیا۔

(ابنِ کثیر جلد اوّل)

اسلام میں خواتین کے حقوق وفرائض سیرت النبیؐ کی روشنی میں

حق وراثت

اسلامی قانون کی رو سے خواتین وراثت و جائداد کی ملکیت میں اپنی قانونی حیثیت رکھتی ہیں اور آزادانہ طور پر اپنی ملکیت کی مالک ہیں اور اپنی مرضی کے مطابق کسی کو بھی دے سکتی ہیں۔ معاہدہ کر سکتی ہے ہر قسم کی خرید وفروخت میں آزاد ہے۔ اسلام وہ مکمل دین ہے کہ جس نے باپ کی وراثت میں بیٹی کا حق متعیّن کر دیا۔ تا کہ بعد میں کوئی حیل و حجت سے اسے غصب نہ کر سکے۔

ارشادِ خداوندی ہے۔ کہ

''عورتوں کے لئے بھی باپ، شوہر، اولاد اور دوسرے قریبی رشتہ داروں کی جائداد' ورواثت میں حصہ ہے۔ خواہ وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔

ارشادِ خداوندی ہے۔

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ

ترجمہ تمہاری اولاد کے بارے میں اللہ تمہیں ہدایت کرتا ہے۔

(النسآء:۱۱)

سورۃ النسآء میں واضح طور پر حکم دیا گیا ہے کہ میراث صرف مردوں ہی کا حصہ نہیں ہے بلکہ عورتیں بھی اس کی حق دار ہیں۔ میراث تقسیم ہونی چاہیے۔ خواہ کتنی ہی کم ہو حتیٰ کہ مرنے والے نے ایک گز کپڑا چھوڑا ہے اور دس وارث ہوں تو اُسے دس حصوں میں تقسیم ہونا چاہیے۔

حدیث میں آیا ہے کہ جنگ اُحد کے بعد حضرت سعید بن ربیعؓ کی بیوی اپنی دو بچیوں کو لئے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے عرض کیا!

''یارسول اللہ یہ سعد کی بچیاں ہیں۔ جو آپؐ کے ساتھ اُحد میں شہید ہوئے تھے۔
اُن کے چچا نے پوری جائداد پر قبضہ کرلیا ہے اور اُن کے لئے ایک حبّہ تک
نہیں چھوڑا ہے۔ اب بھلا کون اِن بچیوں سے نکاح کریگا۔''

مندرجہ بالا آیت اسی سلسلے میں نازل ہوئی تھی۔

میراث کے معاملے میں ہدایت ہے۔ مرد کا حصہ عورت سے دوگنا ہے۔ اگر کسی شخص کا بیٹا نہ ہو تو بیٹی کا حصہ کل ترکہ کا 2/3 حصہ ہے اور باقی 1/3 دوسرے وارثوں کا اور اگر مورث کا صرف ایک لڑکا ہو تو دوسرے وارثوں کی غیر موجودگی میں وہ کل مال کا وارث ہوگا اور اگر دوسرے وارث موجود ہوں تو اُن کا حصہ دینے کے بعد باقی مال اُسے ملے گا مورث کے والدینؑ کا 1/6 حصہ ہوگا۔

خواتین کو موقع دیا گیا ہے کہ اپنے مملوکہ مال کی بدولت چاہے تو مردوں کی دستگیری کے بغیر ہی راحت و آرام کی زندگی بسر کرسکتی ہے۔ ماں کا حصہ 1/3 ہے۔ بیٹی کا حصہ 2/3 ہے۔ بیوی کا حصہ 1/4 ہے۔ اور اگر بچے بھی ہوں تو بیوی کا حصہ 1/8 ہے۔ غرض کہ عورت نے بیٹی ہونے کی حیثیت سے بھی حصہ لیا اور ماں ہونے کی حیثیت سے بھی حقدار ٹھہری۔ اسلام میں خواتین کے حقوق یعنی حق وراثت کے بارے میں آگاہی ہونی چاہیے۔ اکثر خواتین کو شکایت ہوتی ہے کہ مردوں کی وجہ سے اُن کے حقوق سلب کر لئے گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ اپنے فرائض کی ادائیگی سے قاصر ہیں۔

اسلام میں خواتین کے حقوق و فرائض سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں بہت وسیع ہیں۔ باپ سے شوہر سے اولاد سے دوسرے قریبی رشتہ داروں سے خواتین کو وراثت ملتی ہے، اسلام نے بیواؤں کے حقوق متعیّن کئے۔ خاوند کی وراثت میں اُسے ایک مقررہ حصے کا حقدار قرار دیا، اگر مہر ابھی تک ادا نہ ہو تو خاوند کے مال سے اُس کی علیحدہ ادائیگی لازم قرار دی گئی۔ خاوند کی موت کا دائمی سوگ ختم کر کے چار ماہ دس دن کی عِدّت مقرر کی گئی۔

بیوہ کو دوسری شادی کی پوری آزادی دے دی گئی اور کسی کو اُس پر اپنی مرضی مسلط کرنے کی اجازت نہ دی گئی۔ بیوی اور مسکین کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والے کو مجاہد فی سبیل اللہ اور دن بھر روزہ رکھنے اور رات بھر عبادت کرنے والے کے برابر قرار دیا۔

سیرت النبیؐ کا مقصد سادہ لفظوں میں یہ تھا کہ آپؐ ہمیں بتائیں کہ ہمارے اوپر خالق و مالک کے کیا حقوق و فرائض ہیں اور کس طرح ادا کرنے ہیں؟ اور خدا کے بندے اور بندیوں پر ایک دوسرے سے متعلق کیا حقوق و فرائض ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ساری باتیں ہمیں صرف زبان سے نہیں بتائیں۔ بلکہ عمل کر کے دکھائیں۔ تاکہ ہم پر حجت تمام ہو جائے اور ہمارے پاس کوئی عذر باقی نہ رہے۔

اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول اللہؐ نے جو حقوق ہم کو دیئے ہیں، ہم لے کر رہیں گے، اُس عہد کے ساتھ ساتھ ہم اپنے رب سے یہ اقرار صالح بھی کریں کہ جس طرح ہم خدا کے بخشے ہوئے حقوق چاہتی ہیں، اسی طرح اس کے مقرر کردہ فرائض کی پابندی کا بھی عہد کریں۔ اس لئے کہ فرائض کو پورا کئے بغیر اپنے حقوق کا مطالبہ کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں۔

اصل مشکل یہ نہیں کہ حقوق ادا نہیں کئے جاتے۔ بلکہ بڑی مشکل یہ ہے کہ حقوق کا شعور نہیں ہے۔ جو جانتا ہی نہیں حقوق کیا ہیں، تو وہ اُن کی پرواہ کیوں کریگا۔

میری مسلمان خواتین سے درخواست ہے کہ تعلیمات نبویؐ کی روشنی میں اپنے حقوق کو پہنچائیں اپنے کردار کو سمجھیں اور اپنے فرائض اور ذمہ داریوں سے عہدہ برآں ہوں۔ خواتین کو سیرت النبیؐ کی روشنی میں اپنے فرائض احسن طریقے سے انجام دینے چاہییں۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ ربِ العلمین

....

اسلام میں خواتین کے حقوق وفرائض
سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

ڈاکٹر نوید مفتی۔اسلام آباد

ہر معاشرے میں عورت کئی روپ میں جلوہ گر ہوتی ہے' اور ہر روپ میں وہ اپنا ایک کردار رکھتی ہے۔ معاشرہ مذہبی ہو یا سیکولر' طبقاتی ہو یا غیر طبقاتی' عورت کو ہر حال میں اپنا کردار ادا کرنا ہوتا ہے۔ نوع کے اعتبار سے اگرچہ مرد اور عورت یکساں حیثیت رکھتے ہیں مگر جنس کے اعتبار سے دونوں جدا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ صنف نازک ہونے کے ناطے عورت کا دائرہ کار مرد سے الگ ہے۔ دورِ قدیم سے آج تک عورت کی اس حیثیت کا لحاظ کیا جاتا رہا ہے اور اس کو اس بناء پر خصوصی مقام واحترام اور مراعات حاصل رہی ہے مگر معاشرتی بگاڑ کی وجہ سے عورت کی یہ کمزور حیثیت اس کے لئے وبال جان بنتی رہی ہے۔ جس طرح ظالم سماج میں طاقت ور کمزوروں کو اپنے ظلم کا نشانہ بناتے ہیں اور ظلم اور حق تلفی کا یہ سلسلہ اوپر سے نیچے تک ہر سطح پر سرایت کر جاتا ہے' اسی طرح عورت بھی اس ظلم کا نشانہ بنتی ہے۔ وہ اپنے حقوق سے محروم کر دی جاتی ہے اور اسے ہر قسم کے ظلم سہنے کے لئے زندہ رہنا پڑتا ہے۔ ایک طویل عرصہ اسی حالت میں گزارنے کی وجہ سے وہ اس صورت حال کو اپنا مقدر سمجھ لیتی ہے اور پھر یہ کیفیت اس کی فطرت بن جاتی ہے۔

بگڑے ہوئے معاشروں میں عورت پر ظلم کی یہ سیاہ رات ہمیشہ طاری نہیں رہتی بلکہ ہر دور میں ظلم وناانصافی کے نظام کے خاتمے کے ساتھ ساتھ عورت کے حقوق کی بحالی کی جدوجہد بھی ہوتی رہتی ہے۔ حقوق کی یہ جدوجہد کبھی تو متوازن رہی مگر اکثر اوقات افراط وتفریط کا شکار ہوتی رہی ہے۔ عورت پر ظلم کا ایک دور آج سے 14 سو برس قبل گزرا جب وہ مرد کے ہاتھوں کھلونا بن چکی تھی' جب اس کا کوئی حق نہ تھا' جب وہ حیوانوں کی طرح منڈیوں میں فروخت ہوتی تھی' جب اسے مویشیوں کی طرح گھروں سے بچوں سمیت ہانک کر اپنے قبضے میں کر لیا جاتا تھا' جب وہ جائداد کی طرح اولاد میں تقسیم ہوتی تھی۔ جب باپ اسے اپنے مالی مفاد کے تحفظ کی بھینٹ چڑھانے میں عار محسوس نہ کرتا تھا' جب مرد اپنے اپنی ہوس کا نشانہ بناتا تھا اور وہ مکمل طور پر مرد کے رحم وکرم پر زندگی کے دن کاٹنے پر مجبور تھی۔ ستم کی یہ تاریک رات تب چھٹی اور یہ حق کی کرن اس وقت نمودار ہوئی جب عورت نے محمد عربی ﷺ اسلامی نظام کے علم بردار کی شکل میں اپنے محافظ ونگہبان پایا اور اس معاشرے میں ظلم سہنے والی یہ کمزور مخلوق اپنے حقوق کی حفاظت اور اسلامی نظام عدل کے قیام کے لئے غاصبوں کے سامنے فولادی دیوار بن گئی۔

آج کل کے خصوصاً پچھلے پچاس سال کے عموماً حالات کا تجزیہ کیا جائے تو یوں لگتا ہے کہ پاکستانی معاشرہ اپنے تضادات کی

پلیٹ میں آ چکا ہے' ایک قوم محض آئیڈیالوجی کی بنیاد پر اکٹھی ہوئی وگرنہ قومیت کے سارے بندھن دیگر نے مختلف تھے۔ قرآن پاک میں سورۃ صف آیت ۱۰-۱۱ میں ارشادِ ربانی ہے۔

''اے وہ لوگو! جو ایمان لائے۔ کیا بتاؤں تم کو ایسی نفع بخش تجارت جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دلائے۔ تم اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر ایمان لے آؤ اور اس کے دین کو اس (زمین) پر قائم کرنے کے لئے اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ جدوجہد کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔''

ہم نے بحیثیت قوم اللہ کے قانون (شریعت) کو نافذ کرنے' اپنا سپریم لاء بنانے کے لئے زمین کا ٹکڑا حاصل کیا۔ اسلامی اصولوں کو پرکھنے کے لئے تجربہ گاہ کا حصول (ارشادِ قائداعظم محمد علی جناح) قرارداد مقاصد، جو اب آٹھویں ترمیم کی صورت میں آئین کا عملی حصہ بن چکی ہے جس کی رو سے آئندہ کوئی قانون قرآن وسنت رسولؐ کے خلاف نہیں بنایا جا سکے گا۔ جو قانون موجود ہیں ان کو قرآن وسنت کے مطابق ڈھالا جائے گا۔ مگر عالم یہ ہے۔ ہم لوگوں کی ذہنیت اور طرزِ فکر اس طرح پروان چڑھ رہا ہے کہ فرائض کی چشم پوشی اور حقوق کی طلبی' خواتین پر ظلم ہو رہا ہے۔ تشدد کا نشانہ بن رہی ہیں۔

تمام میڈیا خصوصاً پاورفل میڈیا ٹیلی ویژن پر اس طرح کی راگنی آلاپی جا رہی ہے کہ مرد عورت کو اپنی جوتی کی نوک پر رکھتا ہے۔ جب چاہے طلاق دے دے۔ جب چاہے چولہا الٹ کر اُس کے خدوخال بگاڑ کر رکھ دے یا موت کی وادی میں دھکیل دے۔ آخر چولہا پھٹ کر بیوی کیوں جل مرتی ہے؟ ساس' نند کیوں نہیں؟ دراصل حقوق چھیننے کا واویلا وہی طبقہ مچا رہا ہے جو خود اسلامی کی حدود وپابندیوں سے بیزار ہے۔ تشدد وظلم حدود آرڈیننس کا مذاق' آدھی گواہی' چار شادیوں' مہر ونفقہ' طلاق وخلع' وراثت وجہیز کے خلط ملط کرنے کے نام سے خدا کے دین کا مذاق اُڑایا جا رہا ہے۔

گھریلو جھگڑوں کے اسباب کا بے لاگ تجزیہ ضروری ہے۔ جو ہماری قوتوں وصلاحیتوں کو دیمک کی طرح چاٹ رہے ہیں۔ ملازمت پیشہ خواتین کے مسائل الگ' متوسط طبقہ کی خواتین کے لئے شادی ایک بہت مشکل مرحلہ بن کر رہ گئی ہے۔ عام طور پر رشتوں میں قحط الرجال جیسی کیفیت کیونکر ہو کر رہ گئی ہے۔ اوپر سے ٹیلی ویژن جو ہر گھر کا اوڑھنا بچھونا ہے، میں ایسے ڈرامے پیش کئے جاتے ہیں جو کہ ایک شوخ وچنچل لڑکی کو گویا کہ

اُس آہو زخم خوردہ کی وحشت کھونی مشکل تھی، جس نے تجھ کو رام کیا۔

کے مصداق۔۔۔ کا اسیر کرنے کے گُر سکھائے جاتے ہیں۔ شادی کے بعد کے مسائل پر کبھی بھی سماجی' مذہبی لحاظ کوئی نصیحت آموز ڈرامہ نہیں دیکھایا گیا۔

اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنی نمائندگی کا حق ان مٹھی بھر خواتین کو نہ دیں جو حقوق مانگنے کا واویلا کر کے فرائض سے چشم پوشی کر رہی ہیں۔ بعض اوقات واقعی اس طبقہ کی خاتون زیادہ ہی پس رہی ہوتی ہے۔ مگر یہ بات عیاں ہے کہ آج کی عورت دینی معاملہ میں جس

قدر سمجھ بوجھ رکھتی ہے تو اظہر من الشمس ہے، اپنی کم علمی و کم فہمی کے سبب شائد اللہ کی حدود کا مذاق اُڑانے والی بن کر رہ گئی ہے اور خود کو مردوں کا شائد ضمیمہ کے روپ میں لے کر کبوتر کی طرح آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں۔

عورتوں کا دین

عورتیں اپنے دین کو مردوں کے حوالے نہ کریں وہ مردوں کا ضمیمہ نہیں ہیں اُن کی اپنی ایک مستقل شخصیت ہے۔ عورتوں کو بھی مردوں ہی کی طرح خدا کے روبرو پیش ہونا ہے۔ اور اپنے اعمال وافعال کا خود حساب دینا ہے۔ قیامت کے روز ہر عورت اپنی ہی قبر سے اُٹھے گی۔ اپنے شوہر، بھائی باپ کی قبر سے نہیں اُٹھے گی۔ وہ اپنے اعمال کا حساب دیتے وقت، یہ کہہ کر نہ چھوٹ جائے گی کہ میرا دین میرے مردوں سے پوچھو۔ اپنے طریق زندگی کی وہ خود ہی ذمہ دار ہے اور اُسے خدا کے سامنے اس بات کی جواب دہی کرنی ہوگی کہ وہ جس طریقہ پر چلتی رہی کیا سوچ کر چلتی رہی۔ (سیّد ابواعلیٰ مودودی) مسلمان اور لاعلم ہو: دو متضاد باتیں ہیں۔ ہمیں تو ان معزز و محترم خواتین کے کردار کا امین ہونا چاہیے جو کہ ہر مسئلہ رسولؐ اور بعد میں خلفائے راشدین وصحابہ کرامؓ کے سامنے رکھتیں اور مکمل راہنمائی حاصل کرتیں۔ حضرت ابو سعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مرد تو آپ کی باتیں سُن جاتے ہیں (مگر ہم عورتیں محروم رہتی ہیں) پس آپؐ اپنی طرف سے ہمارے لئے کوئی دن مقرر فرما دیجئے جس میں ہم آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوں تاکہ آپؐ ہمیں وہ علم سکھائیں جو آپ کو خدا نے سکھایا ہے۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ اچھا تم فلاں فلاں دن فلاں فلاں جگہ جمع ہو جانا۔ چنانچہ وہ عورتیں جمع ہونے لگیں۔ رسول کریمؐ ان کے پاس تشریف لے جاتے جو علم آپؐ کو اللہ نے سکھایا تھا اس میں سے انہیں تعلیم دی۔ (بخاری) ان صحابیاتؓ کی علم دین حاصل کرنے کی خواہش پوری ہوئی کہ حضورؐ کی خدمت اقدس میں درخواست کر کے اپنے لئے علیحدہ بندوبست کروایا۔ یہ جرأت وتڑپ اور حضورﷺ نے اُن کے اس حق کو تسلیم کرتے ہوئے خصوصی طور پر مخاطب فرمایا اور تعلیم دی۔

حضرت عائشہؓ کے علمی مقام کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے احادیث کی صحیح کتب میں ان کی مرویات کی تعداد (2000) دو ہزار سے زائد ہے۔ اس کا شمار ان پانچ صحابہ میں کیا جاتا ہے۔ جنہوں نے سب سے زیادہ احادیث روایت کیں۔ حتیٰ کہ شریعہ کے چوتھائی احکامات ان سے منقول ہیں باور کیا جاتا ہے۔ (فتح الباری جلد 7 ص 82-83) اسلام نے عورت کی جدوجہد کو صرف علم وفکر کے میدان تک محدود نہ رکھا بلکہ اس کی پرواز عمل کے لئے اس سے وسیع تر فضا میں کی وہ علم وادب کی طرح زراعت اور صنعت و تجارت میں بھی حصہ لینے بلکہ ترقی کرنے کا حق رکھتی ہے۔ بلکہ مختلف پیشوں اور صنعتوں کو اپنانے اور ترقی دینے اور بہت سی ملی واجتماعی خدمات انجام دینے کی اجازت ہے۔ حضرت نبی کریمﷺ نے حضرت عبادہ بن صامتؓ کی بیوی ام حرامؓ کی درخواست پر اُن کے حق میں دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی ان لوگوں میں شمار کریں جو خدا کی راہ میں جہاد کے لئے سمندر کا سفر کریں گے اور اُن کو بشارت دی گئی ہے کہ اُن کا شمار سابقین میں ہوگا (بخاری کتاب الجہاد)

انصار کی عورتوں کے بارے میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ انصار کی عورتیں دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے سلسلے میں حیاء اور شرم ان کے لئے رکاوٹ نہیں بنتی تھی۔

(مسلم کتاب الحیض)

مگر ہمارے لئے باعث تقلید مثال وہ ہے' ایک لمحہ لئے چشم تصور میں لایئے حضرت عمر فاروقؓ جیسی شخصیت کی قانونی و اجتہادی مجلس ہے جہاں ''حق مہر'' کی مقدار کے تعین پر بحث ہو رہی ہے' تو ایک عورت اگر ٹوکتی ہے کہ خدا اور اس کے رسولؐ نے مقدار کا تعین نہیں کیا تم کیسے کر سکتے ہو؟ جس پر حضرت عمرؓ نے کہا کہ آج ایک عورت قرآن سمجھنے میں مردوں سے، (فقہاء و مجتہدین اشخاص) سے بازی لے گئی۔

محض دوغلی پالیسیوں پر کڑھنا جلنا اس کا کام ہے۔ مگر عملی تدابیر کے لئے اس کے پاس بھی طاقت وصلاحیت نہیں ہے۔ یہ صرف محبتوں کے بندھن میں باندھ کر کولہوں کے بیل کی طرح کام ہی میں جتی رہتی ہے۔

عورت اپنی پہچان کے لئے شروع سے ہی کوشاں وسرگرداں رہی۔ تاریخ انسانی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت ایک طویل عرصہ سے مظلوم چلی آ رہی ہے۔ وہ ہر خطہ میں مظلوم تھی۔ یونان میں' روم میں' مصر میں' عراق میں' چین وعرب میں' ایک عرصہ تک یہ بحث جاری رہی کہ اس کے اندر روح ہے بھی یا نہیں؟ اس کا کوئی نام نہیں رکھا جاتا' بلکہ مرد کے حوالے' رشتہ سے اس کو پکارا جاتا تھا۔ اہلِ عرب زمانہ جاہلیت میں اس کے وجود ہی کو موجب عار سمجھتے تھے۔ بعض شقی القلب اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ ہندوستان میں شوہر کی چتا پر جلا کر راکھ ہونا پڑتا تھا۔ بعض راھبانہ مذاہب میں اسے معصیت کا سرچشمہ' گناہ کا دروازہ اور مجسم پاپ سمجھتے تھے۔

ماضی کی مختلف تہذیبوں کی طرح موجودہ مغربی تہذیب نے عورت و مرد کا سماجی معاشرتی رشتہ حیثیت متعین کرنے میں یہ غلطی کی کہ اس عورت کو اس کے حقیقی مقام سے ہٹا کر مرد کی صف میں لا کھڑا کیا۔ حالانکہ یہ قاعدہ...... ہے کہ کسی ملک میں اجتماعی زندگی کی ترقی اس وقت کرتی ہے جب عورت و مرد دونوں کا سیاسی' سماجی اور معاشرتی رشتہ ٹھیک ہو اور جنسی تعلق بھی صحیح ہے۔ عورت کی سعی و جدوجہد میں جو خلاء رہ جائے اس کو مرد پُر کر دے اور عورت کے سماجی و معاشرتی رشتوں میں توازن نہ ہو اور جنسی تعلقات میں بے اعتدالی ہو تو معاشرتی زوال اور انحطاط بڑھنے لگتا ہے۔ کیونکہ سماجی رشتوں میں توازن نہ ہونے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اجتماعی زندگی کے بعض گوشے خالی اور ویران ہونے لگتے ہیں اور بعض گوشوں پر ضرورت سے زیادہ قوت صرف ہوتی اور یہ دونوں باتیں معاشرہ کے لئے تباہ کن ہیں۔ اس طرح جنسی تعلقات میں بے اعتدالی سے سوسائٹی یا تو بے راہ روی کا شکار ہو گئی یا تجرد کی طرف مائل ہوئی۔

یہ مغربی تہذیب کا خاصہ بنتا جا رہا ہے۔ تاریخ کا یہ سبق روز روشن کی طرح عیاں ہے جن قوموں میں جنسی آوارگی عام ہوئی وہ زیادہ دیر تک زندہ نہ رہ سکیں اور تجرد نے کسی تہذیب کو وجود میں ہی نہ آنے دیا۔

موجودتجارتی و معاشرتی حالات پرغور وفکر کرنے والا یہ انسان اس بات کا اعتراف کرتا ہے۔عورت و مرد کے غلط رشتہ کے موجودہ مغربی تہذیب کی بنیادیں ہلا دی ہیں۔ اور انسان کو ایسے مقام پر لا کھڑا کیا ہے۔ جہاں ظاہری سکون اور مادی چین کے ہزار سامان کے باوجود وہ ان سے بالکل محروم ہے اور اس کا باطن پریشان اور دل بے اطمینان ہے۔

اسلامی معاشرے میں عورت کی حیثیت‘ مرتبہ و مقام اس کے حقوق و اختیارات اور فرائض و واجبات کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے کھلے ذہن کے ساتھ ہم پہلے عورت کے بارے میں اسلام کے تصورات سے واقفیت حاصل کرلیں۔

ا۔ انسان محترم ہے

اسلام کی نگاہ میں انسان من حیث الانسان‘ صنف کی تمیز کے بغیر اپنی خلقت اور صفات کے لحاظ سے فطرت کا ایک عظیم شاہکار ہے۔ وہ اپنی ظاہری صورت اور باطنی خصوصیات دونوں کے اعتبار سے کائنات کی ایک محترم و مکرم ہستی ہے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے سورۃ بنی اسرائیل میں ارشاد فرمایا ہے کہ

”ہم نے بنی آدم کو بزرگی بخشی ہے.... اور اپنی مخلوقات میں سے
بہتوں پر انہیں فضیلت بخشی“

(آیت نمبر ۷۰)

اور سورۃ التین میں فرمایا۔

”ہم نے انسان کو بہتر طریق پر تخلیق کی ہے۔“

(آیت نمبر ۴)

۲۔ معیارِ زندگی

ایمان وعمل

اس تصور کو تسلیم کرنے کے بعد انسان (خواہ مرد ہو یا عورت) کی عظمت فرش و خاک سے بلند ہو کر ماہ و انجم سے بھی کہیں آگے نکل جاتی ہے اسلام کے نزدیک انسان کی فلاح‘ سلامتی‘ فکر اور درستی عمل کے ساتھ وابستہ ہے۔ وہ ان نظریات کو جاہلانہ نظریات سمجھتا ہے جو عورت کی محض ہونے کی وجہ سے ذلیل تصور کر کے انسانیت کی بلند ترین سطح سے دور پھینکتے ہیں حضور ﷺ نے واضح اور غیر مبہم انداز میں بتا دیا ہے کہ عزت و ذلت‘ سربلندی اور سرفرازی کا معیار صلاح و تقویٰ اور سیرت و اخلاق ہے‘ جو اس کسوٹی پر جتنا کھرا ثابت ہوگا اتنا ہی خدا کی نگاہ میں قابلِ قدر مستحق اکرام ہوگا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النحل میں فرمایا کہ

”جس مرد اور عورت نے بھی اچھا کام کیا اگر وہ مومن ہے تو ہم اس کا پاکیزہ زندگی عطا کرلیں گے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے نزدیک صلاح وتقویٰ اور آخرت کی کامیابی کا جو معیار مرد کے لئے ہے وہی معیار عورت کے لئے بھی ہے، خالق کائنات یہ سوال نہیں فرمائے گا کہ تمہارا تعلق کس طبقہ یا کس صنف انسانی سے تھا؟

۳۔ مرد وعورت تہذیب کے میدان میں

قرآن بتاتا ہے کہ انسانی زندگی کے نشیب وفراز میں مرد وعورت میں سے ہر ایک دوسرے کا مددگار اور معاون رہا ہے۔ ایسے کسی معاشرہ کا تصور غلط ہے جو صرف تنہا عورت، یا مرد پر مشتمل ہو۔ تہذیب وتمدن کا ارتقاء دونوں کے اتحاد ومعاونت سے عمل میں آیا ہے۔ کوئی قوم وتحریک ان میں سے کسی بھی طبقہ کو نظر انداز نہیں کرسکتی۔ سورۂ توبہ کی اس حقیقت کی نشان دہی کرتی ہے۔

(آیت نمبر ۷۱)

''فرمایا گیا ایمان والے مرد اور ایمان والی عورت ایک دوسرے کے معاون ہیں وہ بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ جو اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں اُن لوگوں پر اللہ ضرور رحم کرے گا۔ بے شک اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔''

(سورۃ توبہ آیت نمبر ۷۱)

سورۂ آل عمران میں خالق کائنات نے ارشاد فرمایا ہے کہ

''میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کروں گا۔
خواہ وہ مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک ہی ہو۔''

باب نمبر 2

اسلام کا تصور انتہائی واضح ہے مگر عورت کے کیا حقوق وفرائض ہیں۔ وہ کس طرح ہیں اور ان کا حصول دسترس میں کس طرح ہے؟ اُن سوالات کے جوابات سے پہلے نظریہ ازدواج کا اجمالاً جائزہ لیں گے۔

شریعت

اسلامی قانون کے لغوی معنی پانی کو جانے والا رستہ، جو گھاٹ، گھاٹ، خدائی قانون کے ہیں۔ گویا جس طرح پانی زندگی کی علامت ہے اس طرح شریعت اسلامی انسانی فلاح وکامرانی کی ضامن ہے۔

شریعت اسلامی کے چند بڑے مقاصد یہ ہیں۔

۱۔ حفظ الدین

اس کے تحت مرتد کو سزا موت دی جاتی ہے۔

۲۔ حفظ النسل

انسان جان کے ضیاع پر قصاص و دیت کے قوانین۔

۳۔ حفظ المال

چوری، بددیانتی پر عقوبات، حرابہ (ڈکیتی) میں موت تک کی سزا ہے کیونکہ اس میں مال اور جان دونوں کو شدید ترین خطرہ لاحق ہوتا ہے اور نقص امن بھی ہوتا ہے۔

۴۔ حفظ العقل

شراب اور دوسری اشیاء (مسکرات) عقل پر پردہ ڈالنے والی اشیاء کی ممانعت ہے۔

۵۔ حفظ النسب

نکاح و عدت کی اہمیت، زنا کے لئے سزا، رجم کی سزا۔

اسلام دین فطرت ہے۔ اس میں کلمہ پڑھ کر داخل ہوں تو پھر سارے معاملات اجتماعیت کے دائرہ کے تحت ہی ہوں گے۔ ارکانِ اسلام کا تجزیہ کریں تو یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج سب عبادات اجتماعیت کی دعوت خیر دیتی ہیں۔ وہ دین پیدائش سے پہلے کے حقوق کا تحفظ کرتے ہوئے مرنے کے بعد تک کے معاملات میں دخیل ہے اور اس کے عین فطرت ہونے کی واضح دلیل ہے۔ جو ماں کے پیٹ میں بچہ کے حق جائداد، مالی تحفظ کی ضمانت دیتا ہے۔ اور مرنے کی صورت میں پہلے تجہیز و تکفین، قرض و وصیت پر عمل درآمد کے بعد باقی جائداد کی تقسیم ورثاء میں کرنے اور اس کی بیوی کو عدت میں مقیم کرنے کا مقصد اس کے احترام اور اس کے نسب کی حفاظت کی طرف دلالت ہے۔

شادی اللہ کو گواہ بنا کر بقیہ زندگی کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآء ہونے کے لئے دو افراد کے باہمی معاہدے کا نام ہے۔ اس معاہدہ کی رو سے مرد یا عورت دونوں میں سے کوئی کسی کا محکوم نہیں بنتا۔ جبکہ دونوں مشترکہ کوششوں سے ذمہ داریوں سے عہدبرآء ہوتے ہیں۔ کوئی یک فریق بھی خود غرضی، نفس پرستی یا ذمہ داریوں سے فرار چاہے تو شادی کا انجام ناکامی پر منتج ہوتا ہے۔ ضروری نہیں یہ ناکامی طلاق کی صورت ہو بلکہ دو افراد ناکام زندگی نبھا نہیں، کاٹ رہے ہوتے ہیں۔

شادی کے بڑے بڑے مقاصد یہ ہیں۔

۱۔ عصمت وعفت کی حفاظت

۲۔ بقائے نسل انسانی

۳۔ گھرانہ (بنیادی معاشرہ کا یونٹ) کی تشکیل

۴۔ مالی وجذباتی تحفظ

۵۔ معاشرتی فرائض کی ادائیگی کے لئے تعاون

اب ان سب باتوں پر مختصر سی روشنی ڈالی جاتی ہے

۱۔ عصمت وعفت کی حفاظت

شادی کا اہم مقصد معاشرہ کو بے راہ روی ہونے سے بچانا ہے۔ اسلام نے صرف، جائز اور فطری راہ کھلی رکھی ہے۔ کہ ہر حیثیت سے یہ مفید ترین راہ یعنی نکاح کے ذریعے مذہب وادیان' آئین وقوانین سب نے اس فطری طریقہ کو کھلا رکھا ہے۔ اس رشتہ پر خاندانی وقبائل زندگی کا دارومدار ہے۔ احصان کا لفظ جو قرآن میں لایا گیا ہے وہ حصن سے مشتق ہے۔ جس کے معنی قلعہ کے ہیں یعنی انسان شادی کر کے عفت وعصمت کے قلعے میں آ جائے اور مفاسد اخلاق سے محفوظ ہو جائے۔ شوہر کو محصن اور زوجہ کو محصنہ کہا گیا۔ گویا شوہر معاہدہ کی صورت میں ایک قلعہ تعمیر کرتا ہے جس کے ذریعے وہ دونوں اپنے نفس واخلاق کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس کو نکاح کا مقصد قرار دیا گیا ہے۔

سو اُن کے مالکوں کی اجازت سے ان سے نکاح کر لیا کرو اور اُن کے مہر اُن کو قاعدہ کے مطابق دے دیا کرو۔ اِس طور پر کہ وہ منکوحہ بنائی جائیں نہ تو اعلانیہ بدکاری کرنے والی ہوں اور نہ خفیہ آشنائی کرنے والیں۔

(النساء)

سورۃ المائدہ میں اس طرح کا بیان ہے:

پارسا عورتیں اہلِ کتاب کی' یہ سب بھی حلال ہیں' جب کہ تم اُن کو معاوضہ دیدو۔ اس طرح سے کہ تم بیوی بناؤ......نہ تو اعلانیہ بدکاری کرو نہ خفیہ آشنائی۔

شرک کے بعد بڑا زنا ہے۔ زنا کائنات کی مرکزی طاقت سے تصادم ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ شرک کے بعد کوئی گناہ اس نطفہ سے بڑھ کر نہیں جس کو کوئی شخص کسی ایسے رحم میں رکھے جو شرعاً اس کے لئے جائز نہیں تھا۔

(ابنِ کثیر۔ صفحہ نمبر 38)

''جس نے شادی کر لی تو اُس نے نصف دین پورا کر لیا۔''

(مشکوۃ۔ کتاب النکاح)

شرعی و آئینی حدود میں اپنے اپ کو جکڑ دینے کے کئی فوائد ہیں اور نکاح کا تاکیدی حکم مصلحت حکمت پر مبنی ہے۔ انسان کی سرشت میں جنسی میلان رکھا گیا۔ دنیا کی کوئی نظام بھی خرابی پیدا کئے بغیر' غیر فطری انداز میں ہی انہیں ایک دوسرے سے کلی طور پر علیحدہ کرنے میں کامیاب نہ ہوسکا۔ بلوغ کے بعد اس میلان فطری کے آثار کا ظہور شدت اختیار کرتا ہے۔ یہ تقاضا فطری ذرائع سے حاصل نہ ہو تو غیر فطری ذرائع سے تلاش کئے جاتے ہیں۔ اس لئے اسلام نے بات کو پسند کیا کہ نکاح کی پابندیاں اختیار کر کے مل جُل کر زندگی گزاریں اور جنسی خرابیوں سے محفوظ ہو جائیں۔ آج آتشک' سوزاک' عمل قوم لوط' استلذاذ بالنفس نہ صرف جانی' مالی اخلاقی و سیاسی نقصان ہو رہا ہے اور یہ امراض Fatal مُہلک بھی ہیں۔ نکاح سے بالکل مجبوری کی حالت میں عفت کی تاکید ہے۔

ایسے لوگ جن کو نکاح کی استعداد نہیں ہے وہ ضبط کریں تاکہ اللہ اپنے فضل سے اُن کو غنی کر دے۔ اسلام نے رشتہ ازدواج پر زور دیا ہے اور بالکل مجبوری کی حالت میں حکم دیا ہے۔ ضبط نفس پاک دامنی سے کام لے اور ضبطِ نفسِ کی جو جائز صورت ہو اُس کو عمل میں لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے مجبور آدمی کے لئے حکم دیا ہے کہ روزہ رکھ کر خواہشات نفسانی کا زور توڑے۔

''جو شخص اسباب جماع پر قدرت نہ رکھتا ہو اس پر روزہ لازم ہے کہ وہ شہوت کو توڑتا ہے۔''

آپؐ نے آزادی کے عوض' جوتی جوڑے' لپ ستو' کھجور پر شادی کی اجازت مرحمت فرمائی' ایک جگہ فرمایا کہ اے نوجوانوں کی جماعت' تم میں سے جو اسباب جماع کی قدرت رکھتا ہے اس کو نکاح کر لینا چاہیے۔ کیونکہ یہ نگاہ کو محفوظ رکھتا ہے اور شہوت کی جگہ بہت بچاتا ہے۔ گناہوں کے بڑے حصے کا تعلق جنسی میلانات ورجحانات میں سے ہے۔ شرعی تعلق وحدود، قیود میں آنے سے اسباب کی حد تک بے راہ روی کے خطرات کم ہو جاتے ہیں۔

بقائے نسل انسانی

نسل انسانی کی بقاء، حفاظت اور تعلیم وتربیت کا عمدہ ترین ذریعہ ہے۔

جیسا کہ سورہ اعراف میں فرمایا گیا ہے۔

''وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس کی جنس سے اُس کا جوڑا بنایا تاکہ اُس کے پاس سکون حاصل کرے پھر جب مرد کو ڈھانپ لیا تو اُسے ایک خفیف حمل ٹھہر گیا جسے لئے وہ چلتی پھرتی ہے۔ پھر جب وہ بوجھل ہوگئی تو دونوں نے مل کر اللہ سے دعا مانگی کہ اگر ہم کو اچھا سا بچہ دیا تو ہم تیرے شکر گزار رہوں گے۔''

اس طرح کا بیان سورۃ النحل میں ہوا ہے۔ (۷۲)

''وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے ہم جنس بیویاں بنائیں اور اُسی نے ان
بیویوں سے تمہیں بیٹے اور پوتے عطا کئے۔''

گویا اولاد در اولاد کا مقصد افزائش نسل ٹھہرانہ کہ روکنے کی کوشش ہو۔ انسانی زندگی کے ساتھ موت لگی ہوئی ہے۔ ہر شخص دنیا میں آتا ہے کہ اس نے لازماً ایک دن واپس جانا ہے۔ اس لئے دنیا میں انسانیت کے باقی رہنے کے لئے ضروری ہے کہ جانے والے اپنی جگہ دوسرے انسان چھوڑ جائیں۔

انسانی بچہ پیدائش کے وقت بالکل بے بس ہوتا ہے، وہ چلنے پھرنے کھانے پینے غرض ہر چیز کے لئے دوسروں کا محتاج ہے، والدین کی صورت میں دنیا میں اُسے ایسا ٹھکانہ میسر آجاتا ہے جو احساس فرض کے ساتھ ساتھ دل کے جذبے اور قلبی محبت کے باعث بچے کی پرورش، تعلیم و تربیت کرتے ہیں۔ پھر یہی چیز گھرانہ کی تشکیل کا باعث ہوتی ہے اور یہی چیز معاشرہ کو آگے چل کر وجود میں لاتی ہے۔ جو اس بچہ کی صلاحیتوں کو جلا بخشتا ہوا اس کی اجتماعی ضروریات دوسرے افراد سے منسلک کرواتی ہیں۔ یہ باہمی محتاجی تقسیم کار کو جنم دیتی ہے جو افراد کی ضروریات کو آسان اور قابلِ حصول بنادیتی ہیں۔ یہ تقسیم کار جو معاشرہ کی وجہ سے انسان کو ایسا وقت میسر آتا ہے جسے وہ فرصت و فراغت کا وقت کہہ سکتا ہے۔ جس کی وجہ سے اُس کی سوچ میں نمو و جلا آتا ہے۔ وہ نہ صرف مادی ضروریات کے فراہمی کے بعد خود اپنی توجہ ذہنی تربیت کی طرف زیادہ کرے۔ جس کی وجہ سے تہذیب و ثقافت کی ترقی ہوتی ہے۔ یہ ساری ترقی آرٹ و سائنس کے کرشمہ اسی وجہ سے ہیں۔

والدین کی صورت میں ہمہ وقت قربانی کا پیکر بچوں کو مل جاتا ہے اور والدین پر جو ذمہ داریاں، بچوں کی پرورش، گھر بار بنانا اور اس کی حفاظت کرنا دُکھ بیماریوں سے اُن کی حفاظت کرنا، والدین کو اُن کی خوابیدہ صلاحیتوں کو اُجاگر ہونے کا موقع ملتا ہے۔ انسانی اداروں میں غالباً صرف ازدواجی زندگی ہی ایسا ادارہ ہے جس سے تعلق رکھنے والوں کی یہ دلی خواہش ہوتی ہے کہ اُن کے سیکھے ہوئے زندگی کے ہر میدان میں اُن سے آگے نکل جائیں۔ حضرت معقل بن یسارؓ بیان کرتے ہیں ایک شخص رسول اللہ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا مجھے ایک عورت ملی ہے جو خوبصورت اور اچھے حسب و نسب والی ہے۔ مگر وہ اولاد پیدا کرنے والی نہیں ہے، کیا میں اس سے شادی کرسکتا ہوں؟ حضورؐ نے فرمایا کہ نہیں۔ وہ شخص دوسری مرتبہ آیا، حضور ﷺ کی خدمت میں آیا تو حضورؐ نے فرمایا اس عورت سے شادی کرو جو بہت محبت کرنے والی ہو، بہت بچے پیدا کرنے والی ہو کیونکہ تم لوگوں (کے بچے زیادہ ہونے) کے باعث اپنی اُمت کی کثرت تعداد پر فخر کروں گا۔

(ابوداؤد)

ازدواجی زندگی فراخی رزق کا ذریعہ بھی ہے۔ دو انسانوں کو اپنے حصہ کا رزق ملتا ہی ہے اور بسا اوقات اولاد ایسی ہی ہونہار نکل آتی ہے کہ گھر کی کایا پلٹ کر رکھ دیتی ہے ''اگر وہ مفلس ہوں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اُن کو غنی کردے گا۔ اللہ تعالیٰ کشائش والا ہے۔''

سورۃ الطلاق میں اس طرح آیا ہے کہ تم کو بھی اور اُس کو بھی رزق دیں گے (اُن کو رزق وہاں سے دیا تھا جہاں سے خیال تک نہیں گزرتا......)۔

شادی کا اہم مقصد معاشرہ کو بے راہ ہونے سے بچانے بقائے نسل انسانی کے توسط سے گھرانہ، معاشرہ کا بنیادی یونٹ تشکیل پاتا ہے اور مختلف گھرانوں کی مشترکہ صفات سے معاشرہ اور ملک کی صفات سے معاشرہ اور ملک کی ثقافت تشکیل پاتی ہے۔ تنہا انسان اپنی ثقافتی ورثہ کی حفاظت بخوبی نہیں کرسکتا' ایک اکیلا دو گیارہ' ایک کی نسبت دو افراد باہم مل کر زیادہ کام کرتے ہیں' مثالی گھرانے کی تشکیل وتعمیر کی ذمہ داریاں قبول کرنے سے جذباتی اور مالی تحفظ خود بخود مل جاتا ہے۔ باہمی رفاقت و اشتراک عمل سے بطور انعام خوشیاں بھی ملتی ہیں اور پھر یہ خوشیاں صرف ایک گھر تک ہی محدود نہیں رہتیں بلکہ معاشرے پر اُن کے اثرات، پڑتے ہیں۔

نکاح کا حکم۔ معاشرے کی ذمہ داری کے ساتھ

''اور تم میں جو بے نکاح ہوں اُن کا نکاح کردیا کرو' اور تمہارے غلام
اور لونڈیوں میں جو اُس لائق ہو اُس کا بھی۔''

(نور/٦)

اس آیت میں لفظ ''ایامیٰ'' کا استعمال ہوا ہے۔ یہ لفظ ''ایم'' کی جمع ہے۔ اس کا استعمال مرد و عورت دونوں کے لئے ہے' جس مرد کی بیوی نہ ہو اُس کو بھی کہتے ہیں اور جس عورت کا شوہر نہ ہو اُس کو بھی ایم کہتے ہیں پھر چاہے سرے سے ابھی شادی نہ ہوئی ہو یا شادی ہوئی تھی مگر شوہر یا بیوی کا انتقال ہو گیا۔

(ابنِ کثیر ۳ صفحہ ۲۸۶)

اِس سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے رشتہ ازدواج کے قیام کی تاکید فرمائی ہے۔

باب نمبر 19

آج کی مسلمان عورت اور دورِ جدید کا چیلنج

مسلمانوں کے ایک ہزار سالہ دورِ عروج کے بعد پچھلے تین سو سال سے مغربی وافکار و خیالات پوری دنیا کے لے معیار اور سند کی حیثیت حاصل کر چکے ہیں۔ پچھلی نصف صدی سے مغرب کا مطمع نظر یہ ہے کہ وہ دوسری اقوام اور معاشروں کو جسمانی طور پر غلام بنانے کے بجائے اپنی اقدار اور افکار اُن پر مسلط کرے کہ وہ اُنہیں اپنی ہی اقدار اور افکار دکھائی دیں۔ اسلحہ کی جنگ کا جواب بوسنیا' کشمیر' فلسطین' چیچنیا ہر جگہ منہ توڑ مل رہا ہے' یہ جنگ چھیڑ کر باطل نے مسلمانوں کے اندر چھپے ہوئے جذبہ ایمانی کو مہمیز

لگائی۔لہٰذا وہ حتیٰ الامکان اس سے صرف نظر کر رہا ہے۔اور اُس کے مؤثر ترین متبادل کے طور پر تہذیبی انقلاب کا راستہ اختیار کیا ہے۔ اور اُس مقصد کے حصول کے لئے اب ''گلوبل کلچر'' کے دلفریب نعرے کے ساتھ میدان کارزار میں کودا ہے اور بدقسمتی سے یہاں اُس کی کامیابی کے روشن امکانات پیدا ہو گئے ہیں۔

استعماری طاقتوں نے جان لیا ہے کہ مسلمانوں کا مضبوط فیملی سسٹم ہی دراصل وہ فیول اسٹیشن ہے جہاں سے مجاہدین تیار ہوتے ہیں' جہاں سے اسلامی تہذیب وتمدن کی نظر اور مغرب کی متعفن فضاؤں کا فرق محسوس ہوتا ہے اور باطل کے تمام تر منصوبوں کو خاک میں ملا دیتا ہے اور اُس فیول سٹیشن کا سب سے اہم اور بنیادی ذرہ عورت ہے' اپنے حقوق وفرائض سے غافل' حالات حاضرہ سے بے نیاز اور محض اپنی ذات کے لئے سوچنے اور اپنی بقاء کی جنگ بحیثیت عورت لڑنے والی عورت ہی دراصل عالم اسلام کے اندر وہ تخریب اور بگاڑ پیدا کرسکتی ہے۔

چنانچہ پہلے مرحلے کے طور پر عورتوں کے مسائل کو احساس۔(۱) محرومی بنا کر نمایاں کیا گیا۔مساوات مرد وزن کا نظریہ کہ مرد وعورت یکساں صلاحیتوں کے مالک ہیں اس لئے انہیں ہر جگہ مساوی مواقع ملنے چاہئیں۔سیاست' ملازمت، وراثت وغیرہ سوائے مرد کو جسمانی کاموں یا کھیلوں کے کسی میدان میں برتری حاصل نہیں۔(۲) دوسرا پہلو یہ ہے کہ انسان کو اپنے۔ئے طرز حیات' قانون بنانے کے لئے کسی خارجی راہنما کی ضرورت نہیں۔اور اُن کو حکومتی ومعاشرتی قوانین کا مقصد یہ ہی ہے کہ ایک فرد کی زندگی کو زیادہ سے زیادہ خوش گوار بنایا جاسکے۔ہمارے معاشرے کے وہ ناسور جو اندر ہی اندر پک رہے تھے۔باطل نے اُن سب کا علاج فیملی سے بغاوت قرار دیا اور مسلمان نادار و بے خبر عورت حقوق طلب کرنے کے بجائے فیملی سے نجات اور آزاد زندگی کو ہی اپنا مشن بنا بیٹھی۔اگر یہ سازش کامیاب ہوگئی تو وہ اکلوتا محاذ جو کہ حق وباطل میں آج بھی کھلا ہے وہ خاموش ہو جائے گا۔پھر عالم اسلام سے بھی آوارہ' عیاش' فرسٹریٹیڈ' سنگل پیرنٹس نسل اٹھے گی کہ ایک وقت پھر ایسا آئے گا کہ وہ خود تہذیبی ورثے کو نیست ونابود کر کے استعمال غلبہ کی راہ ہموار کر دے گی۔

دوسری طرف خلافت راشدہ کے بعد مسلمان معاشروں میں آہستہ آہستہ خواتین کو ان کے جائز حقوق سے محروم کر دیا گیا جو انہیں دین نے عطا کئے تھے۔بادشاہوں کے حرم سراؤں میں سینکڑوں لونڈیوں کی موجودگی لازمی سمجھی جاتی تھی۔دور انحطاط شروع ہونے تک تو سلسلہ تو انتہاء کو پہنچ گیا' پھر اس کے ساتھ ساتھ مسلمان معاشروں کا دور غلامی شروع ہوا' نوآبادیاتی نظام عالم اسلام پر گزرا۔ کہیں انگریز' کہیں فرانسیسی' کہیں ولندیزی اور اب تلک کہیں بادشاہت' کہیں فوجی ڈکٹیٹر شپ' کہیں جمہوریت' کہیں فسطائیت اپنی بگڑی شکلوں میں موجود ہے۔مشرق اعلیٰ انسانی اقدار کا ادراک بھی کھو چکا ہے اب لے دے کے وہ ایک ہی قدر تسلیم کرتا ہے کہ وہ ہے قوت اور اُس کے مظاہر کی پرستش اور کمزوروں سے نفرت اور اُن کی تذلیل چنانچہ کسی کا کمزور ظاہر ہونا اس کے نزدیک اُسے ذلیل اور رسواء کرنے کے لئے کافی ہے۔

قوت کی اس پرستش کے نتیجے میں مرد عورت کو حقیر سمجھتا ہے۔اپنے مقابلے میں جسمانی لحاظ کمزور عورت کے احترام کے لئے

جس اخلاقی نفاست اور بلندی کی ضرورت ہے' مرد اس سے محروم ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ آج اس کا دل عورت کی انسانیت کے احترام سے خالی ہے۔ پسماندگی وغربت نے مزید اس کو حسن لطیف سے محروم کر دیا ہے کیونکہ غریب و مفلسی حسن ذہانت کو مٹا دیتی ہے۔ انسانی زندگی محض معاشیات بن کر رہ جاتی ہے' قوت واقتدار کی پرستش ہوتی ہے اور زندگی کو محض حیوانی خواہشات کے پیمانے سے ماپا اور تولا جاتا ہے۔

کہیں جاگیردارانہ نظام کام کر رہا ہے۔ ماؤں کا غلط رویہ جو ایک چھوٹے ننھے بچے کو ایک آمر مطلق بنا کر پروان چڑھاتی ہے۔ اس کی ہر نامعقول خواہش کو پورا کرتی ہے۔ اور اس کے مقابلے میں بیٹی کی تربیت محکومی کے انداز میں کرتی ہے۔ یہ فرق تربیت کا معیار لڑکے کو اپنی خواہشات نفس کا بے بس غلام بنا دیتا ہے اور دوسروں کو بلا چوں و چراں اپنے حکم کو بجالانے کا حکم دیتا ہے۔ اور جب اُس کی یہ خواہش پوری نہیں ہوتی وہ جھنجھلاہٹ کا شکار ہو کر اردگرد کے ماحول کو اپنا نشانہ بناتا ہے۔ لڑکی کو ساری زندگی ہے کہ ہر کیس میں عدالت انفرادی طور پر فیصلہ کرے دیت کا تعین کرے اور یہ حل زیادہ مناسب ہے' یہ ہی عقل وضمیر کو اپیل بات کرتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے قتل الجماعۃ بالواحد کے تحت نو لوگوں کو ایک بدلے میں قتل کیا کیونکہ قصاص (خون کے بدلے خون) میں زندگی کا مقصد یہ ہے کہ زندگی محفوظ ہو' یہ اس حکمت کا تقاضا تھا۔ اُس طرح عورت کی دیت نصف کرنے کا مقصد تو عورت کے قتل کو آسان تر بنانا ہو جائے گا جو کہ قصاص ودیت کی حکمت کے خلاف ہے۔ دیت تو دراصل تاوان اور جرمانہ ہے نہ کہ قیمت۔

اسلامی معاشرے میں عورت کو مرد کے مقابلے میں کچھ زیادہ حقوق حاصل ہیں۔ عورت کی چار بنیادی حیثیتیں ماں' بیٹی' بہن اور بیوی ہوسکتی ہیں۔

اسلامی معاشرے میں ماں کا کردار کی تعارف کا محتاج نہیں اور ماں کے کردار پر جو کچھ بھی لکھا گیا اُس پر اضافہ کرنا ممکن نہیں۔ ایک حدیث جس میں ابو ہریرہؓ سے روایت کیا گیا ہے کہ صحابہ نے رسول اللہؐ سے استفسار کیا کہ ہمارے حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ کون حقدار ہے؟ آپؐ نے فرمایا ماں۔ سوال کرنے والے نے عرض کیا اس کے بعد تو آپؐ نے فرمایا تیری ماں' تیسری بار بھی آپؐ نے فرمایا تیری ماں اور اُس کے بعد انہوں نے عرض کیا اس کے بعد تو آپؐ فرمایا تیرا باپ۔ یہاں تین گنا زیادہ باپ کے مقابلے میں حسنِ سلوک...... یہاں یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ کسی شخص کے حسنِ سلوک کی اولین حقدار اس کی ماں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کسی کے پاس محدود وقت اور وسائل ہوں تو شریعت اسلامیہ اس کی توجہ تو اولین محور اس کی ماں کو قرار دیتی ہے اس کو حکم دیتی ہے کہ وہ ماں کی ضروریات (Necessities) پوری کرے اور اگر اس کے وسائل ماں کی خدمت بجالانے کے بعد بچ جائیں تو ضروریات پوری کرنے کے بعد اس کی آسائشات (Comforts) بھی پوری کرے تاکہ وہ آسودہ زندگی گزار سکے اور اس سے بڑھ کر کوئی شخص ماں کو تحسینیات (Luxuries) مہیا کرنے پر قادر ہو تو اُس پر لازم ہے کہ وہ ایسا کرے۔ یہاں خرچ کرنے والے کو باپ کا حق شروع ہوتا ہے اُس لئے تین دفعہ حکم دیا ورنہ آپ سوال کرنے والے کو یوں بھی جواب دے سکتے تھے کہ ماں کی خدمت بجالانے اور اُس کی

ضرورت پوری کرنے کے بعد باپ کا خیال بھی رکھو۔

جدید تصور مساوات میں ماں کی بہتر ہے یا اسلامی نظام زندگی میں؟ اس پر بس نہیں۔ جنت، جو کسی بھی مسلمان کا مقصد اور مراد ہوتی ہے جو نیک لوگوں کا مسکن ہے۔ اُس کے حصول کے لئے ماں کی خدمت مشروط ہے۔ نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ ایک صحابی نے جہاد کی اجازت مرحمت کرنے کی درخواست دی۔ تو آپؐ نے سب سے پہلے اُس سے پوچھا کہ تمہاری والدہ زندہ ہے جواب دیا کہ ہاں زندہ ہے تو حکم دیا تم اُس کے ساتھ رہا کرو کیونکہ جنت اُس کے قدموں تلے ہے۔ کسی بھی روایت میں جنت باپ کے قدموں تلے نہیں شمار کی گئی۔

ماں کا ہی روپ جب ساس کی صورت اختیار کرتا ہے تو ہمارے ہاں چٹکلوں اور مذاق میں اُس کی شخصیت بگاڑ کر ظالم کی صورت میں اُبھر سکتی ہے۔ کیا واقعی ساس ایک مسئلہ ہے۔ اس موقع پر عجیب افراط وتفریط کی صورت سامنے آتی ہے۔ اس ضمن میں کوئی خدمت کرنا بہو کا کوئی شرعی حق نہیں مگر جس شوہر کی اطاعت وخدمت اس کے لئے جنت کی ضمانت بنتی ہے اس کا تقاضا ہے کہ وہ اس کی قربی رشتہ داروں سے حسنِ سلوک کرے۔

سورۃ النساء میں ہے کہ!

''اور رشتہ دار قرابت کے تعلق کو بگاڑنے سے پرہیز کرو۔''

سورۃ اسراء میں ہے۔

''رشتہ دار کو اس کا حق ادا کرو''

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

''جو صلہ رحمی کے ذریعے رشتے داروں کے حقوق ادا کرتا ہے۔
اللہ تعالیٰ بھی اُس کے حقوق ادا کرے گا۔''

یہاں خدمت گزاریاں طلب کی جاتی ہے جبکہ یہ فرض نہیں مگر احسن ضرور ہیں۔ داماد کے ساتھ ساس کا رویہ یکسر مختلف نوعیت کا ہوتا ہے جبکہ بیٹے کے معاملے میں ''جذبہ ملکیت'' کے تحت وہ شراکت محبت میں برداشت نہیں کرسکتی۔ اس میں اصول یہ یاد رکھا جائے کہ بیٹے پر ماں کا حق ہے اور بیوی پر اس کے خاوند کا۔ وجہ تنازع کی صورت میں۔ اس موقع پر ماؤں کی طرف یہ کہہ دینا کہ بہو کا رشتہ وقتی ہے جبکہ ماں کا رشتہ ہمیشہ کا سگہ ترین رشتہ ہے۔ یہ جھگڑوں کی وجہ خاندانی نظام میں ہندوانہ رسم ورواج کے در آنے سے ہی فساد برپا ہوا ہے۔ قرآن میں عائلی زندگی کی ''نجی حالات'' کے تحفظ کی مکمل ضمانت دی گئی ہے کہ نابالغ بچے اور غلام بھی پوچھ کر مخصوص اوقات میں آئیں۔ محبتوں اور قربتوں کہ اس تقسیم میں مرد پر توازن قائم کرنے کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔

بیٹی کی حیثیت سے وہ نہ صرف بیٹے کے برابر تر محبت و شفقت کے لحاظ سے بلکہ اس کا رتبہ بیٹے سے بڑھ کر ہے۔ایک حدیث میں اس طرح عائشہؓ بخاری شریف میں روایت کرتی ہیں کہ جس شخص پر بیٹیوں کی پرورش کی ذمہ داری ڈالی گئی اور اس نے اس ذمہ داری کو نبھایا اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ بیٹیاں اس کے لئے دوزخ سے بچاؤ کا سامان بن جائیں گی۔''

ایک روایت میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جو شخص دولڑکیوں کا بار اٹھائے اور اس کی پرورش کرے یہاں تک وہ بالغ ہو جائیں تو وہ شخص اور میں (رسول اللہ) قیامت کے دن اس طرح ساتھ ہوں گے۔حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آپؐ نے ہاتھ کی انگلیوں کو بالکل ملا کر رکھا۔ایک روایت میں بیٹیوں کے ساتھ بہنوں کو بھی شریک کیا۔سنن ابوداؤد اور جامع ترمذی میں بہنوں اور بیٹیوں کی تربیت اچھی کرنا اور بار اٹھانے کے بدلے میں جنت کا فیصلہ سنایا گیا ہے۔

گویا بیٹی کی پرورش کا اجر بیٹے کی پرورش کی نسبتاً زیادہ ہے۔ماں باپ کے مقابلے میں جنت کی ضمانت زیادہ دیتی ہے اس طرح بیٹی بیٹے کے مقابلے میں عذاب سے بچنے اور جنت کی ضمانت فراہم کرتی ہے۔بیوی کی حیثیت سے تمام معاشی و معاشرتی حقوق سے فیض یاب کرتے ہوئے اس کو تمام معاشی ذمہ داریوں سے بری الذمہ قرار دیا ہے۔بلکہ فقہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ فقہائے اسلام نے ایک خاص مدت کے بعد عورت کے والدین اور بہن بھائیوں سے ملنے پر اٹھنے والے اخراجات تک اس کے شوہر کے ذمہ ڈالے ہیں۔عورت کو یہ حق ہے کہ نکاح کے وقت یہ شرط منوائے کہ کھانے پکانے اور گھر کے دوسرے کام کاج کرنے کے لئے اس پر کوئی ذمہ داری نہیں ہوگی' اس کے ذمہ یہی ہے کہ وہ ان فطری ذمہ داری کو پورا کرے جو شوہر اور بیوی کے تعلقات قائم کرنے میں بنیاد فراہم کرتی ہیں اس کے بعد بچوں کی پرورش ہی اس کے ذمہ ہے۔یہاں تک ذمہ داریاں ادا کرنے کے بعد اسلام نے اس کو تمام دوسرے کاموں سے فارغ البال کر دیا ہے۔حدیث میں آیا ہے کہ'' خدا قیامت کے دن اس عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھے گا جو شوہر کی ناشکر گزار ہوگی حالانکہ عورت کسی بھی وقت شوہر سے بے نیاز نہیں ہوسکتی۔

(نسائی' حاکم' بزار)

ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ

'' مجھے دوزخ دکھائی گئی تو میں نے دیکھا کہ اس میں رہنے والوں میں اکثریت عورتوں کی ہے (وجہ یہ ہے کہ) وہ کفر کرتی ہیں۔حضورؐ سے پوچھا گیا کہ کیا وہ خدا کا کفر کرتی ہیں آپؐ نے فرمایا۔(نہیں بلکہ) شوہر کی ناشکری کرتی اور اس کا احسان نہیں مانتیں (اے مخاطب) اگر تو اُن میں سے کسی کے ساتھ زمانہ دراز تک احسان کرتا رہے پھر وہ تم سے کوئی (ناپسندیدہ بات دیکھ کر) کہے گی۔میں نے تم سے کبھی بھلائی پائی ہی نہیں۔''

(بخاری)

اسلام میں خواتین کے حقوق و فرائض
سیرتِ طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

فرزانہ شاہین۔ایبٹ آباد

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (الجمعۃ:۲)

ترجمہ جوانہیں اس کی آیتیں پڑھ کرسناتا ہے اوراُن کو پاک
کرتا ہے اورانہیں حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر:۷)

ترجمہ اور جو کچھ رسولؐ تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے وہ
تم کو روک دے اُس سے رُک جاؤ۔

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہیؐ تو ہو
ھم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمہیؐ تو ہو
جلتے ہیں جبرئیلؑ کے پر جس مقام پر
اس کی حقیقتوں کے شناسا تمہیؐ تو ہو

تمام تعریفیں اُس خدائے لازوال کے لئے ہیں۔جس کے فرمانِ شاہی ہے۔

”وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ“.

"And live with them in a good manner."

اورعورتوں کے ساتھ اچھائی سے زندگی بسر کرو،اور درود وسلام کے تحائف ہوں اُس ہادئ عالم پر جس کا فرمان عالی ہے۔

الدنیا کلها متاع و خیر متاع الدنیا المراۃ الصالحة

کہ دنیا ساری ساز وسامان ہی ہے اور دنیا کے سامان میں سے
کوئی چیز صالح خاتون سے اچھی نہیں۔

He Said

"No believer should hate his pious wife. If he dislikes one habit of her, it is possible he may like her for some other aspects of her character."

ابتدائے نگارش

''یہ بڑے نصیب کی بات ہے''

نقطۂ آغاز میں ہی یہ سوچ کر کہ میں ناچیز اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے ساختہ لبوں سے نکلتا ہے کہ ''یہ بڑے نصیب کی بات ہے''

مجھ سا کم بین، بے ہنر اور آپ کی مدح و ثنا
میرے مولا میں کہاں سے لاؤں قرآن کی زبان

میرے نبی محمد مصطفیٰؐ، احمد مجتبیٰ، عبداللہ کے دُرِّ یتیم، آمنہ بی بی کے لختِ جگر ہستیء پرنور ہیں۔ جمال کائنات حسنِ کائنات زینت کائنات ہیں۔ اعتراف عظمت کے لئے بھی باعظمت ہونا ضروری ہے۔ غور کیجئے۔

بادِ نسیم ''صلوا علیه و آله وسلموا'' کے ترانے سنائے گی
سویرے ''نور من نور الله'' کا ورد کرتے ہوئے طلوع ہوں گے۔
شفاف چشموں کی پرسکون سطحوں پر ''اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عظیم'' کے موتی تیرتے دکھائی دیں گے۔
آبشاروں کے شور میں ''وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ'' کے زمزمے گونجیں گے۔
سطح سمندر کے کنارے، پرندوں کی اڑانیں ''وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِین'' کے علم لئے ہوئے ہوں گی۔
لرزتے پہاڑ ایک ٹھوکر سے پُرسکون ہوتے ملیں گے۔
چاندنی کی ٹھنڈک شانِ محبوبیت کے سندیسے دے گی۔
الغرض کائنات کا ذرہ ذرہ اعلان کرے گا کہ سوائے رب کائنات کے، سرور کائنات سے افضل اور کوئی نہیں۔

دونوں جہاں آئینہ دکھلا کے رہ گئے
لانا پڑا تمہیں کو تمہاری مثال میں

سیّد الانبیاء خاتم المرسلین، قدوۃ الرسل، انسان کامل، عجز وانکساری کا عظیم شاہکار اور عدیم النظیر مرقع، معمار انسانیت عظیم ترین انقلابی شخصیت، عظیم ترین مُربّی، بہترین پیشوا اور نمونۂ تقلید، شارع کلام الٰہی کے عدیم المثال قاضی، لاثانی حاکم وفرمانبروا، لاثانی بُت شکن، رہنمائے کاروانِ انسانیت، نباضِ فطرت، صفاتِ جمیلہ کے حسین وجمیل ترین پیکر، خدا کی صنعت کا بہترین نمونہ، عدیم المثال معمارِ ملّت، عظیم ترین سوشل ریفامر، مبلغ اعظم، معلّم اعظم، طبیبِ اعظم، عظیم ترین قانون دان، علم ودانش کا بحرِ ذخار الغرض انگشت نمائی کے داغ سے بھی بڑی شخصیت تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تاریخ انسانیت میں عظیم ترین انقلاب لیکر آئے۔ فلاحی انقلاب، روحانی انقلاب، فکری انقلاب، اخلاقی انقلاب، سیاسی انقلاب معاشی انقلاب، معاشرتی انقلاب۔

؎ قدم قدم پہ برکتیں، نفس نفس پہ رحمتیں
جہاں جہاں وہ شفیع عامیاں گزر گیا
جہاں نظر نہیں پڑی وہاں ہے رات آج تک
وہیں وہیں سحر ہوئی جہاں جہاں گزر گیا

ہاں میں جب بھی جانب تاریخ ہوتی ہوں، اک حسین اور سنہرے دور میں کھوتی ہوں، فکر ونظر کے بیج بوتی ہوں اور پھر فرطِ مسرت میں روتی ہوں اور نتیجہ خیریت میں اُمتّی ہوتی ہوں اور خدا کا لاکھ لاکھ شکر بجالاتی ہوں کہ اُس رحیم ذات نے یہ نجات دھندہ بھیج کر تڑپتی انسانیت کو سکون دیا۔ عرب کی بنجر بنجر زمین پر، اُجڑے اُجڑے ذہنوں پر وہ ہستی کامل فوارۂ علم نقارۂ عمل کے پیرائے میں بوند بوند کبھی قطرہ قطرہ، کبھی نہر نہر کبھی بحر بحر ذہنوں زبانوں میں کرم کرم کرتے ہوئے، چھم چھم علم کی بوندیں برسانے لگی تو دَم بدم دیکھتے ہی دیکھتے عِلم کے اس چشمۂ بیکراں سے علوم کے بے شمار چشمے پھوٹنے لگے اور یہ کیوں اور کیسے ممکن ہوا، قرآنِ کریم کے ''چوتھے پارے'' میں اعلانِ ربّانی ہے کہ

''آسمان کی بلندیوں سے زمین کی پستیوں پر میں رب، ایک رسول بھیج رہا ہوں۔ جس کی نبوی ورسالت میں شک تو کیا تردّد کی بھی گنجائش نہیں۔ وہ انسانِ کامل ہوتے ہوئے اپنے دامن میں انسانیت کی رہنمائی کے لئے عِلم وحکمت کے موتی اور آفاقی تعلیمات کی شمع فروزاں لیکر آیا ہے۔''

یہ وہ تھے کہ جن کا انتظار شمس وقمر کو تھا کہ جس کی روشنی سے استفادہ کرنے والوں میں کوئی مومن شامل نہ تھا۔ انتظار ہی انتظار تھا۔ انسانوں کو انتظار تھا، فرشتوں کو انتظار تھا، جنوں اور پرندوں کو انتظار تھا، مظلوموں اور یتیموں کو انتظار تھا۔ بیواؤں اور ستم رسیدہ بچیوں کو انتظار تھا اور جب وہ آئے تو کائنات کا ذرہ ذرہ خوشی سے جھوم کر اعلان کرنے لگا کہ

یہ کون آیا کہ تاریخ بشر پھولوں سے مہکی ہے	تمدن کی جبیں پر چاندنی چپکے سے اُتری ہے

یہ کون آیا کہ شرفِ آدمیت حکمراں ٹھہرا
یہ کون آیا کہ ہر اک لفظ۔ ہے حکمِ خدا جس کا
یہ کون آیا کہ انسان کا مقدر جاگ اُٹھا ہے
یہ کون آیا کہ ارض وفرش تک۔ اِک نور پھیلا ہے

اللہ فرماتا ہے۔

"مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ"

(النسآء:۸۰)

کتنی بڑی ڈگری ہے۔انسانیت کے لئے کہ ایک بشر پرنور کی اطاعت خدا کی اطاعت کہلائی۔

یہ وہ نبیؐ تھا جو اپنے ساتھ مذہب اسلام کی تعلیمات لیکر آیا اور پھر اللہ نے خود ہی

"اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا"

(المائدہ:۳)

فرما کر ختم نبوت کا اعلان کرتے ہوئے دینِ اسلام کو تمام دینوں پر فوقیت دے دی اور ساتھ ہی فرما دیا کہ "پورے کے پورے دین میں داخل ہو جاؤ" اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضورؐ کی سیرتِ طیبہ پر مکمل عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور ساتھ ہی اعلان کیا گیا ہے کہ

"بے شک نبیؐ کی زندگی تمہارے لئے (بہترین) نمونہ ہے۔"

یوں اللہ نے دینِ فطرت (اسلام) کے مطابق سیرت پاکؐ کی سیرت کا عملی نمونہ پیش کرتے ہوئے زندگی گزارنے کا حکم دیا۔ بلاشبہ تہذیب اسلامی دنیا کی سابقہ یا موجودہ تہذیبوں میں سب سے زیادہ فطری اور نفس انسانی کے قریب تر ہے۔ اسلام نے "بنیادی حقوق" کا تصور انسانی تمدن کے اس دور میں پیش کیا۔ جب آزادی کا نظریہ انسانیت کے لئے اجنبی تھا۔ بحث سے اجتناب کرتے ہوئے۔قواعد وضوابط کے مطابق درج ذیل نکات کی شکل میں موضوع کو سمیٹنے کی کوشش کر رہی ہوں کہ "سیرت پاکؐ" ایسا موضوع ہے کہ کائنات سے بھی وسیع تر ہے۔

"کائنات گویا عالمِ اصغر ہے اور صاحبِ سیرت عالم اکبرؐ حضورؐ کی ذات بابرکات وجہ تخلیقِ کائنات ہے۔"

بلکہ اور میں ہوں اِک عاشقِ رسولؐ جو بحضور سرورِ کونینؐ عقیدت کے پھول نچھاور کر رہی ہوں، آنکھیں پُرنم ہیں تم ہی دعا کے ساتھ کہ شانِ نبوتؐ میں کوئی خطا سرزدہ ہو جائے۔اگر چہ کہ رحمۃ للعالمین کی رحمت پر پورا ایمان ویقین ہے۔

سرکار کے قدموں کے نشاں ڈھونڈ رہا ہے
جو اشکِ محبت میری آنکھوں سے گرا ہے

اس دعا کے ساتھ کہ شانِ نبوت ﷺ میں کوئی خطا سرزد نہ ہو جائے اگر چہ کہ رحمۃ للعالمین کی رحمت پر ایمان ویقین ہے۔

؎ کیوں میری خطاؤں کی طرف دیکھ رہے ہو
جس کو ہے میری لاج، وہ تو لج پال بڑا ہے

عورت کی حیثیت

دورِ جنم پرستی سے لے کر خدا پرستی تک، دولت کی آرزو سے لیکر شہرت کی تمنا تک، زہد و اتقاء کی خواہش سے لیکر اقتدار کی خواہش تک اور ہر تمنا کو زندہ جاوید رکھنے والے دم خم کو اور اُس دم خم کی حرارت کو صرف اور صرف عورت کے وجود سے تخلیق و بقاء ملتی ہے۔ عورت کے بغیر انسانیت کی تکمیل کا تصور ہی محال ہے۔ اگر مرد کائنات کے ایک پہلو کی تکمیل کرتا ہے تو عورت کائنات کے دوسرے حصے کی تکمیل و ترجمانی کرتی ہے۔ عورت کے بغیر کسی شاعر کی شاعری، کسی مصّور کا تخیّل اور کسی فلاسفر کا قول مکمل نہیں۔ کائنات اگر آنکھ ہے تو عورت اس کی پیشانی ہے، کائنات اگر پھول ہے تو عورت اُس کی خوشبو ہے۔ ایک مرتبہ کسی نے رابعہ بصریؒ سے پوچھا کہ عورت کو اللہ نے نبی کیوں نہیں بنایا، آج تک کوئی عورت نبی نہ بن سکی تو تابعہ بصریؒ نے بہت خوبصورت جواب دیا کہ عورت نبی تو نہ بن سکی۔ لیکن ''نبی کے وجود کی علامت'' تو عورت ہی ہے۔ اگر وہ تخلیق نبی کا فریضہ سرانجام دیتی ہے تو اِس سے بڑھ کر اُس کا مقام کیا ہوگا۔ اِسی مفہوم کو (قریب قریب) یوں بھی بیان کیا گیا ہے۔

؎ مکالمات فلاطون نہ لکھ سکی لیکن
اِسی کے شعلے سے پھوٹا شرر افلاطون

اسلام سے پہلے عورت کا مقام

اسلام سے پہلے دنیا نے جس قدر ترقی کی تھی۔ صرف ایک صنف (مرد) کی اخلاقی اور دماغی قوتوں کا کرشمہ تھی۔ مصر، بابل، ایران، یونان اور ہندوستان مختلف عظیم الشان تمدن کے چمن آراء تھے۔ لیکن اُن میں صنف نازک (عورت) کی آبیاری کا کچھ دخل نہ تھا۔ تاریخ انسانی اس امر پر شاد ہے کہ عورت ہمیشہ اپنے جائز تمدنی، اخلاقی، معاشی اور معاشرتی حقوق سے محروم رہی۔ علم و فن کے دروازے اس پر ہمیشہ بند رہے۔ روحانی ترقی کے مدارج طے کرنے کے راستے محدود کر دیئے گئے۔ اسے ''پالتو جانور'' کی حیثیت حاصل تھی۔ اِسے دائرہ انسانیت سے خارج کرنے پر بھی کہیں غور کیا گیا۔ کچھ تہذیبیں اس نظریے پر پروان چڑھی کہ ''عورت پیدائشی طور پر ''نجس اور ناپاک'' ہے۔ اِسے ہمیشہ ذلیل اور کم تر سمجھا گیا۔ مشرق میں عورت مرد کے دامن تقدس کا داغ سمجھی جاتی، روما اِس کو گھر کا ''معمولی اثاثہ'' سمجھتا ہے۔ یونان اِسے ''شیطان'' کہتا ہے، تورات اس کو 'لعنت ابدی کی مستحق'' قرار دیتی ہے۔ کلیسا اِس کو 'باغِ انسانیت'' کا کانٹا تصور کرتا ہے۔ عیسائیت میں تو کہا گیا ہے۔ ''عورتو! تم میں ہر عورت حوا ہے اور تم شیطان و شطینت کا دروازہ ہو۔'' یہودی عورت کو بدکردار، مکار اور فریبی خیال کرتا ہے۔ مسیحی یوریئیسن کی نگاہ میں عورت گناہ کی ماں اور برائی کی جڑ ہے۔''

عرب میں تو اِسے ''زندہ دفن'' کر دیا جاتا اور یوں باپ کا ''دستِ شفقت'' بیٹی کے لئے ''بھیڑیے کا پنجہ'' ثابت ہوتا۔

ے عورتوں کا بہت برا تھا حال ' سر بسر زندگی تھی ان کی وبال
کئی ان میں تھے ایسے بھی سفاک پیدا ہوتی جو بیٹی کرتے ہلاک
جیتے جی گڑھے میں چھپا آتے منوں مٹی تلے دبا آتے

سن ۵۸۲ء میں کلیسا کی ایک مجلس نے فتویٰ دیا تھا کہ ''عورتیں روح نہیں رکھتیں'' عجیب اتفاق ہے کہ جب کلیسا یہ فتویٰ جاری کر رہا تھا۔ اس سے چند سال پہلے جزیرۃ العرب میں وہ آخری نبی پیدا ہو چکا تھا۔ جو تمام کچلے ہوئے انسانوں کے حقوق کا محافظ تھا۔ ہندو مذہب میں ''رسم ستی'' موجود تھی۔ جس میں شوہر کے مرنے پر اُس کی بیوہ کو بھی اُس کے ساتھ جلا دیا جاتا۔

ے کوئی عورت جو بیوہ ہو جاتی زندگی سے وہ ہاتھ دھو جاتی
آگ میں ستی کر دیا جاتا شعلوں میں اُس کو دھر دیا جاتا

اسلام میں عورت کا مقام

جب صبح اسلام ظاہر ہوئی تو عورت بھی اسلام کے نور میں منور ہوئی اور ایمان و خیر کے ذریعہ اپنے نفس کو سیرابی اور فیاضی عطا کی اسلام نے کمال انسانی کی انتہا اور زندگی کی بلندیوں اور قدر و منزلت کی عظمت تک پہنچایا اور بلند کیا۔ اس کے لئے کہ کوئی مشکل اس کی راہ میں رکاوٹ نہ بنے، رستے کھولے۔ اسلام کے مطابق ایک مسلمان عورت (معاشرے و اسلام میں) قوی حصہ ہے اور اللہ کی آیات کی نشر و اشاعت میں علیحدہ مددگار اور اس کے اغراض و مقاصد کے پورا کرنے میں بے مثال نمونہ بنتی ہے۔ لہٰذا عورت کا بڑا اثر و رسوخ ہے۔ مردوں کی تربیت میں، علم کے پھیلانے میں، اسی طرح زبان و تلوار کے کارناموں میں بھی۔

قومی تاریخ کو چھوڑ کر اگر دنیا کی مذہبی تاریخ کا مطالعہ کریں تو صاف نظر آئے گا کہ اس کے اوراق بھی صنف نازک کے عظیم کارناموں سے خالی ہیں۔ مصر اس سلسلہ میں آسیہؓ بنت مزاحم کو پیش کرے گا۔ تورات مریم اخت ہارونؑ کو آگے بڑھائے گی، کبھی مریم عذیر علیہا السلام کو سامنے لایا جائے گا۔ اگرچہ ان خواتین کی مذہبی زندگی اور عظمت علم ہے۔ لیکن کیا ان مقدس اور پاک خواتین کا کوئی مذہبی یا اصلاحی کارنامہ تاریخ نے بھی یاد رکھا ہے؟ بخلاف اس کے اسلام نے جن پردہ نشینوں کو اپنے کنار عاطفت میں جگہ دی۔ انہوں نے دنیا میں بڑے بڑے عظیم الشان کام انجام دیئے۔ جو تاریخ کے صفات پر نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔ مانا کہ تمام دنیا اپنی قومی تاریخ پر ناز رتی ہے اور بجا طور پر کرتی ہے۔ لیکن اگر اس سے یہ سوال کیا جائے کہ اس افسانہائے پارینہ میں صنف نازک کی سعی و کوشش کا کس

قدر حصہ تھا؟ تو دفعتاً ہر طرف خاموشی چھا جائے گی اور فخر و غرور کا سارا ہنگامہ سرد ہو کر رہ جائے گا۔ یونان بلا شبہ اپنی ''ربات النوع'' کو پیش کر سکتا ہے۔ ہندوستان متعدد ''عصمت و عفاف کی دیویوں'' کے نام لے سکتا ہے۔ یورپ کا ''گولڈن ڈیڈس'' چند ''جنگ آزما عورتوں'' کو منظرِ عام پر لا سکتا ہے۔ لیکن کیا ان کی وجہ ترقی میں عورت کا بھی کوئی ہاتھ ہے؟ اور ان کی وجہ سے تمدن کا قدم ایک انچ بھی آگے بڑھ سکا ہے؟ تاریخ ان باتوں (سوالات) کا جواب نفی میں دیتی ہے۔ یہ دینِ اسلام ہی ہے جس نے عورت کو پستیوں سے اُٹھا کر بلندیوں کی طرف پرواز کرنا سکھائی۔ ہم اسلام اور دوسرے مذاہب میں عورتوں کے حقوق دیکھ سکتے ہیں۔ دیکھئے کہ اسلام نے عورت کو مقام دیا۔

عورت تحت الثریٰ تھی	اسلام نے اِس کو فوق الثریا پہنچا دیا
وہ گردِ راہ تھی......!	اسلام نے اس کو سرمۂ چشم یعنی نورِ چشم بنا دیا
وہ کانٹوں کے بستر پر تھی	اسلام نے اِسے پھولوں کی سیج پر بٹھا دیا
وہ موت و حیات کی کشمکش میں تھی	اسلام نے اُسے زندگی عطا کی
وہ زیب میخانہ تھی	اسلام نے اس کو زینتِ کاشانہ بنا دیا
وہ برباد تھی، ناشاد تھی	اسلام نے اِس کو آباد کیا، شاد کیا
وہ شمع محفل تھی	اسلام نے اِسے گھر کی ملکہ بنا دیا

وہ پاپ تھی، مجسّم گناہ تھی، نحوست تھی، کڑوا گھونٹ تھی، ہاتھوں کی میل کچیل تھی، پاؤں کی دھول تھی، بوجھ تھی۔

دیکھئے اسلام نے اِسے کیا مقام دیا۔ ''اسلام عورت کو بچپن میں شفقت، جوانی میں محبت، بڑھاپے میں عظمت اور مرنے کے بعد دعائے مغفرت کا حق دیتا ہے۔''

''قرآن کی روشنی میں''

''نہ ہو ممتاز کیوں اسلام دنیا بھر کے دینوں میں''
وہاں مذہب کتابوں میں یہاں قرآنی سینوں میں

قرآنِ مجید فرقانِ حمید نے ''خواتین'' کی مومنانہ صفات اور اُس کی معاشرتی ذمہ داریوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ وہ صفات درج ذیل ہیں۔

مسلمات

وہ اللہ پر اس کے رسولوں پر اور آخرت پر ایمان لانے والی اور اپنے اعمال میں اس ایمان پر قائم رہنے والی ہوتی

ہیں۔

قانتات

وہ اپنی ندگی کے تمام معاملات میں خدا کی طرف جھکنے والی، اس سے اپنی حاجت طلب کرنے والی اور اس پر توکل کرنے والی ہوتی ہیں۔

صادقات

وہ صاف گو، راست باز اور صادقہ ہوتی ہیں۔ اپنے قول وفعل میں سچی اور ثابت قدم رہنے والی اور مالک حقیقی کی مرضی پر مصائب برداشت کرنے والی ہوتی ہیں۔

خاشعات

وہ خدا کے حضور میں پست، اس کے احکام کے تابع اور اُس کی مرضی کی پابند ہوتی ہیں۔

متصدقات

وہ اپنے مال میں مساکین وفقراء کا حصہ نکالنے والی، عزیز واقارب کے حقوق ادا کرنے والی اور صدقہ وخیرات کا اہتمام کرنے والی ہوتی ہیں۔

صائمات

وہ روزہ رکھنے والی اور اللہ کے احکام کی پابندی کرنے والی ہوتی ہیں۔

حافظات

وہ اپنی عزت وآبرو کی محافظ، شرم وحیاء کی پتلیاں اور باعفت، باعصمت اور باکردار ہوتی ہیں۔

ذاکرات

وہ پیہم اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والی، اُس سے لو لگانے والی ہوتی ہیں۔

محصنات

وہ نیکوکار، پرہیزگار، پاک دامن اور معصوم ہوتی ہیں۔ وہ بھولی بھالی، صاف دل اور نیک طینت ہوتی ہیں۔

یعنی قرآن نے نہایت فصاحت کے ساتھ عورتوں کے فرائض (خصوصیات) بتادیئے ہیں۔

(الاحزاب)

ولهن مثل الذی علیھن بالمعروف

(و للرجال علیھن درجة)

اوران عورتوں کے ان پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے اُن کے

(البقرۃ:۲۲۸)

سورۃ النسآء میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

''مرد عورتوں کے نگران ہیں۔اس سبب سے کہ اللہ نے ایک کو ایک پر فضیلت دی ہے اور اس لئے کہ انہوں نے اپنا مال خرچ کیا۔''

''سورۃ الفرقان'' میں ارشاد ہوتا ہے۔

(والذین یقولون ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریتنا

قرۃ اعین وَاجعلنا للمتقین اماما)

اور وہ لوگ بھی اللہ کے بندے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار!

ہمیں اپنی بیویوں کی طرف سے اور اولاد کی طرف سے آنکھوں

کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں خداخوف لوگوں کا امام بنا۔

''سورۃ التحریم'' میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''یاایھا الذین اٰمنوا قوا انفسکم وَ اھلیکم ناراً''

''اے اہلِ ایمان اپنے اہل وعیال کو بھی اور خود اپنے آپ کو بھی آگ سے بچاؤ۔

''سورۃ النساء'' میں ارشاد ہوتا ہے۔

''جو عورتیں تم کو پسند ہوں دو دو، تین تین یا چار چار سے نکاح کرلو اور اگر ایک بات کا اندیشہ ہو کہ سب عورتوں سے یکساں سلوک نہ کرسکو گے تو ایک عورت ہی کافی ہے۔ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

اپنی بیواؤں کا نکاح کردو (اور) اسی طرح نیک لونڈیوں اور غلاموں کا نکاح کردو۔

نوٹ حضور ﷺ کا یہ ارشاد کہ ''نکاح کرو اور اپنی اولاد بڑھاؤ، خواہ حمل ساقط ہی کیوں نہ ہوجائیں۔کیونکہ میں اپنی کثرتِ امّت پر فخر کرنے والا ہوں۔''

اِس حدیث مبارک ﷺ اور ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ ''زنا کا ڈر ہو یا نہ ہو ڈرتے رہو! اپنے رب سے، جس نے پیدا کیا۔تم کو ایک جان سے اور اسی سے پیدا کیا اس کا جوڑا اور پھیلائے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

''اِن سے معاشرت کرو اور اللہ نے تمہارے لئے جو کچھ لکھ دیا ہے، اُسے طلب کرو۔''

قرآنِ پاک میں مردوں اور عورتوں کے غیر مخلوط اجتماعات کی ہدایت اور احکام وغیرہ پیش کیے جاتے ہیں۔

(سورۃ النسآء:۲۴، آل عمران:۱۹۵، المومن:۴۰، النحل:۹۷ النحل:۷۲)

مرد و عورت کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ ''البر میں بھی دونوں برابر کے شریک ہو۔''

سورۃ طلاق میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کو عدّت کے وقت تک طلاق دو اور عدّت کو شمار کرو اور خدا سے ڈرو اور ان کو گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ نکلیں مگر یہ کہ کھلی ہوئی بے حیائی کی مرتکب ہوں۔

اس کے علاوہ اسلام نے عورت کو خلع کا حق بھی دیا ہے۔

مؤمنات کو حکم دو کہ نگاہیں نیچی رکھیں، شرمگاہوں کی حفاظت کریں، اپنے بناؤ سنگھار کو نہ کھولیں۔ مگر یہ کہ مجبوری اور بلا قصد خود ظاہر ہو تو اس پر گرفت نہیں۔

آیت حجاب میں ارشاد ہوتا ہے۔

(بغیر ضرورت کے (دیوار کے) پردہ کے پاس بھی مت آؤ، اگر بجبوری کوئی ضرورت پڑ جائے تو گھر میں جھانکنے اور داخل ہونے کی بجائے پس پردہ مانگ لیا کرو)۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

اپنے سینوں اور گریباں پر دوپٹوں کا آنچل مارلیں۔ ایک اور مقام پر ازواجِ مطہرات، بناتِ اطہار اور تمام مسلمان خواتین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

(وہ لمبی لمبی چادریں اپنے اوپر ڈھانک لیں)۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

(و قرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلیة الاولیٰ)

سورۃ النسآء:۱۹ میں ارشاد ہوتا ہے۔

فان کرھتموھن فعسیٰ ان تکرھوا شیئًا و یجعل اللہ فیہ خیرا کثیراً۔

"For if ye hate them it may happen that

ye take a thing where in Allah ---- placed much good.

(التغابن:۱۴)

"یآیھا الذین امنو ان من ازواجکم و اولادکم عدو لکم فاحذروھم و ان تعفوا و تصفحوا و تغفروا فان اللہ غفور رحیم"

(O ye who believe! verily among your wives and your children, there are enemies for you, therefore beware of them- And if ye efface and over look and forgive, then Allah is Forgiving, Merciful.)

سورۃ النساء:۱۲ میں ہے

''اور تم متعدد عورتوں کے درمیان عدل کی طاقت نہیں رکھتے''

سورۃ البقرۃ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(عورتیں تمہاری پوشاک ہیں اور تم ان کی پوشاک ہو)

سورۃ النساء:۱۹ ارشاد ہوتا ہے کہ

''ان (عورتوں) سے اچھا سلوک کرو''

(تم ان عورتوں میں عدل کر ہی نہیں سکتے، اگر چہ تم کرنا بھی چاہو) (سورۃ النساء:۱۰)

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ

(عورتیں مردوں کی کھیتیاں ہیں)

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ

(و علی المولودلہ رزقھن و کسوتھن بالمعروف)

(اور مرد پر معروف طریق سے ان کا رزق اور لباس ہے)

ایک اور مقام پر ماؤں کو حکم دیا جا رہا ہے۔

(وَالوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین)

(اور مائیں اپنی اولاد کو دو برس کامل دودھ پلائیں)

(سورۃ الممتحنۃ:۱۲)

۔۔۔ماں کو بچے کی تربیت اور پرورش کا حکم دیا گیا ہے۔ اِس حلف برداری کو ماؤں کے حوالے سے قرآن نے یوں محفوظ کیا

ہے۔

(ولا یقتلن اولادھن)

(اور وہ اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی)

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(والصّلحُ خیراً)

(And amity contains goodness).

سورۃ النحل، آیت ۵۸، ۵۹ میں لڑکی کی پیدائش کا نقشہ قرآن مجید میں اس طرح کھینچا گیا ہے۔

(جب ان میں سے کسی کو بیٹی پیدا ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اُس کے چہرے پر کلونس چھا جاتی ہے اور بس وہ خون کا سا گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے۔ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے کہ اس بری خبر کے بعد کیا کسی کو منہ دکھائے سوچتا ہے کہ ذلت کے ساتھ بیٹی کو لئے رہے یا مٹی میں دبا دے)۔

(عورت پر اللہ کا دین اسلام یہ احسان بھی ہے کہ اُسے وراثت میں بھی حصہ دیا گیا)

ایک مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

(یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر و انثیٰ)

اگر ہم قرآن پاک کی آیات کو بغور سے پڑھیں تو ہم پر خدا، انسان، ماں اور بچے کے درمیان پائے جانے والے رشتہ و تعلق کی گہری متصوفانہ مثالاً آشکار ہو جاتی ہیں۔

(قرآن عورت کو یہ بھی حق دینے کا اعلان کرتا ہے کہ عورت اگر چاہے تو اپنے شوہر کے غلط بہتان سے اس پر لعان کر سکتی ہے اور اس سے الگ ہو سکتی ہے۔ شریعت نے بھی پاک دامن عورتوں کو بہتان تراشی کی سخت سزا حد قذف مقرر کر دی ہے)

سورۃ الممتحنہ میں بتایا گیا ہے کہ مسلمان مرد اہلِ کتاب عورت سے شادی کر سکتا ہے۔ جب کہ مسلمان عورت اہلِ کتاب سے شادی نہیں کر سکتی۔ جیسے کہ ارشاد ہوتا ہے۔

(نہ یہ ان کے لئے حلال ہیں اور نہ وہ ان کے لئے حلال) ''ماں'' کے بارے میں سورۃ لقمٰن ۱۴، الاحقاف ۱۵، البقرہ ۸۳، البقرہ ۲۱۵، البقرہ ۲۳۳، النساء ۳۶، الانعام ۱۵، العنکبوت ۸۱، الاحقاف ۱۷، ۱۸، بنی اسرائیل ۲۳، ۲۴ میں تفصیلاً ذکر ہوا ہے۔

حدیث کی روشنی میں

حضور ﷺ نے عورت کو خوشبو اور آبگینے سے تشبیہ دی۔ ابنِ عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا!

''جس شخص کی کوئی بہن یا بیٹی ہو اور وہ زندہ درگور نہ کرے اور اُس کی
توہین نہ کرے اور اپنے بیٹے کو اس پر ترجیح نہ دے۔
اللہ اُس کو جنت میں داخل کرے گا۔''

ایک مرتبہ فرمایا!

من عال جاريتين حتى تبلغا جاء يوم القيامه انا وهو هكذا وضم اصابعه

(مسلم)

آپ ﷺ نے ایک مرتبہ کسی کی پیدائش کو رحمت فرماتے ہوئے۔ ارشاد فرمایا!
جب کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے ہاں فرشتے بھیجتا ہے جو کہتے ہیں۔ اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو، وہ لڑکی کو اپنے پروں کے سائے میں لے لیتے ہیں اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں۔ یہ ایک، ناتواں جان ہے۔ جو ایک ناتواں جان سے پیدا ہوئی ہے۔ جو اس بچی کی پرورش کرے گا۔ قیامت تک خدا کی مدد اس کے شامل حال ہے۔

(طبرانی)

اِس پر ہی بس نہیں بلکہ بیٹی کی پیدائش کو ''جنت کی بشارت'' قرار دیا۔
یاد رہے کہ یہی حقوق بہن کے بھی ہیں۔ اسی طرح عورت کے بیوی کی حیثیت میں بھی حقوق اور فرائض ہیں۔ جو قرآن کی فصیح و بلیغ زبان میں واضح کئے گئے ہیں۔

The Holy:- Prophet (Peace and blessings of Allah be upom him) affirmed:

"Be good to women. The women has been Created out of the rib and the uppermost part of the rib ends in a curve; So if you try to straighten out the curve it will break, Yet if You Leave it alone the curve will remain. Hence we good to women."

(Bukhari- Muslim)

ایک مرتبہ فرمایا۔ (تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے لئے بہتر ہیں)
اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کا یہی حکم عورتوں کے لئے بھی ہے۔ جیسے کہ ارشاد ہوتا ہے۔
''فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ''

"The pious wivers are those who show

obedience to their husbands."

حضور ﷺ نے فرمایا!

(لو کنت امر احد ان یسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجہا)

بیوی کے حق کے بارے میں سوال کے جواب میں فرمایا۔

(جب تم کھاؤ تو اُسے بھی کھلاؤ اور جب تم پہنو تو اس کو بھی پہناؤ اور منہ پر نہ مارو اور برا نہ کہو اور (اختلاف کی صورت میں) اسے گھر میں ہی علیحدگی کی حالت میں رکھو)۔

(ابوداؤد)

ایک مرتبہ فرمایا!

(جب خاوند اپنی بیوی کو (ضرورت کے لئے) بستر پر بلائے اور وہ آنے سے انکار کر دے اور خاوند اسی غصے میں رات گزار دے تو اس عورت پر فرشتے صبح تک لعنت بھیجتے رہتے ہیں)

حضور ﷺ نے خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنے سے بھی منع فرمایا۔ آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق خاوند کی رضا جنت کے حصول کا سبب ہے۔ فرمایا!

(جو عورت ایسے حال میں دنیا سے گئی کہ اس کا خاوند اس سے راضی تھا تو وہ جنت میں جائے گی)

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

(تم میں سے ہر ایک اپنی رعایا کا نگہبان ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی نسبت بازپرس ہوگی۔
مرد اپنی بیوی بچوں کا رکھوالا ہے۔ اس سے اس کی پوچھ گچھ ہوگی اور بیوی اپنے شوہر کے
گھر کی ملکہ ہے، اس سے اُس کی پوچھ گچھ ہوگی)۔

ایک مرتبہ فرمایا۔

(عورتوں سے بھلائی کرنے کا میرا آخری حکم مانو، وہ تمہارے پاس قیدی ہیں)

بعض احادیث میں آیا ہے کہ

(جو شخص کسی عورت سے مہر کے ساتھ نکاح کرے اور نیت مہر ادا کرنے کی نہ ہو تو
وہ قیامت کے دن زانی کی حالت میں آئے گا)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

(عورت سے نکاح چار خوبیوں کے پیش نظر کیا جاتا ہے۔ دولت، حسن، عالی نسبی اور دینداری،
کامیابی اس شخص کی ہے۔ جو دین داری کی بناء پر عورت سے نکاح کرتا ہے)

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ

(اگر کسی کو کوئی اجنبی عوت اچھی لگے تو اپنی بیوی سے قربت کرے۔ کیونکہ عورت کی شکل میں شیطان اس کے سامنے آنے جانے لگتا ہے۔ اگر اپنی بیوی نہ ہو تو اللہ کی طرف رجوع کرے اور اسی سے گناہ سے محفوظ رکھنے کی درخواست کرے، شیطان مردود سے اسی کی پناہ مانگے)۔

آپ ﷺ نے فرمایا!

ان المرٔة عورت مستورة اِذا خرجت استشر فيها الشيطان

اِسی طرح حضور ﷺ نے ماں کا بھی بڑا رتبہ بیان فرمایا ہے۔ بخاری شریف میں آتا ہے۔

''ماں کی خدمت بمنزلہ جہاد ہے۔'' اسی طرح ایک مرتبہ ایک شخص نے جہاد کی اجازت مانگی تو حضور ﷺ نے اُسے والدین کی خدمت کرنے کا حکم دیا۔

اسی طرح ایک مرتبہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے تین مرتبہ پوچھا کہ میرے اچھا سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ آپ ﷺ نے تینوں مرتبہ فرمایا کہ

''اُس شخص کی ناک کٹ گئی۔ جس نے والدین میں سے ایک یا دونوں
کو بڑھاپے میں پایا اور پھر بھی جنت میں داخل نہ ہو سکا۔''

حضرت حلیمہؓ کا وقار دیکھئے کہ اُن کی آمد پر آپ ﷺ اپنی چادر بچادیتے تھے، اُنہیں کھڑے ہو کر تعظیم دیتے تھے کہ

مـــا ان لـــه غيـــر الـــحـليـــمة مـرضـع

نـــعـــم الافية هـــى عـــلـــى الاســـرار

یعنی اور آپ ﷺ کو دودھ پلانے والی حلیمہ کے سوا اور کوئی (نیک بخت) نہیں اور بہترین امانتدار ہے چھپے ہوئے رازوں پر۔'' فاطمہ بنت اسدؓ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

(اے میری ماں اللہ آپؓ پر رحم فرمائے۔ آپ خود بھوکی رہتی ہیں اور مجھ کو سیر کراتی ہیں......)

(صنفِ نازک پر رحمۃ اللعالمین کے مزید سات/ ۷ احسانات)

1۔ عورت کو ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کی حیثیتوں میں مقام دیا۔

2۔ اِس کی جسمانی ساخت اور فطری صلاحیتوں کو مدِ نظر رکھ کر اس کا دائرہ کار مقرر کیا۔

3۔ اِس کی نزاکت و لطافت کے پیشِ نظر اس کی عزت و آبرو کا محافظ مرد کو بنایا۔

4۔ اِس کے معاشی حقوق مقرر کیے۔

5۔ ناپسندیدہ شوہر کے مقابلے میں عورت کو خلع اور فسخ و تفریق کے وسیع حقوق دیئے۔

6۔ مردوں کی طرح انہیں بھی علم کے نور سے منور ہونے کی اجازت دی۔

7۔ اِس کے لئے روحانیت اور اخلاقیات کے اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج حاصل کرنے کے لئے راستے کھولے۔

الغرض رحمۃ اللعالمین نے عورت کو آسمان سے بھی بلند مقام پر پہنچایا۔ ماں کی حیثیت میں ''جنت ماں کے قدموں تلے رکھی''۔ بیٹی کی اور بہن کی حیثیت میں پرورش کرنے پر ''حصول جنت کی بشارت دی'' اور زوجہ کی نسبت سے اس کی اہمیت و وقعت کو یوں اُجاگر فرمایا کہ

''دنیا کی چیزوں میں سے مجھے خوشبو اور عورت پسند ہے۔''

میرے نبی ﷺ پر لاکھوں درود و سلام ہوں کہ جنہوں نے انسانیت کی معراج سے گرتے ہوئے سنبھالا اور اُسے اشرف المخلوقات ہونے کا احساس دلایا۔

لاکھوں درود و سلام ہوں میرے نبی ﷺ پر جو رحمتوں میں سارے انبیاء سے بڑھ گئے۔ جن کے لئے پروردگارِ عالم نے رحمت للعلمین ﷺ کا خاص لقب چُنا۔

نبی آئے ہزاروں اور گئے درسِ وفا دے کر
سلام اُن ﷺ پر جو آئے اور آنے کے لئے آئے
کھلائے پھول صحرا میں چمن کو رونقیں بخشیں
فضا میں ابرِ رحمت بن کر چھانے کے لئے آئے

حضور ﷺ نے فرمایا!

(ایک نیک کار عورت ستر مردوں سے افضل ہے)

ایک مرتبہ فرمایا!

(جو عورت اپنے شوہر کو اللہ کے راستے میں بھیجے اور خود گھر میں آداب رعایت کرتے ہوئے رہے۔ وہ عورت پانچ سو سال پہلے جنت میں جائے گی اور ستر ہزار فرشتوں اور جنت کی حوروں کی سردار ہوگی، اس عورت کو جنت میں غسل دیا جائے گا اور یاقوت کے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے خاندان کا انتظار کرے گی) (سبحان اللہ)

ایک بار ارشاد فرمایا!

(ایک حاملہ عورت کی دو رکعت نماز بغیر حاملہ عورت کی اسی (۸۰) رکعتوں سے بہتر ہے)

ایک مقام پر ارشاد فرمایا!

(جو عورت اپنے بچوں کو اپنا دودھ پلاتی ہے، اُسے اللہ تعالیٰ ایک ایک بوند پر ایک ایک نیکی عطا فرماتے ہیں)

ایک موقع پر ارشاد فرمایا!

(جو شخص اپنی بیوی کو رحمت کی نگاہ سے دیکھے اور بیوی اپنے شوہر کو رحمت کی نگاہ سے دیکھے تو اللہ تعالیٰ دونوں کو رحمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں)

مشہور واقعہ ہے کہ جب مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی اور مدینہ شہر میں داخل ہوئے تو انصاری بچیوں نے ڈف بجا بجا کر گیت گائے اور آپ ﷺ کو خوش آمدید کہا۔

نحن جوار من بنی النجار

یا حبذا محمد من جار

کہ ہم بنی نجار کی لڑکیاں ہیں، واہ خوشی ہوئی نجار کو، جس کے پڑوسی محمد ﷺ ہوں۔ تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا۔

لڑکیو! تم مجھ سے پیار کرتی ہو۔ جواب میں جب اُن سب نے ''جی ہاں'' کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

''میں بھی تم سے پیار کرتا ہوں۔''

حضور ﷺ اپنی بیٹی (جگر گوشۂ رسول ﷺ حضرت فاطمہؓ) سے بہت پیار کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت فاطمہؓ کے لئے دعا فرمائی کہ (اے اللہ! تو فاطمہ سے راضی ہو، فاطمہؓ تیری لونڈی ہے)

جب ایک مرتبہ آپ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کے گلے میں سونے کا ہار دیکھ کر ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ تو آپؓ نے فوراً وہ ہار اُتار کر خیرات کر دیا۔ ایک مرتبہ ابوایوب انصاریؓ نے حضور ﷺ کی دعوت کی تو حضور ﷺ نے ایک روٹی پر تھوڑا سا گوشت اور کباب رکھ کر ایک شخص کو دیا کہ میری بیٹی فاطمہؓ کے دے دو۔ کیونکہ وہ بھی میری طرح کئی دنوں سے بھوکی ہے۔

حضرت علیؓ نے ان کی وفات کے قریب ان سے کہا کہ ''فاطمہؓ! تم دنیا کی بہترین عورت ہو۔''

حضرت فاطمہؓ کے جہیز کی حقیقت کون مسلمان نہیں جانتا۔ سرورِ کائنات کی بیٹی اور مسلسل محنت و مشقت کرنے سے ہاتھوں پر چکی پیسنے سے اور کمر پر مشکیزہ اٹھانے سے نشان پڑ گئے۔ حضرت زینبؓ جن سے حضور ﷺ کو بہت محبت تھی جب وہ راہِ حق میں تکالیف اٹھا کر اللہ کو پیاری ہوئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ

''زینبؓ میری بیٹیوں میں سب سے اچھی تھی۔ جو میری محبت میں کافروں کے ہاتھوں ستائی گئی۔''

ازواجِ مطہرات ؓ سے بھی حضور ﷺ کی محبت کون نہیں جانتا۔ آپ ﷺ اِن کے حقوق پورے کرنے کے لئے ہردم سرگرم عمل رہتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ ؓ سے حضرت خدیجہ ؓ کا ذکرِ خیر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا!

(میں خدیجہ ؓ کا ذکر کیوں نہ کروں! وہ مجھ پر ایمان لائی۔ جب کہ دوسروں نے انکار کیا، اُس نے میری تصدیق کی۔ جبکہ دوسروں نے جھٹلایا، اُس نے مجھ پر اپنا مال نچھاور کیا۔ جب کہ دوسروں نے اپنا مال روکا، خدا نے مجھے اس سے اولاد دی۔ جبکہ دوسری بیویوں سے میری کوئی اولاد نہیں ہوئی)

محمد ﷺ اینڈ محمڈ نزم کے مصنف مسٹر باسیوتھ اسمتھ نے لکھا ہے کہ

''حضرت خدیجہ ؓ کی محبت و وفاداری ایسی تھی کہ پیغمبرِ اسلام ﷺ نے آخری دم تک انہیں یاد رکھا''

اور دوسری طرف حضرت عائشہ ؓ کی طرف توجہ وہ کہ اُن ؓ کے سوا کون خاتون ہے۔ جس نے مذہب، اخلاق اور تقدس کے ساتھ مذہبی، علمی، معاشرتی غرض گوناگوں فرائض انجام دیئے ہوں۔ خوفِ خدا کا یہ عالم تھا کہ ہروقت عبادت میں مصروف رہتی تھیں۔ فرماتی تھیں کہ کاش میں کوئی گھاس ہوتی، کاش میں درخت ہوتی، مٹی کا ڈلا ہوتی، کاش میں پیدا ہی نہ ہوئی ہوتی''

وفات کے وقت بھی آپ ﷺ کا سر حضرت عائشہ ؓ کے زانوئے اقدس پر تھا اور آہستہ آہستہ یہ الفاظ آپ ﷺ دھرا رہے تھے۔ (**اللھم بالرفیق االاعلیٰ**)

مثل مشہور ہے کہ (درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے)

حضور ﷺ کی شانِ اواقدس سے، علاوہ اگر ہم صحابہ ؓ وصحابیات ؓ کی زندگیوں پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ پیرویٔ رسول اللہ ﷺ میں ایک دوسرے سے بازی لے گئے اور نتیجہ کیا ہو (رضی اللہ عنھم ورضی عنہ) یہ وہ برگزیدہ ہستیاں ہیں۔ جنہوں نے ''اعلان اسلام ہوتے ہی قبول اسلام کیا۔ پھر تمام عمر مشکلات اسلام کا مقابلہ کرتے ہوئے اشاعت اسلام میں نمایاں خدمات سرانجام دیں اور پھر ان کا خاتمہ بھی دینِ اسلام پر ہوا اور یوں وہ دنیا وآخرت کی کامیابیاں پا گئے۔''

خدا نے عزتِ دارین عطا کی اُس کو
جو تیری عزت و ناموس پہ نثار ہوا

یہ بہادر کون ہے؟ حضور ﷺ حضرت اسماء ؓ بنت ابوبکر ؓ سے فرماتے ہیں۔

''اللہ آپ کو اِس کپڑے کے بدلہ میں جنت میں دو کپڑے عطا فرمائے''

یہ وہ بہادرہ تھی۔ جو تین میل کا فاصلہ طے کرتے ہوئے زادِراہ کپڑے میں لپیٹ کر اس مقام ''غارِ ثور'' تک جاتی تھی۔ جہاں جانے سے بڑے بڑے بہادر عاجز آجاتے تھے۔ وہ کون سی طاقت تھی۔ جو اس کے ارادے مضبوط کرنے پہ جمی ہوئی تھی، وہ کون سا دل

تھا۔ جو اس کی پسلیوں اور سینہ میں رکھ دیا گیا تھا، وہ کون سے عزائم تھے۔ جنھوں نے اسے جدوجہد میں مصروف رکھا ہوا تھا۔ ہر طرف نظر دوڑائیے اور دیکھئے کہ تاریخ اسلام اِن خواتین کے کارناموں سے بھری پڑی ہے۔ حضرت ام ایمنؓ کے بارے میں آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ

''جس کو پسند ہو کہ وہ جنتی خاتون سے شادی کرے وہ ام ایمنؓ سے شادی کرے۔''

''حضرت ابو ہریرہؓ تمام احوال وافعال میں اپنی والدہ کی طرف نسبت کرنے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ حضور ﷺ کو دیکھئے۔ (ام خالدؓ کو اپنے دستِ مبارک سے قمیض پہنار ہے ہیں) (حضرت خولہ بنت حکیمؓ سے فرماتے ہیں۔ اللہ اور اپنی رضامندی وخوشنودی کا اظہار) (ورۃ بنت ابی لہب کو یہ محبت قول فرماتے ہیں)۔

''انت منی و انا منک'' تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

حضرت ام عمارہؓ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

''میں نے جب بھی دائیں بائیں نہیں دیکھا مگر ہر مرتبہ (نسیبۃ) کو اپنے سامنے جنگ کرتے پایا۔ حضرت ام رومانؓ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ''جس کسی کس پسند ہو کہ وہ حورعین دیکھے تو وہ ام رُمان کو دیکھے۔

حضرت عمر فاروقؓ کی ہمشیرہ کا روشن کردار

اُن کا کردار بھی ہمارے سامنے ہے کہ جب بہت مار کھانے کے بعد چلا کر اعلانِ حق فرمایا تو حضرت عمر فاروقؓ کے جذبات میں تبدیلی آ گئی اور پھر جب انہوں نے قرآنِ پاک کی تلاوت فرمائی تو حضرت عمرؓ یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ وہ راہِ حق پر ہے۔ حضرت عمرؓ تمام عمر اپنی بہن کے جذبۂ صادر کو سراہتے رہے۔

ایقنت ان الذی تدعوہ خالصتھا
فکاد تسقنی من عبرۃ ورد

میں نے یقین کر لیا کہ ذات جس کو وہ پکار رہی ہے۔ وہی اس کا خالق ہے۔ پس وہ مجھ سے سبقت لے گئی۔ موتیوں کے آنسو سے۔ اس کے علاوہ ہمارے سامنے ان برگزیدہ خواتین کے تمام ''علمی کارنامے'' سیاسی کارنامے، معاشی ومعاشرتی کارنامے موجود ہیں۔ علمی کارناموں میں حضرت عائشہؓ، حفصہؓ، ام سلمہؓ، ام ورقہؓ نے پورا قرآن حفظ کیا۔ حضرت عائشہؓ اور ام سلمہؓ خصوصاً تمام صحابیات سے ممتاز تھیں۔ حضرت عائشہؓ نے ۲۲۱۰ اور حضرت ام سلمہؓ نے ۳۷۸ حدیثیں روایت کی ہیں۔ اِن کے علاوہ (فقہ میں) ام عطیہؓ، اسماءؓ، صفیہؓ، جویریہؓ، میمونہؓ، فاطمۃ الزہرہؓ، ام شریک نہ، عاتکہؓ، سہیلہؓ، ام ایمنؓ، ام سلمہؓ وغیرہ، (علم اسرار تھی) حضرت اسماء بنتِ سکنؓ (خطابت میں) (اسماء بنت عمیشؓ (تعبیر میں) رفیدہ اسلیمہؓ، ام عطلاعؓ، ام کشبرؓ، حمنہ بنت جحشؓ، معاذؓ، ربیع بنت۔۔۔ؓ، (طب اور جراحی میں) حضرت خساءؓ، عاتکہؓ، ام امامہؓ، ام ایمنؓ، (شاعری میں) بہت زیادہ مشہور ہیں۔ تاریخ اسلام اِن کے کارناموں سے بھری

پڑی ہے۔نویں صدی میں حافظ ابن حجرؒ متوفی ۸۵۲ھ نے اسماء الرجال پر دونہایت فخیم کتابیں لکھی ہیں۔اس کے ان تصانیف میں صحابیات ﷺ کا تفصیلاً ذکر ہے تہذیب التہذیب صحابیات اور اصابہ فی غیر صحابہ،تہذیب کے بارہویں جلد کا ایک بڑا حصہ اس میں تقریباً ۳۲۲عورتوں کا تذکرہ ہے۔صحابیات کے حالات میں ۱۵۴۵عورتوں کا ذکر ہے۔طبقات الصحابہؓ (محمد بن سعد زھریؒ) تیسری صدی کے اوائل میں لکھی گئی ہے۔اس میں ۶۲۷ عورتوں کے حالات ہیں۔جن میں ۹۳غیر صحابیات ہیں۔ ن کے اسوۂ کواپنا کرخواتین دنیاوآخرت کی کامیابی حاصل کرسکتی ہیں۔ جب اسلام کی بادِنسیم ملی تو حق کی ہواؤں نے بہت سی خواتین کواپنی لپیٹ میں لےلیا۔ام کلثومؓ اور حضور ﷺ کی باندی (مسلمیؓ) وغیرہ اِس کی مثالیں ہیں۔اُس خاتون اسلام کی عظمت کا کیا کہنا ہ جو (غزوۂ اُحد) میں اپنے بھائی،شوہراور فرزند کی شہادت کی خبر سُنتی ہےتو دوڑی دوڑی میدان جنگ کی طرف آتی اورصرف یہ پوچھتی ہے کہ ''بتاؤ اللہ کے رسول ﷺ کا کیا حال ہے؟ خدانخواستہ انہیں کوئی گزند تونہیں پہنچی''اور جب حضور ﷺ کودیکھتی ہےتو پکار اُٹھتی ہے۔آپ ﷺ سلامت میں توسب مصیبتیں ہیچ ہیں۔

؎ میں بھی اور باپ بھی، شوہر بھی، برادر بھی فدا
اے شہِ دیں ﷺ ترے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

یہ وہ برگزیدہ خواتین ہیں کہ جب پردے کاحکم آتا ہےتو تمام عمرگھروں سے باہرنہیں نکلتیں اوردوسروں کوبھی اس کی ترغیب دیتی ہیں۔

مسلمان ماں کی بہادری دیکھنی ہوتو کربلا کا میدان چشمِ تصور میں لایئے کہ جہاں فاتح خیبر کی بیٹی ''حضرت زینبؓ کھڑی ہوکر اعلان فرمارہی ہیں کہ (آج زینب پہرہ دے گی)۔یہ مایہ ناز خواتین تاریخِ اسلام کی متاعِ عزیز ہیں۔جب حضور ﷺ کے پاس ایک دانش مند خاتون آکرمردوں کے وسائل کے بارے میں بات کرتی ہےتو حضور ﷺ عورتوں کوبھی ہفتے میں ایک بارتعلیم دینے کاارادہ فرماتے ہیں۔اسی طرح ایک خاتون کے عجیب سوال پر رسول اللہ ﷺ اُسے مسلمان عورت کےاجر کے بارے میں بتاتے ہیں۔اِسی طرح ایک لڑکی نکاح کے بارے میں لڑکی کے اختیار کے بارے میں رسول خدا ﷺ سے ملاقات کا شرف حاصل کر کے مسئلہ سیکھتی ہے۔ایک اورمثال دیکھئے کہ (جب جوحجاج ظالم تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار مسلمانوں پرظلم وستم ڈھا کرظلم کی ایک تاریخ رقم کرتا ہے) (جب اس کا سامنا (اسماءؓ) ایک بے باک خاتون اسلام سے ہوتا ہےاور جب وہ اِسےاس کے بیٹے کےقتل کرنے کے بارے میں بتا کراپنےعمل کے بارے میں سوال کرتا ہےتو یہ کیا جواب دیتی ہیں کہ (تونے اُس کی دنیا خراب کردی۔اس نے تیری آخرت خراب کر دی) بلاشبہ

و لو کان النساء کمن فقدنا
لفضلت النساء علی الرجال

اوراگرعورتیں ایسی ہی ہوتیں جیسی ہم سے چلی گئیں تو عورتوں کو مردوں پرفضیلت دے دی جاتی اور اس بنت اسلام کا کیا کہنا کہ جوای ماں کو کہتی ہے کہ

امّاں !اگر عمرؓ نہیں دیکھ رہا تو عمرؓ کا خدا تو دیکھ رہا ہے......

عورت قرون وسطیٰ میں (حرم سسٹم کے اثرات)

یہ صرف ایک پہلو اس لئے پیش خدمت ہے مقصد یہ ہے کہ اگر ہم اسلام کے سنہری اصولوں سے انحراف کرتے ہوئے۔اس کی حدود سے تجاوز کریں گے تو اس کے کیا نتائج حاصل ہوں گے۔قرون وسطیٰ میں غلامی،کنیز داشتگی اور تعدد ازواج کے بڑھتے ہوئے رواج نے قرون وسطیٰ کے مسلم معاشرے کو بہت نقصان دیا۔المیہ تو یہ بھی ہے کہ صرف تین حکمرانوں کے علاوہ باقی تمام عباسی خلفاء کنیزوں کی اولاد تھے اور بعض مسلمان عورتوں پر اس قدر پابندی تھی کہ خلافتِ عباسیہ کے دورِ انحطاط میں آزاد عورتوں کی آزادی بھی غلامی میں بدل گئی۔اِس طرح ان کے خود ساختہ ملک نے انہیں زوال کی گہرائیوں تک پہنچایا اور آج وہ دور انحطاط دوسری قوموں کے لئے بھی باعث مسرت ہے۔

اقبالؒ کی نظر میں عورت کا مرتبہ

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ
اِسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں

اقبالؒ جو کلیم بھی تھا اور حکیم بھی، جو دانا بھی تھا اور دانائے راز بھی۔اس کے نزدیک عورت کا ایک اہم ترین منصب ''ماں'' ہے۔اُس کے نزدیک ''ماؤں کی پیشانی میں اولاد کی تقدیر کے خطوط پوشیدہ ہوتے ہیں'' اقبالؒ بھی حضورﷺ کے فرمان کے مطابق فرماتے ہیں۔(زیرِ پائے امہات آمد جنان)

حضرت اقبالؒ ایک مقام پر ایک ''دہقان لڑکی'' کو ایک فیشن زدہ لڑکی پر اس لئے ترجیح دیتے ہیں کہ وہ اپنے ''فرائض'' سے بخوبی واقف ہے۔

اقبالؒ ایک عرب لڑکی فاطمہ بنت عبد اللہ کو ہمارے سامنے ایک مثالی بیٹی بنا کر پیش کرتے ہے۔جو جنگ طرابلس میں زخمیوں کو پانی پلاتے پلاتے شہید ہوگئی۔اقبالؒ تہذیب جدید کی نفی کرتے ہیں۔جس نے ہم سے اسلامی اقدار چھین لیا۔اقبالؒ نے ۱۹۳۳ء میں انگلینڈ کے ایک اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے فرمایا۔''پردے کا سبب یہ نہیں کہ مردوں کے اخلاق خراب ہیں بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی مقدس ترین مخلوق ہے اور اس کا جنسی تقدس اس امر کا متقاضی ہے کہ اُسے محفوظ رکھا جائے۔''

اقبال فرماتے ہیں کہ اگر وہ مسلمان نہ ہوتے تو قرآنِ پاک میں عورتوں کے حقوق وفرائض کا تذکرہ پڑھ کر یہ کہتے کہ یہ کسی

عورت کی تصنیف ہے)

جدید تہذیب میں عورت کا مقام

عورت چاہے جس مذہب کی بھی ہے، مسلمان ہے یا کسی اور مذہب کی ہے تاہم (نصف انسانیت) ہے۔ مسلمانوں نے مغرب کی تقلید میں یہ بھلا دیا کہ سورج مشرق سے طلوع ہوتا ہے اور مغرب میں غروب ہوتا ہے۔لیکن ہم نے مغرب میں روشنی کو تلاش کرنا چاہا ہے۔ یورپ کے اندھے پرستاروں سے پوچھئے کہ انہوں نے عورت کو کیا دیا۔انہوں نے عورت کی ممتا کم کردی، اس سے گھر گرہستی چھین لیا۔اس کے سر سے آنچل کھینچ کر اس یک حسن کو تماشا بنا دیا اور اس کے جسم کو جنس ارزاں بنا دیا۔واقعی آزادیٔ افکار ہے۔ابلیس کی ایجاد) آزادیٔ افکار پہ امبر ہے الحاد کی، بھونڈا مذاق ہے۔انسانی اقدار سے، یہ ماتم ہے۔شرافت کا،توہین ہے۔ انسانی ورثہ کی، یہ موت ہے روحانیت کی۔اس نے عورت اور مرد کے فرق کو مٹا دیا۔مرد سے اُس کی مردانگی چھین لی،عورت سے اس کی ممتا چھین لی۔خاندان کے مقدّس ادارے کو توڑ دیا۔خدا نے بدی سے روکا ہے۔مگر آزادیٔ فکر نے آیا کر نے والوں کو رجعت پسند اور Fundamentalist کہہ کر تضحیک کا نشانہ بنایا اور اس کی پیروی کرنے والوں کو ترقی سپند Enligh ened کہا۔اس کے تراشے ہوئے بت دیکھنے میں بہت دلآ ویز نظر آتے ہیں۔

اِس کی بدولت بہن بھائی اکٹھے گانے گاتے ہیں۔شیونگ کریم اور سگریٹ کے ساتھ صنفِ نازک کی آمد عجیب تسکین پہنچاتی ہے۔اِس تہذیب نے انسان کو (Aids) ایڈز جیسا خوفناک حسن دیا۔انڈین فلموں کے آزادنہ استعمال نے اقبالؒ کے شاہین کے پر کاٹ دیئے۔آج اس تہذیب کی وجہ سے عورت کی حیثیت نہیں۔سب سے زیادہ سکینڈل اور طلاقیں اسی معاشرے (مغربی معاشرے) میں ہوتی ہیں۔امریکہ میں ہر تین منٹ میں ایک قتل ہوتا ہے۔ہر تیرہ سیکنڈ میں ایک زنا بالجبر کیا جاتا ہے۔اب تو ابلیس بھی حضرت انسان کو اس مقام پر دیکھ کر دہائی دیتا نظر آتا ہے۔بلکہ حضرت انسان اب انسانیت کی معراج سے اس قدر گر گیا ہے کہ ابلیس بھی حیران و پریشان ہے اور کہہ رہا ہے کہ

آدم کی اِس اولاد سے خوف آتا ہے مجھ کو ۔۔۔ ہر روز نئے لقمے دیئے جاتا ہے مجھ کو
ڈراتا ہوں کب اِس کو یہ ڈراتا ہے مجھ کو ۔۔۔ پھر لائقِ لا حول بھی ٹھہراتا ہے مجھ کو

افسوس کہ ہم مغربی تہذیب کی اندھی تقلید میں مصروف ہیں۔ہم نے پردہ کو جس بے جا قرار دے دیا ہوئے۔اس سے کنارہ کشی کر لی ہے۔ہمیں مخلوط تعلیم میں بھی کوئی برائی دکھائی نہیں دیتی۔1947ء میں اتنی عصمتیں نہیں لٹی تھیں۔جتنی اب لٹی ہیں۔(ہفت روزہ)

اخبارِ جہاں میں ''تین عورتیں، تین کہانیاں'' شائع کر کے عورت کی مظلومیت کو اچھالا جاتا ہے۔ آبرو باختہ پھولن دیوی کو بحیثیت ہیروئن پیش کیا جاتا ہے۔ خواتین ایڈیشن میں مسلمان بچیوں کو بے پردگی و بے راہ روی کا درس دیا جاتا ہے اور اِس دِرناک میں (طوائف کلچر کو آرٹ کا نام دیا جاتا ہے) جو پردے کا اہتما کرتے ہیں۔ انہیں ''متحرک خیمے'' کہہ کر تضحیک کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ آٹھ/8 مارچ کو خواتین کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔ مگر عورت دھیمی کی دھیمی کھڑی ہے۔ دو عالمی خواتین کانفرنسوں کے ہونے کے بعد بھی کوئی بہتری کی کوشش دکھائی نہیں دیتی۔ ''ہاں یہ بنتِ حوا ہے۔''

دکھوں کی صلیب پر جھولتی عورتیں۔ ملازمت پیشہ مجبور عورتیں آزاد ملک کی پابند عورتیں، ایک محتاط اندازے کے مطابق ہمارے یہاں ۵۳ ہزار خواتین ایسی ہیں۔ جو آزاد ہوتے ہوئے بھی غلام ہیں۔ ان کی آزادی ان کے باپ، بھائی، شوہر، بیٹوں کے مالک کے پاس رہن رکھوا دیتا ہے۔ ووٹ ڈالنے کی بھی اجازت اسے حاصل نہیں ہوتی۔ ناکردہ اور کردہ گناہوں کی سزا بھگتنے والی جیلوں میں قید خواتین اور ذہنی و جسمانی طور پر نڈھال بچے دیکھیے۔ اعداد و شمار کے مطابق دیہات میں ہزار/۱۰۰۰ میں سے سترہ/۱۷ عورتیں دورانِ زچگی وسائل نہ ہونے کی وجہ سے مرجاتی ہیں۔ ورلڈ بینک کی ایک رپورٹ کے مطابق ''پاکستان ان چند ملکوں میں شامل ہے۔ جن کے ہاں عورتوں کی اوسط عمر مرد کی اوسط سے کم ہے۔'' صرف ۵ فیصد ہسپتالوں میں بچے جنم لیتے ہیں۔ یہ ہمیں ہوٹلوں میں برتین دھوتی نظر آتی ہیں۔ کہیں دشمنی ختم کرنے کے لئے قربان کی گئی۔ ظلم وستم کی ماری عورت نظر آتی ہیں۔ (وٹہ سٹہ کی رسم اور انہیں قرآن سے نکاح) کہیں ساس بہو کے جھگڑے میں عورت عورت ہی کا حق ماری نظر آتی ہے۔ کہیں جہیز تیار کرنے کے لئے فیکٹریوں میں کام کرتی نظر آتی ہے اور کہیں کم جہیز لانے کی سزا کے طور پر (چولہا) پھٹنے کی صورت میں جلا دی جاتی ہے۔ کہیں کملائے ہوئے ننھے پھول اپنی ماؤں کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہوتے ہیں۔

؎ اک فٹ پاتھ پہ روتے بلکتے بچے	لفظ انسان کو مفہوم بنا دیتے ہیں
اِک مجبور کی بیٹی کے چھنکتے گھنگرو	دور محلوں کے مکینوں کو صدا دیتے ہیں

اپنی بے جرم سزاؤں کا پتہ دیتے ہیں

پروین شاکر کہتی ہیں کہ (ماں کے بارے میں)

جس زبان میں بچپن میں میری ماں نے مجھے لوری دی تھی، آج بھی وہی زبان میری زبان ہے۔

چلتے چلتے آج کی عورت کے بارے میں بھی بتاتی چلوں۔ جہاں حقوق کی بات ہوتی ہے۔ وہاں فرائض کا بھی ذکر آتا ہے۔ کیونکہ یہ دونوں لازم وملزوم ہے۔ حقوق کبھی طشتری میں سجا کر پیش نہیں کئے جاتے۔ بلکہ ان کے حصول کے لئے دلائل کے ساتھ حقیقت سے آنکھیں چرانے کی باتیں حقیقت سے آنکھیں چار کرتے ہوئے مائل کرنا پڑتا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا آج کی خواتین اپنے فرائض سرانجام دے رہی ہیں؟

آج کی تعلیم یافتہ عورت عائلی نظام سے اکتائی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے بچوں کی پرورش کا جو ذمہ اِس کو دیا ہے۔ یہ اُس سے اجتناب کرتی ہے اور یوں بچے ماں کی آغوشِ محبت سے محروم ہوتے ہوئے۔ آیا کی زیرِ نگرانی پرورش پاتے ہیں اور یوں ممتا کے جذبے سے عاری یہ خواتین باہر سوشل ورک کرتے ہوئے۔ معاشرے کے مسائل کے حل کی کوششیں کرنے کا دعویٰ کرتے ہوئے اپنے بچے کا حق اُس سے چھینتی ہے۔ دیہاتی خواتین کو تو اپنے فرائض کے بارے میں معلوم ہی نہیں۔ وہ یہ نہیں جانتیں کہ بچے کا پہلا (مکتبہ اس کی ماں کی گود ہے۔ وہ بہن اور بیٹی کی حیثیت میں مغربی تہذیب کی دلدادہ دکھائی دیتی ہے اور اپنی اسلامی روایات سے قطعاً بیزار دکھائی دیتی ہے۔

وہ بیوی کی حیثیت سے اپنے گھریلو جھگڑوں میں کھو کر بچے کی طرف توجہ دینا بھول جاتی ہے۔ اُسے اپنے فیشن سے کم فرصت ملتی ہے۔ تمام افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری یہ فیشن زدہ خواتین اپنے فرائض سے لاعلم دکھائی دیتی ہیں۔ طلاق کو بہت معمولی چیز سمجھتیں ہیں۔ لیکن تمام صد افسوس کے مرد حضرات ان کے معاملے میں اِن سے بھی بڑھ کر ثابت ہوئے ہیں اور مسلسل خواتین کی حق تلفی کرنے پر تیار دکھائی دیتے ہیں۔

یہ بھی کہا گیا کہ عورتیں اپنے فرائض سے قطعاً لاعلم ہیں اور صرف حقوق کا نعرہ لگاتی ہیں۔ یہاں پر میں اپنی آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کرنا چاہوں گی کہ جب ایک صاحب کو کسی نے کسی بے قصور طلاق یافتہ عورت شادی کرنے کی پیش کش کی تو اُس نے یہ جواب دیا کہ ''جب مجھے فرسٹ ہینڈ مارکیٹ میسّر ہے تو میں سیکنڈ ہینڈ مارکیٹ میں کیوں جاؤں۔'' (الامان الحفیظ)

(اِسی طرح تعلیم یافتہ خواتین بچوں کی پیدائش و پرورش کو برا سمجھتی ہیں) خاوند سے ان کی جھڑپ اکثر ہوتی رہتی ہے) اس تمام صورتِ حال میں اب ضرورت اِس امر کی ہے کہ اگر معاشرہ عورت کو اُس کے حقوق دینے پر تیار نہیں تو پھر کیا کیا جائے؟ دیکھنا تو یہ ہے کہ کیا خواتین اپنے فرائض پورے کر رہی ہیں۔ یاد رہے کہ حقوق و فرائض کسی ادارے کے نہیں بلکہ پروردِگارِ عالم کے عطا کردہ ہیں۔'' حقوق و فرائض لازم و ملزوم ہیں۔ سوال تو یہ ہے کہ اگر عورت اپنی چار حیثیتوں میں اپنے فرائض پورے کر رہی ہے تو پھر اُس کا حق اس کو دیا جائے؟ مردوں کو عورت پر جو درجۂ فضیلت دیا گیا ہے۔ وہ اجتماعی طور پر ہے نہ کہ انفرادی طور پر۔ عورت اسلام اور شریعت کے لحاظ سے حکمرانی بھی کرسکتی ہے۔ تاریخ اسلام کسی عظیم خواتین کے اسوۂ سے بھی پڑی ہے۔ جن پر عمل کر کے کامیاب معاشرہ کی تشکیل دی جاسکتی ہے۔ ثابت ہوا کہ عورت انفرادیت طور پر کئی مردوں سے ذہنی صلاحیتوں کے اعتبار سے افضل درجہ رکھتی ہے۔ ہمارے سامنے ''امام ابوحنیفہؒ کی بیٹی'' کی مثال ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کا نام نعمان بن ثابت ہے۔ ایک مرتبہ کچھ خواتین نے امام صاحب سے یہ سوال کیا کہ اسلام میں اگر مردوں کو چار نکاح کرنے کی اجازت ہے ت عورت کو کیوں نہیں ہے؟

امام صاحب نے اُن سے ایک دن کی مہلت مانگی کہ وہ کل جواب دیں گے۔ بعد میں جب بیٹی کو حالات معلوم ہوئے تو اُس نے خود جواب دینے کا ارادہ کیا۔ جب اگلے روز وہ عورتیں آئیں تو اِس نے اُن میں سے چار عورتوں کو اپنا دودھ ایک برتن میں ڈالنے کو

کہا۔ جب اس کے حکم پر عمل کیا گیا تو اِس ۔ نے اب اُن چاروں عورتوں کو اپنا اپنا دودھ پہچاننے کو کہا۔ ظاہر ہے یہ ناممکن بات تھی۔ پس اِس نے کہا کہ اگر عورتوں کو بھی زیادہ شادیوں کی اجازت ہوتی تو وہ یہ کیسے جان سکتیں کہ اُن کی اولاد کس مرد کے نطفے سے ہے اور یوں ان کی ذہانت سے یہ مسئلہ حل ہوا۔ تب سے امام ابوحنیفہؒ کا نام اپنی بیٹی (حنیفہ) کے نام پر مشہور ہو گیا۔ ہمارے سامنے غیر مسلم عورتوں کے کارنامے موجود ہیں اور مسلم عورتوں کے بھی مثلاً، ویلنٹینا، مدرٹریسا اندرا گاندھی، لیڈی ڈیانا، پنٹی گونی بندرانائیکے، بیگم لیاقت علی خان، فاطمہ جناح اور بےنظیر وغیرہ ہمارے سامنے مثالیں موجود ہیں۔ جو اپنے فرائض وحقوق سے بخوبی آگاہ تھیں۔

المختصر یہ کہ یورپ کی بے روح تہذیب راکٹ تو بنا سکتی ہے۔ لیکن ایک اچھا انسان ہرگز نہیں تیار کر سکتی۔ یہ ایک لمحے میں ہیروشیما جیسے شہر تو برباد کر سکتی ہے لیکن مسرور ومطمئن، قانع اور خداترس لوگوں کی ایک چھوتی سی بستی بھی نہیں بنا سکتی۔ اسلام تو ایک ''آسمانی ڈسپلن'' ہے۔

ایک عیسائی لڑکی کا ایمان لانا

انگلستان کی ایک عیسائی لڑکی (متیوس۔ بی۔ جالی) تین خداؤں سے متنفر ہو کر پہلے لادین بنی پھر مذاہب عالم کا مطالعہ شروع کر دیا اور ۱۹۵۰ء میں مسلمان ہو گئی۔ اس نے ایک بیان میں کہا کہ ''میں اسلام کی چند باتوں سے بہت متاثر ہوں۔''

''اوّل'' ''ایک خدا کا تصور'' **''دوم''** ''تعدادِ ازواج، پچھلی دو جنگوں میں کروڑوں مرد ہلاک ہو گئے تھے اور کروڑوں لڑکیاں بے نکاحی رہ گئی تھیں۔ چونکہ عیسائیت میں ایک سے زیادہ بیویوں کی اجازت نہیں۔ اس لئے سارا یورپ جنسی بے راہ روی کی گرفت میں آ گیا۔ اسلام دنیا کا وہ واحد مذہب ہے۔ جو ایسے حالات میں کثرتِ ازواج کی اجازت دیتا ہے۔ **''سوم''** قرآن پاک نے ایک ایسا نظامِ حیات پیش کیا ہے۔ جس سے بہتر تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ اگر آپ کو کسی اور نظام میں کوئی خوبی نظر آتی ہے تو یقین کیجئے کہ اِس کا مآخذ اسلام ہی ہے۔''

حاصل بحث

المختصر یہ کہ یہ دینِ اسلام ہی ہے۔ جو مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ جب تک ہم اِس پر قائم رہے۔ مشرق ومغرب کی عظمتیں ہمارے قدموں میں رہی۔ لیکن جب ہم نے اِس کے سنہری اصولوں سے انحراف کیا تو ذلیل وخوار ہوئے۔ تمام مسلم ممالک کا حال دیکھ لیجئے۔

مقام افسوس کہ قیصریٰ وکِسریٰ جیسی طاقتیں جس قوم سے خوف زدہ تھیں۔ آج اسرائیل (درندہ) بھی اس سے نہیں ڈرتا۔ حضور ﷺ نے ایک غیر مسلم لڑکی کے سر سے چادر کھینچنے پر سارے قبیلے سے جنگ کرنے کا ارادہ فرمایا۔ لیکن آج مسلمان خواتین کا اسرائیل میں حال دیکھئے، کشمیر وافغانستان میں، بوسنیا، یوگوسلاویا، فلسطین میں حال دیکھئے۔

اب ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ ہم ایک مرتبہ پھر اللہ کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق زندگیوں کو

بنالیں اور حضور ﷺ کے بتائے ہوئے، سکھلائے ہوئے خوبصورت طرزِ زندگی کو اپنالیں تو دنیا و آخرت کی سُرخروئی حاصل کر سکیں گے۔

وفات کے وقت میرے نبی ﷺ کے لبوں پر یہی کلمات تھے کہ **''عورت اور غلام''**

Only Isla·n is a religion which has discussed in detail womes's rights both in the Quran and in the formulations of shriah (Islamic Law). There rights pertain to marriage, divorce, property, inherintance, custody of children, evidence and rewards and punishments.

آیئے آخر میں ہم سب مل کر دستِ سوال دراز کریں کہ پروردگار ہم کو نبی ﷺ کی ''سیرت پاک ﷺ'' پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب فرماتے اور ہمیں یہ جو''آبِ شیریں کا دریا'' بہہ رہا ہے اِس سے سیراب ہونے کی توفیق دے۔ ضرورت صرف اور صرف عمل کی ہے۔

خود بخود اُن کے جلوے نظر آئیں گے
صاف کردار کا آئینہ چاہیئے
اور کوئی نہیں راستہ دوستو
مصطفیٰ ﷺ سے مِلو گر خدا چاہیے

(اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو)

(آمین ثم آمین)

(وَ مَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ)

(حواشی ومراجع)

☆ سیرتِ عائشہ (تالیف علامی سید سلیمان ندوی)

☆ اللہ ورسول ﷺ (ابوالامتیاز ع میں مسلم)

☆ اسلام اور عصر حاضر (مولانا سمیع الحق)

☆ اسلام اور سیرت النبی ﷺ (چند درخشاں پہلو) (ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی)

☆ رحمۃ اللعالمین ﷺ کا احسانات (حافظ افروغ حسن)

☆ اسوۂ صحابہؓ (تالیف مولانا عبدالسلام ندوی مرحوم)

☆ اصلاحی نصاب (مولانا شادہ محمد اشرف علی تھانوی

☆ دورِ تابعین کی نامور خواتین (مصنف مترجم احمد مولانا ثناءاللہ)

☆ سیر الصحابیاتؓ مع اُسوۂ صحابیاتؓ (مولانا سعید انصاری)

☆ دس پیغمبر (سیّد بشیر احمد سعدی)

☆ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ (ادریس صدیقی ایم۔اے)
☆ پہاڑ جیسے گناہ (حافظ شمس الدین الذھبیؒ)
☆ عظمت کے مینار (ضیاء تسنیم بگرامی)
☆ یورپ پر اسلام کے احسان (ڈاکٹر غلامی جیلانی برقؔ)
☆ نبی کریم ﷺ بطورِ ماھد نفسیات (سیّدہ سعدیہ غزنوی)
☆ The Rights of Women in Islam. Asghar Ali Engineer.
☆ Etiquettes of life in Islam. M. Yusuf Islahi
☆ زندگی اور زاویے (رباب عائشہ)
☆ خوشبو (فصیح احمد ین فصیح)
☆ بہشتی زیور۔عہدِ نبوت کی برگزیدہ خواتین (مولانا محمد اصغر)
☆ پردہ (ابوالاعلیٰ مودودی)
☆ تحفۂ خواتین (تالیف مولانا محمد عاشق الٰہی بلندشہری)
☆ پچاس تقریریں (جلد اوّل جلد دوئم) (افادات: مولانا محمد اسلم شیخوپوری)
☆ تبلیغی نصاب عکسی
☆ نبات ۔۔۔
☆ تحفۃ العُروس (مُولف علامہ محمود مہدی ۔۔۔۔)
☆ سیر الصّحابیات (از سیدّ سلیمان ندوی)
☆ امت کی شہزادیاں (تالیف محمد صدیق کھوکھر)
☆ فتراک رسول ﷺ (محمد اشرف خان)
☆ سرِتسلیم ۔۔۔۔ (ڈاکٹر تصدق حسین)
☆ رمزِ ایمان (ڈاکٹر غلامی جیلانی برق)
☆ سیرت النبی ﷺ کے چند گوشے (قاضی محمد مطیع الرحمٰن)
☆ غنیۃ الطّالبین (سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی)
☆ ماں کی عظمت تبہ تبویب و تربیتہ خاص از (ادیب حضرت شمس صدیقی)

- ☆ مطبوعہ ہندوستان ٹائمز ۱۲ ستمبر ۱۹۰۱ء
- ☆ (اخبارِ جہاں، جنگ، مختلف رسالہ جات)
- ☆ (خواتین ایڈیشنز اور اسلامی صفحات)
- ☆ روشنی (مولانا محمد متین ہاشمی)
- ☆ ذکرِ رسول ﷺ (کوثر نیازی)
- ☆ تحفظ ناموس رسالت اور گستاخ رسول ﷺ کی سزا (ایچ ساجد اعوان)

اس کے علاوہ بہت سی چھوٹی کتب اور رسالہ جات سے استفادہ کیا گیا ہے۔

اسلام میں خواتین کے حقوق و فرائض
تعلیمات سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

خالدہ پروین۔ ڈیرہ اسماعیل خان

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

قبل از اسلام حیثیت نسواں

اقوام عالم کی تاریخ شاہد ہے کہ مذاہب عالم کی عورت کی مظلومیت کی داستان تلخ تر اور طویل تر ہی رہی۔ یونان ہو کہ روم عرب ہو یا عجم یورپ ہو کہ امریکہ یا ایشیا عورت ہر جگہ حقیر اور مظلوم ہی رہی۔ زمانے کا تعین بہت مشکل ہے۔

مختلف محققوں اور عالموں نے مختلف زمانوں کے حق میں دلائل دیئے ہیں۔ جن میں مثلاً تلک، اور جیکو بی نے انہیں چار سے پانچ ہزار قبل تک کی تصانیف بتایا ہے اور دوسرے میکس اور مولر وغیرہ صرف ڈیڑھ دو ہزار قبل مسیح کی تصانیف کہتے ہیں۔ کتابی صورت میں اگرچہ ان کو بہت بعد میں مدون کیا گیا تاہم ان مجموعوں میں بعض ایسے قوانین اور رواج موجود ہیں۔ جو آج صرف نہایت پست اور غیر مہذب اقوام عالم میں ملتے ہیں۔

ہندو دھرم میں عورت کا درجہ

ہندو دھرم میں اُس وقت تک کسی شخص کی نجات ممکن نہیں جب تک اُس کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا چند مخصوص رسمیں نہ ادا کرے۔ اگر کسی کا اپنا۔۔۔ بیٹا نہ ہو تو اُسے اجازت ہے کہ وہ نیوگ کے ذریعے بیٹا حاصل کرے۔ نیوگ کے معنی یہ ہیں کہ اگر کسی شخص کی اپنی بیوی سے اولاد نہ ہو، بالخصوص بیٹا نہ ہو تو وہ یا تو اپنی بیوی کو اجازت دے کہ وہ کسی اور شخص سے حقارت کے بعد اس کے لئے اولاد پیدا کرے یا اگر عورت اس قابل نہیں۔ تو وہ خود کسی اور عورت (بیوی یا شادی شدہ یا دوشیزہ) کے پاس جائے اور اُس سے اپنے لئے اولاد حاصل کرے۔ یہ تو مرد کی زندگی تک قانون ہے، لیکن مرد کی وفات کے بعد اگر اس کی کوئی اولاد نہ ہو تو عورت کے لئے اس کے سوا چارہ نہیں کہ وہ نیوگ کے ذریعے اپنے متوفی خاوند کے لئے جانشین پیدا کرے۔ جو نہ صرف اُس کی جائداد ہی کا وارث ہو، بلکہ اُس کی نجات میں بھی معاون ہو۔ اگر کسی مرد کی بیوی نہ ہو تو اُس کی بیٹی اپنے باپ کے لئے اولاد نرینہ حاصل کرنے کے لئے نیوگ کر سکتی ہے۔ (رِگ وید ۱۴:۱۱۴:۱۳)

وید ہندوؤں کے مذہب اور تہذیب و تمدن کا سرچشمہ ہے۔

چاروں ویدوں میں عورت کو کہیں بھی انسانوں میں شمار نہیں کیا گیا منوسمرتی میں تحریر ہے۔

۱۔ جھوٹ بولنا عورت کی فطرت ہے۔(۱:۱۷)

۲۔ عورت کی عقل کبھی ایک حالت پر نہیں رہتی۔ اگر اُس کی گواہی مقبول نہیں (بعض مسلمان فقہاء بھی عورت کو ناقص العقل والدین سمجھتے ہیں) عورت کا کوئی الگ گھر ہے، نہ عبادت نہ برت خاوند کی سوا کرنا ہی اُس کا پریم دھرم ہے۔

بدھ مت کے مطابق عورت بدی کا سرچشمہ ہے اور ہر مرد کی نجات عورت سے قطع تعلقی پر منحصر ہے۔ اس لئے گوتم بدھ اپنے بیوی بچوں کو سوتا چھوڑ کر جنگل میں نکل گئے اور تمام زندگی اُن سے تعلق نہ رکھا۔

آریاؤں کے قول کے مطابق جنین مت نبی نوع انسان کا قدیم ترین مذہب ہے۔ جنیں شاستروں میں جہا بیر سوامی عورت کو تمام برائیوں کی جڑ گردانتے تھے۔ اُن کا عقیدہ تھا کہ مردوں کے گناہوں کا سبب عورت ہی ہے۔ نیز عورتیں (موکش) نجات حاصل نہیں کر سکتی۔ جب تک وہ اپنے نیک اعمال کی وجہ سے دوسرے جنم میں مرد بن کر پیدا نہ ہوں۔

قدیم ایران میں عورت

ویدک دھرم کے ہندوستان نے ہی عورت کو انسانیت کے مرتبے سے گرایا۔ بلکہ اہلِ فارس بھی اس میں پیش پیش رہے، اُن کے نزدیک عورت کی دو ہی حیثیتیں تھیں۔ لونڈی یا سامان تعیش۔

عورت کی تحقیر فارسی کے لفظ زن سے ہی ظاہر ہے۔ یعنی ایسی نری ہستی جسے ہمیشہ مارتے ہی رہنا چاہیے اور فارسی میں خاوند کو خصم بھی کہتے ہیں۔ یعنی عورت کا دشمن، پنجابی میں بھی یہ لفظ مستعمل ہے۔

اگر نیک بودے سرا حوال زن   زنان را مزن نام بودے نزن

عورت کی سرشت اگر نیک ہوتی تو اس کا نام زن (مارو) نہ ہوتا نزن (مت مارو) ہوتا۔

چہ خوش گفت جمیشد با رائے زن   کہ یا پردہ یا گور بہ جائے زن

جمشید نے اپنے مصاحب سے کیسی اچھی بات کہی کہ عورت کا بہترین مقام پردہ ہے یا گور۔

مشو ایمن از زن کہ زن پارسا ست   کہ وبستہ بہ گر چہ دُزد آشنا ست

اگر عورت پارسا ہو تو بھی اُس کی طرف سے مطمئن نہ رہو، کیونکہ اپنے گدھے کو باندھ کر ہی رکھنا چاہیے۔ خواہ چور کیسا ہی دوست کیوں نہ ہو۔

زن و اژدہا ہر دو در خاک بہ   جہاں پاک ازیں ہر دو ناپاک بہ

عورت اور اژدہے کا بہتری مقام مٹی ہے۔ یہ دونوں ناپاک ہیں۔ضروری ہے کہ اُن کا قصہ پاک جہاں کو پاک کیا جائے اور کہا جائے (خس کم جہاں پاک)۔ ؎۲

رومیوں نے عورت کی عملاً زبان بندی کے لئے اس کے منہ پر تالا ڈال دیا تھا۔اس تالے کو وہ موزیسیر کہتے تھے۔

ایک یونانی حکیم کا قول ہے کہ

''آگ سے جل جانے اور سانپ کے ڈسنے کا علاج ممکن ہے۔مگر عورت کے شر کا مداوا محال ہے۔''

انگلستان کی پارلیمنٹ نے باقاعدہ یہ قانون پاس کر دیا تھا کہ عورت ایک ناپاک حیوان ہے۔اس لئے اسے انجیل مقدس پڑھنے کی اجازت نہیں۔کیونکہ وہ اپنے مطالعہ سے اسے ناپاک کر دے گی۔ ؎۳

جاہلی عرب میں عورت کا جو مقام تھا۔اُس کا خوبصورت نقشہ اس آیت میں کھینچا ہے۔

''جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی پیدائش کی خبر دی جاتی ہے تو اُس کے چہرے کا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ غصے میں آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔وہ اسے بہت بری خبر خیال کرتا ہے اور اس کی وجہ سے دوسروں کے سامنے آنے سے شرم کرتا ہے۔اور سوچتا ہے کیا میں اسے ذلت کے لئے زندہ رہنے دوں یا زمین میں گاڑ دوں۔ یاد رکھو وہ جو فیصلہ بھی کرتے ہیں وہ بہت بُرا ہے۔ ؎۴

(النحل:۵۷)

اسلام کے عورت پر احسانات

حق زیست

اسلام کے عورت پر اس قدر احسانات ہیں کہ شاید ہی کسی اور طبقہ پر ہوں۔عورت جس کی کوکھ سے انبیاء مرسلین جنم لیتے اور جس کی گود میں عظیم دانشوروں، نامور موجدوں اور ممتاز محققوں نے پرورش پائی۔صدیوں سے جسمانی اور روحانی طور پر پامال ہو رہی تھی۔رحمت الٰہی اور اسے ذلت و رسوائی کے مقام سے اتنی تیزی سے اُٹھا کر سر بلند کیا اور اس قدر حقوق و مراعات عطا کیں کہ ساری دنیا دنگ رہ گئی۔

یہ اسلامی تعلیمات کا ہی اثر ہے کہ اس قدیم اور فرسودہ نظریہ کی تردید ہو گئی کہ عورت انسان کی بجائے شیطان یا حیوان اور محض سامان عیش و عشرت ہے۔اسلام سے قبل صنف نازک کو حق زیست تک حاصل نہ تھا وہ مرد کی خواہش کے بغیر نہ جی سکتی تھی اور نہ مر سکتی تھی۔اسلام نے عورت کو زندگی کا حق دیا۔

عورت کو ذلت کا حق کیا ملا۔انسانیت کے صحن گلشن میں بہار آ گئی۔محبتوں کے کنول کھل اُٹھے،سکون کی کلیاں مہک اُٹھیں

اوردم توڑتی ہوئی خزاں کو قرار آ گیا۔ مرد کی نانیت اور قہرمانیت، راحت اور شفقت میں بدل گئی۔

اسلامی معاشرہ کی تشکیل اور اُمت مسلمہ کی ترقی میں مسلمان خواتین کا بھی حصہ ہے۔اس لئے یہ نسلِ انسانی کی بقاء اور اُس کی صالح بنیادوں پر نشوونما کا انحصار زیادہ تر عورت کے رویئے اور طرزِ عمل کا مرہونِ منت ہے۔عورت کا معاشرے میں فطری مقام اور اُسکی جائز حیثیت اگر درہم برہم ہو جائے تو پھر انسانی تہذیب کا راہِ اعتدال پر رہنا اور کسی حد تک مذہب کا پروان چڑھنا اور اخلاقی نظام کا برقرار رہنا عقل اور منطقی طور پر ناممکن ہے۔

عورت کا دائرہ کار

ارشادِ ربانی ہے۔

وَ قَرنَ فِي بُيُوْتِكُنَّ۔

اور اپنے گھروں میں سکون سے رہو۔

(الاحزاب:۳۳)

اس حکم ربی کی رو سے عورت کا دائرہ کار گھر ہے۔اسلام نے نصف انسانیت کو یہ مژدہ جانفزا سنا کر صنفِ نازک کے وجود اور ذات کو احساس تحفظ دیا اور اُس کے لئے دائرہ کار کو متعین کر دیا۔ کیونکہ گھر ہی اُسکی کل کائنات ہے۔گھر خاندان کی اکائی ہے۔خاندان مل کر قبیلے بنتے ہیں اور قبیلوں سے قوموں سے ملک اور عورت گھر کی ملکہ ہے۔شمعِ محفل نہیں ہے۔گھر کا نظام صحیح اور مثالی ہوگا تو پورے ملک کا نظام درست اور مثالی ہوگا۔پھر ملکوں سے مل کر یہ کائنات بنی ہے اور علامہ اقبال سچ کہتا ہے۔

؎ وجودِ زن سے ہے، کائنات میں رنگ

لیکن اُس کے حقوق غصب کر کے ہم نے اسے باعث ننگ بنا دیا ہے۔اُس کے وہ حقوق کیا ہیں ؟

حق کی تعریف

حقوق حق کی جمع ہے۔حق وہ ہے جو قانونی طور پر حاصل کیا جا سکے۔اسلام میں حقوق وفرائض کا تعلق اخلاقی تعلیمات سے ہے اور اخلاقی تعلیمات جنہیں اسلام نے تین حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔

۱۔ حقوق وفرائض

۲۔ فضائل ورذائل اور آداب

حقوق کے معنی

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ ہر انسان پر دوسرے انسانوں بلکہ حیوانوں اور بے جان چیزوں تک کے کچھ فرائض عائد

ہیں۔جن کا اپنے امکان بھر ادا کرنا ہر انسان کے لئے ضروری ہے۔یہ ان کے حقوق ہیں۔

حقوق کی ترتیب

اسلام کے سوا دوسرے مذاہب میں انسانی حقوق کی درجہ وار کوئی تفصیل نہیں ہے۔ اسلام میں مرحلہ وار ترتیب درج ذیل آیت سے واضح ہے۔

''اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ، تیمیوں اور مسکینوں کے ساتھ
اور رشتہ دار پڑوسی کے ساتھ اور بیگانہ پڑوسی کے ساتھ اور ساتھی کے ساتھ
اور مسافر کے ساتھ اور لونڈی غلام کے ساتھ''

(النساء:٦)

فطرت نے عورت کو کئی روپ عطا کئے ہیں۔ماں، بہن، بیٹی، بیوی اور بیوہ کا۔

ماں کے حقوق و فرائض سیرت النبیؐ کی روشنی میں

ماں باپ کی عزت، خدمت اور اطاعت حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات میں یکساں ضروری ہے۔ بلکہ تینوں میں اِن کا درجہ خدا کے بعد انسانی رشتوں میں سب سے بڑا بتایا گیا ہے۔اور خدا کی اطاعت کے ساتھ ساتھ ان کی اطاعت کی تاکید کی گئی ہے۔

نبوت محمدیؐ جس کی بعثت ہی اخلاق کی تکمیل کے لئے ہوئی ہے۔اِس نے تورات وانجیل کی طرح نہ صرف والدین کی عزت اور ان سے ڈرتے رہنے کی تاکید کی بلکہ سب سے پہلے ماں اور باپ کی مشترکہ حیثیت کی بھی تفصیل بیان کی اور بتایا کہ ماں اور باپ میں بھی سب سے بڑا درجہ ماں کا ہے۔

اِس سلسلے میں اللہ کا فرمان ہے۔

اور ہم نے انسان کو تاکید کی کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرے۔اس کی ماں
نے اُس کو تکلیف کے ساتھ پیٹ میں رکھا اور تکلیف کے ساتھ جنا
پیٹ میں رکھنا اور دودھ پلا کر چھڑانا تیس مہینے ہیں۔

(احقاف:٢)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ارشادات میں اُس کی مزید تاکید کی۔ایک شخص نے خدمت اقدس

میں آ کر دریافت کیا کہ یارسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ میرے حسنِ سلوک کا مستحق کون ہے؟ فرمایا تیری ماں، پوچھا پھر کون فرمایا تیری ماں، اس نے عرض کیا، پھر کون فرمایا، تیری ماں، تین دفعہ آپؐ نے یہی جواب دیا، چوتھی دفعہ پوچھنے پر ارشاد ہوا تیرا باپ۔ ۵

ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار بڑے بڑے گناہوں کا ذکر کیا اور سرفہرست اں کی نافرمانی کو قرار دیا اور فرمایا کہ تمہارے خدا نے ماؤں کی نافرمانی تم پر حرام کی ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے آ کر عرض کیا یارسول اللہ! میں نے ایک بہت بڑا گناہ کیا ہے، کیا میرے لئے کوئی توبہ ہے؟ فرمایا کیا تیری ماں زندہ ہے؟ جواب دیا نہیں! دریافت کیا خالہ ہے؟ گزارش کی ہے، فرمایا ''تو اس پر نیکی کر'' یہی اُس کی توبہ بتائی۔

ایک اور صحابی نے دریافت کیا یارسول اللہ! میں نے جہاد میں شرکت کا ارادہ کیا ہے اور آپ سے مشورہ چاہتا ہوں، فرمایا کیا تمہاری ماں ہے؟ جواب اثبات میں دیا فرمایا کہ تم اسی کے ساتھ چمٹے رہو کہ جنت اُس کے پاؤں کے پاس ہے۔

ان تعلیمات سے اندازہ ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم میں مخلوقاتِ انسانی میں جنسی لطیف کی ہی ایک صنف کو سب سے بڑی برتری حاصل ہے اور یہ برتری بالکل فطری ہے۔ اس لئے شریعت محمدیؐ نے اپنی تعلیم میں جو بلند سے بلند مرتبہ اس کو عنایت کیا ہے وہ اُس کی سزاوار ہے۔

بیٹی کی حقوق

ماں کے بعد عورت کا دوسرا پہلا روپ بیٹی کا ہے۔ بیٹی کے جو حقوق والدین خصوصاً ماں پر ہیں۔ وہ ماں کے فرائض کہلائیں گے۔ بیٹی کا سب سے پہلا اپنے والدین پر یہ ہے کہ جب خدائے اُن کی زندگی کا واسطہ اُن کو بنایا ہے تو وہ بامقصد اُن کے نقشِ زندگی مٹانے کا سبب نہ بنیں بلکہ اُن کی حیات کی تکمیل اور اُن کی نشوونما کی ترقی کے وہ تمام ذرائع مہیا کریں جو اُن کی قوت اور استطاعت میں ہیں۔ عرب کے سفاکانہ رواج میں سب سے زیادہ بے رحمی وسنگدلی کا کام معصوم بچوں کو مار ڈالنا اور بچیوں کو زندہ دفن کر دینا تھا۔ یہ بے رحمی کا کام والدین خود اپنی خوشی اور مرضی سے کرتے تھے۔ اللہ کریم نے اُن الفاظ میں اس قبیح رسم سے منع فرمایا۔

وَ لَا تَقْتُلُوا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا۔

(بنی اسرائیل:۳۱)

ترجمہ اور اپنی اولاد کو مفلسی و فاقہ کے ڈر سے مار نہ ڈالا کرو ہم ہی ہیں۔ جو اُن کو
اور تم کو روزی دیتے ہیں۔ اُن کا مار ڈالنا بلاشبہ بڑا گناہ ہے۔

ازل سے لوگ بچیوں کے وجود کو بلا اور مصیبت سمجھتے آئے ہیں۔ نبی رحمت نے اُسی بلا اور مصیبت کو ایسی رحمت بنا دیا کہ وہ نجاتِ اخروی کا ذریعہ بن گئیں۔ فرمایا:

جو کوئی ان لڑکیوں میں سے کسی لڑکی کی مصیبت میں مبتلا ہوا اور پھر اُس کے ساتھ محبت و مہربانی کا سلوک کرے تو وہ دوزخ کے عذاب سے اُس کو بچالیں گی۔ وہ اس کے اور دوزخ کے درمیان پردہ بن کر حائل ہو جائے گی"

نیز فرمایا"

"جو دو لڑکیوں کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائیں تو قیامت میں میرا اور اس کا رتبہ دو انگلیوں کو اٹھا کر فرمایا کہ یوں برابر ہوگا۔"

تعلیم و تربیت کا حق

ظاہری و جسمانی نشو و نما کے بعد اولاد کی باطنی، روحانی تربیت کا درجہ ہے۔ قرآن مجید نے چار لفظوں میں اس حق کو کیسے جامع طریقے سے ادا کر دیا ہے۔ سورۂ تحریم میں ارشادِ ربانی ہے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا۔

ترجمہ: "اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے اہلِ وعیال کو آگ سے بچاؤ"

آگ سے مراد جہنم کی آگ ہے مگر اس سے مراد اُن تمام برائیوں، خرابیوں اور ہلاکتوں سے اُس کی حفاظت ہے۔ جو بالآخر انسان کو دوزخ کی آگ کا مستحق، بنا دیتی ہے۔ اس طرح والدین پر اولاد کی اخلاقی تربیت دینی تعلیم اور نگہداشت کا فرض عائد کیا ہے۔

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"کوئی باپ اپنے بچہ کو اس سے بہتر کوئی عطیہ نہیں دے سکتا کہ وہ اُس کو اچھی تعلیم دے۔"[16]

اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ لڑکوں کو لڑکیوں پر ترجیح نہ دی جائے ارشاد فرمایا کہ:

"جس کے لڑکی ہو اور وہ اُس کو زندہ رہنے دے اور اُس کی بے توقیری نہ کرے اور نہ ہی اس پر بیٹے کو ترجیح دے تو خدا اسے جنت میں داخل فرمائے گا"

حق وراثت

والدین نے حلال روزی کما کر جو تھوڑا بہت اثاثہ یا جائداد بنائی ہے یا انہیں ورثے میں ملی ہو۔ اُن کی اولاد اُن کی جائز وارث ہے۔ ہم یوں تو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن جہاں تک بیٹوں کا تعلق ہے۔ ہمارے اَن پڑھ۔ پڑھے لکھے کیا حتیٰ کہ عالم گھرانے بھی بیٹیوں کے حقوق کی ادائیگی میں غفلت اور کوتاہی ہی برتتے ہیں۔ انہیں وراثت میں کوئی حق نہیں دیا جاتا کہ یہ دوسرے گھر میں چلا جائے گا۔

شادی بیاہ کا حق

والدین کا فرض ہے کہ جب بیٹی بڑی ہو جائے تو مناسب رشتہ ڈھونڈ کر اُن کی رضامندی سے اُن کی شادی کر دیں۔آج کل والدین تعلیم کی خاطر بچیوں کی شادی میں تاخیر کرتے ہیں۔بعض خاندانوں میں خصوصاً بھائی جائداد کی خاطر بہنوں کی شادیاں کرتے ہی نہیں۔سندھ میں وڈیرے انہی بچیوں کی شادیاں قرآن پاک میں سے کر دیتے ہیں۔کہ اُن کا حقوق پر ڈاکہ ڈالنا ہے۔جہیز کا مسئلہ،شادی کے بھاری اخراجات،مناسب بر کا نہ ملنا،بچیوں کی شادی بیاہ میں تاخیر کے اسباب ہے۔جو اسلامی تعلیم کے منافی ہیں۔اُس کا حل رہن سہن میں سادگی اور سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل میں مضمر ہے۔

بیوی کے حقوق وفرائض

ماں باپ اور اولاد کے بعد قریب ترین تعلقات کی فہرست میں تیسرا درجہ زن وشوہر یعنی میاں بیوی کا ہے اور میاں بیوی کے باہمی اخلاص ومحبت کو خدا نے اپنی نشانیوں میں سے ایک قرار دیا ہے فرمایا۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا

وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ط (روم:۲۱)

ترجمہ اور اِس (خدا) کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہاری جنس میں سے تمہاری بیویاں پیدا کیں۔تا کہ تم اُن کے پاس سکون پاؤ اور تمہارے آپس میں پیار اور صبر پیدا کر دیا۔

قرآن پاک نے ایک لفظ ''سکون'' سے بیوی کی رفاقت کی۔جس حقیقت کو ظاہر کیا ہے،وہ اس ازدواجی تعلق کا فلسفہ کے پورے دفتر کو اپنے اندر سمیٹے ہے،اس کا خلوت خانہ عالم کی کشاکش،دنیا کے حوادث اور مشکلات کے تلاطم میں امن اور سکون اور چین کا گوشہ ہے،اس لئے میاں بیوی کے باہمی تعلقات میں اتنی خوشگواری ہونی چاہیے کہ اس سے اس تعلق کے وہ خاص اغراض جن کے لئے خدا نے اُس زن وشوہر کے تعلق کو اپنے عجیب وغریب آثار قدرت میں شمار کی ہے،پورے ہوں یعنی باہمی اخلاص اور پیار ومحبت اور سکون اور چین،اگر کسی نکاح سے قدرت کے یہ اغراض پورے نہ ہوں تو اُس میں سے ایک کا مفر ہے۔

۱۔ حسنِ سلوک کا حق

بیوی کا یہ حق ہے کہ خاوند اُس کے ساتھ اچھا (حسنِ معاشرت) سلوک کرے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا ہے۔

۲۔ حق مہر

مہر اس رقم کو کہتے ہیں۔جو حق زوجیت کے عوض بیوی کو دی جاتی ہے۔اس رقم کا انحصار مرد کی استطاعت پر

ہے۔مہر کی ادائیگی ضروری ہے۔اگر بیوی معاف کر دے تو اُس کو اختیار ہے مگر زبردستی اس سے معاف نہ کر یا جائے۔

قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے۔

''اور عورتوں کو اُن کے مہر خوشی سے ادا کرو۔''

(النساء:٦)

۳۔ نفقہ وسکنیٰ (خرچہ اور رہائش)

خاوند پر یہ فرض ہے کہ وہ اپنی بیوی اور بچوں کو ضروریات زندگی اور مکان مہیا کرے۔اُس کو نفقہ وسکنیٰ کہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے کمانے کی ذمہ داری مرد پر ڈالی ہے۔

۴۔ اعتماد کا حق

بیوی کا حق ہے کہ شوہر اس پر اعتبار کرے۔گھر کے معاملات میں اس سے مشورہ کرتا رہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل اس معاملے میں یہی تھا۔عورت کی عزت وحفاظت مرد کا اوّلین فرض ہے۔کیونکہ یہ خود اس کی عزت ووقار ہے۔

۵۔ عدم تشدّد

بیوی کا یہ حق ہے کہ خاوند اُس پر ظلم وتشدّد نہ کرے۔

قرآن مجید میں ارشاد پاک ہے۔

اور اُن کو ضرر پہنچانے اور زیادتی کرنے کے لئے نہ روک رکھو، جو ایسا کرے گا اس نے گویا اپنے آپ پر ظلم کیا اور خدا تعالیٰ کی آیات سے مذاق نہ کرو۔

۶۔ خلع کا حق

جب میاں بیوی میں اختلاف اتنا بڑھ جائے کہ اکٹھے رہنا ناممکن ہو تو بیوی کو خلع کا حق ہے۔

بیوی کے فرائض

جہاں بیوی کے خاوند پر حقوق ہیں وہیں خاوند کی طرف سے بیوی پر بھی بعض ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔قرآن مجید میں ارشاد پاک ہے۔

جو نیک بیویاں ہیں وہ (خاوند کی اطاعت شعار ہوتی ہیں (اور شوہر کی غیر حاضری میں بھی) اُس کے حقوق اللہ اور مفاد کی حفاظت کرتی ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ نے (اُن کے حقوق کی) حفاظت کی۔

اطاعت شعاری

بیوی پر سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ وہ شوہر کی اطاعت شعار ہو۔ گرہستی بھی ایک سلطنت کا حکم رکھتی ہے۔ جس کا حاکم اعلیٰ شوہر ہے اور اُس کی نائب بیوی ہے۔ اگر حاکم اعلیٰ کی اطاعت نہیں ہوگی، تو سلطنت کا کاروبار درہم برہم ہو جائے گا۔ اس لئے بیوی کا یہ فرض ہے کہ خاندان کے اتحاد ترقی، بچوں کے مستقبل اور اخلاق بہتر بنانے ہیں۔ خاوند کے احکام پر عمل کرے۔ اور اُسے شکایت کا موقع نہ دے۔

تربیت اولاد

بیوی پر تربیت اولاد بھی عائد ہوتی ہے۔ مرد اپنی گوناگوں مصروفیتوں کی وجہ سے اولاد کی دیکھ بھال میں اتنا وقت صرف نہیں کر سکتا جتنا عورت کر سکتی ہے۔

قرآن مجید میں ارشادِ پاک ہے۔

''یقیناً وہ لوگ سخت نقصان اٹھاتے ہیں، جنہوں نے اپنی اولاد کو اپنی بے وقوفی سے بے علم رکھ کر قتل کر دیا۔

حقوق کی حفاظت

عورت کا یہ فرض ہے کہ مرد کی موجودگی ہی میں اُس کے حقوق اور مفاد کی حفاظت نہ کرے بلکہ اُس کی غیر حاضری میں بھی اُس کا خیال رکھے۔ حدیث میں ہے کہ نیک بیوی وہ ہے کہ جب تم اس کے پاس نہ ہو تو وہ تمہارے مال اور اپنے نفس میں تمہارے حقوق کی حفاظت کرے۔

نیکی میں تعاون

عورت کا یہ فرض ہے کہ وہ خاوند کو نیکی اور خیر سے نہ روکے مرد کو کسی نیکی کے کام میں حصہ لینے یا خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے منع نہ کرے۔ نیک بیویاں خاوند کے دینوی مفاد کی پوری پوری حفاظت کرتی ہیں اور دینی مفاد اور روحانی ترقی میں بھی ممد و معاون ثابت ہوتی ہیں۔

اسلام نے عورتوں کو جو حقوق دیئے۔ اُن کا ذکر اوپر ہوا ہے اور جو اہمیت دی ہے۔ وہ اس امر سے بخوبی واضح ہے کہ قرآن کریم میں دس سے زیادہ سورتوں میں خواتین کے حقوق فرائض کا ذکر ہے۔ اِن میں سے ایک سورۃ کا تو نام ہی ''النساء'' ہے۔ سورۃ البقرۃ، المائدۃ، النور اور التحریم، الطلاق میں خواتین کے مسائل کا ذکر ہے۔

اس صنف لطیف کے حقوق پورے کئے جائیں اور یہ اپنے فرائض سے عہدہ برآ ہوں اسی میں انسانیت کی فلاح اور اصلاح ہے۔

وآخر دعوانا انِ الحمد اللہ ربّ العالمین

کتابیات

۱۔ شاہد۔ایس۔ایم تعارف مذاہب عالم نیولک پیلس اردو بازار لاہور۔ صفحہ ۲۲۸

۲۔ ناز ڈاکٹر ایم ایس۔اسلام میں عورت کی قیادت مکتبہ عالیہ لاہور۔ ۱۹۸۹ء:۶۳

۳۔ انسائیکلو پیڈیا برٹنیکا۔زیرِ عنوان عورت۔

۴۔ آزاد مولانا ابوالکلام۔ترجمان القرآن۔شیخ مبارک علی تاجران کتب لاہور۔ ج ۲ ص ۳۲۰

۵۔ بخاری۔صحیح۔بخاری کتاب الادب

۶۔ ندوی۔علامہ سید سلیمان۔سیرت النبیؐ الفیصل ناشران کتب۔

۷۔ مالک رام۔اسلام اور عورت۔تخلیقات لاہور۔ ص ۸۸۔۷۹

اسلام میں خواتین کے حقوق وفرائض سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

مہ جبین عامر۔ لاہور

ایک سلیم الفطرت انسان یہ چاہتا ہے کہ اپنے مقام انسانیت کو سمجھے اور ان امتیازی اوصاف کے سات زندہ رہے۔ جن کی وجہ سے وہ انسان کہلانے کا مستحق ہے اور اس عالم کون ومکان میں اُس کی شخصیت کی عزت متعین ہو۔ کیونکہ وہ رضائے ذات کا طالب اور نیک اور مقدس تمناؤں کا آرزومند ہوتا ہے اور انفس وآفاق پر محبت کی عملداری دیکھنا چاہتا ہے۔

اس میں کیا شک ہے کہ ہم جس دور میں اپنی حیات مستعار کے دن پورے کر رہے ہیں وہ من حیث المجموع دینی مزاج، دینی علوم، اسلامی فکر اور اخلاقی اقدار کے اعتبار سے ارتقاء کا نہیں۔ بلکہ تنزلی کا دور ہے۔ ہمارا سفینہ ملت بحریاں میں ہچکولے کھا رہا ہے۔ سیرتیں تشنہ ہیں اور کردار کھوکھلے، عمل بے راہ ہیں اور افکار گم گشتہ جنسی بے راہ روی، بے حیاء وفحاشی کے مظاہر عام ہیں۔ جھوٹ اور بد نیتی کے سائے گہرے ہوتے جا رہے ہیں۔ رشوت اور سفارش کا راج ہے۔ دیکھا جائے تو ان تمام سماجی برائیوں کے مجموعی اسباب کے ڈورے گھوم گھام کر عورت ہی کی جھولی میں گرتے ہیں۔ اب ان روڑوں کو سمیٹ کر گھسا پٹا کر ماہ پارہ بنانا بھی عورت ہی کا کام ہے۔ لہٰذا ان تمام نا آسودگیوں کا مداوا ہم خواتین کو ہی کرنا ہوگا۔ کیونکہ لفظ عورت یعنی ''ع و ر ت'' صرف چار حروف کا مجموعہ ہی نہیں۔ بلکہ معاشرے کے چار اہم کردار بھی ہیں۔ یعنی ماں، بہن، بیوی، بیٹی۔ چاروں پر عورت کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے اس کا دائرہ عمل بہت وسیع ہے۔ کیونکہ خواتین کے کردار کے تحت ان کا طرزِ عمل، ان کا انداز فکر اور ان کے عادات وفضائل اور زندگی گزارنے کے تمام تر قواعد آتے ہیں۔ گویا عورت جب تک اپنے حقوق وفرائض کا احساس نہیں کرے گی ملک ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ

"The Muslim woman is a driving force which was fashioned by Muhammad's mastermind-"

The Positon of woman in Islam/Miss Nazahat Aftab"

بقول شاعر۔

اپنی عظمت کو ذرا اپنی نگاہوں سے بھی دیکھ
تیرے جلوؤں سے ہے معمور ضمیر انسان

برف تو برف ہے پتھر بھی پگھل سکتے ہیں
تو جو بیدار کرے آتش قلب سوزان

گویا موجودہ ماحول میں عورت کی ذمہ داریاں بڑھ چکی ہیں۔ اب میں موضوع ''اسلام میں خواتین کے حقوق وفرائض'' کی جانب آتی ہوں۔ پہلے میں فرائض کی بات کروں گی اور بعد میں حقوق کی اس لئے کہ آج سارا جھگڑا اس بات پر ہے کہ ہر شخص اپنے حق کی بات کرتا ہے اور فرض کو بھول جاتا ہے۔ بنظر عمیق اگر دیکھا جائے تو ہر خاتون کے فرائض کا دائرہ کار اپنے عمل کے اعتبار سے اس قدر وسیع ہے کہ اس کی لپیٹ میں سارا معاشرہ آ جاتا ہے۔

آپ ﷺ کے ان گنت ارشادات ہیں۔

حضرت ابو ہرہؓ سے بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت کے دن تم سے حقداروں کے حقوق وصول کئے جائیں گے حتیٰ کہ بے سینگ بکری کا سینگ والی بکری سے بدلہ لیا جائے''

(صحیح مسلم کتاب العبر والصلۃ والارب ج ۷، ص ۱۵۷)

جب جانوروں تک کہ یہ فرائض ہیں تو خواتین جو معمار امت ہیں۔ ان کے فرائض کس قدر ہیں!

اے قوم کی بیٹیوں!

اے قوم کے حسین خوابوں کی تعبیر تو ہے
مشتاقان جمال نبویؐ کی تنویر تو ہے
تصویر کائنات کا رنگ تیرا وجود ہے
تیری گود، آغوش، تقدیر امم ہے
تیرے شجرۂ تربیت میں خدیجہؓ کا نام ہے
عائشہؓ کی تاریخ آتی ہے فاطمہؓ کا حوالہ ملتا ہے
زینبؓ کی شجاعت ابھرتی ہے
مجھے تلاش ہے میری تاریخ کی
اور میری تاریخ تیرے ہاتھ میں ہے
تو پھر کی تشکیلِ امت کا گہوارہ بنا سکتی ہو

فرائض خواتین

1۔تربیتِ اولاد

خواتین اپنے ماحول پر بہت اثر انداز ہوتی ہیں۔لاتعداد غیر معمولی شخصیات کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے میں ان کی ماؤں نے اہم کردار ادا کیا۔

؎ یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی

(i) حضرت امام شافعی اپنی والدہ کی زیرِ نگرانی پرورش پاتے ہیں۔

(ii) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے مذہب و اخلاق کا درس اپنی والدہ سے حاصل کیا۔

(iii) امام غزالی یتیم ہو گئے تھے۔ان کی والدہ نے انہیں تہذیب و انسانیت سکھائی۔

(iv) حضرت اسماعیل جو داستانِ حرم کی ابتدا ہیں۔اپنی والدہ ہاجرہ کے تربیت یافتہ تھے۔

جب ماں فرائض سے غفلت برتتی ہے تو اولاد نافرمانی کے عمیق غار میں گرتی چلی جاتی ہے۔جیسے ،حضرت نوحؑ کا بیٹا اس لئے کافر رہا کیونکہ حضرت نوحؑ کی بیوی خود منکرین میں سے تھی۔اسی لئے قرآنِ پاک میں ہے۔

"قوٓا انفسکم و اھلیکم ناراً"

ترجمہ:-اپنے آپ کو اور اپنے اہلِ وعیال کو آگ سے بچاؤ۔ (سورۃ التحریم:٦)

عن حذیفۃؓ "ان ا نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال والذی نفسی بیدہ لتامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر او ان یبعث علیکم عذاب من عندہ ثم لتدعونہٗ ولا یستجاب لکم۔"

(مشکاۃ المصابیح کتاب الادب باب الامر بالمعروف ج ۲،ص ۱٤٦)

ترجمہ:- حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔تمہیں ضرور نیکی کا حکم دینا ہوگا اور برائی سے منع کرنا ہوگا۔(ورنہ)عنقریب اللہ تم پر عذاب نازل فرمائے گا۔پھر تم خدا سے دعا کرو گے اور تمہاری دعا قبول نہ ہوگی۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم "المراۃ راعیۃ علی بیت زوجھا وھو مسولۃ۔"

(بخاری باب قوا انفسکم و اھلیکم ناراً)

ترجمہ:- "عورت اپنے شوہر کے گھر کی حکمران ہے اور وہ اپنی حکومت کے دائرہ میں اپنے عمل کے لئے جواب دہ ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

"کلکم راعٍ و کلکم مسئول عن رعیّتہٖ۔"

(صحیح مسلم باب الامارہ مترجم وحید الزمان ج ۵،ص ۱۱۷)

ترجمہ:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔تم میں ہر شخص ذمہ دار نگران ہے جیسا چرواہا، ریوڑ کا، اور اس سے اُس کی رعیت کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔

غرض مسلمان خواتین اپنے اپنے دائرہ کار کے مطابق کوشاں رہیں جس میں

1۔ اپنی زندگی کو اسلام کے سانچے میں ڈھالیں۔

2۔ اپنے خیالات کو، معاشرے کو، اپنے اخلاق کو اور اپنے طرزِ عمل کو دین کے تابع کر دے اور انہی خطوط پر اپنی اولاد اور اپنے اہلِ خانہ کی راہنمائی کرے۔

3۔ سادگی، کفایت شعاری، اکل حلال کی ترغیب دیں۔ اس سلسلے میں خواتین کو چاہیے کہ وہ سادہ طرزِ زندگی کو اپنا شعار بنائیں۔ اپنے اہلِ خانہ کے ذرائع معاش پر نظر رکھیں کہ آیا ان کے ذرائع آمدن حلال طریق پر ہیں یا کہ ناجائز کیونکہ عورت اگر چاہے تو غلط روشو ہر کو غلط روی سے سلیقہ شعاری سے صحیح راستے پر لا سکتی ہے۔ خواتین کو چاہیے کہ خوشحالی و تنگدستی کے ہر حالات میں خاوند سے تعاون کریں جیسا کہ ازواجِ مطہرات میں سے

عن عائشہ قالت ان کنا ال محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لنمکث شھرا ما نستوا قد بنار ان ھو الالتمر والماء۔"

(شرح صحیح مسلم (علام رسول سعیدی) کتاب الزھد والرقاق ج ۷،ص ۸۵۸)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ہمارا آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ حال تھا کہ ہم ایک ماہ تک ٹھہرے رہتے تھے اور آگ نہیں جلاتے تھے۔ ہم صرف کھجور اور پانی پر گزارہ کرتے تھے۔

گویا تربیت کا لفظ اپنے دائرہ عمل کے اعتبار سے بہت وسیع ہے اور اس ضمن میں خواتین کی ذمہ داریاں/فرائض بھی زیادہ ہیں۔

1۔ حصولِ علم کے لئے کوشاں رہیں۔

"طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة"

اپنے علم میں اضافہ کرے۔ کیونکہ جب وہ خود ہی ناواقفیت کے اندھیرے میں ہوگی تو نسل نو کو علم کا نور کیونکہ

فراہم کرسکتی ہے۔اسلام کے ابتدائی زمانہ میں مسجد نبویؐ میں مرد بھی آتے تھے اور خواتین بھی۔کبھی آپ خواتین کے لئے بھی نمائندہ صحابی کو بھیج دیتے کہ وہ انہیں درس دے۔ایک موقع پر آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا۔''اپنے اہل وعیال کی طرف جاؤ۔ان ہی میں رہو ان کو دین کی باتیں سکھاؤ اور ان پر عمل کرنے کا حکم دو۔خود خواتین بھی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوالات کرتیں اور اپنے مسائل کا حل دریافت کرتی تھیں۔

3۔ بذریعہ درس وتدریس......اصلاحِ احوال......دینی فہم وشعور کو اجاگر کرنا:۔

معاشرتی، اخلاقی اور سماجی اُمور میں تبدیلیاں قانونی جبر سے نہیں آتیں۔ بلکہ تعلیم و تربیت سے آتی ہیں۔ خواتین کو چاہیئے کہ وہ بذریعہ درس وتدریس طرزِ عمل ذرائع ابلاغ اور رسائل و جرائد وغیرہ کے ذریعے لوگوں کو زندگی کی حقیقتوں سے آگاہ کریں۔

i۔ مقصدِ حیات اور کامیابی و ناکامی کے حقیقی معیار سے روشناس کرائیں۔

ii۔ خیر،نیکی،اچھائی عام کرنے،برائی،بے حیائی اور غلط روی سے مجتنب رہنے کی تلقین کریں۔

iii۔ علوم جدیدہ کی تحصیل،ترغیب کے لئے کوشاں رہیں۔

حضرت عائشہؓ اپنے وقت کی بہترین عالمہ تھیں۔ہر سال حج کے فریضہ کی ادائیگی کے لئے تشریف لے جاتیں اور تشنگان علم آپؓ کی خدمت میں حاضری دیتے۔صحابہؓ مسائل پوچھتے ہوئے شرماتے تو آپؓ فرماتیں۔جو بات ماں سے پوچھ سکتے،ہو پوچھ لو۔

4۔ ذاتی اصلاح:۔

عہد جدید کی مسلمان عورت کا ایک اور فرض یہ بھی ہے کہ وہ بے بسی، کمزوری، بے چارگی اور مجبوری کے اس ماحول میں اللہ کے حضور دعائیں کرے،کوسنے،بد دعاؤں سے پرہیز کرے۔عورت جو وفا کی پتلی ہے،سراپا محبت وگداز ہے اُس کی آہوں میں جو نور ہے اُس کی آہوں میں جو تا ثیر ہے،وہ مرد کے پاس کہاں؟ قدرت نے تو اُس کی دعاؤں میں یہ اثر رکھا ہے کہ ان کے نتیجہ میں تا ثیر غیبی سے نوازی جاتی ہے۔

(i) حضرت ہاجرہؓ کی فریاد کے بعد زم زم کا چشمہ پھوٹا۔

(ii) حضرت عائشہؓ کی آہ وزاری کے نتیجہ میں آسمان سے ان کی پاکدامنی سے متعلق آیات اترتی ہیں۔

ثابت ہوا کہ عورت دعاؤں میں اتنی تا ثیر ہے۔لیکن وہ لغویات اور کوسنوں میں اس توانائی کو ضائع کر رہی ہے۔اس کو چاہیے کہ حقوق ومسائل کو شرعی طور پر سمجھنے اس کام کے لئے خاتم النبیینؐ کی سیرت طیبہ سے رہنمائی حاصل کریں اور سیرت النبیؐ کا مطالعہ کرے۔

5۔ سادہ طرزِ زندگی اختیار کریں:۔

خواتین کو چاہیئے کہ لباس کی نفاست،جسم کی نظافت، گھر کی آرائش وزیبائش اور تمام معاملات میں سادہ طرزِ

زندگی اختیار کریں۔ایک مرتبہ آپؐ نے نصیحت فرمائی۔''اے عائشہؓ اگر تو (آخرت میں) مجھ سے ملنا چاہتی ہے تو تجھے دنیا میں اتنا سامان کافی ہونا چاہیے، جتنا ایک مسافر اپنے ساتھ لے کر چلتا ہے اور مالداروں کے پاس بیٹھنے سے پرہیز کر۔اور کسی کپڑے کو پرانا سمجھ کر مت پہننا چھوڑ جب تک کہ تو اس کو پیوند لگا کر نہ پہن لیوے۔''

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ آپؐ نے ہم کو پانچ چیزوں کے استعمال سے منع فرمایا۔ریشمی کپڑے،سونے کے زیور، سونے اور چاندی کے برتن،سرخ نرم گدے،اور کتان آمیز ریشمی کپڑے سے۔میں نے عرض کی اگر تھوڑا سا سونا ہو،جس میں مشک باندھا جا سکے تو کچھ مضائقہ ہے۔فرمایا نہیں چاندی کو تھوڑی زعفران سے رنگ لیا کرو۔

6۔ اخلاقی اقدار پر عمل پیرا ہو:-

یہ ایک حقیقت ہے کہ جب تک سورج طلوع نہ ہو دن نہیں چڑھتا جب تک عورت نہ سلجھے رونق ہستی ماند رہتی ہے تو سلجھے تو دنیا جنت بداماں تو الجھے تو نہ بداماں۔

ز شام ما بروں آور سحر را
بہ قرآں باز خواں اہل نظر را
تو می دانی کہ سوز قرات تو
دگر گوں کرد تقدیر عمر را

''اسلام کی تاریخ میں بلاشبہ عورتوں کے نیک جذبوں پاکیزہ امنگوں،ستھری سیرتوں اور عفت مآب کرداروں نے انقلاب برپا کیا وہ بھی عورت تھی جس نے فرعون کے گھر صداقت اور حریت کا نعرہ لگایا۔

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن۔

و ضرب اللہ مثلا للذین آمنوا امرات فرعون اذ قالت رب ابن لی عندک بیتا فی الجنۃ و نجنی من فرعون و عملہ و نجنی من الظلمین۔''

(سورۃ التحریم:۱۱)

ترجمہ:- اور اسی طرح اللہ نے اہلِ ایمان کے لئے فرعون کی بیوی کی مثال پیش فرمائی۔جبکہ اس نے دعا مانگی۔ اے میرے رب! بنا دے میرے لئے اپنے پاس ایک گھر جنت میں اور بچا لے مجھے فرعون سے اور اس کے (کافرانہ) عمل سے اور مجھے اس ستم پیشہ قوم سے نجات دے۔

(i) ''عورتیں ریاست کا ستون ہوتی ہیں۔اگر وہ اچھی ہیں تو ریاست بھی اچھی ہوگی۔اگر وہ خراب ہیں تو ریاست بھی خراب ہوگی۔'' (حدیث نبویؐ)

خواتین کے حقوق:۔

عورت کے فرائض کا مختصر تذکرہ کرنے کے بعد اب میں مختصراً اس کے حقوق کی نشاندہی کروں گی۔اسلام نے خواتین کو ظلم کے گرداب سے نکالا۔اس کے ساتھ انصاف کیا اسے حقوق دیئے۔عزت وسر بلندی بخشی اور معاشرہ کو اس کا احترام سکھایا۔ کیونکہ حقوق وفرائض اصل میں ایک ہی تصویر کے دو رخ اور لازم وملزوم ہیں۔

"Rights ir fact are those conditions of social li e without which no man can seek in gen·ral to be at his best-" (H.J. Laski) "A Grammar of politices P:91-

گویا خواتین کے حقوق سے مراد وہ امر ہیں۔جن کا ملحوظ خاطر رکھنا مرد کیلئے ضروری ہے۔خواتین کے حقوق کے سلسلے میں درج ذیل باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

1۔ جو حاکمانہ اختیارات محض خاندان کے نظم کی خاطر دیئے گئے ہیں۔ان سے ناجائز فائدہ اٹھا کر وہ (مرد) ظلم نہ کر سکے اور ایسا نہ ہو کہ تابع رکھنے اور ہونے والے کا تعلق عملاً باندی اور آقا کا تعلق بن جائے۔

2۔ خواتین کے ایسے تمام مواقع بہم پہنچائے جائیں جن سے فائدہ اٹھا کر وہ نظام معاشرت کی حدود میں اپنی فطری صلاحیتوں کو زیادہ ترقی دے سکے اور تعمیر وتمدن میں اپنے حصے کا کام بہتر سرانجام دے سکے۔

خواتین کے حقوق کو میں درج ذیل حصوں میں تقسیم کروں گی۔

1۔ خواتین کے تمدنی ومعاشرتی حقوق

2۔ خواتین کے حفاظتی حقوق

3۔ خواتین کے معاشی حقوق

1۔ خواتین کے تمدنی ومعاشرتی حقوق

(i) زندہ رہنے کا حق

''اس وقت کو یاد کرو۔جبکہ اُس لڑکی سے پوچھا جائے گا۔جسے زندہ دفن کر دیا گیا تھا۔کہ کس جرم میں اسے مارا گیا۔''

آپ ؐ نے اپنی تعلیمات کے ذریعے خواتین کو زندہ رہنے کا حق عطا فرمایا۔ان کو زندہ درگور کرنے سے منع فرمایا۔بلکہ ان پر کسی قسم کی زیادتی ہو تو انہیں قصاص کا حق دیا۔

(ii) پرورش کا حق

اسلام کے نزدیک ہر بچہ یہ اخلاقی اور قانونی حق لے کر پیدا ہوتا ہے کہ اس کی ضروریات زندگی فراہم کی جائیں۔ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ جس شخص کو ان لڑکیوں کے ذریعہ کچھ بھی آزمائش میں ڈالے اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو وہ اس کے لئے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہوں گی۔''

(iii) تعلیم کا حق

حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی ان کو تعلیم و تربیت دی ان کی شادی کی اور ان کے ساتھ بعد میں بھی حسنِ سلوک کیا تو اس کے لئے جنت ہے۔''

لہٰذا دور اوّل میں علم جس طرح مردوں میں پھیلا خواتین میں بھی عام ہوا۔ صحابہؓ کے درمیان قرآن و حدیث کا علم رکھنے والی خواتین کافی تعداد میں ملتی ہیں۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں مسائل کا استنباط کرنے والی بھی موجود تھیں۔ ان میں حضرت عائشہؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت ام عطیہؓ، حضرت صفیہؓ، حضرت ام حبیبہؓ، اسما بنت ابوبکرؓ، فاطمہ بنت قیسؓ نمایاں ہیں۔

کاروبار اور عمل کی آزادی

اسلام نے خواتین کو کاروبار اور پیشہ عمل کی آزادی دی ہے۔ اس لئے تجارت، زراعت، لین دین، صنعت و حرفت، ملازمت، درس و تدریس، صحافت و تصنیف سب ہی جائز کاموں کی اجازت ہے۔

5۔ مال و جائیداد کا حق

دنیا کی بہت سی قومیں وہ تھیں جن میں خواتین کو حق ملکیت حاصل نہ تھا۔ اس معاشرے کی خاتون کا جائیداد میں کوئی حصہ نہ تھا۔ بلکہ وہ اپنی محنت سے جو کچھ حاصل کرتی۔ اسے بھی باپ، بیٹے، شوہر یا خاندان کے دوسرے افراد کی ملکیت سمجھا جاتا۔ اسلام نے خواتین کے حق ملکیت کو تسلیم کیا اور اس میں مداخلت کو غلط اور ناجائز ٹھہرایا۔

ترجمہ:- ''جو کچھ مردوں نے کمایا۔ اس کے مطابق ان کا حصہ ہے
اور جو عورتوں نے کمایا اس کے مطابق ان کا حصہ ہے۔''

(سورۃ النسآء: آیت نمبر 32)

خواتین کو شرعی ضابطہ کے تحت ماں، باپ یا شوہر یا اولاد سے جو مال اور جائیداد ملے یا وہ اپنی جدوجہد سے جو دولت کمائے یا حاصل کرے، اس کی وہ خود مالک ہے۔ وہ جائیداد کی خرید و فروخت اور وقف و ہبہ اور وصیت کا حق رکھتی ہے۔ اس میں مداخلت کا کوئی بھی شخص مجاز نہیں۔

6۔ عزت وآبرو کا حق

عزت وآبرو انسان کی بڑی قیمتی متاع ہے۔ اس سے کھیلنے اور اس پر دست درازی کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دی جاسکتی۔ خواتین کی عزت وآبرو پر ہمیشہ حملے ہوتے ہیں۔ اس پر حملے کی دو شکلیں ہیں۔ ایک قذف اور دوسرے زنا، قذف یہ ہے کہ اس کے دامن عفت پر چھینٹے پھینکے جائیں۔ اسلام کے نزدیک یہ بہت بڑا جرم اور گناہ کبیرہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسانوں کو ہلاک کردینے والے سات گناہوں میں ایک کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

پاکدامن ایمان والی بھولی بھالی خواتین پر بدکاری کی تہمت لگانا۔

اسلام نے قانونی طور پر یہ سخت اقدام کیا کہ جو شخص کسی خاتون پر بدکاری کی تہمت لگائے اسے اسی کوڑے لگائے جائیں اور کسی معاملہ میں اسکی شہادت نہ قبول کی جائے۔

7۔ تنقید واحتساب کا حق :-

اس میں شک نہیں کہ اسلام نے خواتین کو بعض اجتماعی اور سیاسی ذمہ داریوں سے مستثنیٰ کر رکھا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ان معاملات سے بالکل الگ تھلگ رہے اور کنارہ کش رہے گی۔

ارشادِ ربّانی ہے۔

ترجمہ:- مومن مرد اور مومن عورتیں یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔
معروف کا حکم دیتے ہیں اور منکر سے روکتے ہیں۔"

(سورۃ التوبہ: آیت نمبر 71)

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے، بڑے وسیع تقاضے ہیں۔ اس میں دعوت وتبلیغ بھی داخل ہے۔ یہ اُمت کی اصلاح کا عمل بھی ہے اور حکومت پر تنقید واحتساب کا بھی۔

خواتین کے حفاظتی حقوق

1۔ نکاح کا حق

اسلام نے نکاح کے معاملے میں لڑکی کے ولی اور سرپرست کو اہمیت ضرور دی لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی کیا ہے کہ نکاح اس کی اجازت سے ہوگا۔ اگر خاتون بیوہ یا مطلقہ ہے تو صراحت سے اپنی رضا مندی کا اظہار کرے گی اور باکرہ (کنواری) ہے تو اس کی خاموشی کو اس کا اتفاق سمجھا جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

بیوہ یا مطلقہ کا نکاح نہیں کیا جائے گا، جب تک کہ اس کی رائے نہ معلوم کر لی جائے

باکرہ کا نکاح نہیں ہوگا۔ جب تک کہ اس سے اجازت نہ لے لی جائے۔

صحابہؓ نے عرض کیا کہ شرم وحیا کی وجہ سے بولے گی نہیں، اس سے اجازت کیسے لی جائے؟

آپؐ نے فرمایا۔

''اس کا سکوت ہی اس کی اجازت ہے''

2۔ حقِ خلع

اسلام نے جس طرح مرد کو یہ اختیار دیا ہے کہ اگر کسی عورت سے واقعی نباہ کی کوئی صورت ممکن نہ ہو تو وہ اسے طلاق دے دے۔ اسی طرح عورت کو بھی یہ اختیار دیا ہے کہ اگر وہ فی الواقع شوہر سے مایوس ہو چکی ہو اور نباہ کا اب کوئی امکان نہ ہو تو وہ کچھ معاوضہ دے کر طلاق لے سکتی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک کنواری لڑکی نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اس کے باپ نے اس کا نکاح کر دیا ہے۔ اور وہ اس نکاح سے ناخوش ہے۔ آپؐ نے لڑکی کو اختیار دیا یا (یعنی نکاح رکھے یا توڑ دے)۔

(ابوداؤد)

3۔ مردوں کو عورتوں کے ساتھ انصاف کا کرنے کا حکم

قال اللہ تعالیٰ ''فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ۔

ترجمہ:- پس اگر یہ اندیشہ ہو کہ (ایک سے زائد بیویوں کے درمیان)

انصاف نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی رکھو۔

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیویوں کے درمیان حقوق کی تقسیم میں پورا پورا انصاف فرماتے اور دعا فرمایا کرتے:-

''اے اللہ یہ میری تقسیم ہے ان چیزوں میں جن پر میرا قابو ہے تو مجھے اس چیز میں ملامت نہ کر جو خالص تیرے قبضے میں ہے، میرے قبضے میں نہیں۔''

4۔ مطلقہ کے ساتھ سلوک

مطلقہ عورتوں سے اگر چہ ایک حد تک شوہر کا تعلق ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن اسلام نے ان کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کی تاکید کی ۔ ہے اور عظیم تر مصلحتوں کی بناء پر ان کے بھی کچھ حقوق رکھے ہیں ۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام کیسا انسانیت نواز اخلاق پسند اور عادلانہ نظامِ حیات ہے اور انسانی سوسائٹی کے لئے سایۂ رحمت ہے ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اسکنوھن من حیث سکنتم من وّجدکم۔

(الطلاق:٦)

ترجمہ:- تم اپنی مطلقہ عورتوں کو عدت گزارنے کے لئے)اپنی وسعت کے

مطابق مکان دو جہاں تم رہتے ہو۔

اسلام نے جن اعلیٰ اخلاقی اصولوں کی تعلیم دی ہے۔اس کی رو سے تو یہ بات ویسے بھی انتہائی مکروہ ہے کہ ایک شخص جو چیز کسی کو ھبہ کر چکا ہے یا تحفہ دے چکا ہے۔اُس کو پھر واپس لے۔حدیث میں اس ذلیل حرکت کو کتے کے اس فعل سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جو اپنی ہی قے کو خود چاٹ لے۔یعنی اسلام کی ہدایت تو یہ ہے کہ مطلقہ عورتوں کو کچھ دے دلا کر شریفانہ سلوک کے ساتھ رخصت کرو۔ یہ وہ عورتیں ہیں جو ایک عرصہ تک تمہارے ساتھ رفاقت کی زندگیاں گزار چکی ہیں ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"خیرکم خیرکم لنسائھم و الطفھم باھلہ"

''تم میں اچھے لوگ وہ ہیں۔جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے ہیں اور اپنے اہل وعیال کے ساتھ لطف ومہربانی کا سلوک کرنے والے ہیں۔''

3۔ خواتین کے معاشی حقوق

(i)۔ حقِ وراثت

قال اللہ تعالیٰ:

للرجال نصیب مما ترک الوالدٰن والاقربون و للنسآء نصیب ممّا ترک الوالدٰن والاقربون مما قل منہ او کثر نصیبا مفروضاً۔

ترجمہ:- مردوں کے لئے اس مال میں حصہ ہے۔جو ماں باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہے اور عورتوں کے لئے بھی اس مال میں حصہ ہے۔جو ماں باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہو خواہ تھوڑا ہو یا بہت اور یہ حصہ اللہ کی طرف سے مقرر ہے۔''

نبی کریمؐ نے بھی خواتین کوحق وراثت کا حق عطا فرمایا۔ بلکہ یہاں تک فرمایا۔

"الحقوق الفرائض باھلھا فما بقی فھی الاولی رجل ذکر"

(بحوالہ صحیح مسلم کتاب الفرائض)

ترجمہ:- حقوق کو اصحابِ حقوق تک پہنچاؤ اور جو کچھ باقی رہے قریبی رشتہ دار مرد کا حصہ ہوگا۔

(ii)۔ حقِ نفقہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی اپنے اہلِ خانہ پر جو کچھ خرچ کرتا ہے تو وہ اس کے لئے صدقہ ہے۔

عورت کو مختلف طریقے سے جو کچھ مال پہنچتا ہے۔ اس میں ملکیت قبضہ اور تصرف کے تمام اختیارات اور حقوق اسے دیئے گئے ہیں۔ جن میں مداخلت کرنے کا اختیار نہ اس کے باپ کو حاصل ہے نہ شوہر کو اور نہ ہی کسی کو مداخلت کرنے کو اختیار ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر وہ کسی تجارت میں اپنا روپیہ لگا کر یا خود محنت کر کے کمائے تو اس کی مالک بھی مکمل طور پر وہی ہے۔ ان سب کے باوجود اس کا نفقہ ہر حال میں اس کے شوہر پر واجب ہے۔

(iii) حق مہر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"جس نے ایک مال مہر کے عوض کسی عورت سے نکاح کیا اور نیت یہ رکھی کہ وہ اس مہر کو ادا نہیں کرے گا۔ وہ دراصل زانی ہے اور جس نے قرض لیا اور نیت یہ رکھی کہ وہ اس مہر کو ادا نہیں کرے گا۔ وہ دراصل چور ہے۔"

غرض اسلام نے خواتین کو تمدنی و معاشرتی، حفاظتی اور معاشی حقوق عطا کئے ہیں۔ اب خواتین کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے حقوق فرائض سے آگاہ ہو اور اپنے فرائض پر عمل پیرا ہو۔ کیونکہ ان کا جینا ابھرنا دین کے سائے میں، بذاتِ خود زندوں ہی کی نہیں بلکہ...... زندگی کی بھی ضرورت ہے۔

خلاصۃ المقال

آج ہم اکیسویں صدی میں داخل ہو چکے ہیں۔ ہمیں نئے چیلنجز کا سامنا ہے۔ جبکہ ہماری حالت یہ ہے کہ ہمارا کردار مجروح ہو چکا ہے۔ ہمارے دانش کدوں اور تربیت گاہوں میں دانش و بینش اور خیر و صلاح داموں کے عوض بکتی ہے۔ اس قوم کا کیا بنے گا؟ جس کے ہاں ریلوے کا ٹکٹ بھی واقفیت، شناسائی اور رشوت کے بغیر نہ ملتا ہو۔ الغرض دورِ حاضر میں ہمارے انحطاط سے

نجات صرف اسی صورت ممکن ہے کہ خواتین فعال کردار ادا کریں۔ کیونکہ اعلیٰ انسانی اقدار کو بحال کرنے والی وہ کامیاب اور فیض بخش تحریک جس کا آغاز محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت نو رر ساں سے کیا مرد اور عورت دونوں کی مخلصانہ کوششوں سے ہی مزین دکھائی دیتی ہے۔اس لئے خواتین سے التجاء ہے درخواست ہے، دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ سوچیں اور خوب سوچیں کہ کیا انہیں اللہ تعالیٰ نے بے مقصد پیدا کیا ہے۔ یا ان کی وجہ تخلیق کا بھی کوئی مقصد ہے کیونکہ ان پر:

خود سیکھنے کی ذمہ داری

تعمیر اخلاق کی محنت

امور خانہ داری کی مشقت

صلہ رحمی کے لئے ماحول سازی کی فکر

سکھانے اور تربیت دینے کا فرض

کانہ کشی کے لئے فکری دماغ سوزیاں کی ذمہ داری ہے۔

اس لئے آج کے دور میں مسلمان عورت اگر اپنی ذمہ داریوں کو کماحقہٗ ادا کرے،تو عالمِ اسلام کی ذلت وخواری، بے بسی، مجبوری و پستی ان شاءاللہ کافور ہو جائے گی۔اس کے لئے جرأت وحوصلہ کی ضرورت ہے۔

کیونکہ

؎ عظیم تر ہیں مقاصد بعید تر منزل
بھٹک نہ جائے اندھیروں میں کارواں اپنا
قدم قدم پر نئے حوصلوں کی شمع جلے
ہر اک گام سے اونچا رہے نشاں اپنا

اسلام میں خواتین کے حقوق و فرائض
سیرت النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی روشنی میں

مسز ممتاز چٹھہ۔ڈسکہ

لفظ ''سیرت'' سار، یسیر، سیرا سے نکلا ہے۔ اس کے معنی جانا، چلنا، طریقہ، مذہب، سنت، حالت، کردار، کہانی اور گزشتہ لوگوں کے واقعات کا بیان ہے لیکن سیرت کے اولین اصطلاحی معنی آنحضرت ﷺ کے مغازی اور سوانح حیات ہیں۔

قرآن مجید میں یہ لفظ بمعنی بیت و حالت آیا ہے۔ ابتدا میں عرب میں مغازی کا رواج ہوا۔ جن میں حضور ﷺ کی فتوحات اور معرکوں کا ذکر ہوتا تھا۔ لیکن بعدازاں خلفائے راشدین نے سیرت میں ان پہلوؤں پر زور دیا جن کا تعلق شرعی احکامات سے تھا۔ چنانچہ اِس لحاظ سے سیرت ابن ہشام غالباً پہلی کتاب ہے جسے مغازی سے ممتاز کیا جاسکے۔ بعض لوگوں کے نزدیک ابن سعد نے اپنی تصنیف ''طبقات'' اور امام ابن القیم نے ''زادالمعاذ'' میں اِس کا سب سے پہلے استعمال کیا۔ سیرت نگاری کی حقیقت یہ ہے کہ قرآن نے آپ ﷺ کی زندگی کے ہر گوشہ عمل کو محفوظ کرنے کا پورا اہتمام کیا۔

بقولِ شبلیؒ:

''مسلمانوں کے اِس فکر کی قیامت تک کوئی برابری نہیں کرسکتا کہ انہوں نے اپنے پیغمبر ﷺ کے حالات وواقعات کا ایک ایک حرف اس استقصاء کے ساتھ محفوظ رکھا ہے کہ کسی شخص کے حالات آج تک اس جامعیت اور احتیاط کے ساتھ قلمبند نہیں ہوسکے اور نہ آئندہ کئے جاسکتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے افعال واقوال کی تحقیق کی غرض کے آپ ﷺ کے دیکھنے والوں اور ملنے والوں میں سے تقریباً تیرہ ہزار اشخاص کے نام اور حالات قلمبند کئے گئے ہیں۔''

شیر نگر کی رائے میں:۔

''نہ کوئی قوم دنیا میں گزری اور نہ آج موجود ہے۔ جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال حدیث کے راویوں کے تراجم کی چھان بین کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو۔ جن کی بدولت آج پانچ لاکھ اشخاص کا حال معلوم ہوسکتا ہے۔ دنیا کی ہر مہذب اور معزز زبان میں حضور اکرم ﷺ کی سیرت پر عقلی، فنی، عملی اور ادبی بنیادوں پر نہایت اعلیٰ تصانیف لکھی گئی ہیں۔

ان تصانیف میں محض ایک شخصیت نامدار یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے دین اسلام پر بھرپور صلاحیتوں کا اظہار کیا گیا ہے۔

اسلام ایک فیصلہ۔ایک طرزِ عمل اور عظیم ترین پیغام کا نام ہے۔یعنی خدا کے احکامات کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینا۔دنیا کی تاریخ میں یہ ایک ہمت افزا اور حیات آفریں پیغام ہے۔جو ہمت دلاتا ہے کہ اس کی راہ میں کیسی ہی رکاوٹیں اور دشواریاں پیدا کی جائیں۔کیسے ہی ناسازگار حالات ہوں۔اِس کو کیسی ہی شدید مخالفتوں اور عداوتوں کا سامنا کرنا پڑے۔اگر اس سے انسانیت کی فلاح مقصود ہے۔نیت میں اخلاص ہے ارادہ میں عزم وپختگی تو ساری مخالفتوں کے باوجود یہ پیغام زندہ وتابندہ رہے گا۔

یہ پیغام ایک ایسے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وساطت سے ملا۔جس کی شہرت کا ہر ہر معطر اور جان نواز جھونکا اپنی دل آرائی وسچائی کے ذریعہ کسی کو اِس جگہ سے اُٹھا کر اسلام کے سایہ رحمت اور ایمان کی بارگاہ میں پہنچا دیتا ہے۔وہی حضور ﷺ جن کے حق ہیں:

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ۔

کی آیت نازل فرما کر خود اللہ تعالیٰ نے گویا سب سے پہلی نعت ارشاد فرمائی اور سیرتِ نبوی ﷺ کو اِس آیہ مبارکہ میں سمیٹا جا سکتا ہے۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلُ اللہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ

پروفیر آر۔ڈبلیو۔جے آسٹن اپنی کتاب

"The Prophet of Islam"

کے صفحہ نمبر 68 پر اس انداز میں خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

"…. He is the "ARCHETYPE" OR NORM OF HUMANITY PAR EXCELLENCE IN WHICH ALLH ASPECTS OF BEING UNIQUE. AT THE CENTRE ARE IN PERTECT HARMONY AND BALANCE."

یقینی بات ہے کہ

اِس عظیم الشان یا تاریخ ساز شخصیت سے مراد آروزئے رحمت تمام یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔

کیونکہ عظیم الشان سے مراد وہ شخصیت لی جاتی ہے،جس نے زندگی کے کسی ایک گوشہ یا ایک سے زیادہ گوشوں کی بقاء نشوونما اور ارتقاء کے لئے کوئی عہد آفرین کارنامہ سرانجام دیا ہو یا تاریخ کو صحیح سمت موڑ دیا ہو یا حیاتِ انسانی کو جزوی طور پر یا کلی طور پر سلامتی کی راہ پر گامزن کیا ہو۔عظیم الشان کی تعریف میں اِس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔اِس معیارِ تعریف پر ہمارے نبی آخر الزماں ﷺ کی

ذاتِ اقدس ہی پوری اُتر سکتی ہے کوئی اور نہیں۔ لہٰذا خیر البشر ﷺ جس نے بنی نوع انسان کی اس طرح راہنمائی کی کہ انہیں مشرکانہ عقائد سے ہر قسم کی استحصالی قوتوں سے نجات دلا کر ایک مثالی معاشرے کا فرد بنا دیا۔ آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کا ایک ایک لمحہ انتہائی نا مساعد حالات میں گزرا۔ مگر اس کے باوجود اس عظیم مصلح اعظم نے تاریخ کا دھارا صحیح و صالح سمت کی طرف موڑ کر نئے درخشاں دور کا آغاز کر دیا۔ ایک ایسا سنہری دور جس سے اثبات ہی اثبات ہے اور جب اس صبح منور کی سنہری کرنیں مطلع تہذیب و تمدن پر پڑیں تو بین الاقوامی تناظر دیکھتے ہی دیکھتے بدل گیا۔ اسی عظیم الشان کی سیرت اسوۂ حسنہ کہلائی جاتی ہے۔

اس سے قبل انسان دورِ وحشت میں تھا۔ اسے ظلم کے کولھو میں یوں پیلا جا رہا تھا کہ صدائے احتجاج بلند کرنا بھی گناہ بن جاتا تھا۔ اولادِ آدم ماحول کے آہنی قفس میں یوں بند ہو چکی تھی کہ کسی طرف سے کوئی روزن کھلتا نظر نہ آتا تھا روح چیخ چیخ کر دم توڑ رہی تھی۔ پہلے انبیاء کی تعلیمات تحریف کے تاویل کے غبار میں گم ہو چکی تھیں۔ عالمِ انسانی کے اس تاریخی دور کو قرآن مجید نے درج ذیل آیہ مبارکہ میں وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔

سورۃ الروم کی آیت نمبر 41 میں ارشادِ ربانی ہے۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ
بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ۔

''بحر و بر یعنی دنیا کے ہر گوشے میں فساد برپا ہو گیا ہے، لوگوں کے اپنے
ہاتھوں کے کئے سے، تا کہ ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھیں''

اس آیہ مبارکہ کو تاریخ کے وسیع تر تناظر میں دیکھا جائے، تو اس کے ایک جامع لفظ ''فساد'' کے مفہوم سے آگاہی بہت ضروری ہے۔''

امام راغب اصفہانیؒ لکھتے ہیں۔ فساد کے معنی ہیں۔

۱۔ کسی چیز کا حد اعتدال سے بڑھ جانا۔

۲۔ افراط و تفریط کی صورت اختیار کر لینا۔

۳۔ ایسی چیز جو حالت استقامت سے نکل چکی ہو۔

۴۔ کسی چیز میں توازن کا بگڑ جانا۔

۵۔ کسی چیز میں (نفس۔ بدن) بدنظمی، بے ترتیبی اور انتشار کا پیدا ہونا۔

مندرجہ بالا معنوں کو ذہن میں رکھا جائے تو ''فساد'' کی ضد ''اصطلاح'' ہے کیونکہ نبی تاریخ کو صحیح راہ پر گامزن کے لئے مبعوث ہوتا ہے۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نمرود کی قوم کو راہِ راست پر لانے کے لئے مبعوث فرمائے گئے۔ اسی طرح حضرت

موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر برگزیدہ انبیاء کا سلسلہ بھی تاریخ کی جہت کو درست کرنے کے لئے منصۂ شہود پر جلوہ افروز ہوا۔ جہاں تک نبوت و رسالت کی آخری کڑی یعنی نبی ﷺ برحق کا تعلق ہے وہ مکمل تاریخ کے 'عکاس' ہیں مکمل تاریخ کی عکاسی کے لئے دو دلائل ہی کافی ہیں۔

۱۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلسلہ نبوت کے خاتم ٹھہرے۔

۲۔ آپ ﷺ کا معجزہ وہ ثبوت یعنی قرآن مجید دست بردِ زمانہ سے محفوظ ہے اور تا قیامت محفوظ رہے گا۔

لہٰذا اس آیہ مبارکہ کے حوالے سے بربان روشن کی تفصیلات کا جائزہ لینے سے پہلے اس عہد کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ جس میں پیغمبر آخر مبعوث ہوئے اِس عہد ضلالت میں فساد کی مختلف اشکال تھیں انسانیت مختلف طبقوں میں بٹ کر سسک رہی تھی۔ بت پرستی اور شخصیت پرستی عام تھی۔ انسان صُمٌّ بُکمٌ عُمیٌ کا روپ دھار چکا تھا یہ گونگا بہرا انسان مقصدِ حیات سے دور رہ کر حقوق اللہ اور حقوق العباد کے شعور سے یکسر محروم ہو چکا تھا۔ ایسے محروم انسان کا مجرم اور گناہ گار بن جانا فطری امر تھا۔ یہ گمراہی عالمگیریت اختیار کر چکی تھی یہ مرگِ مسلسل نوید حیات کی منتظر تھی تا کہ عالم انسانیت آفتابِ توحید سے روشن ہو کر اپنی ضیاء پوش کرنوں سے ''جہان نو'' کو منور کر سکے۔

یہ ''فساد'' سیاسی لحاظ سے فرعونیت ہامانیت اور قارونیت کا روپ دھار چکا تھا۔ فرعونیت کے حوالے سے ''فردِ واحد'' طاقت اور قوت کے گھمنڈ پر اپنے آپ کو ربوبیت کے مقام پر متمکن کرتا ہے۔ قارونیت معاشی لحاظ سے ''قلب کا تکاثر'' کی بدولت زنگ آلود ہو کر استحصالی صورت اختیار کر چکا تھا۔ لہٰذا یہ دولت صرف اور صرف فرعون ہامون اور قارون کے گرد گھومتی تھی اور یوں یہ ارتکاز دولت معاشرے کو گھن کی کھا چکا تھا اور ہر معیشت کا انحصار سود خور اور اجارہ داری پر تھا۔ لہٰذا انسان کی غلامی کا رواج پڑ گیا۔ ان کی منڈیاں لگنے لگیں۔ محنت کی تحقیر و تذلیل، آزادی کسب کا فقدان، پیداوار کی غیر منصفانہ تقسیم، پیداوار پر ناجائز تصرفات، بخل، تکاثر، معاشی محکومیت، بھوک و ننگ اور غربت و افلاس کی اجارہ داری اسی ''معاشی فساد'' کی نمایاں خصوصیات ہیں درج بالاعنوان کے تحت ''فساد'' کے اِس تناظر میں عورت قعرِ ذلت میں گر چکی تھی۔

سورۃ النحل میں صراحت کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔ سورۃ النحل کی آیت نمبر 59 میں زمانہ جہالت کے مرد کی اِس کمینگی کو یوں واضح کیا ہے:

وَ اَذا بشر احدھم بالانثٰی ظل وجھه مسودًا وھو کظیم یتواری من القوم من سوء ما بشربه۔ أیمسکه علی ھون ام یدسه فی التراب الاساء ما یحکمون۔

''اور جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی خبر دی جاتی تو اس خبر کی منہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ غصہ سے بھرا ہوتا ہے۔
وہ اِس خبر کی برائی کی وجہ سے جو اُسے دی جاتی ہے لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے۔ کیا اسے ذلت کے لئے
رہنے دے یا اُسے مٹی میں گاڑ دے۔ سُنو بہت برا ہے۔ وہ فیصلہ جو وہ کرتے ہیں۔''

عربوں کی تاریخ کے جس عہد میں اسلام منظرِ حیات پر نمودار ہوا۔ انسانیت کی سسکیوں سے صحرا کی حدت نا قابل برداشت ہوتی جا رہی تھی جاہلیت اپنے عروج پر تھی ہر طرف گھٹا ٹوپ اندھیرے نے بسیرے کر رکھے تھے۔ تاریکیاں جیسے اولادِ آدم کا مقدر بن چکی تھی انسان انسان نہیں بلکہ وحشی درندے کا روپ دھار چکا تھا۔ زندگی اکھڑتے ہوئے سانس لے رہی تھی۔ خصوصاً عورتوں کی حیثیت بہت حقیر اور پست تھی۔ انہیں نہ صرف مردوں سے کمتر بلکہ لونڈیوں کا مقام دیا جا رہا تھا۔ جب کسی مرد کا انتقال ہو جاتا تو اُس کی بیویاں اُس کی اولاد کو وراثتاً منتقل ہوتی تھیں۔ گویا وہ بھی کوئی منقولہ جائداد ہیں۔ دیگر ممالک میں عورت لونڈیوں کے روپ میں بکتی تھیں عرب کے لوگ بیٹی کی پیدائش کو باعث ننگ و عار سمجھتے۔ اگر کسی کے ہاں بیٹی جنم لیتی وہ غصے سے لال پیلا ہو جاتا اِس ذلت اور بدنامی کے داغ کو دھونے کے لئے اس معصوم کو زندہ دفن کر دیتے۔ ایک مرد ایک وقت میں کئی کئی عورتیں نکاح میں رکھتا تا کہ اپنی جنسی خواہشات کی تکمیل کر سکے۔

ہر سو کبھی نہ ختم ہونے والے اندھیروں میں روشنی کی کرن نمودار ہوئی جس نے اپنے نور سے چار دانگ عالم کو بقعہ نور بنا ڈالا۔ صحرا میں ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگیں سورج کی روشنی میں نکھار آ گیا۔ چاند کی چاندنی نے نور کی بارش برسائی۔ منیٰ کی وادی، مروہ کے سنگریزے اور عرفات کا میدان نور کی کرنوں سے چمک اٹھا۔ اِسی کرن کی روشنی سے وہ عورت جو خاوند کے مظالم سہتی، اپنے عورت ہونے کے طعنے سنتی۔ پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دی جاتی کون تھا اِس پر ہونے والے مظالم کے خلاف ڈھال بنتا۔ کون تھا؟ جو اِس پر ہونے والے ظلم کے آگے بندھ باندھ دیتا۔

آخر نبی آخر الزمان ﷺ رحمت بن کر آئے تو اِس ہادی برحق سے سکون و آشتی ایک ناتواں مخلوق کو ملی۔ مہذب سے مہذب قوم بھی عورت کو وہ حقوق نہ دے سکی جو اسلام نے عطا کئے۔ مسلمانوں کی آخری کتاب قرآن مجید کی ایک مختصر آیت نے عرب کی تمام سنگدلیوں اور تمام سفاکیوں کو مٹانے میں وہ کام کیا جو دنیا کی بڑی سے بڑی تصنیفات نہیں کر سکتی تھیں۔

وہ آیہ مبارکہ ہے:

وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۔ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ۔

ایک برائی سے روکنے کے لئے کس قدر بلیغ اور موثر طرز ادا ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

''عورت اگر بیٹی ہے تو خدا کی طرف سے سلام ہے اور شبنم کا قطرہ۔ بیوی ہے تو شوہر کا لباس ہے
اور جسم و روح کا نور۔ ماں ہے تو اِس کے قدموں تلے جنت ہے اور صرف حرفِ دعا
بہن ہے تو بھائی کا مان ہے اور رات کا تارا۔

قران حکیم نے ایک جامع آیت میں اس کا اثبات یوں فراہم کیا۔

یاایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا
زوجھا وَ بث منھما رجالًا کثیرًا و نسآءا۔

اس آیہ مبارکہ میں واضح کر دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو ایک نفس واحدہ سے پیدا کیا پھر اسی نفس واحدہ سے انسان کا جوڑا پیدا کیا یعنی صنفِ نازک کی تخلیق بھی اسی نفسِ واحدہ سے عمل میں آئی۔

مرد و عورت کی مساوات آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبوی ﷺ کی روشنی میں سورۃ البقرہ میں قرآن حکیم

۱۔ هُنَّ لباسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ۔

ترجمہ:- وہ تمہارے لئے بمنزلہ لباس کے ہیں اور تم اُن کے لئے۔

چونکہ لباس سے انسان کے بعض عیوب پوشیدہ ہو جاتے ہیں لباس سردی اور گرمی میں انسان کو بیرونی فضا کے اثرات سے محفوظ رکھتا ہے اور عورتوں کو مردوں کا لباس قرار دینے سے مراد یہ ہے کہ جس طرح مرد عورتوں کو برائیوں سے محفوظ رکھتے ہیں، اسی طرح عورتیں بھی مردوں کو فواحش سے روکنے کی موجب ہیں اگر لباس سے مراد آرائش و زینت لی جائے تو جس طرح مرد کا وجود عورتوں کو زیب و زینت بخشتا ہے اسی طرح عورتیں مردوں کے لئے باعث زینت ہیں۔

۲۔ سورۃ البقرہ میں ارشادِ ربانی ہے۔

ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف۔

اور عورتوں کے لئے بھی پسندیدہ طور پر ویسے ہی حقوق ہیں۔

۳۔ للرجال نصیب مما اکتبسوا و للنساء نصیب مما اکتسبن

''مرد جو کچھ اپنی جد و جہد سے حاصل کرینگے اس سے بہرہ ور ہونگے اور
عورتیں جو کچھ اپنی کوشش سے حاصل کرینگے۔
اس سے مستفید ہونگی۔''

یقیناً ہر صنف کے لئے معاشی، روحانی، اخلاقی ترقی کی دوڑ میں مساوی راہیں کھلی ہیں۔

۴۔ و من یعمل من الصلحت من ذکر او انثی وھو مومن فاولٰئک
یدخلون الجنۃ ولا یظلمون نقیرًا۔

جو نیک کام کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو تو یہی لوگ جنت
میں جائینگے ان پر ذرہ بھر بھی ظلم نہ کیا جائیگا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر معاملے میں خواہ کھانے پینے سے متعلق ہو یا تعلیم و تربیت سے یا شادی بیاہ سے۔ یکساں سلوک کی نصیحت کی ہے چنانچہ ابن عباسؓ سے روایت ہے۔

۱۔ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
من ولدت لہ ابنة فلم یوذھا ولم ینھا ولم یوشر ولدہ علیھا
یعنی الذکور داخلہ اللہ بھا الجنة۔

(کنزالاعمال ۲۷۷)

حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔
''جس شخص کے ہاں لڑکی پیدا ہو وہ اسے تکلیف نہ دے نہ اُس کی اہانت کرے نہ لڑکو
کو اس پر فوقیت دے اللہ اس کی وجہ سے اسے جنت میں داخل کرے گا۔''

۲۔ اسی طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

عن فاطمة قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
الزم رجلھا فان الجنة تحت اقدامھا۔

۳۔ حضرت فاطمہؓ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ماں کے
قدموں سے چمٹ جاؤ کیونکہ جنت اس کے قدموں کے نیچے ہے۔

اولاد کے لئے ماں اور باپ دونوں کا مرتبہ برابر ہے۔مگر قرآن حکیم اور احادیثِ مبارکہ میں ماں کی عزت اور فضیلت پر بطورِ خاص توجہ دلائی گئی ہے۔

چنانچہ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے۔

۴۔ و وصینا الانسان بوالدیہ احسانا حملتہ امہٗ کرھا و ضعتہ کرھا۔

''ہم نے انسان کو تعلیم دی کہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اِس کی والدہ نے حمل کے زمانہ میں بھی اِس کو تکلیف سے اٹھایا اور اس کو پیدا کرنے میں بھی تکلیف اٹھائی۔''

۵۔ جہاں اسلام نے عورتوں کو عزت و مساوات کا وہ مقام عطا کیا جہاں اس سے پہلے وہ کبھی نہیں پہنچی تھی وہاں باندیوں اور لونڈیوں کو بھی عزو شرف بخشا۔

چنانچہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ
''جس شخص کے قبضہ میں کوئی لونڈی یا باندی ہو وہ اُس کی تعلیم و تربیت کا بندوبست کرے۔ نیز اُسے

تہذیب وشائستگی اورآداب وفنون سے آراستہ کرے تو اُسے دوہرااجر ملے گا۔

حقوق وفرائض کا مفہوم:-

قرآنِ پاک میں ارشادِ ربانی ہے۔

خَلَقَ لکم ما فی الارض جمیعًا۔

ترجمہ:- خدانے تمہارے فائدے کے لئے زمین کی ساری چیزیں پیدا کیں۔

(سورۃ البقرۃ)

لہٰذاانسان کودنیا کی ہراس چیز سے لگاؤ ہے جس سے اس کا مفادوابستہ ہے یک گونہ لگاؤ ہے اسی لگاؤ کا تقاضہ ہے کہ اُس کی ترقی وحفاظت کے لئے کوشش کی جائے۔اس شے سے وہ نفع اٹھایا جائے جس کے لئے خدانے حکم دیا ہے۔اُس کو ہر پہلو سے بچایا جائے جس سے اس کی نفع رسانی کونقصان پہنچے اسی کا نام ''حق'' ہے جس کو ذراخوداداکرنا بہت ضروری ہے حق کی جمع ''حقوق'' ہے۔

لہٰذاحقوق سے مرادوہ مطالبات ہوتے ہیں جوایک فردکودوسرے کے مقابلے میں حاصل ہوتے ہیں یہ معاشرتی زندگی کے حسن کودوبالاکرتے ہیں۔چونکہ انسانی تعلقات اورضروریات ایک دوسرے سے وابستہ ہوتی ہیں اس لئے ان تعلقات کوخوشگوار بنانے کے لئے کچھ سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔انہیں سہولتوں کوایسے مواقع کوحقوق کے نام سے پکارا جاتا ہے۔اگرحقوق چندافرادکوحاصل ہوں اور باقی معاشرہ ان سے محروم رہے توحقوق،حقوق نہیں رہتے بلکہ وہ مراعات کادرجہ حاصل کرتا ہیں۔

Rights, Infact, are those conditions of social life without which no man or woman can seck on himself at his best.

Rights are essential conditions of good life, claimed by the individal recognised by society and enjoyed in common by all members of society equally."

فرائض:-

دینِ اسلام میں فرض سے مرادشرعی حکم کی منصبی ادائیگی ہے فرائض فرض کی جمع ہے اِس کا مطلب ہے کسی کام کو کرنے یانہ کرنے کی ذمہ داری ہم پر ہے۔حقوق کی طرح فرائض کی ذمہ داری کاتعلق بھی معاشرتی زندگی سے ہے۔جب انسان (مرد یاعورت) دوسروں کے ساتھ مل جل کررہے گا تو لازمی طور پراسے دوسروں کی خوشی اور بھلائی کی خاطر کچھ کام کرنے پڑینگے تو بعض کاموں سے اجتناب کرناپڑے گا۔لہٰذاحقوق وفرائض لازم وملزوم ہیں۔

سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں خواتین کے حقوق و فرائض:۔

معاشرتی زندگی کے حسنِ و جمال اور زندگی کی بقاء کے لئے (مرد اور عورت) دونوں کا وجود لازم ہے دونوں کے حقوق و فرائض اور ذمہ داریوں کا تعین کتاب مبین میں کر دیا گیا ہے۔ اسلام کو مکمل ضابطۂ حیات ہونے کا اعزاز اس لئے بھی حاصل ہے کہ یہ دین فطرت ہے فطری تقاضوں سے پوری طرح ہم آہنگ ہے۔ قرآن مجید میں خواتین کے حقوق کے بارے میں ایک پوری سورۃ ''النساء'' کے نام سے موسوم کی گئی ہے۔

مزید برآں قرآن مجید کے مفسر، حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ ''حجتہ الوداع'' کے موقع پر خواتین کے حقوق و فرائض کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

''دیکھو! تمہارے اوپر تمہاری عورتوں کے کچھ حقوق ہیں۔ اسی طرح ان پر تمہارے حقوق واجب ہیں۔ عورتوں پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ اپنے یا کسی ایسے شخص کو نہ بلائیں جسے تم پسند نہیں کرتے۔ کوئی کام کھل بے حیائی کا نہ کریں اگر وہ ایسا کریں تو خدا کی جانب سے اس کی اجازت ہے کہ تم انہیں خوابگاہ میں الگ کر دو! اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو پھر ان پر الزام لگانے کے پہلو نہ ڈھونڈو بے شک تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے تمہارا حق عورتوں پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر کو دوسروں سے پامال نہ کرائیں اور ہاں ان کا حق تم پر یہ ہے کہ ان کے پہنانے اور کھلانے نیکی کرو''

(ابنِ ماجہ)

خواتین کے حقوق:۔

ا۔ زندہ رہنے کا حق:۔

سرورِ کائنات ﷺ کے ظہور نے دنیا کے تختہ پر ایک نئے تمدن اور ایک نئی تہذیب کو جنم دیا۔ دستور زندگی کی طرح ڈالی۔ ایک ایسے جہان نو کی معاشرتی اور خاندانی بنیاد استوار کی جو ہر طرح کی آلودگیوں سے پاک ہو۔ زندگی گزارنے کے لئے جن لوازمات کی عورت اور مرد کو ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے لئے ''سورۃ النساء'' میں تمام جزئیات اور تفصیلات طے کر دی گئی ہیں۔ حق زندگی یا تقدیسِ زندگی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ خودکشی کو حرام موت قرار دیدیا گیا۔ زندگی ایک ایسی امانت ہے۔ جیسے کوئی دوسرا تو درکنار انسان خود بھی ختم نہیں کر سکتا۔

۲۔ حصول تعلیم کا حق:۔

قرآن کریم نے علم و حکمت کو خدا کی نعمتِ عظمٰی قرار دیا۔ اور اس کو انسانیت کا جوہر ٹھہرایا۔ اسی کی بدولت آدم

مسجود ملائکہ ہوا۔ علم کا حصول مرد وعورت کے فریضہ قرار دے دیا اور قوانین فطرت پر غور وفکر کو ایمان کا سرچشمہ ٹھہرایا۔ تاکہ عورت کو بھی تعلیم کے دائرہ میں یکساں حقوق اور مساوی مواقع مل سکیں۔ کیونکہ سچائی کی تبلیغ اور برائیوں سے روکنے کا کام صرف گھریلو زندگی کی چار دیواری سے باہر کی دنیا میں ممکن نہیں۔ دوعورتیں جنہیں تعلیم وتربیت کے مواقع سے محروم کر کے ملکی سیاسیات، تمدنی مسائلی مشاغل یا معاشی امور سے الگ کر دیا گیا ہو وہ ان مسائل کی نوعیت اور پیچیدگیوں کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتیں۔ لہٰذا طلب علم ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر فرض کر دیا گیا۔ اسلامی تعلیمات کے نتیجے میں مسلمان خواتین نے قابلِ فخر کارنامے انجام دیئے۔ نبی ﷺ کی کم از کم تین ازواج مطہرات نے احادیث جمع کرنے میں اور اس کے مستند ہونے میں عظیم کام سرانجام دیا ان میں سرفہرست حضرت عائشہؓ کا نام آتا ہے۔

اسلام کے اپنے عروج کے دور میں خلیفہ ہارون الرشید کی بیگم بولان زبردست عالم تھیں۔ یونانی اور لاطینی زبانوں میں ماہر ہونے کی وجہ سے انہوں نے فلسفۂ یونان کی کئی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا۔ وہ علم فلکیات کی ماہر تھیں اور رصد گاہ میں سائنسی آلات کے ذریعے اجرام فلکیہ کا مشاہدہ کرتی تھیں۔

پانچویں صدی ہجری میں ایک خاتون سیدہ فخر النساء جامع مسجد بغداد میں حاضرین کی کثیر تعداد کے سامنے علم کلام، شاعری و ادب پر بلیغ خطبات دیا کرتی تھیں۔

۳۔ نکاح کا حق

حضور ﷺ نے اپنے احکام سے جس طرح معاشرتی اقدار کو تبدیل کیا وہ اس دنیا میں اپنی مثال آپ ہے سب سے پہلے النکاح من سنتی کہہ کر مرد وعورت کو احکامات الٰہی کا پابند بنایا۔ تعدد ازواج مقرر کی گئی چونکہ مرد وعورت دونوں کا وجود تخلیق کے اعتبار سے مساوی ہے لہٰذا نکاح کو معاہدہ قرار دیا۔ نکاح کو حسبِ نسب، مال و دولت، خوبصورتی و پاکیزگی کے اعتبار سے حسبِ نسب کی حامل اور پاکیزہ اطوار خاتون منتخب کرنے کی ہدایت کی۔ عورت کی رضامندی لازمی قرار دیدی گئی۔

۴۔ حق مہر

حق مہر کو مرد کی معاشی استطاعت کے تابع کر دیا گیا۔ مگر عورت کا ذاتی حق ٹھہرایا گیا۔

۵۔ نان ونفقہ کا حق

جبل رحمت کے دامن میں رسول پاک ﷺ نے خطبہ حجتہ الوداع کے موقع پر فرمایا۔

''لوگو! تمہاری بیویوں کا تم پر حق ہے اور ان پر تمہارا حق ہے۔ مرد اپنی بیوی بچوں کا رکھوالا ہے۔ اس کی پرشش ہوگی جیسا خود کھاو۔ ویسا ہی بیویوں کو کھلاؤ۔ جیسا خود پہنو۔ بیویوں کو بھی پہناؤ' شوہر کو حسبِ حیثیت بیوی کے اخراجات کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا اور عورت کی کفالت اور حفاظت کا ذمہ دار بنایا گیا''

(ابن ماجہ)

ا۔ خیرکُمْ خَیْرُکُمْ لِاھلِہٖ

تم میں سے بھلا آدمی وہ ہے جو اپنے اہلِ خانہ کے لئے
بھلا ہے۔

(ترمذی وابنِ ماجہ)

اا۔ خیار کم، خیار کم لنسائھم۔

تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے لئے اچھے ہیں۔

ااا۔ ایک بار آپ ﷺ نے ایک ایسے صحابی کو جو زہد و ریاضت کی وجہ سے اپنے اہلِ خانہ سے غافل رہتے تھے، بااِ کرار شاد فرمایا

و ان لزوجک علیک حقا

اور تمہاری رفیقہ کا بھی تم پر حق ہے۔

(بخاری)

۶۔ حق ملکیت اور وراثت کا حق:-

''پیرے کرابائٹس'' نے جو مصر کی مخلوط ٹریبونل کا سابق امریکی جج تھا۔ اپنے مقالے میں جس کا عنوان ہے۔

''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت کے لئے کیا کیا''

یہ اعتراف کیا کہ حقوقِ نسواں کے محسنِ اعظم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شاندار کارنامہ وہ حقِ ملکیت ہے جو انہوں نے اپنی اُمت کی بیویوں کو عطا کیا۔'' قانون اس کو اجازت دیتا ہے کہ عورت اپنے شوہر کی رائے لئے بغیر اپنے مال و متاع کو جس طرح چاہے صرف کرے یا خرید و فروخت کرے وراثت کے سلسلہ میں اسلامی شریعت کا یہ قانون ہے کہ عورتوں کا حصہ مردوں کے مقابلے میں نصف ہے۔ مسلمان مرد کی جائداد میں اس کی بیوی کا 1/8 حصہ بیٹے کے دو حصے اور بیٹی کا ایک حصہ مقرر کیا ہے۔

خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

''مردوں کے لئے بھی حصہ اس چیز میں ہے۔ جس کو ماں باپ اور نزدیکی قرابت دار
چھوڑ جائیں اور عورتوں کے لئے بھی حصہ ہے۔ اس چیز میں ماں باپ اور
نزدیکی قرابت دار چھوڑ جائیں خواہ چیز قلیل ہو یا کثیر ہو۔''

۷۔ خلع کا حق

خلع کا نظریہ انقلابی نظریہ تھا جس کی رو سے عورت کے کہنے پر نکاح فسخ ہو سکتا ہے اگر عورت یہ ثابت کر دے کہ

اس کا نباہ مزاج کی ہم آہنگی کی بناء پر ناممکن ہو چکا ہو۔عورتوں کی طلاق کی حدیں مقرر کر دی گئیں۔عورتوں کے ساتھ یہ سلوک کہ نہ ان کو طلاق دی جائے اور نہ اُن کے حقوق ادا کیے جائیں، قانوناً جرم قرار دیدیا گیا۔لہٰذا مرد کے ناروا رویّے کے خلاف عورت کو مرد سے علیحدگی کا حق یعنی خلع کا حق دے دیا گیا۔خلع کا مطالبہ سب سے پہلے حضرت زینب زوجہ حضرت زیدؓ نے کیا تھا۔

خواتین کے فرائض

ا۔ تکثیر اولادِ آدم

عورت کو قدرت نے دنیا میں جس غرض کے لئے خلق کیا ہے وہ ہے نوع انسانی کی تکثیر۔پس اس حیثیت سے اس کا قدرتی فرض ہے کہ اس اہم فرض کی انجام دہی کے لئے کوشش کرتی رہے۔اس فرض کی انجام دہی کے لئے جن اعضاء اور جس تناسب کی ضرورت تھی، قدرت نے اسے عطا کئے ہیں۔نوع انسانی کی تکثیر اور حفاظت کے لئے قدرت نے مسلسل چار دور قرار دیئے ہیں۔حمل، وضع حمل، رضاعت اور تربیت۔ان میں سے ہر دور عورت کی زندگی کا نہایت اہم ہوتا ہے۔اس کی حفاظت اور صحت کے لئے خاص احتیاط اور علاج معالجہ درکار ہوتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''میری امت کی کثرت کی وجہ سے مجھے قیامت کے روز باقی امتوں پر امتیاز و فخر حاصل ہوگا۔

۲۔ تطہیر قلب و نگاہ

محفوظ عصمت وعفت قرآن کی تعین کردہ مستقل قدر ہے۔قرآن اپنی عدیم النظیر تعلیم و تربیت سے خواتین کے قلب و نگاہ میں پاکیزگی پیدا کرتا ہے اور عورت کو پابند کرتا ہے کہ اپنے گھریلو ماحول کو قرآنی قواعد وضوابط کے مطابق ڈھالے۔بچے کی ہر حرکت اور فعل کی نگہداشت کرے۔بحیثیت بیوی خاوند کی عدم موجودگی میں اپنے خاوند کے گھر کی، مال و دولت کی، اولاد کی اور اپنی عصمت کی حفاظت کرے۔

۳۔ تربیت اطفال اور گھریلو ذمہ داری

ایک ماں کا فرض ہے کہ وہ نماز پڑھے۔روزہ رکھے۔زکوٰۃ ادا کرے۔اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی کی خاطر قوانین الٰہی پر اپنی اولاد سے عملدرآمد کروائے۔بچہ تو نقال ہے ماں کی تربیت ایام طفولیت سے آخری عمر تک جاری رہتی ہے۔بچہ عالم غیب سے جب دنیا میں قدم رکھتا ہے اُس کی حالت تازہ وارد مسافر کی طرح ہوتی ہے۔اس کا سارا ذہن آئینہ کی طرح ہر قسم کے نقش و نگار سے خالی ہوتا ہے۔مگر ہر قسم کا اثر قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ایسی حالت میں اُس کی ماں ہی فطرتی مصوّر ہوتی ہے لہٰذا عورت خانگی زندگی میں حکمران ہے۔وہ آئندہ نسلوں کی امین ہے۔ایک مسلمان خاتون کو تعلیمات اسلامی کی روشنی میں اہم کردار ادا

کرنا ہے۔ راست گوئی، صدق، توکل، خوفِ خدا، رضائے الٰہی کو تسلیم کرنا یہ اخلاق عہدہ کی بنیادیں ہیں۔ ایک خاتون چاہے بیٹی ہو، بہن ہو، بیوی ہو، ماں ہو، وہ ہر کردار میں ان اوصاف پر خود عمل کر سکتی ہے اور دوسروں سے کروا سکتی ہے۔

۴۔ شوہر کی فرمانبرداری

الرِّجال قوامون علی النسآء کے قرآنی احکامات کے تحت اور سورۃ التحریم میں

یایُّھا الذین اٰمَنوا قُوآ اَنفُسَکُمْ وَ اَھلیکم نارًا''

کے مطابق خاوند کا فرض ہے کہ وہ اپنے اہلِ وعیال کو آگ سے یعنی نارِ جہنم سے بچائے، تو بیوی بحیثیت گھر کی حکمران ان تمام برائیوں اور ہلاکتوں سے اپنی اولاد کو بچا سکتی ہے۔

سورۃ الفرقان اور سورۃ الاحقاف میں مومنین و مومنات کو جو دعا سکھائی گئی ہو کچھ یوں ہے۔

''اے اللہ میرے لئے میرے کاموں کو میری اولاد کو صالح بنا میں اپنے گناہوں سے تیری طرف سے باز آیا اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔''

ایک حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''تم میں سے ہر ایک اپنی رعایا کا نگہبان ہے مرد اپنی بیوی بچوں کا رکھوالا ہے اُس کی پرشش ہوگی بیوی اپنے شوہر کی نگران ہے اِس سے اُس کی پرشش ہوگی''

۵۔ معاشی جدوجہد

قرآنی آیہ مبارکہ کچھ اس طرح سے ہے۔ ''مرد جو کچھ اپنی جدوجہد سے حاصل کرینگے اس سے بہرہ ور ہونگے اور عورتیں جو کچھ اپنی کوشش سے حاصل کرینگی اس سے مستفید ہونگی۔''

یہ آیت معاشی، روحانی، اخلاقی زندگی سب پر یکساں اور حاوی مقام کی حامل ہے۔ مرد کی طرح عورت بھی اپنے گھر کو چلانے کے لئے معاشی زندگی کی جدوجہد میں حصہ لینا لازمی نہ سہی مگر حالات کے تحت ایسا کرنا ضروری قرار دیا ہے۔

حرف آخر کے طور پر سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں خواتین کے مقام کے بارے میں ان کے حقوق و فرائض کے بارے میں یہی عرض کرنا چاہونگی۔

قرآن مجید فرماتا ہے۔

''اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے بہی خواہ ہیں اچھے کام کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ برے کاموں سے روکتے ہیں اللہ کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ اللہ ان پر رحم فرمائے گا بے شک ان کے لئے اللہ کی رضامندی ہے اور یہی سب سے بڑی مراد ہے۔''

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''عورتیں ریاست کا ستون، تہذیب کا جھومر اور گھر کی زینت ہیں۔''

تاریخ شاہد ہے کہ آج کی مسلمان خاتون نبی ﷺ کی اس طور پر احسان مند ہیں کہ وہ ان احسانات کا بدلہ چکا ہی نہیں سکتی۔ حضور ﷺ کی تعلیمات کا ثمرہ ہے کہ آج کی مسلمان خاتون اپنے حقوق و فرائض کو احسن طریقے سے ادا کر کے معلّم ہے، صنعت کار ہے، وزیر ہے، بلکہ وزیر اعظم ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ اچھی بیٹی، بہن، بیوی اور ماں بھی ہے۔

اسلام میں خواتین کے حقوق وفرائض
سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

مسز سید محمد فواد گیلانی ۔ آزاد کشمیر

مالک کائنات نے یہ کائنات تخلیق فرمائی انسان کے واسطے اور انسان کو تخلیق فرمایا۔ اپنی حمد وثنا کے واسطے۔ یہ دنیا، زمین وآسمان تخلیق کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ حضرت بابا آدم کو تخلیق فرمایا اور پھر اُن کی پسلی میں سے حضرت اماں حوا کو پیدا فرمایا۔ اکیسویں پارے کی اکیسویں آیت میں فرمایا گیا ہے کہ:

وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ
مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً ط اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ o

ترجمہ:- اور اسی کے نشانات (اور تصرفات میں) میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کی تاکہ ان کی طرف (مائل ہوکر) آرام حاصل کرو اور تم میں محبت اور مہربانی کردی جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لئے ان باتوں میں نشانیاں ہیں۔

(۲۱:۳۰)

اس آیت مبارکہ میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بیشمار نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اُس نے حضرت بابا آدم کو مٹی سے تخلیق فرمایا۔ پھر فرمایا گیا کہ عورت کو اس لئے تخلیق کیا گیا کہ وہ مرد کو سکون، راحت، آرام وآسائش دے سکے۔ جیسے اس آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک ہی نفس سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی پیدا کی تاکہ وہ اس کی طرف راحت حاصل کرے۔ حضرت حوا حضرت آدمؑ کی بائیں پسلی سے جو سب سے زیادہ چھوٹی ہے، پیدا ہوئیں ہیں۔ پس اگر انسان کا جوڑا انسان سے نہ ملتا اور کسی اور جنس سے ملتا اس کا جوڑا بندھتا تو موجودہ اُلفت ورحمت اس میں نہ ہوسکتی یہ پیار واخلاص یک جنسی کی وجہ سے ہے۔ پس مرد یا تو محبت کی وجہ سے عورت کی خبر گیری کرتا ہے یا رحم کھا کر اُس کا خیال رکھتا ہے۔ اِس لئے کہ اس سے اولاد ہو چکی ہے۔ اُن کی پرورش ان دونوں کے میل ملاپ پر موقوف ہے۔ الغرض بہت سی وجوہات رب العالمین نے رکھ دی ہیں۔ جن کے باعث انسان اپنے جوڑے کے ساتھ زندگی گزارتا ہے۔

عورت جب سے اِس دنیا میں آئی ہے۔ وہ ظلم کی چکی میں پس رہی ہے کہ کہیں تو وہ اپنے حقوق کو رو رہی ہے اور کہیں اپنے فرائض بخوبی سرانجام نہ دینے کے باعث مشکلات کا سامنا کر رہی ہے۔ عورت بے چاری اس دنیا میں آتے ہی فرائض کے بوجھ تلے

دبادی جاتی ہے۔ پہلے بیٹی، پھر بیوی، پھر ماں اور بس، اور دوسری طرف حقوق حاصل کرنے کے معاملے میں ہمیشہ سے ہی ناکامیاب رہی ہے۔ مردوں کے اس معاشرے میں عورت کو کبھی بھی مرد کے مقابلے میں کوئی اہمیت اور فوقیت نہیں ملی۔ ہمیشہ اُس کو کم درجے کی معمولی ہستی تصور کیا گیا۔ مگر دینِ اسلام کی آمد اور اس کے پھیلنے کے بعد عورت کو اس کا مقام ملا۔

حضور ﷺ نے عورت کے صحیح مقام و مرتبہ کے متعلق زمانہ جاہلیت میں لوگوں کو مطلع کیا اور انہیں بتایا کہ عورت کس قدر قابلِ قدر ہستی ہے۔ یہاں تک کہ اُس کے پاؤں تلے جنت ہوتی ہے۔ دینِ اسلام میں عورت کے حقوق کے بارے میں بھی تفصیل سے بتایا گیا ہے۔

انوار القرآن میں حقوقِ نسواں کے بارے میں درج ہے کہ:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا ۖ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۚ

ترجمہ:- ''جو مرد کمائیں، وہ اُن کا حصہ اور جو عورتیں کمائیں، وہ اُن کا حصہ ہے۔''

(سورۃ النسآء: ۳۲)

عام تاثر ہے اور لوگ بھی یہ کہتے ہیں کہ ایک عورت کو کمانے کا اور نوکری کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ مگر جو آیت اوپر درج کی گئی ہے۔ اس میں یہ بات صاف ثابت ہوتی ہے کہ ایک خاتون کو بھی پورا حق دینِ اسلام نے دیا ہے۔ اور اسلام نے اس پر کوئی پابندی عائد نہیں کی۔

دینِ اسلام میں عورت کو بہت بلند مرتبہ دیا گیا ہے اور اس کے حقوق صاف صاف الفاظ میں سب کے سامنے واضح طور پر رکھ دیئے گئے ہیں۔ عام طور پر سُننے کو ملتا ہے کہ مرد کا حق عورتوں پر زیادہ ہے۔ وہ جو چاہیں عورتوں کو ماننا چاہیے اور عورتوں کی طرف وہ اپنے اوپر کسی قسم کا کوئی حق تسلیم نہیں کرتے۔ حالانکہ قرآنِ پاک کی دوسری سورۃ کی ۲۲۸ آیت میں صاف الفاظ میں بتایا گیا ہے کہ:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ وَلِلرِّجَالِ

ترجمہ:- اور عورتوں کا حق (مردوں پر) ویسا ہی ہے۔ جیسے دستور کے مطابق (مردوں کا حق) عورتوں پر ہے۔''

اس آیت سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جیسے ان عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں۔ ویسے ہی ان عورتوں کے بھی مردوں پر حقوق ہیں۔ ہر ایک کو دوسرے کا پاس و لحاظ عمدگی سے رکھنا چاہیے۔ صحیح مسلم میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے حج الوداع کے اپنے خطبے میں فرمایا کہ:

''لوگو! عورتوں کے بارے میں اللہ جل شانہٗ سے ڈرتے ہو۔ تم نے اللہ کی امانت سے انہیں لیا ہے اور اللہ کے کلمے سے ان کی

شرمگاہوں کو اپنے لئے حلال کیا ہے۔''

اسی طرح نمبر ۳ کی ۱۹۵ آیت میں فرمایا گیا ہے کہ:

اَنِّي لَآاُ ضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَ اُنْثٰى ج بَعْضُكُمْ مِنم بَعْضٍ ج

ترجمہ:- (اور فرمایا) کہ میں عمل کرنے والے کے عمل کو مرد ہو یا عورت ضائع نہیں کرتا۔ تم ایک دوسرے کے ہم جنس ہو۔

(سورۃ آل عمران ۳:۱۹۵)

جب خدا تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ مرد اور عورت ایک دوسرے کے ہم جنس ہیں اور ان کے اعمال صرف مذکر یا مؤنث ہونے کے باعث بہتر یا کم تر نہیں تو یہ انسان کون ہے کہ فیصلہ کرتا پھرے کے مرد ہر لحاظ سے عورتوں پر فوقیت رکھتے ہیں۔

جہاں عورتوں کو مردوں کی طرح کا انسان تصور کیا جاتا ہے۔ وہاں اس بات کا دھیان رکھنا بھی لازم و ملزوم ہے کہ دینِ اسلام نے مردوں کو عورت سے بلند درجہ عطا فرمایا ہے۔ جس کی گواہی خود قرآنِ پاک نے ان الفاظ میں دی ہے:

وَ لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ٥

ترجمہ:- ''البتہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے۔ اور اللہ غالب اور صاحبِ حکمت ہے۔''

(سورۃ البقرۃ ۲:۲۲۸)

جنابِ باری تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ مرد عورت کا حاکم رئیس اور سردار ہے۔ اس کا خیال رکھنا والا ہے۔ اس لئے کہ مرد عورتوں سے افضل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبوت ہمیشہ مردوں میں رہی اور اسی طرح شرعی طور پر خلیفہ بھی مرد ہی بن سکتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا:

''وہ لوگ کبھی نجات نہیں پا سکتے جنھوں نے اپنا والی عورت کو بنایا۔''

(بخاری شریف)

دوسری وجہ افضلیت یہ بھی ہے کہ مرد اپنا مال عورتوں پر اور اہلِ خانہ پر خرچ کرتے۔ جو کتاب و سنت سے کے مطابق ان ذمہ ہے مثلاً مہر میں، نان و نفقہ میں اور دیگر ضروریات کے پورا کرنے میں۔

ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ عورتوں کو مردوں کی اطاعت کرنی پڑے گی۔ اُس کے بال بچوں کی نگہداشت اُس کے مال کی حفاظت وغیرہ اُس کا کام ہے۔

وہ کچھ یوں فرماتے ہیں۔

وَ لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ درجة

عورتوں کے حقوق و فرائض بحیثیت ماں:-

دینِ اسلام میں عورت کو بحیثیتِ ماں بہت بلند درجہ عطا کیا گیا ہے۔عورت کا سب سے خوبصورت روپ ماں کا ہے۔ ماں اور ماما عورت ہی کے دو خوبصورت نام ہیں۔ باقی مذاہب میں عورت ماں کے روپ میں اتنا بلند مقام نصیب نہیں ہوا۔ جتنا کہ ہمارے دین میں ہے۔

کسی بھی قوم کی خواتین اُس قوم کی نسل کی ترقی میں جو حصہ لیتی ہیں۔ وہ کسی تشریح و بیان کا محتاج نہیں۔ ماں کی گود بچے کی سب سے پہلی درسگاہ بھی ہوتی ہے اور یہ ایسی مؤثر درسگاہ ہوتی ہے کہ یہاں کا سیکھا ہوا سبق ذہن وقلب پر پتھر کے نقش سے بھی زیادہ دیرپا ہوتا ہے اور ساری عمر نہیں بھولتا۔ خاتون کی اصل ذمہ داری تربیتِ اولاد ہے۔ ماں پہلے نو ماہ بچے کو تکلیف سے پیٹ میں رکھتی ہے اور پھر اُس کو تکلیف سے پیدا کرتی ہے۔ اس لئے ماں کے قدموں کے نیچے جنت کا ذکر بار بار کیا گیا ہے۔اس کے بعد ماں دو/۲ سال تک تکلیف سے بچے کو دودھ پلاتی ہے اور اُس کی ہر ضرورت کا خیال رکھتی ہے۔صبح ہو یا شام دن ہو یا رات ماں اپنا آرام اور سکھ سب کچھ بھول بھال کر بچے کی دیکھ بھال بغیر کسی غرض کے کرتی ہے اور بخوشی کرتی ہے اور ہمیشہ سے بچہ ماں ہی کی ذمہ داری سمجھا گیا ہے اور باپ ہمیشہ ہی اپنی اس ذمہ داری سے بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں۔

سورۃ الرعد کی آٹھویں آیت میں آیا ہے کہ

اللهُ يَعْلَمُ ما تحمِلُ كلّ اُنثى و ما تغيضُ الأرحامُ و ما تزدادُ و كُلُّ شيءٍ عندهُ بمِقدارٍ ٥

ترجمہ:- مادہ اپنے شکم میں جو کچھ رکھتی ہے۔اُسے خدا بخوبی جانتا ہے اور پیٹ کا گھٹنا بڑھنا بھی ہر چیز اس کے پاس اندازے سے ہے۔"

(سورۂ رعد ۱۳:۸)

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے اور کوئی بھی چیز ان کے علم سے باہر نہیں۔تمام جاندار مادائیں چاہے وہ انسان ہوں یا جانوران کے پیٹ کے بچوں کا،ان کے حمل کا خدا کو علم ہے۔ پیٹ میں کیا ہے اُسے خدا بخوبی جانتا ہے۔یعنی لڑکا ہے یا لڑکی،اچھا ہے یا برا نیک روح ہے یا بدروح،عمر والا ہے بے عمر کا،چنانچہ ارشاد ہوا۔

هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ

ترجمہ:- یعنی وہ بخوبی جانتا ہے۔"

جبکہ تم ماں کے پیٹ میں ہوتے ہو۔پھر ارشاد ہوا۔

يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ اُمَّهَاتِكُمْ

ترجمہ:- وہ تمہیں تمہاری ماں کے پیٹ میں پیدا کرتا ہے۔

ایک کے بعد دوسری پیدائش میں تین تین اندھیریوں میں پھر ارشاد ہوا:

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلاٰلَةٍ

''ہم نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا۔''

پھر نطفے سے خون کو بستہ کیا، بستہ کو لوتھڑا کیا۔ پھر لوتھڑے کو ہڈی کی شکل میں کر دیا۔ پھر ہڈی کو گوشت چڑھایا اور پھر آخر میں اُس کو پیدا کیا۔

صحیحین کی حدیث میں فرمانِ رسول اللہؐ ہے کہ تم میں سے ہر ایک کی پیدائش چالیس دن تک اُس کی ماں کے پیٹ میں جمع ہوتی رہتی ہے۔ پھر اتنے ہی دنوں تک وہ خون بستہ کی صورت میں رہتا ہے۔ پھر اتنے ہی دنوں تک وہ خون کا لوتھڑا رہتا ہے۔ پھر خدا تبارک وتعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجتا ہے۔ جسے چار چیزیں لکھنے کا حکم دیتا ہے۔ مطلب اس کا رزق، عمر اور نیک و بد ہونا وغیرہ پھر وہ فرشتہ پوچھتا ہے۔ یارب یہ لڑکا ہوگا یا لڑکی، نیک ہوگا یا بد پھر وہ اللہ تعالیٰ کے بتلانے پر وہ بھی لکھ دیتا ہے۔ پھر دورانِ حمل عورت کے پیٹ کے بڑھنے اور گھٹنے کے بارے میں بھی خدا کو بہتر علم ہے۔ کسی عورت کو بچہ نویں مہینے کے شروع میں ہی پیدا ہو جاتا ہے۔ اور کسی کو آخر میں۔ اس سب کا علم خدا سے بہتر کسی کو نہیں۔

حضرت ضحاکؒ کا بیان ہے کہ ''میں دوسال تک ماں کے پیٹ میں رہا۔ جب پیدا ہوا تو میرے اگلے دو دانت نکل آئے تھے۔

حضرت عائشہؓ کا فرمان ہے کہ حمل کی انتہائی مدت دو/۲ سال کی ہوتی ہے۔

بچہ ماں کے پیٹ میں آرام سے بغیر کسی غم کے آرام سے رہتا ہے اور پھر جب پیدا ہوتا ہے تو زمین پر ٹکتے ہی چلانا شروع کر دیتا ہے۔ پہلے اُس کو روزی ماں کے پیٹ سے ہی مل رہی ہوتی ہے۔ بعد میں اللہ اس کا بندوبست کر دیتا ہے۔ یعنی دودھ پینے سے پینے لگتا ہے اور یوں وہ دوسال تک کا دودھ پیتا ہے۔ پھر اسی دوران خود ہاتھ سے کھانا پینا شروع کر دیتا ہے۔ یوں ایک کے بعد دوسرے بچے کی پیدائش اور سب کا یوں ہی ایک ہی طریقے سے خیال رکھنا صرف ماں ہی کا وطیرہ ہے۔

بچے کو پیدا کر کے ماں نے ایک فرض کو ادا کر دیا۔ مگر اصل فرائض تو بعد کے ہیں۔ یعنی اُس کی تعلیم وتربیت جو کہ ایک ماں کی ذمہ داری ہے۔ آجکل مائیں بچوں کی دیکھ بھال کے واسطے مائیاں اور آیا وغیرہ کو رکھ لیتی ہیں اور خود فارغ ہو جاتیں ہیں۔ یوں بچے کو اپنی شفقت سے محروم کرتی ہیں اور اُن کی شخصیت کو تباہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتیں۔

آج کل ماؤں نے بچوں کی تربیت کو بہت معمولی کام سمجھ رکھا ہے۔ وہ قومیں بڑی بدنصیب ہوتی ہیں۔ جن کی ماں مر جائے یا جو ماں سے محروم ہو جائیں۔ ماں ہی بچوں کو جنم دیتی ہے اور اُس کی تعلیم وتربیت کی ذمہ دار بھی ہوتی ہے اور اب تو سائنس نے بھی اُس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ انسان شخصیت کا 75% فیصد حصہ اُس کی زندگی کے پہلے تین سالوں میں تکمیل پاتا ہے۔ انسان کے اندر مخصوص شخصی صلاحیتیں موجود ہوتی ہیں۔ جو اُس کی ماں کی گود میں ہی نشو ونما پاتی ہیں۔ اُس کے بعد مسجد، اسکول، کالج معاشرہ اور دیگر عوامل مل

کر اُس کی شخصیت کا 25% فیصد حصہ تعمیر کرتے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ اصل مرتبہ ماں ہے۔شخصیت ماں کی گود میں ڈھلتی ہے اور پیار اور محبت کی آغوش میں پلتی ہے۔اور یہ پیار محبت صرف ماں ہی دے سکتی ہے۔کبھی تجربہ کر کے دیکھئے۔خوانخواستہ بچہ اگر بیمار پڑ جائے تو تمام رات جاگ کر اُس کی دیکھ بھال کرنے کا حوصلہ صرف ماں کا ہی ہے۔یہ فضیلت صرف ماں ہی کو حاصل ہے۔باپ کے بس کی بات نہیں۔یہ ایک بہت بڑی فضیلت ہے جو اللہ تعالیٰ نے ماں کو عطا کی ہے کہ وہ بچے کے ساتھ وقت گزارنے، اُسے پیار کرنے، وہ ذرا بڑا ہو تو اُسے تمام رسولوں، پیغمبروں اور صالحین کی کہانیاں سنائے اور اُس کی شخصیت میں ایک سے بڑھ کر ایک اعلیٰ صفت پیدا کرتی چلی جائے۔بچہ اُس کی گود سے نکلے تو انہیں پیغمبروں کو اور رسول اللہ کو اپنا آئیڈیل بنالے یہ صرف ماں کا کام ہے۔مگر اُس کے لئے اُسے وقت کی ضرورت ہے۔کیونکہ پرورش، تعلیم اور تربیت ہمہ وقتی کام ہے۔جن لوگوں کی اتنی سی بات سمجھ نہیں آتی تو وہ اپنے بچوں کو آیا کے حوالے کر کے چلے جاتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ مغرب میں پروان چڑھنے والی نسل اپنے بچپن میں چونکہ ماں کی محبت سے محروم رہتی ہے۔اس لئے اس نے پوری دنیا میں دہشت گردی پھیلا دی ہے اور وہ پوری دنیا کو ایک چراگاہ سمجھ کر اُس میں دندناتی پھرتی ہے۔جنگ عظیم اوّل اور جنگ عظیم دوم کے علاوہ دیگر جنگوں کی اصل وجہ یہی تھی کہ یہ قومیں ماں کی تربیتی آغوش کے بغیر پرورش پارہی ہیں۔ان میں محبت اور انسانیت نام کی کوئی چیز نہیں۔اس لئے انہوں نے کروڑوں انسانوں کو کچل کر رکھ دیا۔ حکیم الامت علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

آدمیت زار نالید از فرنگ
زندگی ہنگامہ بر چید از فرنگ
یورپ از شمشیر خود بسمل فتاد
زیرِ گردوں رسمِ لادینی نہاد
گرگ اندر پوستین بّرہ
ہر زماں اندر کمین برّہ

ماں کے اتنے فرائض کے بعد اب اولاد کی طرف ماں کے کچھ حقوق ہیں کہ وہ ماں کا خیال رکھے۔اُسے حسنِ اخلاق سے پیش آئیں۔

حسنِ سلوک اور احسان میں ماں کا حق تین حصے ہے اور باپ کا ایک حصہ اسی لئے حضورؐ نے تین مرتبہ ماں کا بتا کر باپ کا بتایا اور اس کی وجہ علماء یہ بتاتے ہیں کہ اولاد کے لئے ماں تین مشقتیں برداشت کرتی ہے۔حمل کی، جننے کی اور دودھ پلانے کی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

"ماں باپ کے ستانے کے علاوہ تمام گناہ ایسے ہیں۔جن میں سے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں۔معاف فرما دیتے ہیں اور ماں باپ کو

ستانے کا گناہ ایسا ہے کہ اس گناہ کے کرنے والے کو اللہ تعالیٰ موت سے دنیا والی زندگی میں سزا دیتے ہیں''

معلوم ہوا کہ ماں باپ کے ستانے کی سزا دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں ملتی ہے اور ماں باپ کی خدمت کرنے اور حسنِ سلوک سے عمر دراز ہوتی ہے اور رزق بڑھتا ہے۔ کئی بیٹے شادی کے بعد ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کرتے اور بیوی کی طرفداری کرنے کے چکر میں ماں کو ناراض کرتے ہیں اور گناہ کرنے کے مرتکب ہوتے ہیں اور نہ صرف ماں کو ناراض کرتے ہیں۔ بلکہ خدا کو بھی ناراض کرتے ہیں۔

قرآن پاک میں آیا ہے کہ:

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا

ترجمہ:- اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا ہے۔

(سورۂ بنی اسرائیل ۱۷:۲۳)

ماں کی عظمت کے بارے میں قرآن میں ایک جگہ پر فرمایا گیا ہے کہ:

وَ وَصَّيْنَا الْإِنْسَانُ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْناً عَلٰى وَهْنٍ وَ فِصٰلُهُ

فِي عَامَيْنِ اَنِ شْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۚ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ۝

ترجمہ:- اور ہم نے انسان کو جسے اُس کی ماں تکلیف پر تکلیف سہہ کر پیٹ میں اٹھا کر رکھتی ہے۔ پھر اُس کو دودھ پلاتی ہے۔ (آخر کار) دو برس میں اُس کا دودھ چھڑانا ہوتا ہے۔ اُس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید کی گئی ہے کہ میرا بھی شکر گزار رہے اور اپنے ماں باپ کا بھی (کہ تم کو) میری طرف ہی لوٹ کرانا ہے۔

اسلام میں ماں باپ کے سامنے اونچی آواز میں بولنے سے منع کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ اُف تک کہنے سے بھی منع فرمایا گیا ہے اور اُن کے سامنے عجز و نیاز کے ساتھ جھکنے کا حکم دیا گیا ہے۔

عورت کے حقوق و فرائض بحیثیتِ بیوی

عورت ماں بننے سے پہلے بیوی بن کر اپنے بے شمار فرائض کی چکی میں پستی ہے۔ اس سے امیدیں تو بہت سی باندھ لی جاتی ہیں۔ یعنی کہ بے شمار فرائض سونپ دیئے جاتے ہیں۔ مگر جہاں حقوق کی باری آتی ہے تو بے چاری کو ہمیشہ نا اُمیدی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اللہ نے نیک مردوں کے لئے نیک عورتیں پہلے سے چن رکھی ہیں۔ اور یہ واقعی ایک سچائی ہے کہ پاک دامن مرد کے لئے ایک پاکیزہ عورت ہے اور ایک بدخصلت مرد کے لئے بد کردار عورت گویا سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا پیارے نبیؐ کے ساتھ تعلق اس بات کی علامت ہے کہ آپؓ پاکدامن اور بلند کردار ہیں۔ تقویٰ بہت بڑی نعمت ہے۔ حضورؐ کا فرمان ہے کہ تقویٰ کے بعد سب سے بڑی نعمت

نیک بیوی ہے۔پھر حضورؑ نے نیک بیوی کی صفات بیان فرمائیں۔

نیک عورت کی صفات

اوّل

یہ کہ شوہر کی فرمانبردار ہو۔شوہر جو خواہش کرے اور اسے پوری کرے اور نافرمانی کرکے اُس کا دل نہ دکھائے۔ بشرطیکہ وہ خلافِ شرع کسی کا حکم نہ دے اور اگر خاوند خلافِ شرع کوئی کام کہے تو نہ ماننے کی اجازت اسلام نے دے رکھی ہے۔کیونکہ غلط اور خلافِ شرع کام سے خدائے بلند وبرتر کی نافرمانی ہوتی ہے جو کہ بہت بڑا گناہ ہے۔

دوم

یہ فرمایا کہ شوہر اس کی طرف دیکھے تو خوش ہو جائے۔یعنی اپنا رنگ ڈھنگ شوہر کی مرضی کے مطابق رکھے۔ جب بیوی کی طرف نظر پڑے تو اس کے لئے طرف دیکھ کر اس کا دل خوش ہو۔بعض عورتیں اینٹھیں رہتی ہیں۔بات بات پر منہ پھیلانا اور مرض ظاہر کرنے کے لئے خواہ مخواہ سراہنا اپنی عادت بنالیتی ہیں اور بعض عورتیں میلی کچیلی پھوہڑ بنی رہتی ہیں۔ان باتوں سے شوہر کو قلبی اذیت ہوتی ہے۔شوہر صورت دیکھنے کا روادار بھی نہیں رہتا۔بلکہ گھر میں جانے کو بھی اپنے لئے مصیبت سمجھتا ہے۔ان میں بعض عورتیں ایسی بھی ہوتی ہیں، جو نماز روزہ کی پابند ہونے کی وجہ سے اپنے کو دیندار اور نیک سمجھتی ہیں، حالانکہ نیک عورت کے اوصاف میں یہ بات شامل کردی گئی ہے کہ شوہر کی فرمانبرداری کرے اور اس حال میں رہے کہ شوہر اس پر نظر ڈالے تو خوش ہو جائے۔البتہ خلافِ شرع خواہش پوری نہ کرے۔

سوم

یہ فرمایا کہ اگر شوہر کسی ایسی بات کی قسم کھالے جس کا انجام دینا بیوی سے متعلق ہو، مثلاً یہ کہ آج تم ضرور میری والدہ کے پاس چلوگی۔یا آج تم فلاں چیز پکاؤگی وغیرہ تو اس کی بیوی پر فرض ہے کہ وہ اُس کو سچا کردکھائے۔شوہر کی اس طرح کی قسم کھا لینا بہت زیادہ محبت والفت اور ناز کی وجہ سے ہوتا ہے۔جس سے تعلق خاص ہو اُسی سے ایسا کیا جاتا ہے کہ ایسا کرو۔

جن عورتوں کو شوہروں سے اصلی اور قلبی تعلق ہوتا ہے۔وہ شوہر کو راضی رکھنے کا خاص خیال رکھتی ہیں۔اس تیسری صفت میں (جو صالح عورت کی تعریف کی گئی ہے) اسی خاص الفت اور چاؤ کا ذکر فرمایا گیا ہے جو شوہر اور بیوی کے درمیان ہونا چاہیے۔

چہارم

یہ فرمایا کہ اگر شوہر کہیں گھر سے باہر چلا جائے اور بیوی کو گھر چھوڑ جائے جیسا کہ اکثر ہوتا ہے تو بیوی کا فریضہ ہے کہ اپنی جان اور شوہر کے بارے میں وہی رویہ اختیار کرے جو اس کے سامنے رکھتی ہے، غیرت مند شوہر کو یہ پسند نہیں کہ اُس کی بیوی

کسی غیر مرد کی طرف دیکھے یا غیر مرد کے سامنے آئے یا اس سے بغیر وجہ کے بات کرے، دل لگی کرے۔ جب شوہر گھر میں ہوتا ہے تو بیوی خالص اُس کی بن کر رہتی ہے۔ اسی طرح جب وہ کہیں چلا جائے تب بھی اُسی کو شوہر جانے اور اسی کی بیوی بنی رہے۔

جب کسی سے نکاح ہو گیا تو عفت و عصمت کی حفاظت اسی سے وابسطہ ہوگئی۔ اب اپنے جذبات کی تسکین کا مرکز صرف اسی کو بنائے رکھے اگر شوہر کی غیر حاضری میں اس کے مال کی حفاظت نہ کی تو یہ خیانت میں شمار ہوگا۔

جیسا کہ ایک حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ:

لَا تَبغِیهِ خَونًا فِیْ نَفسِنَا وَلَا مَالِهٖ

اگر کوئی یہ سوال کرے کہ بعض مرد اپنی بیوی کو غیر مردوں کے سامنے لے جاتے ہیں بلکہ ان سے مصافحے کراتے ہیں۔ حتیٰ کہ غیر مردوں کے ساتھ اپنی بیویوں کو نچواتے ہیں تو اگر یہ عورت شوہر کے پیچھے اور سامنے اگر اُسی غیر مرد سے کوئی تعلق رکھے جو شوہر کی مرضی کے مطابق ہو تو یہ جائز ہونا چاہیے اور اُس میں شوہر کی خیانت بھی نہیں کیونکہ وہ خود چاہتا ہے کہ اُس کی بیوی غیروں سے ملے جلے اور تعلقات بڑھائے اور وہ اُس کو ماڈرن دیکھنا چاہتا ہے۔ وہ زیادہ دوست واحباب ہونے کو ترقی کی علامت سمجھتا ہے۔ کوئی مسلمان کبھی بھی بے غیرت نہیں ہو سکتا اور یہ ہرگز برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کی بیوی پر غیر مرد کی نظر پڑے یا ہاتھ لگے اور نہ ہی مسلمان عورت یہ برداشت کر سکتی ہے کہ شوہر کے علاوہ کسی دوسرے مرد کے ساتھ نفس و نظر والا تعلق رکھے۔ جو بیوی کو ماڈرن بنا کر دوسروں کے ساتھ میل جول کو بُرا تصور نہیں کرتے وہ سراسر یہودی و نصاریٰ کے طرزِ زندگی گزار رہے ہیں۔ ان میں کتنا ایمان ہے اور اُن کا حضورؐ سے کتنا تعلق ہے؟ اُن کا قرآن و حدیث سے کتنا شغف ہے۔

اس کا پتہ چلائیں گے تو یہ لوگ اُن اوصاف سے خالی نظر آئیں گے۔ ایسے لوگ صحیح مسلمان تو کیا ٹھیک طرح سے انسان بھی نہیں ہوتے۔ جو لوگ اپنی بیویوں کی عصمت کا خیال نہیں رکھتے۔

اُن کے بارے میں ارشادِ نبویؐ ہے کہ:

ثَلٰثَةٌ قَدْ حَرمَ اللهَ عَلَیهِمُ الْجَنَّةُ مِنَ الْخُمرِ وَالْعَاقُ وَالدّیُوثُ الَّذِیْ یَغزُ فِیْ اَهْلِهِ الْخُبثَ

(رواہ احمد ونسائی)

یعنی تین شخصوں پر اللہ نے جنت حرام کر دی ہے۔ جو شراب پیتا ہے۔ جو باپ کو تکلیف دیتا ہے۔ جو اپنے گھر والوں میں ناپاک کام (زنا اور اُس کی طرف بلانے والی چیزوں مثلاً بے ہودگی بے پردگی، غیر مردوں سے میل جول وغیرہ) کو برقرار رکھتا ہے۔

اس لئے شوہر کے خلافِ شرع احکام کو نہ ماننے کی اسلام میں کھلم کھلا اجازت ملتی ہے۔

حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ:- یعنی سب سے بہتر مال ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل ہے۔ اور وہ مومن بیوی جو شوہر کی مدد کرے۔ اس کے

ایمان پر۔

جن چیزوں سے دنیاوی ضروریات پوری ہو وہ اس دنیا میں سب بہتر تصور کی جاتی ہیں۔ مگر اللہ نے فرمادیا کہ بہترین چیز شکر کرنے والی زبان اور ذکر کرنے والا دل ہے اور نیک بیوی اُس کے بعد سب سے بڑی دولت ہے۔

شوہر کی مدد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ عورت خاوند کے اوقات مقرر کر لے یعنی نماز روزہ یاد دلاتی رہے اور دیگر عبادات کی طرف اُس کو آمادہ کرے اور زنا سے اور دیگر گناہوں سے اُسے پاک رکھے۔

درحقیقت ہمارے بدلتے ماحول اور بگڑتے ہوئے معاشرے کو ایسی خواتین کی اشد ضرورت ہے جو دین پر کاربند ہوں اور شوہر اولاد کو بھی دیندار بنانے کی فکر رکھتی ہوں۔ لیکن اُس کے برخلاف اب تو معاشرے کا یہ حال بنا ہوا ہے کہ کوئی مرد اگر نماز، روزہ اور دینداری کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو جہاں دوسرے لوگ آڑے آنے کی کوشش کرتے ہیں اور دین پر چلنے سے باز رکھتے ہیں تو وہاں بیوی بھی دیندار بننے سے روکتی ہے۔ طرح طرح کے فقرے کستی ہے۔ مُلّا ہونے کا طعنہ دیتی ہے۔ داڑھی رکھنے سے منع کرتی ہے۔ کُرتہ یا پاجامہ پہنتا ہے تو اُس کو باؤلا کہتی ہے اور اگر رشوت نہیں لیتا تو ڈرپوک کہتی ہے۔ اے اللہ ہمیں مومن بیویوں کی ضرورت ہے۔

شوہر کی بات نہ ماننے پر فرشتوں کی لعنت

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ (شرعی عذر کے بغیر) انکار کردے۔ جس کی وجہ سے شوہر ناراضگی میں رات گذارے تو صبح ہونے تک فرشتے اُس عورت پر لعنت بھیجتے رہیں گے۔

اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جو عورتیں خاوندوں کے حکم کی خلاف ورزی کرتی ہیں تو وہ اپنے خاوند کو دوسری بیوی کرنے پر آمادہ خود سے ہی کر لیتی ہیں یا وہ خاوند اپنی عفت کھو بیٹھتا ہے اور پاکدامن نہیں رہتا۔

میاں بیوی کا رشتہ، وہ عجیب رشتہ ہے جس سے آپس میں ایک دوسرے سے اُن کی خواہش پوری ہوتی رہتی ہے۔ وہ دوسرے کسی فرد سے پوری نہیں ہوسکتی۔ آپس میں ایک دوسرے کے احساسات و محسوسات کا خیال نہ رکھنا ایک دوسرے سے زیادتی ہوگی۔

مندرجہ بالا حدیث میں بستر پر رات کو بلانا ایک مثال ہے۔ ورنہ وقت کی کوئی قید نہیں رکھی گئی۔ الغرض خاوند جس وقت خواہش کرے۔ اُس کی خواہش پوری کرے۔ اُس کی خواہش پوری کرنا ہر عورت کا اوّلین فرض ہے۔

اس لئے ایک اور حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ:

اِذَ اِدَعئي الرَّجُلُ زِوُجَتَهُ لِحَاجِتِهِ فَلْتَاتِهِ وِ اِنْ كَانَتُ عَلَى التَّنُورِ۔

یعنی شوہر جب اپنی بیوی کو اپنی حاجت کو بلائے تو آجائے۔ اگرچہ تنور گرم کر رہی ہو۔

(ترمذی)

شوہروں کوستانے والی عورتوں کے لئے حوروں کی بددعا

حضرت معاذ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ:

رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ:

''جب کوئی عورت اپنے (مسلمان) شوہر کو دنیا میں تکلیف دیتی ہے تو حورینِ جنت میں سے جو اُس کی بیوی ہے وہ کہتی ہے۔(اری دنیاوالی عورت) اُسے تکلیف نہ دے۔خدا تیرا برا کرے، یہ تیرے پاس چندروزہ مقیم ہے۔عنقریب تم سے جدا ہوکر ہمارے پاس پہنچے گا۔''

اللہ پاک نے اپنے نیک بندوں کے واسطے جنت بنائی۔ جہاں اُن کو اُن کے اچھے اعمال کے بدلے کی صورت میں حوریں ملیں گی۔ یہ حوریں بھی مومنین کی بیویاں بنیں گی اور پھر جب یہ حوریں اپنے ہونے والی خاوندوں کو دنیا کی عورتوں کے سامنے تنگ ہوتے ہوئے دیکھتی ہیں تو دنیاوی عورتوں کو بددعا کرتی ہیں۔

اُس کے برعکس جن عورتوں سے اُن کے مرد یا خاوند خوش وراضی ہونگے وہ عورتیں جنت میں داخل کردی جائیں گی۔

جب عورت اس حال میں وفات پائے کہ اُس کا شوہر اس سے راضی تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔

(ترمذی)

شوہر کو دینِ اسلام میں اتنا بلند مرتبہ عطا فرمایا گیا ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ:

''اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔''

(ترمذی)

اس طرح عورت پر واضح کردیا گیا کہ خاوند کا رتبہ اُس کے واسطے کس قدر بلند ہے اور اُس کے فرائض میں ان تمام باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

اب جہاں عورت کے بے شمار فرائض کا ذکر کیا جاچکا ہے۔ وہاں اُس کے حقوق کا بھی ذکر کیا جانا لازم ہے۔

دینِ اسلام میں جتنے حقوق عورتوں کو ملے شاید ہی کسی اور ہستی کو نصیب ہوئے۔ زمانہ جاہلیت میں عورت کو جتنا حقیر تصور کیا گیا۔ اتنی ہی دینِ اسلام نے عورت کو اہمیت اور بے شمار حقوق سے نوازا کہ عورت کی پچھلی بھی ساری شکایتیں دور ہوگئیں۔

سب سے پہلے تو خاوند کو بیوی کے ساتھ احسان کرنے اور پیار ومحبت سے رہنے کی تلقین کی:

وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝

ترجمہ:- اور ان کے ساتھ اچھی طرح سے رہو سہو۔ اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو عجیب نہیں کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اُس میں بھلائی پیدا کردے۔

(۱۹:۴)

پھر اگر عورت اور مرد کے درمیان نہ اتفاق ہو سکے تو اُس کے لئے حکم آیا ہے کہ

وَاِنْ يَتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا○

ترجمہ:- اور اگر میاں بیوی (میں موافقت نہ ہو سکے) اور ایک دوسرے سے
جدا ہو جائیں تو اللہ ہر ایک کو اپنی دولت سے غنی کر دے گا۔
اللہ بڑی کشائش والا اور حکمت والا ہے۔

(۱۳:۴)

اور اسی طرح علیحدگی کی صورت میں اللہ جل شانہٗ نے عورت کے لئے بہت سے حقوق فرمائے ہیں۔ جیسے مہر ا ر نان ونفقہ وغیرہ۔ مہر کے بارے میں واضح الفاظ میں احکامات صادر کر دیئے گئے کہ

''تم جن عورتوں سے فائدہ اٹھاؤ اُن کے لئے جو مہر مقرر کیا ہے۔ وہ ادا کر دو اور اگر مقرر کرنے کے بعد آپس میں رضا مندی سے مہر میں کمی بیشی کر لو تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔ بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔

اور اگر عورت کو طلاق ہو جائے تو عورت کو مرد کے مال میں سے حصہ جو مقرر کیا گیا تھا وہ لازمی ملنا ہوتا ہے۔

ہاں اگر عورت خلع کر لے تو تمام مہر معاف ہو جاتا ہے۔ طلاق ایک نہیں، دو نہیں بلکہ تین بار دینے سے ہوتی ہے۔ اگر ایک بار یا دو بار دینے کے بعد رجوع کر لیا جائے تو طلاق واپس ہو جاتی ہے اور میاں بیوی پھر ایک ساتھ رہ سکتے ہیں اور اگر عورت طلاق نہ ملنے کی صورت میں بیوہ ہو جاتی ہے تو شوہر کے گھر میں رہنے کا حق تو رکھتی ہی ہے اور اس کا خیال رکھنے کا فرض اس کے سسرال والوں پر عائد ہوتا ہے۔ ہاں اور اگر مرد جو کہ اُس کو جائز ہے کہ وہ دوسری شادی کرنا چاہے۔ دوسری کیا تیسری اور چوتھی کی بھی اسلام نے اجازت دے رکھی ہے۔ اگر ایسا وہ تب کر سکتا ہے۔ جبکہ اپنی پہلی بیوی، دوسری تیسری چوتھی بیوی کو ایک جیسا رکھ سکے۔ اُن کے نان نفقہ کا خیال رکھے اور اگر ایسا نہیں کرتا تو وہ دوسری شادی نہیں کر سکتا۔

دوسری شادی سے پہلے اُس کو پہلی بیوی سے اجازت لینا ضروری سمجھا گیا ہے۔ کاش کہ ایک عورت کو یہ تمام حقوق میسّر ہوتے تو اُس کو کیا پرواہ ہو کسی اور چیز کی۔

عورت کے حقوق وفرائض بحیثیت بیٹی

جیسے ہی کسی گھر میں بیٹی کی پیدائش ہوتی ہے تو زمانہ جاہلیت میں اُس کو مار دیا جاتا اور اُس کو نحوست کی علامت سمجھا جاتا۔ مگر دینِ اسلام میں اسکو مارنے سے اور اُس کے ساتھ ناانصافی کرنے سے منع فرمایا گیا ہے اور تلقین کی گئی ہے کہ اُس کو دینِ اسلام کے بتائے ہوئے حقوق فراہم کئے جائیں۔ حضورؐ نے بیٹی کو رحمت کہا ہے اور فرمایا ہے کہ بیٹی کے پیدا ہونے پر افسوس اور رنج مت کرنا۔

حضور سرورِ دو عالم ﷺ اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے احترام میں کھڑے ہو جایا کرتے تھے اور اُن کو اپنے پاس بٹھاتے ۔ اُن کے ماتھے کو چومتے اور اُن کو بے حد پیار کرتے ۔ حضورؐ نے بیٹی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کو صرف کہا ہی نہیں بلکہ کر کے دکھایا ہے ۔

حضورؐ نے فرمایا کہ جو دو بیٹیوں کی شادی کر دے اور اُن کی اچھی طرح تربیت کرے تو قیامت کے روز میرے اتنے قریب ہو گا ۔ جتنا کہ شہادت والی انگلی ۔

دینِ اسلام میں بیٹی کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جو باپ بیٹی کی اچھی تربیت کرے گا ۔ تو یہ لڑکیوں کی تربیت ہی دوزخ سے بچانے کے لئے آڑ بن جائے گی ۔

حضورؐ نے ایک اور جگہ پر فرمایا کہ :

تمہیں افضل ترین صدقہ نہ بتا دوں ؟ پھر خود ہی جواب دیا کہ افضل ترین صدقہ یہ ہے ۔ تم اپنی لڑکی پر خرچ کرو ۔ جو طلاق کی وجہ سے یا بیوہ ہو کر تمہارے پاس واپس آ گئی ہے ۔

پھر ارشاد فرمایا کہ :

جس انسان نے تین بہنوں یا بیٹیوں کے تمام حقوق کا خیال رکھتے ہوئے ۔ اُن کی پرورش کی اور اُن کی شادی بھی کرائی تو آپؐ نے جنت ان لوگوں پر واجب فرما دی ۔

بیٹیوں کے اچھے نام رکھ کر اُن کی خوب اچھے طریقے سے پرورش کرنی چاہیے ۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ جتنا ایک بیٹی گھر کی یا ماں باپ کی ہمدرد ہوتی ہے ۔ اتنا ایک بیٹا کبھی نہیں ہو سکتا ۔ شادی کے بعد بیٹے تبدیل ہو جاتے ہیں ۔ جہاں تک بیٹیوں کا تعلق ہے ۔ وہ ماں باپ کے ساتھ اور بھی اچھی اور اخلاق سے پیش آنا شروع کر دیتی ہیں ۔

آجکل کے دور میں لڑکیاں زندگی کے ہر میدان میں لڑکوں کو پیچھے چھوڑتی ہوئی آگے بڑھتی جا رہی ہیں ۔ ویسے بھی لڑکے کی تعلیم سے صرف اس کو فائدہ ہوتا ہے ۔ جبکہ ایک لڑکی تعلیم سے پورا ایک خاندان تعلیم جیسے زیور سے آراستہ ہو جاتا ہے ۔ وہ ایسے کہ آگے چل کر اگر تو لڑکی پڑھی لکھی ہو گی ۔ بچوں کو پڑھا سکے گی اور اُن کی خوب تربیت کر پائے گی اور اگر اَن پڑھ ہو گی تو کیا تربیت کر پائے گی اپنی اولاد کی ۔ تو اسے ثابت ہوا کہ لڑکے کو تعلیم دینے سے زیادہ ضروری ہے کہ لڑکی کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرایا جائے ۔

قرآن پاک میں ہے کہ لڑکے کو وراثت میں سے دو حصے اور لڑکی کو ایک حصہ ملنا چاہیے ۔ جائداد میں جو حصہ لڑکی کا بنتا ہو وہ اُس کو لازمی ملنا چاہیے ۔ کیونکہ یہ اُس کا حق ہے ۔

آجکل لوگ بیٹیوں کی تربیت وغیرہ بھی اچھی کر لیتے ہیں ۔ مگر جب اُس کے لئے شریکِ حیات کے چننے کا وقت آتا ہے تو نیک اور دیندار داماد ڈھونڈنے کے بجائے ماڈرن داماد ڈھونڈتے ہیں یا پھر بیٹی سے کہہ دیتی ہیں کہ خود ہی پسند کرو ۔

حالانکہ دینِ اسلام میں سختی سے حکم دیا گیا ہے کہ بیٹیوں کے دیندار اور نیک خاوند خود تلاش کرو ۔ بیٹی کو جہاں اتنے زیادہ

حقوق ملے ہیں۔ وہاں اُس کے کچھ فرائض بھی ہیں۔ جیسے اُسے چاہیے کہ ماں کا ہاتھ بٹائے۔ بھائیوں اور والد کو جو چیز چاہیے وہ فوراً ڈھونڈ دے۔ ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرے۔ شادی کے وقت باپ سے زیادہ ڈیمانڈ نہ کرے اور باقی بھائیوں کا حق جانتے ہوئے خاموش رہے اور آگے سسرال آ کر بھی والدین کے نام پر کوئی حرف نہ آنے دے اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن کر رہے۔

الغرض عورت کے حقوق و فرائض بحیثیت، بیوی، ماں اور بیٹی اتنے زیادہ ہیں کہ ان پر پوری کتاب لکھی جا سکتی ہے اور آجکل کی عورت اپنے حقوق حاصل کرنے کی خاطر خود میدان میں کود پڑی ہے اور ان حقوق کو حاصل کر کے دکھا رہی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اپنے فرائض سے بھی بخوبی آشنا ہے۔ اور اُن کو بھی بڑے احسن طریقے سے پورا کر رہی ہے۔ لیکن ضرورت اِس امر کی ہے کہ عورت کو اپنے مذہب اور اپنے دین کو فراموش نہ کرے اور اُس کی مقرر کردہ حدود کی اندر رہ کر اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے جنگ لڑے تو اُس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

اسلام میں خواتین کے حقوق وفرائض سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں۔

مسز طاہرہ منہاس۔ گجرات

فرمان نبوی ﷺ ہے۔

''تمہاری دنیا کی چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے میرا محبوب بنادیا ہے۔یعنی خوشبو، عورت اور نماز کو۔ جو میری آنکھوں کا نور ہے۔''

(متفق علیہ)

عربی زبان میں عورت اس شے یا بدن کے حصے کو کہتے ہیں جس کے ننگا ہونے پر شرم آئے جیسے مرد کا ناف سے ٹخنے تک کا بدن۔ اردو میں یہ انسان کی مادہ یا بیوی کے لئے استعمال ہونے والا لفظ ہے۔ جبکہ خاتون ترکی زبان کا لفظ ہے جو بیوی یا امیر کبیر عورت کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

یہ عورت یا خاتون کبھی بنی اسرائیل میں بعولہ یعنی جائیداد منقولہ، عربوں اور ہندوؤں میں ننگ خاندان اور قابل گردن زدنی تھی۔ ہندو تو طے کر چکے تھے کہ

''عورت کا دل استقلال سے خالی ہے۔ اور وہ عقل کی رو سے نہایت ہلکی ہے۔''

(رگوید منڈل سوکت 33۔فقرہ 17)

''عورت دھوکے باز، کم عقل ہے۔ اس کا دل بھیڑیے کا بھٹ اور عصمت مشتبہ ہے۔''

(مذاہب عالم ص119)

''لڑکی اپنے ساتھ مصیبتیں لاتی ہے (جبکہ) لڑکا ساتویں آسمان کا نور ہے۔''

(تاریخ تمدن ہند ص75)

یہی وجہ تھی کہ عورت کا حق غصب کر لیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ

''عورتوں کے لئے مذہبی تعلیم کی ممانعت ہے۔''

(منوشاستر 1809)

''مرد اور عورت کے لئے الگ الگ راستے۔ مرد اپنے زور بازو سے مکتی مارگ (راہ نجات)
پکڑ سکتا ہے۔ مگر عورت کی نجات خاوند پر مر مٹنے ہی سے ہو سکتی ہے۔
وہ براہ راست خدا سے نجات حاصل نہیں کر سکتی۔''

(منوشاستر 18.9:4)

ظاہر ہے اتنی خرابیوں' خامیوں کی مالک عورت اپنی ہی اولاد کے ہاتھوں سوائے ذلت کے اور کچھ حاصل نہ کر سکتی تھی خوش قسمتی سے عرب کی مظلوم و مقہور عورت نے جس طرح ایسی گھٹیا اور انسانیت سوز باتوں سے نجات حاصل کی۔ وہ چیز ہندوستان کی عورت کے حصے میں نہیں آئی۔ کیونکہ روایات کے اسیر اس معاشرے نے عربی انقلاب کے نظریات قبول کرنے کے باوجود اپنی قدیم روایات پر عمل جاری رکھا تھا۔ اس انقلاب جس نے صدیوں اور قرنوں سے ذلت و بربادی کی چکی میں پستی عورت کی قسمت جگا دی تھی۔ جب اس ناکارہ صنف کے مرد کے برابر ہونے کا اعلان کر دیا گیا تھا۔

''عورتوں کا حق (مردوں پر) ویسا ہی ہے۔ جیسے دستور کے مطابق ان (مردوں) کا عورتوں پر ہے۔''

(سورۃ البقرۃ۔ 228)

اور پھر اسلام آشنا جانتے ہیں کہ مرد و عورت میں بحیثیت جنس کوئی کمتر و بہتر نہ رہا۔ مرد اگر پیغمبر' بادشاہ اور بارگاہِ ادب تھا تو عورت ان سب کی ماں تھی۔ جس کی تربیت کی مشقت نے جنت اس کے قدموں میں لا بچھائی تھی۔ جنت جو آدم اور اولادِ آدم کی حسرتِ دیرینہ ہے۔ مرد کی اگر ٹوپی اور پگڑی عزت و احترام کا باعث تھی۔ تو عورت کا دوپٹہ اور چوٹی قابلِ احترام قرار پائے۔ یہاں وہ ننگ خاندان تھی نہ واجب القتل۔ بیٹا آسمانوں کا نور تھا نہ بیٹی مصیبت و منحوس۔ بلکہ وہ تو باعثِ رحمت ہے۔

امام غزالیؒ کا بیان ہے۔

''چاہیئے کہ لڑکی کی ولادت پر کراھت کا اظہار نہ کرے اور نہ ہی لڑکے کی پیدائش پر حد سے زیادہ مسرت و شادمانی کے جشن منائے۔ کون جانے کہ خیریت کس کی ولادت میں ہے؟ اور لڑکی کی ولادت مبارک تر ہے۔ اور اس کا ثواب زیادہ ہوتا ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''جس شخص کی تین بیٹیاں یا بہنیں ہوں۔ اور وہ ان کی خاطر رنج و مشقت برداشت کرے۔ اور ان کے کام بنائے سنوارے تو اس کے عوض اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرتا ہے۔ (پھر استفسار پر فرمایا)۔ جس کی ایک بیٹی ہو۔
وہ رنجور ہے۔ جس کی دو بیٹیاں ہیں وہ گرانبار ہے۔ اور جس کی تین بیٹیاں ہیں۔ اس کی۔
اے مسلمانو! مدد کرو۔ کہ وہ میرے ساتھ بہشت میں ایسے ہے جیسے دو انگلیاں یعنی

وہ (نہ صرف بہشت میں بلکہ) میرے بہت قریب بھی ہے۔''

(نسخہ کیمیا۔ص 327)

مسلمان عورت بعولہ نہیں بلکہ جائیداد کی مالک اور خاندانی وراثت میں حصہ دار و حق دار ہے۔ یہاں وہ بخشش کے لئے فنافی النار ہونے پر مجبور نہیں۔ بلکہ حق رکھتی ہے کہ

''جو فضیلت اللہ نے تم میں سے ایک دوسرے کو دی ہے۔ اس کی تمنا نہ کرو۔ (کیونکہ) جو کچھ مردوں نے کمایا ہے' ان کا حصہ اس کے مطابق ہے۔ اور جو کچھ عورتوں نے کمایا ہے۔ اس کے مطابق ان کا حصہ ہے۔''

(النساء۔ 32)

یہاں عورت بنیادی طور پر کم عقل' بد بخت یا بد کردار ہے نہ اسے علم و فہم' عبادت و ریاضت کے ذریعے اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے کی ممانعت ہے۔

''بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں۔ ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں۔ فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں۔
سچے مرد اور سچی عورتیں۔ صابر مرد اور صابر عورتیں۔ عاجزی کرنیوالے مرد اور عاجزی کرنیوالی عورتیں۔
مخیّر مرد اور مخیّر عورتیں۔ روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں۔ اپنی عزت کے محافظ مرد اور پارسا عورتیں۔
اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور بہت یاد کرنے والی عورتیں۔ ان سب
کے لئے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔''

(سورۃ الاحزاب 35)

دیکھا آپ نے۔ اسلام نے کیسے عورت کے بارے میں سابقہ ادیان کے مردانہ غلبے اور گونا گوں زیادتیوں کا ازالہ کر کے دونوں اصناف کو ہم پلہ قرار دیا اور صاف صاف بتا دیا کہ

''میں تم میں کسی کا عمل ضائع کرنے والا نہیں ہوں۔ خواہ مرد ہو یا
عورت تم سب ایک دوسرے کے ہم جنس ہو۔''

(آل عمران 195)

یعنی اس میدان کے شہسوار مرد ہوں یا عورتیں۔ جو جتنی محنت کرے گا۔ اتنے اجر کا مستحق ہو گا۔ واقعی کیا ہزاروں لاکھوں مردوں پر ایک آسیہؓ، ایک آمنہؓ، ایک عائشہؓ، ایک فاطمہؓ، ایک مریم بھاری نہیں؟ جس دین و قوم کی تاریخ سیّدہ عائشہؓ جیسی فقیہ و عالمہ، سیّدہ سمیعہؓ جیسی پیکر استقامت، سیّدہ فاطمہؓ جیسی عابدہ و زاہدہ، سیّدہ زینبؓ جیسی باحوصلہ و باوفا اور سیّدہ صفیہؓ جیسی مجاہدہ سے جگمگا رہی ہو وہاں عورتوں کو ثانوی حیثیت دینا ممکن ہی نہیں۔

آج جدید تعلیم وتہذیب اور آزادیٔ نسواں کے علمبردار عورت کے اس عروج سے قطع نظر سارا زور اس بات پر صرف کر رہے ہیں کہ عورت پائلٹ یا انجینئر کیوں نہیں بن سکتی؟ مردوں کے ساتھ شاپنگ میں اس کا کیا جاتا ہے؟ کاروبار ملازمت اور سیاست میں وہ مردوں کی برابری کیوں نہیں کرسکتی؟ فلم، ڈرامہ، کلب اور تھیٹر میں وہ کام کیوں نہیں کرسکتی؟ اسلام میں مردوزن کے لئے حرام وحلال جرم وثواب اور جائز وناجائز کے یکساں ضابطوں سے نظر چرانے والے یہ لوگ اس بات پر جان بوجھ کر توجہ نہیں دیتے کہ اگر مرد کا جنٹلمین نظر آنے کے لئے ''تھری پیس'' ضروری ہے تو عورت کے معزز خاتون بننے کے لئے ''شارٹس'' کیوں؟ مرد کو اگر گھر کا کام کرتے حیاء آتی ہے تو عورت کے بیرونِ خانہ کام کرنے پر خاموشی کیوں؟ جب مرد بچے کی پیدائش و پرورش سے بری الذمہ ہے تو عورت سے گھریلو ذمہ داریوں کے ساتھ آمدن بڑھانے کا تقاضا کیوں؟

کبھی آپ نے سوچا؟ عورتوں کے ان باتوں پر خاموش رہنے اور اپنی اصل ذمہ داری میں کوتاہی سے فائدہ مرد کو پہنچا۔ جبکہ عورت اور معاشرہ پس کر رہ گئے۔ دو کشتیوں کی سوار یہ صنف نازک ہرفن مولا بننے کے چکر میں اچھی ور کر بنی۔ نہ اپنی قوم کو پھر کوئی خالد بن ولید، ابنِ خلدون، شاہ ولی اللہ، محمود غزنوی، علامہ اقبال یا محمد علی جناح ہی دے سکی۔ کیا لاکھوں کما کر ہزاروں میں اپنی عزیز از جان اولاد اپنا اور قوم کا مستقبل، کم فہم، کم علم، بد مذہب آیاؤں خرانٹ ملازموں کی نگرانی وتربیت میں چھوڑنے والے محض اچھے انسان ذمہ دار شہری ہی پیدا کر سکے ہیں؟ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ اور ایسا ہو بھی نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ یہ نام نہاد ''مسلمان'' اسلام دشمن تہذیب کے دیوانے ہیں۔ وہ تہذیب جو انسان کو انسان نہیں ترقی یافتہ حیوان بناتی ہے۔ اور حیوان جتنی بھی ترقی کرلے۔ ہوتا تو آخری حیوان ہی ہے۔ جس کی نصف بہتر نہایت بدتر حالات سے دوچار ہے۔ جو صنف نازک کہلاتی لیکن نہایت کرخت زندگی بسر کرتی ہے جو ترقی کے خوابوں کی تعبیر دنیا وآخرت کی بربادی کی صورت بھگتی ہے۔ اور یہ سب کچھ اس تہذیب کی تخریب کاری ہے۔ جو دینِ اسلام کو دقیانوسی، ظالم اور مسلم عورت کو بڑا مظلوم ثابت کرنے پر تلی ہوئی ہے۔

مسلمان خاتون کے حقوق

عورت پر اسلام کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے نہ صرف اسے زندگی کی گارنٹی دی بلکہ اس کی موجودگی والدین کے لئے باعث رحمت قرار دی۔ اس کی پرشفقت پرورش اور کسی چیز کی تقسیم کے وقت اسے اولیت دینے پر رحمت عالم ﷺ نے دوزخ کی آگ حرام قرار دے دی۔ بیٹے کی ضرورت واہمیت باپ اور خاندان کا نام زندہ رکھنے کی خاطر تھی۔ تاریخ گواہ ہے کہ اسلام نے اس نامعقول روایت کی بیخ کنی کی۔ نبی آخر الزمان مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی بیٹا نہ تھا۔ دشمن انہیں ''ابتر'' کہہ کر ڈراتے چڑاتے تھے۔ لیکن آج تاریخ میں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی دختر انِ نیک فطرت کا ذکر عالی تو موجود ہے۔ بڑے بڑے سورماؤں، دولت مندوں، درجنوں بیٹوں اور عالی نسب کے مالکوں کو کوئی نہیں جانتا۔

زندگی' باعزت زندگی کا حق

اسلام نے عورت کو زندگی کا حق ہی نہیں ۔ باعزت طور پر برابری کے بنیاد پر جینے کی اجازت دی ۔ اس معاشرے میں جہاں بیٹی کی پیدائش باعث شرم تھی ۔ آپ ﷺ نے چار بیٹیوں کو بیٹوں سے بڑھ کر محبت دی ۔ حضرت زینبؓ کے شوہر ابو العاص مسلمان نہیں ہوئے تھے ۔ اس کے باوجود آپ ﷺ نے بیٹی کی محبت میں ان کی کوتاہیوں سے درگزر فرمایا ۔ حضرت فاطمہؓ تشریف لائیں تو کھڑے ہوکر استقبال فرماتے ۔ بیویوں پر بھی آپ ﷺ نے کبھی سختی نہیں فرمائی نہ کبھی بے عزتی کی ، نہ سخت سست کہا ۔ دشمنوں نے الزام لگائے تو ان کے واگزار ہونے کا انتظار فرمایا ۔ دباؤ میں ہاتھ اٹھایا نہ دھکے دے کر گھر سے نکالا اور نہ ہی بعد میں کبھی طعنہ دیا ۔ حضرت عائشہؓ کی محبت کا اظہار فرمایا تو حضرت خدیجہؓ کو یاد کر کے آہیں بھریں ۔

حضرت علیؓ نے عورتوں پر غیرت کی حد مسلط کرنے سے منع فرمایا ۔ کیونکہ ایسا کسی بدخواہ کی پیدا کردہ غلط فہمی کے باعث بھی ہو سکتا ہے ۔ اور یہ بات فریقین کو رسوا کرنے کا باعث بھی بنتی ہے ۔ امام غزالی نے معاملات کے اس حد تک پہنچنے سے پیشتر عورت پر پڑنے والی نامحرم نامعقول نظروں کا سدباب کرنے پر زور دیا ہے ۔ لیکن اگر شیطانی ہرکارے پھر بھی وار کر جائیں ۔ تو سنت رسول ﷺ کے مطابق عورت کو موردِ الزام ٹھہرانے کی بجائے اللہ کے حکم پر عمل کریں ۔

فرمان الٰہی ہے ۔

''جو لوگ پاک دامن (بے خبر) عورتوں پر تہمت لگائیں اور ثبوت میں چار گواہ نہ لائیں تو ان کو اسی/ 80 کوڑے لگاؤ ۔ اور (آئندہ) ان کی گواہی قبول نہ کرو ۔ اس لئے) کہ وہ خود ہی فاسق ہیں ۔''

(النور،46-40)

یہی نہیں مسلمان عورت کو بدنام کرنے والے سے اللہ رب العزت کی نفرت کا یہ عالم ہے کہ اسے ہمیشہ کے لئے مردود قرار دیا فرمایا ۔

''جو لوگ پاکدامن' بے خبر عورتوں پر تہمتیں لگاتے ہیں ۔ ان پر دنیا وآخرت میں لعنت کی گئی ۔ اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے ۔''

(النور،33)

علم وشعور کا حق

انسان اور حیوان میں بنیادی فرق علم وفہم کا ہے ۔ ورنہ دونوں حواس خمسہ رکھتے اور برتتے ہیں ۔ اس علم وفہم کا استعمال احکام الٰہی کی روشنی میں ہو ۔ تو یہ حیوان ناطق اشرف المخلوقات بن جاتا ہے ۔ ورنہ حیوانوں سے بدتر معاشرے کے لئے عذاب ہوتا ہے ۔ سورۃ الاحزاب کی آیت 35 کے مطابق سعادتیں اسی وقت حاصل ہوسکتی ہیں جب مرد وزن ان باتوں کی تفصیلات سے

واقف ہوں۔ یہی نہیں ۔عورت کی تعلیم اس حوالے سے بھی ضروری ہے کہ اس کا کردار اور سوچ صرف اس کی ذات تک محدود نہیں ۔اس کا اثر خواہی نخواہی تمام کنبے ہمسائے دوستوں پر بھی ہوتا ہے اسی لئے ایک عورت کی تعلیم کو پورے خاندان کی تعلیم کہا جاتا ہے۔ بیٹی بہن بیوی ماں سے ہوتی خاندان کی بزرگ بننے تک وہ غیر محسوس طور پر دوسروں سے سیکھتی اور اپنا سیکھا پڑھا دوسروں کو منتقل کرتی رہتی ہے۔

اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''گود سے گور تک علم حاصل کرو۔'' اور یہ کہ ''متعلم بنو یا معلم ۔کوئی تیسری صورت اختیار نہ کرو۔''

ہر عورت کسی نہ کسی طور معلم و مبلغ ہے۔خواہ وہ تعلیم یافتہ ہو یا محض روایات کی اسیر۔اندھی مقلد۔ بڑی مہذب ذمہ دار خاتون ہو یا انتہائی پھوہڑ۔گنوار فسادی عورت۔ ہر عورت اپنے فکر و کردار کا دائرہ پھیلاتی رہتی ہے۔ بدقسمتی سے ہماری تقریبات، رسم و رواج، روایات 99% تقلید دانا کا تماشہ ہیں۔شاید اللہ عالم الغیب نے انسان کو جاہل اس لیے کہا تھا۔کہ اس کی پیدائش و پرورش کی ذمہ دار جاہل مطلق اور پڑھی لکھی بے شعور عورتیں ہوتی ہیں۔جنہیں یہود و نصاریٰ شعور سکھانا اور آزادی دلوانا چاہتے ہیں۔وہ آزادی جس نے ان کی عورت کو بیسوا بنا دیا ہے۔

''مغربی عورت نے جب آزادی اور حقوق کی جدوجہد شروع کی۔تو وہ واقعی محرومیوں کا شکار تھی۔اس کے حقوق سلب تھے۔ اس کا نسوانی وقار تار تار ہو چکا تھا۔مگر سمجھ نہیں آتا کہ مسلم معاشرے میں مسلمان عورت وہی راگ کیوں الا رہی ہے؟ جبکہ اسلامی روایات کی رو سے یہ اپنے مال پر متصرف تھے۔ مال اور ملک کے بارے میں اسے آزاد موقف اور رائے کا حق حاصل ہے۔مرد کے مال سے یہ ماں، بیوی، بیٹی، کی حیثیت میں حصہ وراثت کی شرعاً مجاز ہے۔اس پر دین اور معاشرت نے کوئی پابندیاں نہیں ڈالیں۔ پھر حقوق کے نام پر جو آوازے اس کے حلق سے بلند ہو رہے ہیں۔ان کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ اسے شریعت کی رو سے اپنے حقوق کا کوئی علم نہیں۔اسلام نے جو مقام بخشا ہے۔اس کا بھی اسے کچھ شعور و وقوف نہیں ہے۔''

(عورت اور دورِ جدید۔2-101)

صنفِ نازک نرم رویے کی مقدار

عورت بیٹی، بہن، بیوی، کچھ بھی ہو۔خوش اخلاقی اور نرم رویہ ان کا بنیادی حق ہے۔کیونکہ یہ صنفِ نازک بڑی زود حس ہوتی ہے۔دیکھا جائے تو منصفِ برحق نے عورت کو جو ذمہ داری سونپی ہے یعنی بچوں کی پرورش۔تو یہ اس کی نازک طبع کے عین مطابق ہے۔خلیفۃ اللہ کو بھی اس سے اچھا سلوک کرنا چاہیے یہی نہیں بلکہ کبھی کبھار اس کی تکالیف وہ باتوں کو بھی برداشت کرنا۔ عورتوں کے فہم و علم کے مطابق بحث و مباحثہ ہلکا پھلکا ہنسی مذاق زندگی احسن طریقے سے گزارنے میں مدد دیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے حضرت عائشہؓ کے ساتھ دوڑ کے مقابلے، حبشیوں کا تماشہ دیکھنے میں ساتھ دوسری امہات المومنین اور صاحبزادیوں یا صحابیاتؓ کے ساتھ ہلکے پھلکے مذاق یا بے ضرر فقرہ بازی تاریخ کا حصہ ہیں۔

حضرت عمر فاروقؓ نے بیوی کی سخت سست کان لپیٹ کر سنی۔ پھر کسی کے استفسار پر فرمایا۔ ''ایک عورت جو میری نسل میں اضافہ کرے کے ساتھ مفت میں باورچن، دھوبی، خادمہ اور آیا کی خدمات انجام دیتی ہے۔ کیا اتنا حق بھی نہیں رکھتی کہ میں اس کے دل کا غبار نکلنے کے لئے اس کی چند کڑوی کسیلی باتیں سن لوں''؟

لیکن یہ ہنسی مذاق بے تکلفی اور سخت سست تیں ایک حد تک ہی ہوں۔ اس قدر نہیں کہ تمام رعب ادب رخصت ہو۔ اور پھر شریعت کے برخلاف باتوں کو روکنا مشکل ہو یا پھر کوئی تکلیف دہ صورت پیش آئے۔ جیسے حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کی نبی کریمؐ سے بے تکلفی میں کہی بات پر آپ ﷺ کا شہد نہ کھانے کی قسم کھانا اللہ تعالیٰ کو قطعاً پسند نہیں آیا تھا۔ ویسے بھی اللہ تعالیٰ نے ''مردوں کو عورتوں پر قوی (غالب) ہونا چاہیے۔'' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''جو مرد عورت کا غلام ہے وہ بدبخت ہے۔'' اور ''زوجہ کی غلامی میں بربادی ہے۔'' کا فرمان جاری کیا ہے۔ البتہ حدیث شریف میں عورت کے پسلی سے پیدا ہونے کے باعث اس سے میانہ روی کی تلقین فرمائی گئی ہے۔

آزاد فکر و عمل

زندگی اور تجارت وغیرہ کے بارے میں عورت کو آزاد سوچ اور فیصلے کا حق حاصل ہے یہ حق نبی کریم ﷺ نے بعثت سے پہلے بھی تسلیم کیا۔ اور حضرت خدیجہؓ کی تجارت ہی میں دعوت نکاح بھی قبول فرمائی۔ حضرت فاطمہؓ سے حضرت علیؓ کی شادی دونوں کی رضامندی سے ہوئی تھی لیکن پھر جب حضرت علیؓ نے غورا بنت ابوجہل سے نکاح کرنا چاہا تو حضرت فاطمہؓ نے احتجاج پر نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کو روک دیا۔ یونہی ام المؤمنین حضرت میمونہؓ نے اپنے رشتہ دار کو جس نے شراب پی رکھی تھی۔ سختی سے گھر آنے سے منع کر دیا۔

اسماءؓ بنت یزید نے ایک بار چھوٹی چھوٹی گھریلو مصروفیات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ جمعہ، جماعت، جنازہ، جہاد، حج اور عبادت جیسے عظیم اور زیادہ ثواب کے کام تو مرد کرتے ہیں اور عورتیں اولاد کی پرورش میں پیچھے رہ جاتی ہیں۔ اس پر آپ ﷺ صحابہؓ سے مخاطب ہو کر بولے۔

''تم نے دین کے بارے میں اس عورت سے بہتر سوال کرنے والی سنی''؟

صحابہؓ نے عرض کی۔

''یارسول اللہ! ہمیں خیال بھی نہ تھا کہ (کوئی) عورت بھی ایسا سوال کر سکتی ہے۔''

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ

''غور سے سن اور جن عورتوں نے تجھ کو بھیجا ہے ان کو بتا دوے کہ عورت کا اپنے خاوند کے ساتھ اچھا برتاؤ اور اس کی خوشنودی کو ڈھونڈھنا اور اس پر عمل کرنا، ان سب

چیزوں کے ثواب کے برابر ہے جو مرد کرتے ہیں۔''

''اسمائؓ یہ جواب سن کر نہایت خوش ہوتی ہوئی واپس چلی گئیں۔''

(خواتین اور اسلام۔ ص 34)

ممکن حد تک عورتوں کی ضروریات پوری کرنے اور شفقت بھرے سلوک کے ساتھ اُن کی حرکات و سکنات پر نظر رکھنا بھی ضروری ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے تو لڑکیوں کو عمدہ عمدہ لباس پہنانے سے منع کیا۔ کہ اچھا لباس خودنمائی کی خواہش پیدا کر کے باہر نکلنے گھومنے پھرنے پر اکساتا ہے۔ جب بہترین نظام حکومت میں عورتوں کو قابو میں رکھنے کی تلقین ہوئی تو آج کے انتہائی اخلاق سوز اور جنسیات کے مارے ماحول میں اس کنٹرول کی اور بھی زیادہ ضرورت ہے۔

• روایت ہے کہ جس گھر میں اہل خانہ مل کر کھانا کھاتے ہیں۔ اس کھانے کے دوران اللہ تعالیٰ اور فرشتے ان پر سلام بھیجتے ہیں۔ جبکہ افراد خانہ میں محبت و یگانگت' اعتماد پیدا ہوتا اور حالات حاضرہ پر نظر رہتی ہے۔

(نسخہ کیمیا)

شادی کا حق

شادی ایک نئے گھر اور خاندان کی بنیاد ہے۔ جو صحت مند جسمانی و مالی جوڑے کے مابین طے پاتی ہے۔ نبی ﷺ کریم نے مالدار لوگوں کو شادی کرنے مگر بے روزگار کو روزہ رکھنے کی صلاح دی۔ لڑکی کو رشتے کی پسندیدگی یا انکار کا حق حاصل ہے۔

فرمان نبوی ﷺ ہے۔

''جب تک اجازت نہ لی جائے، بے شوہر والی عورتوں کے نکاح نہ کئے جائیں۔ نہ کنواری لڑکی کا نکاح کیا جائے۔''

(مسلم)

اس پسند کی ضرورت اس لئے ہے کہ عورت کے لئے گھر بسانا آسان ہو۔ اس طرح وہ پوری دلچسپی اور دلجمعی سے شوہر اور اس کے گھر سے محبت کرے گی۔ یہ محبت اور خدمت خوشگوار تعلقات کا باعث بھی بنتی ہے۔ اور شوہر کو بیوی سے اُکتا کر ادھر اُدھر منہ مارنے اور ایمان خراب کرنے سے بھی بچاتی ہے۔ شادی میں اپنی پسند کا حق بہت سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔

کیونکہ حکم الٰہی کے مطابق

''خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لئے ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لئے (یونہی) پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لئے ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے ہیں۔ ان کا دامن ان (مکروہ) باتوں سے پاک ہوتا ہے جو بنانے والے بناتے ہیں۔''

(النور، 26)

یعنی حق تو مل گیا۔اب اس کا استعمال ثابت کرے گا کہ عورت خود کیسے کردار کی مالک ہے؟لڑکی کی پسند کے ساتھ والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ برسر روزگار لڑکا تلاش کریں کیونکہ بے روزگار کو شادی کرنے کی نسبت آپ ﷺ نے روزہ رکھنے کو کہا۔ نفس کا روزن نفس کو کمزور کرنے کے لئے۔تاکہ وہ اپنے اہل کے لئے یا اہل خانہ اس کے لئے مصیبت کا باعث نہ بنیں۔

ولی پر واجب ہے۔''کسی ایسے شخص کا انتخاب کرے جو لڑکی کے قابل ہو۔یعنی کسی ایسے مرد کو نہ دے۔جو بد مزاج اور بدصورت ہو۔نفع بہم پہنچانے سے عاجز ہو۔اس کا کفو (ہم پلہ) نہ ہو۔اور جو فاسق ہو۔''

حضور ﷺ نے فرمایا۔''جس نے اپنی بیٹی فاسق کے حوالے کر دی اس کا رحم منقطع ہو گیا۔''

(نسخہ کیمیا۔ص320)

اگر لڑکی کے والدین نہ ہوں۔تو سرپرست اور اگر وہ بھی نہ ہو،تو بھی لڑکی کا حق ہے کہ وہ اپنی شادی کا فیصلہ اور انتظام کرے۔اس خوشی کے موقع پر ولیمے کی دعوت سنت نبوی ﷺ اور آپ ﷺ کے حکم کے مطابق ضروری ہے۔خواہ بہت معمولی انتظام ہو۔ربیع بنت معوذ کا بیان ہے۔

''جس رات مجھے دلہن بنایا گیا۔اس روز حضور علیہ الصلوۃ والسلام تشریف لائے۔کنیزیں اس وقت دف بجا رہی اور گا نا گا رہی تھیں۔حضور ﷺ کو دیکھا تو آپ ﷺ کی تعریف میں شعر گا گا کر پڑھنے لگیں۔حضور ﷺ نے فرمایا۔''وہی کہو جو پہلے کہہ رہی تھیں۔'' (یعنی وہی پہلے گیت گاؤ) اور اس بات کی اجازت نہ دی کہ دف پر آپ ﷺ کی ثناء میں کچھ گایا جائے۔کیونکہ ثنائے رسول ﷺ کو ھزل (بیہودہ بات،تمسخر،فحش باتیں) کے ساتھ ملانا اچھی بات نہیں۔''

(نسخہ کیمیا ص321)

ولیمے اور معمولی دف کی بجائے ہلا گلا دھوم دھڑ کا سنتِ نبوی ﷺ نہیں۔

''حضرت فاطمہؓ کی شادی جس دھوم دھام سے کرتے کم تھی۔مگر وہاں تو یہ عالم تھا کہ مہندی نہ نشانی نہ کوئی اور ٹیپ ٹاپ۔منگنی آپ ﷺ کی یہ تھی کہ حضرت علیؓ نے خود جا کر پیغام دیا اور حضور ﷺ نے منظور فرما لیا۔اس میں نہ چوڑی پہنائی گئی نہ انگوٹھی نہ کوئی مجمع ہوا نہ کوئی دعوت۔پھر شادی ہوئی تو ایسی ہی سادگی سے کہ برات چڑھی نہ آتش بازی چھوٹی نہ پالکی آئی نہ رتھ سجے نہ ڈھول بجے۔سنت کے مطابق نکاح ہوا۔اور بس حضرت فاطمہ پاؤں پاؤں اپنے گھر چلی گئیں۔جہاں کوئی اتارنے والا اور نہ کوئی استقبال کرنے والا تھا۔پہلے ہی دن جا کر گھر کا دھندہ کرنے لگیں۔یہ کسی عام عورت کی نہیں خاتون جنت کی شادی تھی۔''

(خواتین اور اسلام ص79)

اگر سوچا جائے کہ مہاجرین مکہ کی مالی حالت خراب ہونے کی بدولت ایسا ہوا ہوگا۔تو مت بھولیے کہ یہودی خزانوں کے منہ کھولے بیٹھے تھے۔کوئی قرض کی خاطر ہاتھ تو پھیلائے۔جیسے ہمارے ہاں کے گئے گزرے والدین بھی کرتے ہیں۔آپ ﷺ چاہتے

تو اُحد اس وقت سونا بن گیا ہوتا۔ یا آپ ﷺ نے منہ دکھائی کی رسم ہی کی ہوتی۔ تو اس نئے جوڑے کی مدد بھی ہو جاتی۔ انصار مدینہ کو خدمت رسول ﷺ کا موقع بھی مل گیا ہوتا۔ لیکن آپ ﷺ نے کسی غیر ضروری بات کو بیٹی کے نام پر مباح نہیں سمجھا۔

مہر، نفقہ اور علیحدہ گھر

شادی کے موقع پر مہر اور اپنا گھر اور بعد میں نفقہ عورت کا حق ہے۔ یہ والدین کا گھر اور تشخص وتحفظ چھوڑ آنے والی لڑکی کو بھر پور تحفظ' اپنائیت دینے اور اچھے روابط کی خاطر ضروری ہے۔ تاکہ وہ خود کو نئے ماحول میں محتاج سمجھنے کی بجائے باقاعدہ حق دار سمجھے۔ شوہر کی حیثیت کے مطابق مہر نفقہ اور گھر مرد کی عزت اور عورت کے وقار میں اضافہ کرتے ہیں اور لڑکی یہ احساس کر کے خوش ہوتی ہے کہ شوہر کی نظر میں اس کی حیثیت مال و دولت سے زیادہ ہے۔ یہی احساس اس کے دل میں شوہر اور اس کے گھر سے محبت پیدا کرتا ہے۔ قرآن حکیم میں عورت کے اس حق کی ادائیگی پر زور دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے امہات المؤمنین کے مہر نکاح کے وقت مالی حالت کے مطابق ادا کئے۔ ولیمے کی دعوت کی اور کسی زوجہ کو پہلی بیویوں پر مسلط نہیں کیا۔ سب کو علیحدہ حجروں میں رکھا۔ یونہی حضرت علیؓ کے بے گھر ہونے کی وجہ سے انہیں اپنی بیویوں پر بوجھ بنانے گھر داماد رکھنے کی بجائے انہیں علیحدہ گھر دے دیا۔

حکیم بن معاویہؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ بیوی کا شوہر پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا'' یہ کہ جب تو کھائے تو اسے کھلائے اور جب تو پہنے تو اسے پہنائے۔ اور اس کے چہرے پر نہ مارے اور نہ اس کو بد دعا دے۔ اور اگر اس سے ترکِ تعلق کرلے تو صرف گھر میں کرے''

(ابوداؤد)

ہمارے معاشرے میں مہر کم سے کم جہیز زیادہ سے زیادہ وصول کرنے کا رواج ہے۔ اور لڑکی کو علیحدہ گھر دلانے والی تو کوئی بات ہی نہیں۔ جو مشترکہ خاندانی نظام کے لئے معاون تو ہے۔ لیکن نئے لوگوں کو ان کی تمام تر عادتوں، خصلتوں اور رویّوں کے ساتھ قبول کرنے میں حارج ہے۔ اس کا بڑا نقصان یہ بھی ہے کہ پردے کے حکم پر زد پڑتی ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں ہندو نظریات کا غلبہ ہے۔ جن میں شوہر کے بھائیوں سے پردہ تو کیا انہیں آدھا شوہر قرار دیا گیا ہے۔

جبکہ صحیح بخاری ومسلم میں عقبہؓ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

عورتوں کے پاس آمد ورفت رکھنے سے بچا کرو۔ ایک شخص نے عرض کی

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھلا دیور کے حق میں آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا۔

''دیور تو پوری موت ہے۔''

(پردہ۔ ص130)

اولاد اور خلع کا حق

نکاح کا بنیادی مقصد اولاد ہے۔ جو اُمت وسط میں اضافے کے ساتھ والدین کے بڑھاپے کا سہارا بھی بنے۔ مرد وعورت ہر دو کو اس کی ضرورت ہے۔ لیکن اگر وہ اس دولت سے محروم رہیں تو فرمان نبوی ﷺ ہے کہ

''کھجور کی پرانی چٹائی جو گھر کے کسی کونے میں پڑی رہتی ہو۔ اس عورت سے بہتر ہے۔ جو بچے پیدا نہیں کرسکتی۔''

(امام غزالیؒ)

مرد کا حق بجا و برحق۔ لیکن بے حس و بے شعور معاشرے میں اکیلا مرد تو زندہ رہ سکتا ہے۔ دوسری شادی کر لیتا ہے۔ عورت کے لئے بہت مشکل ہے۔ پھر عورت جو صنف کمزور بھی ہے۔ مرد کی نسبت اسے بڑھاپے میں سہارے کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ ایسے میں اسے نئی عورت کے رحم وکرم پر یا نئی عورت کو اس کی صوابدید پر چھوڑنا۔ مرد کے بانجھ پن کی صورت میں اولاد کی خواہش کو دبانا یا اسے الزام دینا کہ وہ شوہر کی نظر میں گھر میں سرخرو ہونے کی خاطر کوئی ناجائز ذریعہ اختیار کرے۔ قطعی مناسب نہیں۔ بہتر تو یہی ہے کہ

''جب کسی عورت کو اپنے شوہر سے بدسلوکی یا بے رخی کا خطرہ ہو۔ تو مضائقہ نہیں اگر میاں بیوی (کچھ حقوق کی کمی بیشی پر) آپس میں صلح کرلیں۔ صلح بہر حال بہتر ہے۔ نفس تنگ دلی کی طرف جلدی مائل ہوتے ہیں۔ لیکن اگر تم لوگ احسان سے پیش آؤ۔ اور خدا ترسی سے کام لو۔ تو یقین رکھو کہ اللہ تمہارے اس طرزِ عمل سے بے خبر نہ ہوگا۔''

(النساء۔128)

لیکن اگر جذباتی کشمکش یا گھریلو حالات کی بدولت ایسا ممکن نہ ہو تو پھر اجازت ہے کہ

''اگر زوجین ایک دوسرے سے الگ ہی ہو جائیں۔ تو اللہ اپنی وسیع قدرت سے ہر ایک کو دوسرے کی محتاجی سے بے نیاز کر دے گا۔''

(النساء،130)

اس معاملے میں شوہر بھی ایثار کر سکتا ہے۔ لیکن ایسا نہ ہو تو عورت خلع کا حق رکھتی ہے۔ اس حوالے سے حضرت زیدؓ اور حضرت زینبؓ کا واقعہ بہت مشہور ہے۔ اس واقعے کا دلچسپ اور سبق آموز پہلو یہ ہے کہ اس طلاق وعدت کے بعد حضرت زینبؓ سے نبی کریم ﷺ نے نکاح کرنا چاہا۔ تو پیغام برخود حضرت زیدؓ ہی تھے۔

مرد بیک وقت ایک سے زیادہ نکاح کر سکتا ہے۔ لیکن پہلی بیوی کی رنجش کے پیش نظر اس سے صرف نظر بہتر ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔''بیویوں کے درمیان پورا پورا عدل کرنا تمہارے بس کی بات ہی نہیں۔ تم چاہو بھی تو اس پر قادر نہیں ہو سکتے۔''

(النساء129)

اگر صورتحال ایسی ہو تو طلاق اور خلع کا حق ہر دو کو حاصل ہے۔ لیکن ہمارے روایت پرست معاشرے میں یہ بڑا

تکلیف دہ امر ہے۔ خلع کے حق کو نکاح کے وقت مشروط طور پر قبول کرنا درست طریقہ نہیں۔ شادی کے موقع پر والدین طلاق کے ذکر سے گھبراتے شرمندہ ہوتے اور بعد میں بیٹی کو عذاب میں مبتلا دیکھ کر داماد وغیرہ کے رحم و کرم پر ہوتے ہیں۔ طلاق کی طرح یہ حق بھی آزادانہ حاصل ہونا چاہیے۔

صحت کا حق

عورت جو گھر اور خاندان کی بنیاد ہے اگر پلپلی اور کمزور ہو تو باقی عمارت کی مضبوطی کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ ضروری ہے کہ قانونِ خانہ اور گھر کی تمام لڑکیوں عورتوں کی صحت پر توجہ دی جائے۔ صرف جسمانی ہی نہیں ذہنی، روحانی، جذباتی صحت بھی ضروری ہے تا کہ وہ بچوں کی صحت مندانہ پرورش اور تعلیم و تربیت کا باعث بنیں۔ اس سلسلے میں تعلیم و تربیت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ خاتون خانہ کی خرابی صحت کی ایک وجہ سال بہ سال بچوں کی پیدائش بھی ہے۔ جسے اللہ کی رحمت اور مرضی کا نام دے کر اس موضوع کو لپیٹنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ سنتِ نبوی ﷺ تو یہ ہے کہ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کے ہاں بیس سال میں چھ بچے ہوئے جن میں سے دو فوت ہو گئے تھے۔

فی زمانہ جبکہ ہوشربا مہنگائی اور ضروریات کی بہتات کے ساتھ عددی نفری کی بجائے تیز نظر ذہن اور عمدہ اخلاقی و روحانی تعلیم و تربیت کی اشد ضرورت ہے۔ یہ کام عورت شوہر کی آمدنی اور اپنی صحت و ہمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے بچوں کی تعداد کا فیصلہ کر کے کر سکتی ہے۔ بچوں پر انفرادی توجہ، موزوں تعلیم و تربیت اور اپنی صحت قائم رکھنے کی خاطر یہ اس کا جائز حق ہے۔ اس حوالے سے صرف شوہر یا سسرال کا حکم قطعی ظلم ہے۔ اہم فریق میاں بیوی کو مل کر باہمی مشورے اور عقلمندی سے فیصلہ کرنا چاہیے۔ یوں بھی گھریلو حالات و حالات و حاجات کی جتنی پہچان عورت کو ہو سکتی ہے مرد کو ہرگز نہیں۔

فرمان الٰہی ہے۔

''کسی کو اس کی وسعت سے بڑھ کر بار نہ ڈالنا چاہیے نہ تو ماں کو اس وجہ سے کہ بچہ اس کا ہے اور نہ باپ ہی کو اس وجہ سے تنگ کیا جائے کہ بچہ اس کا ہے۔''

(البقرہ۔233)

کاروبار اور مال و جائداد کا حق

اسلام سے پہلے عورتیں ہر کہیں حق سے محروم تھیں۔ حتیٰ کہ پیشہ ور عورتیں بھی اپنے لئے نہیں مالکوں کے لئے کماتی تھی۔ یہود میں عورت جائداد منقولہ تھی تو نصاریٰ میں نکاح عمر قید بن گیا تھا۔ یہی حال ہندوستان میں تھا وہاں شوہر کی صورت بیوی کو بھی ساتھ لے مرتا۔ زندہ رہتی تو دوسری شادی اس لئے نہ کر سکتی تھی کہ ''جائداد بلا وجہ دوسرے کے قبضے میں نہیں جا سکتی۔'' (منوشاستر)

لیکن الحمدللہ اسلام نے ان پابندیوں پر خط تنسیخ کھینچ دیا۔ اب عورت مملوکہ نہیں۔ آزاد مرد کے برابر درجہ رکھتی تھی۔ اپنی

جائداد ہی کی مالک نہ تھی۔ خاندانی وراثتوں میں بھی حصہ دار تھی۔ لیکن چونکہ صنف کمزور ہونے کی وجہ سے گھر کے مردوں کی ذمہ داری تھی۔ لہٰذا مردوں کے برابر نہیں ان سے آدھے حصے کی حق دار تھی۔

حکم تھا۔

''مردوں کے لئے اس مال میں حصہ ہے جو والدین اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہو
اور عورتوں کے لئے بھی اس مال میں حصہ ہے جو والدین اور رشتہ داروں نے
چھوڑا ہو خواہ تھوڑا ہو یا بہت اور یہ حصہ (اللہ کا) مقرر کردہ ہے۔''

(النساء)

یہی حق حضرت فاطمہؓ نے موضع فدک کے حوالے سے طلب کیا تھا۔ دراصل دشمنانِ اسلام نے اسے نبی کریم ﷺ کی ذاتی ملکیت بتا کر ان میں اور خلیفہ اوّل میں رنجش پیدا کرنا چاہی تھی۔

عورت پردے اور حد میں رہتے ہوئے کاروبار و تجارت بھی کر سکتی ہے جیسے نبی کریم ﷺ سے شادی سے پیشتر حضرت خدیجہ الکبریٰؓ نے کی۔ آپ ﷺ نے اس بات پر اعتراض کیا نہ بعد میں اس کاروبار پر قبضہ جمانے کی کوشش فرمائی۔ اب اس بات کو عورتوں کی ملازمت کے ضمن میں پیش کیا جاتا ہے۔ حالانکہ موجودہ ملازمت میں پردے اور حیا کی گنجائش نہیں۔ جدید ملازمتوں اور ملازموں میں اسلامی حدود قطعی مفقود ہیں۔ یہ دو غلے پن کی شکار تہذیب اگر ایک ہی دفتر میں مردوں سے ''تھری پیس'' کا تقاضا کرتی ہے تو عورت جو سرتاپا مستور رہنا ضروری ہے اسے ممکن حد تک برہنہ اور خوش رنگ نظر آنے پر اکسایا جاتا ہے۔ اس طرح یہ خوش رنگ تتلی پھولوں کے زرداتے منتقل کرنے کے علاوہ کوئی کام نہیں کرتی۔ اور یہ قریہ قریہ گل چینی اس کی عفت و عصمت اور نزاکت و شرافت لوٹ کر اسے بدرنگ پژمردہ کیڑا بنا ڈالتی ہے

تنقید و احتساب کا حق

اسلام نے عورت کو مرد سے ایک درجہ کم برابر کے حقوق دیئے۔ اس ایک درجے نے مرد کو گھر اور قوم کا سربراہ بنا ڈالا۔ قطعی برابری کی صورت میں دونوں منتظم ہوتے اور گھر کا نظام چوپٹ ہو جاتا۔ سمجھدار خواتین نے خوشدلی سے اس حکم کو مان لیا۔ کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ اس طرح وہ مردوں کی پابند نہیں بلکہ مردوں کی بیرونی ذمہ داریوں سے آزاد ہوگئی ہیں۔ البتہ اپنی حدود میں رہتے ہوئے نہ صرف مردوں کی ہم پلہ ہیں بلکہ ظلم و زیادتی پر تنقید اور اہل شر کے احتساب کا حق بھی رکھتی ہیں۔ کیونکہ:

''مومن مرد اور مومن عورتیں یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔
نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔'' (التوبہ۔ 71)

عبداللہ بن زبیرؓ کو بنوامیہ کے سفاک جرنیل حجاج بن یوسف نے طویل اور شدید مقابلے کے بعد شہید کیا اور ان کی لاش مقام

جون پر اتالیکا دی۔ ابن زبیرؓ کی والدہ اسماءؓ بنت ابوبکرؓ صدیق جو رسول کریم ﷺ کے پھوپھی زاد حضرت زبیرؓ کی بیوہ تھیں۔ بیٹے کی خبر گیری کو پہنچیں تو حجاج نے اُن سے بدتمیزی کی اور کہا کہ بڑھیا سٹھیا گئی ہے۔ جوان بیٹوں کو اس حالت میں دیکھ کر بوڑھی مائیں سٹھیا ہی جاتی ہیں۔ لیکن اس جی دار ماں کا بقائمی ہوش وحواس جواب تھا۔

''میری عقل نہیں سٹھیائی۔ خدا کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ بنو ثقیف میں ایک کذاب اور ایک سفاک ہوگا۔ سو کذاب (مختار بن ابوعبید ثقفی) کو تم ہم نے دیکھ لیا۔ اور سفاک تو ہے۔''

(تذکار صحابیات ص 207)

''شہادت حسینؓ کے ظلم عظیم کے بعد اہل بیت کا لٹا پٹا قافلہ نہایت دگرگوں حالت میں کوفہ پہنچا تو مکانوں کی چھتوں سے عورتیں اور بچے اور کوچہ و بازار میں مرد تماشا دیکھ رہے تھے۔ زینب کبریٰ نے یہ نقشہ دیکھا تو گرج کر بولیں ''لوگو! اسلام نے غضِ بصر کا حکم دیا ہے۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کیا دیکھ رہے ہو نظریں نیچی کیوں نہیں کرتے۔ تم نے اپنے اعمال کا جو نمونہ پیش کیا یہ بہت ہی گھناؤنا ہے۔ تم سے تمہارا خدا غضب آلود ہے۔ اور تم پر اس کا قہر نازل ہو کر رہے گا...... جھوٹے اور فریبی کوفیو! تم میرے بھائی پر ٹسوے بہا رہے ہو۔ ہاں خدا کی قسم خوب آہ وزاری کرو۔ خوب آنسو بہاؤ تمہارے لئے یہی بہتر ہے۔''

پھر آپ نے یزید کو آئینہ دکھاتے ہوئے کہا۔

''کہو اے یزید۔ یہ کوئی انصاف ہے کہ تیری عورتیں تو پردہ میں رہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیوں کی پردہ دری اور بے پردگی ہو۔ انہیں قیدی بنایا جائے۔ دشمن انہیں شہر شہر لیے پھریں اور تیرے سرپھرے سپاہی نہایت بے باکی کے ساتھ انہیں گھوریں۔ اے یزید! تیرا یہ فعل خدا سے بغاوت نہیں تو اور کیا ہے؟ اگر اسے خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انکار نہ کیا جائے تو اور کیا کیا جائے...... یزید عنقریب تو اور شہدائے کربلا ایک جگہ جمع ہونگے۔ تیری ماں اس وقت یہ خواہش کرے گی کہ کاش تو اس کے پیٹ سے پیدا نہ ہوا ہوتا۔ اور تیرے باپ کی خواہش یہ ہوگی کہ کاش تو اس کا بیٹا نہ ہوتا۔ اس وقت ہم لوگ تجھے غیظ وغضب اور قہر الٰہی کا ہدف بنائیں گے اور کہیں گے کہ اے خدا۔ اس پر اپنا قہر نازل کر۔''

(زینب بنت زہراؑ۔ ص 22-199)

غور فرمایئے۔ ایک ایسی خاتون جس کا خاندان بدترین حالات سے دوچار ہوا۔ وہ خود بھی ظالموں کے در تک پابجولاں پہنچی ہے۔ وہ خاتون اب اس ظالم سے پس ماندگان کے لئے رحم وکرم کی اپیل کرنے کی بجائے خود اس کا احتساب کر رہی ہے۔ یہ اس

احتساب کا کرشمہ ہی تو ہے کہ آج کوئی بھولے سے بھی یزید کی اولاد ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا۔ حالانکہ وہ بادشاہ تھا۔ جبکہ بنتِ رسول ﷺ کی آل سے رشتہ و تعلق کا ہر کوئی خواہاں ہے۔

حکومت کا حق

آزادیٔ نسواں اور برابری کے مغربی دعوؤں نے عورتوں کے ذہن میں یہ خناس بھرا ہے۔ اس حوالے سے ملکہ سبا وغیرہ کو بطور مثال ذکر کیا جاتا ہے۔ اوّل تو قبل از اسلام کے احکامات کا اطلاق اسلامی شریعت پر نہیں ہوتا۔ دوسرے واضح اعلان تو تھا۔

''عورتوں کے لئے بھی معروف طریقے ویسے ہی حقوق ہیں۔ جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں البتہ مردوں کو ان پر ایک درجہ حاصل ہے۔''

(البقرہ۔228)

''مرد عورتوں پر غالب و حاکم ہیں۔ اس لئے کہ اللہ نے بعض کو بعض سے افضل بنایا ہے۔ اور اس لئے بھی کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ تو جو نیک بیبیاں ہیں وہ مردوں کے حکم پر چلتی ہیں۔''

(النساء 34)

اس آیت میں مردوں کو برتر، غالب، حاکم اور مال کما کر خرچ کرنے کا حکم موجود ہے۔ تفسیر ابن کثیر میں اس کی تشریح یوں ہے۔

''اللہ فرماتا ہے کہ مرد عورت کا حاکم' رئیس اور سردار ہے۔ اسے درست اور ٹھیک ٹھاک (ضروریات پوری کر کے ضرورت پڑنے پر سختی کر کے) رکھنے والا ہے۔ اس لئے کہ مرد عورتوں سے افضل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبوت مردوں میں رہی۔ شرعی طور پر خلیفہ مرد ہی بن سکتا ہے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں۔

کہ وہ لوگ کبھی نجات نہیں پا سکتے۔ جو اپنا والی کسی عورت کو بنائیں (بخاری) اسی طرح منصب قضا بھی مردوں کے لائق ہی ہے۔

دوسری فضیلت یہ ہے کہ

''مرد عورتوں پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ جو کتاب و سنت سے ان کے ذمہ ہے۔ پس فی نفسہٖ افضل اور باعتبار نفع و حاجت برابری کے بھی اس کا درجہ بڑا ہے۔ چنانچہ اس کو عورت پر سردار بنایا گیا۔ یقیناً ایک درجہ کمتر صنف کمزور تمام قوم سے افضل اور اس کی سردار کیسے ہو سکتی ہے۔ پھر عورت کو مرد کی کھیتی قرار دینا۔ ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر اور دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر قرار دینا۔ تعداد ازواج کی اجازت حق مہر عورت کے لئے مخصوص کرنا۔ عورتوں کو مردوں کی فرمانبرداری کا حکم۔ اصلاح کی خاطر عورتوں کو زد و کوب تک کرنے کی اجازت اور مرد ہی کو پیغمبر بنا کر بھیجنے کا

بیان بھی اسی طرف اشارہ کرتے ہیں۔''

(تہافتہ المغرب۔ص229)

یعنی واضح حکم موجود ہے کہ مرد وعورت میں برابری کے باوجود حکم مرد ہی ہوگا۔ جو قوم بھی اس حکم کی خلاف ورزی کرے گی۔ وہ نقصان میں رہے گی۔ لیکن انگریز اور انگریزی زبان وقوانین سے متوالے جو عربی کو غیر ملکی زبان قرار دیتے ہیں اور قرآنی احکام کو اہل عرب پر لاگو سمجھتے ہوئے ان کے فہم وعمل ہی کوشش نہیں کرتے۔ انگریزی تعلیم وتخریب کے مطابق اگر سربراہ مرد ہوسکتا ہے تو عورت کیوں نہیں۔ کہ وہ تو برابری کا درجہ ہی نہیں رکھتی نصف بہتر بھی ہے۔ خواہ اس کے لئے اسے کتنے ہی پاپڑ بیلنے پڑیں یا کسی حد تک کچھ بھی کرنا پڑے۔ پھر انگریزی تعلیم چونکہ کاروباری اور مادہ پرستانہ ہے۔ لہٰذا تعلیم یافتہ مرد ہو یا عورت سب کو کمائی کرنا لازم ہے۔ خواہ 50% مردوں کا حصہ 100% آبادی میں بٹ کر کسی کو کچھ منہ ملے۔ بے روزگاری کے عفریت منہ کھولے قوم کو نگلنے لگیں۔ اور عورتوں کے گھر سے دوری کی بدولت گھر چنڈو خانے۔ بوڑھے خوار اور بچے نشئی لیٹرے بنیں۔ بہر حال یہ کیا کم ہے کہ مردوں کے مال خرچ کر کے حاکم بننے کی پابندی کا ٹنٹنا ختم ہوا۔ اب خود کما کر کھاتی بلکہ بوڑھے باپ نشئی بھائی بے روزگار شوہر کو کھلاتی عورت بھلا ان کے حکم کی پابند کیوں ہو؟ یہی تو وہ عفریت ہے۔ جس کے چنگل سے عورت کے مغلوبین نجات نہیں پاسکتے۔

مسلمان خاتون کے فرائض

فرائض دراصل حقوق کا جواب لازمی تقاضا ہیں۔ ایک شخص کے حقوق دوسرے کے فرائض اور دوسرے کے حقوق پہلے کے فرائض ہیں۔ معاشرہ اور زندگی اسی Give and Take سے عبارت ہے۔ انگریزی کا یہ لفظ چونکہ مادیت پرست قوم کا مقولہ ہے۔ لہٰذا بات بھی پہلے دینے یعنی ادائیگی کی اور پھر وصولی کی کرتا ہے۔ جبکہ اسلام دین فطرت ہے۔ لہٰذا پہلے حقوق کو نوید سناتا پھر فرائض پر اکساتا ہے۔ عورت جو انسان کا جزو لازم ہے۔ اس کے حقوق کی بات پچھلے صفحات میں ہم کر آئے ہیں۔ آیئے اب دیکھیں کہ اتنے حقوق کے ساتھ اسے کن ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا ہے۔

انسان کی پیدائش کا مقصد واضح کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے بلاتخصیص بتادیا تھا کہ

''میں نے جنوں اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لئے پیدا نہیں کیا

کہ وہ میری بندگی کریں۔'' (الذاریات 56)

پھر حکم دیا۔

''کہو، میری نماز، میرے مراسم عبودیت، میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔ اور سب سے پہلے سر اطاعت خم کرنے والا میں ہوں۔''

(الانعام 163-162)

آیات سے واضح ہوتا ہے کہ مرد ہو یا عورت پہلا اور اہم فرض عبادت الٰہی اور احکام الٰہی کے مطابق زندگی گزارنا ہے۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان کو اللہ، اس کی عبادات اور احکام کے بارے میں معلوم ہو۔ تعلیم و تبلیغ کے بارے میں جتنی بھی آیتیں در پیش ہیں۔ ان میں کہیں تخصیص کے ساتھ مردوں کو مخاطب نہیں کیا گیا۔

جیسے فرمان نبوی ﷺ ہے۔

''گود سے گور تک علم حاصل کرو۔ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ علم حاصل کرو۔ خواہ تمہیں چین جانا پڑے۔''

حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا۔

''حاضر کو چاہیئے کہ غائب کو یہ بات پہنچا دے' اس لئے کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ پہنچانے والا (پیغام) کسی ایسے شخص کو پہنچا دیتا ہے جو اس سے زیادہ محفوظ کرنے والا ہوتا ہے۔''

(سیرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ جلد 3۔ ص 673)

اور اگر یہ حاضر ماں اور بہتر محفوظ رکھنے والی اولاد ہو تو یقیناً ماں کے لئے باعث فخر بھی ہوتا ہے۔ چونکہ عورت کی بنیادی ذمہ داری بچوں کی پیدائش و پرورش ہے۔ اور بچے کے قریب ترین ہونے کی وجہ سے وہی بچے کے اخلاق و کردار اور نظریات پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اور اپنی باقی حیثیتوں میں بھی اہل خانہ کو متاثر کرتی ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ وہ مفید علوم و فنون سیکھے۔ قرآن و سنت سے مکمل آگاہی اس کے بہترین خاتون ہونے کی ضامن ہے۔ یہ علم وہ اپنے کردار و گفتار کے ذریعے دوسروں کو منتقل کرتی اور اپنی اور اہل خانہ کی زندگی جنت بناتی ہے۔ بلاشبہ عورتوں کی عمومی خرابیاں جیسے حسد، غصہ، غیبت، ناشکرا پن، جھوٹ، تکبر، ریاکاری دھوکہ دہی، ظلم و ستم، بد زبانی، گھٹیا مذاق، فضول گوئی، لچر ذرائع ابلاغ سے دلچسپی، جادو ٹونا، پیروں فقیروں کی خدمت، بزرگوں کی نافرمانی سب جہالت اور نقل بغیر عقل جیسے حیوانی عمل کا نتیجہ ہیں۔

''ایک عورت مولدِ نبوی ﷺ پر حاضر ہوئی تو اس پر بہت اچھا اثر ہوا۔ جوش میں آکر کہنے لگی'' قربان جاؤں۔ بل بل جاؤں۔ میرے حضور ایسے تھے۔ میرے حضور ویسے تھے۔ مگر بے عیب ذات خدا کی۔ ایک کسر بھی رہ گئی کہ پٹھان نہ تھے۔ اگر پٹھان ہوتے تو کوئی کسر نہ ہوتی۔'' (نعوذ باللہ) اس غریب کے نزدیک سب سے بڑی شرافت پٹھان ہونا تھی۔ بتایئے یہ جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟ کم علمی میں انسان ایسی ہی باتیں سوچتا کہتا ہے۔''

(خواتین اور اسلام۔ ص 88)

غور فرمایئے کہ ایسی عورتوں سے شریعت پر عمل اور ایسی نسلوں کی تربیت کی توقع کہاں کی جا سکتی ہے۔ جن میں عمر بن عبد العزیزؒ، خالد بن ولیدؓ، زنب نبت زھرہؓ اور رابعہ بصریؒ کی خصوصیات ہوں۔ البتہ ان میں کئی خوبیاں اور وہ زوجہ ابولہب کی ضرور ہوتی

ہیں۔ابولہب کے خاندان کی بدقسمتی کے بھی کیا کہیئے، جہالت کی بناء پر اس احمق عورت نے نہ صرف شوہر کو دوزخ کا ایندھن بنایا بلکہ رحمۃ للعالمین ﷺ کی سراپا رحمت و برکت بیٹیاں جو اس بدبخت کی بہو بن کر اس کے گھر کو جنت نشاں بنانے والی تھیں اس کی نفرت و عداوت کے باعث عثمان غنی کی بیویاں بن کر انہیں ذوالنورین بنا گئیں۔جبکہ اس کی نامعقول تربیت و تبلیغ بگڑے اس کے نورِ نظر جہنم واصل ہوئے۔ابولہب عزیزوں رشتہ داروں سے بھرے شہر میں کتے کی موت مرا اور وہ خود کانٹوں بھرے پھندے کا شکار ہو کر دوزخ تک پہنچی۔یقیناً ایک عورت کی تربیت اور گھرداری کی اس سے بری مثال اور کوئی نہیں ہو سکتی۔البتہ اب ایسی عورتیں تیار کرنے کی ایک فیکٹری صیہونی ارباب دانش نے بھی لگائی ہے۔

ان کا منصوبہ ملاحظہ ہو۔

گوئم (غیر یہود) کی نوخیز نسل کو یونانی ولاطینی علم وادب' فکر و فلسفہ اور ان کے مخصوص نقطہ نظر کی اندھی تقلید نے بے وقوف بنا دیا ہے۔مزید برآں یہ کہ ان کو اُلّو اور بیوقوف بنانے میں بچپن ہی سے ان کی آوارہ مزاجی اور بدقماشی کو بڑا دخل ہے۔اور ہم نے ان کو اس جانب اپنے خاص گماشتوں کے ذریعے مائل کرنے کا اہتمام کیا ہوا ہے۔ان خاص ایجنٹوں میں ان کے وہ اتالیق ہیں جن کے سپرد ان کی ساری تعلیم وتربیت ہوتی ہے۔یعنی ان کے خدمتگار، گھریلو ملازم، ان کے نگران اور ولی، عام طور پر کسی بھی حیثیت میں اُن کی صحبت میں رہنے والے لوگ، اُن کے اہل دولت وثروت کے ہاں استانیاں، معلمائیں اور ہماری عورتیں جو بدقماشی کے ان اڈوں پر موجود ہوتی ہیں۔جہاں یہ گوئم جانا پسند کرتے ہیں۔اس میں وہ نام نہاد ''سوسائٹی لیڈیز'' بھی آتی ہیں۔جو دوسروں کی نقالی میں از خود عیاشی، فحاشی اور آوارگی کا سامان مہیا کرتے ہوئے لوگوں کو اپنے دامن تنویر میں پھانستی ہیں۔''

(نیو ورلڈ آرڈر۔ص 191)

صیہونی ارباب دانش کے منصوبے بڑے خوفناک بلکہ خونخوار ہیں۔جن میں اہم ترنئی نسل کی بربادی ہے۔نوخیز نسل جو قوم کا سرمایہ ہوتا ہے۔اگر ان کی پرورش درج بالا انداز میں ہو۔تو ان سے ملکی وقومی تعمیر وترقی کی توقع فضول ہے۔اس حوالے سے مسلمان عورت کی ذمہ داریاں اور بڑھ جاتی ہیں۔اب اس کا فرض ہے کہ بچوں کو اسلاف کی پیروی اور قرآن وسنت پر عمل کی ترغیب اور بچپن کی آوارگیوں سے نفرت دلائے۔نوکروں، چوکیداروں، بچوں کے دوستوں، استادوں اور ملنے جلنے والوں پر کڑی نظر رکھے۔بچوں کی دلچسپیوں کے بارے میں جانچ پڑتال کرے۔وقتاً فوقتاً چھان پھٹک، پوچھ گچھ کرنے کے ساتھ ساتھ بچوں کو اعتماد میں لے کر بتائے کہ ایسا کرنے کے فوائد اور نہ کرنے کے نقصانات کیا ہو سکتے ہیں۔

بحث کثیر کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ کی عبادت کے بعد عورت کا اہم فریضہ اپنی اولاد کی اچھی تربیت اور دوسروں کو اپنے کردار سے نیکی کی ترغیب دلانا ہے۔اسے اچھی خالہ، بہن، ہمسائی سب کچھ ہونا چاہیے لیکن اولیت ماں ہونے کو حاصل ہے۔آپ نے ڈاکو کے پھانسی چڑھتے وقت ماں کا کان کاٹ کھانے والا قصہ تو ضرور سنا ہوگا۔کان اور بیٹے کی موت کا غم اس عورت کی نامعقول ''تربیت کی سزا

تھی۔ عام طور پر گھر داری بچوں کی پرورش کو بڑا معمولی کم سمجھا جاتا ہے۔ جسے کوئی بھی معمولی شدھ بدھ رکھنے والی عورت کر سکتی ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے جنت کسی گنوار کو تو سونپی نہیں جا سکتی۔ چنانچہ اس بڑے اہم کام کے لئے خاتون جتنی زیادہ ذہین، جتنی زیادہ پڑھی لکھی۔ جتنی حالات حاضرہ سے باخبر اور دینی معمولات پر کاربند ہوگی، اتنے اچھے نتائج نکلیں گے۔ جیسے سونا آگ میں تپ کر کندن بنتا ہے۔ ایسے ہی اچھی عورت شوہر اور اس کی نسل کو ہیرو بنا دیتی ہے۔

عورت خواہی نخواہی تمام عمر عمل کی چکی میں پستی ہے۔ لیکن اپنی ذمہ داریوں اور انکی اہمیت سے بے خبر عورتیں خود کو فارغ خیال کر کے انٹ شنٹ کام کرتی ہیں۔ خود ملازمتیں کر کے لڑکوں کو بے روزگار کرتی۔ سج سنور کر معاشرتی مسائل پیدا کرتی رہتی ہیں۔ اپنی فطرت اور تربیت کے مطابق نسلوں کو بناتی بگاڑتی۔ معاشروں کو سنوارتی اجاڑتی اور حکومتوں کے تختے الٹتی یا تخت بچھاتی ہیں۔ اگر کچھ کرتیں یا فالتو سمجھتی ہیں تو وہ اولاد اور قوم کی تعلیم و تربیت ہے۔ جو جز وقتی نہیں فل ٹائم جاب ہے۔ جس کے لئے کوئی دوسرا شخص کسی قیمت پر بھی اس کا خصوصاً ماں کا نعم البدل نہیں ہو سکتا۔

''باپ اگر ابو صالح جنگی دوست جیسا ایک سیب کی قیمت میں بارہ سال تک کا تابعدار خادم اور ماں فاطمہ بنت عبداللہ جیسی ''اندھی، بہری، گونگی، لولی، لنگڑی'' عورت ہو، تو بیٹا عبدالقادر جیلانی ہوگا۔

(ماں۔ص 35)

شکایت ہے مجھے یا رب خداوندانِ مکتب سے
سبق شاہین بچوں کو دے رہے ہیں خاکبازی کا

مقام شوق ''ان ابلیسیوں'' کے بس کا نہیں
انہیں کا کام ہے یہ جن کے حوصلے زیاد ہیں۔

وہ فریب خوردہ شاہیں کہ پلا ہو کرگسوں میں
اسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسمِ شاہبازی

وہی ہے صاحب امروز جس نے اپنی ہمت سے
زمانے کے سمندر سے نکالا گوہر فروا۔

(بالِ جبریل)

کتابیات

۱۔ احکام القرآن۔ چوہدری نذر محمد۔سروس انڈسٹریز لمیٹڈ۔گلبرگ لاہور۔ 1983ء

۲۔ بالِ جبریل۔ علامہ محمد اقبالؒ۔مطبوعات شیخ غلام علی چوک انارکلی، لاہور۔ 1987ء

۳۔ پردہ۔ محمد صالح نقشبندی۔مکتبہ مہر درضویہ ڈسکہ سیالکوٹ۔

۴۔ تذکار صحابیات۔ طالب الہاشمی۔البدر پبلی کیشنز۔اردو بازار، لاہور۔ 1992ء

۵۔ تہافتۃ المغرب۔ ڈاکٹر عبدالرحمان انجم۔گرین لائٹ پریس گجرات۔ 1984ء

۶۔ خواتین اور اسلام۔ متین طارق۔اسلامک پبلی کیشنز شاہ عالم مارکیٹ، لاہور۔ 1993ء

۷۔ زینبؓ بنت زہراؓ۔ محمد وارث کامل۔مکتبہ نفیس۔چوک انارکلی، لاہور۔ 1958ء

۸۔ سیرت احمد مجتبےٰ ﷺ۔ مصباح الدین شکیل۔پاکستان اسٹیٹ آئل کمپنی لمیٹڈ، کراچی۔ 1993ء

۹۔ عورت اور دورِ جدید۔ منیر احمد خلیلی۔اسلامک پبلی کیشنز شاہ عالم مارکیٹ، لاہور۔ 1997ء

۱۰۔ ماں۔ محمد مختار شاہ۔فیروز سنز مال روڈ، لاہور۔ 1999ء

۱۱۔ مقالات سیرت۔ وزارت مذہبی اُمور۔حکومت پاکستان اسلام آباد۔ 1992ء

۱۲۔ نسخہ کیمیا ترجمہ کیمائے سعادت۔ ابو حامد محمد الغزالی۔ناشران قرآن لمیٹڈ، لاہور۔

۱۳۔ نیوورلڈ آرڈر۔ امجد حیات ملک۔نیو چوبرجی پارک چوبرجی، لاہور۔ 1996ء

اسلام میں خواتین کے حقوق وفرائض سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

نادیہ خانم۔ملتان

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین جسمانی قوتوں اور ذہنی صلاحیتوں کے ساتھ سرتاج کائنات اور اشرف المخلوقات بنا کر زمین پر خلافت بخشی۔ پھر انسان کے لئے تمام موجوداتِ عالم کو مسخر کر دیا۔اس کی روزی کے لئے مختلف زرعی اجناس پیدا کیں۔ اسی طرح تمام کائنات کو یعنی جمادات، نباتات اور حیوانات سے لے کر آفتاب، ماہتاب اور ستاروں تک کو انسان کی خدمت میں سرگرم عمل اور مصروف خدمت بنا دیا۔

انسان نفسیاتی طور پر اپنے ہم جنسوں سے ایک خاص انس ومحبت رکھتا ہے۔ان کے لئے اپنے اندر ایک گہری کشش پاتا ہے۔اُن کی ہم نشینی میں ایک فرحت بخش سکون محسوس کرتا ہے۔ان سے یکسر علیحدگی اسے بے چین کر دیتی ہے اور مسلسل یا طویل تنہائی وحشت میں مبتلا کر دیتی ہے۔علاوہ ازیں ایک طرف تو انسان کو ذاتی اور انفرادی قوتیں حد درجہ زیادہ محدود ہیں۔دوسری طرف اُن کے مقابلے میں اُس کو دینوی ضروریات حد درجہ وسیع ہیں۔جن ضرورتوں کو بالکل بنیادی اور ناگزیر کیا جاتا ہے۔اُن کا پورا کر لینا، اُس وقت تک ممکن نہیں، جب تک کہ دوسرے بہت سے لوگ اُس کی مدد نہ کریں۔اسی طرح وہ دینوی زندگی گزارنے میں بہت سے اشخاص اور بہت سی چیزوں سے مدد اور فائدہ حاصل کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جس طرح اس کو یہ حق دیا ہے کہ وہ دوسرے افراد کی محبت، ہمدردی، محنت اور تعاون سے فائدہ اٹھائے اور خدا کی پیدا کردہ چیزوں کو اپنے کام میں لائے۔اسی طرح اس پر یہ بھی پابندی ہے کہ وہ دیگر افراد کی جان، مال اور آبروؤں کا بھی خیال رکھے اور معاشرے نے جو فرائض اس پر عائد کیے ہیں۔انہیں خوشی سے نبھائے۔ ہر انسان پر تین قسم کے فرائض اور ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

1۔ حقوق اللہ

2۔ حقوق العباد

3۔ حقوق النفس

1۔حقوق اللہ

اللہ پاک کی عبادت انسان کا سب سے بڑا فرض ہے۔اُسے پورا کرنا اُس کے ذمے لازم ہے اور نہ صرف اللہ ہی کا حق ہے کہ بندے اسی کو حاکم بنائیں۔اسی کے آگے اعتراف بندگی میں سر جھکائیں اور اسی سے امیدیں وابستہ کریں۔

2۔حقوق العباد

ہر انسان پر دوسروں کے کچھ حقوق ہیں۔معاشرتی زندگی میں ایک انسان کے حقوق دوسرے کے فرائض اور ایک کے فرائض دوسرے کے حقوق ہیں اور معاشرے میں ہر ایک انسان مختلف حیثیتوں میں اپنے فرائض انجام دے رہا ہے۔

3۔ حقوق النفس

ہر انسان پر فرض ہے کہ وہ زندگی کو نعمت خداوندی سمجھے اور خداداد جسمانی، ذہنی، روحانی اور نفسیاتی قوتوں کو تباہی سے بچانے کے کوشش کرے۔انسان کے ذمے اپنے نفس کا اہم حق یہ ہے کہ وہ اس کی عزت اور وقار کا خیال رکھے۔

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو کہ زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط ہے۔ظہورِ اسلام سے قبل معاشرے میں تمام سماجی، اخلاقی برائیاں موجود تھیں۔انسانوں کی خرید وفروخت عام تھی، انسانیت اندھیروں میں سسک رہی تھی کہ یکا یک طاق معاشرے سے ایک ایسا چراغ روشن ہوا جس نے اپنی روشنی سے تمام اندھیروں کو ختم کر دیا اور انسانیت کو بلندیوں تک پہنچا دیا۔حضور ﷺ ایک ایسے مذہب کے پیغمبر تھے۔جو رہتی دنیا تک آنیوالی نسلوں کو اپنے نور سے منور کرتا رہے گا۔

بطورِ مسلمان عورت پہلا فرض

اسلام نے علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر لازم قرار دیا ہے۔

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا۔

”علم حاصل کرنا ہر (مسلمان) مرد وعورت پر فرض ہے۔“

رسول اللہ نے مردوں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ عورتوں کی تعلیم وتربیت کا اہتمام فرما رکھا تھا۔امہات المؤمنین حضور ﷺ سے دین کا علم سیکھتیں اور پھر دوسرے مسلمان عورتوں کو یہ باتیں تعلیم فرماتی تھیں۔دین کا علم باقاعدگی سے عورتوں تک منتقل ہوتا رہتا تھا۔

حضرت عائشہؓ سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔

داناؤں کا قول ہے کہ ایک مرد کی تعلیم ایک فرد کی تعلیم ہے۔جبکہ ایک عورت کی تعلیم ایک پورے خاندان کی تعلیم ہے۔تعلیم یافتہ مائیں بچوں کو بہترین اور ذمہ دار افراد میں ڈھالتی ہیں۔وہ بچوں کے اندر محبت، ایمانداری اور صداقت حبِ وطنی کے جذبات پیدا کرتی ہیں۔صحیح تعلیم وتربیت کا انتظام صرف تعلیم یافتہ ماں ہی کر سکتی ہے۔تعلیم عورت کا اندر احساس ذمہ داری، اخلاق، پاکیزگی اور

دین سے محبت پیدا کرتی ہے۔ ایک تعلیم یافتہ عورت ہی صحیح طور پر خاوند کی خدمت گزاری کر سکتی ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔

''بہترین عورت وہ ہے کہ جسے خاوند دیکھے تو وہ خوش کر دے۔''

یہ مسرت اور اطمینان اسی وقت پیدا ہو سکتا ہے۔ جب بیوی تعلیم یافتہ اور حقوق و فرائض سے واقف ہو گی۔

عورتوں کے بے شمار مسائل ایسے ہیں۔ جو وہ مردوں کو نہیں بتا سکتی ہیں۔ مسلم معاشرہ میں پردہ اور فطری حجاب کی وجہ سے خواتین اپنے مسائل بیان نہیں کرتیں۔ کئی بیماریاں ایسی ہیں۔ جن کا علاج صرف عورتوں سے ہی ممکن ہے۔ دنیاوی اور دینی مسائل سے واقفیت اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب معلم عورتیں ہی ہوں۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ عورتوں کو ان شعبوں میں تعلیم دلوائیں جن میں انہیں مردوں اور غیر محرموں کے سامنے آنے کی ضرورت نہ پڑے۔ درس و تدریس، نرسنگ اور ڈاکٹری کے شعبے ان کے لئے بہترین ثابت ہو سکتے ہیں۔ عورتیں بہترین ٹیچرز اور نہایت ہمدرد اور تیماردار ثابت ہوتی ہیں۔ عورتوں کو تعلیم مذہبی اقدار کو سامنے رکھ کر دینی چاہیے۔ دنیاوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم بھی لازمی ہے۔ اسلام نے جہاں عورت اور مرد پر تعلیم حاصل کرنا ضروری قرار دیا ہے وہاں عورت اور مرد کے لئے الگ الگ راہیں متعین کر دی ہیں۔ ہمیں اپنی حدود کے اندر رہتے ہوئے، عورتوں کی تعلیم کا انتظام کرنا چاہیے۔ مغربی مخلوط تعلیم کا طریقہ اسلام کے اصولوں سے تعلق نہیں رکھتا۔ یہ سخت ناپسندیدہ سلسلہ تعلیم ہے۔ تعلیم نسواں کا مقصد عورتوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنا ہے۔ شمع محفل نہیں بنانا۔

عورت کی سب سے بڑی ذمہ داری

بچوں کی اچھی طرح پرورش کرنا اور اُن کی اچھی تربیت کرنا یہ ماں کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔ خدائے پاک نے اُس ذمہ داری کا بوجھ ماں کے سر پر رکھا ہے۔ پیدائش کے سلسلے میں دنیا قائم ہے۔ اگر یہ سلسلہ ٹوٹ جائے تو دنیا ہی ختم ہو جائے۔ لیکن عورت کی زندگی کا مقصد اس پر ہی ختم نہیں کیا جاتا۔ بلکہ بچوں کی پیدائش کے بعد ذمہ داریوں کا اصل دور شروع ہو جاتا ہے۔

اولاد کی پرورش ماں اور باپ دونوں پر موقوف ہے۔ لیکن ہمارے معاشرے میں طور طریقے اس قسم کے ہیں کہ اس معاملے میں تقریباً سبھی ذمہ داریاں ماں کو اٹھانی پڑتی ہیں۔ دوسرا یہ کہ قدرت نے ماں اور بچے کے درمیان ایسا تعلق پیدا کیا ہے کہ بچہ ہر مشکل میں ماں کو ڈھونڈتا ہے۔ اس لئے ماں کو چاہیے کہ وہ اولاد کی پرورش کی طرف مکمل دھیان دے۔ پرورش کا مطلب یہ نہیں کہ بچے کو پیٹ بھر کے کھانا کھلا دے یا بہت نفیس اور عمدہ لباس پہنا دے۔ بلکہ پرورش کے معنی یہ ہیں کہ اُس کے دل و دماغ کی پرورش کرے۔ اُس کے بلند حوصلے اور مچلتے جذبات کی صحیح رہبری کرے اور اُس کو ترقی دے۔ صحت کے اصولوں پر چل کر اپنی زندگی گزارے۔ زندگی کی کشمکش کا مقابلہ کرنے کی کامل صلاحیت اس میں پیدا ہو جائے۔ اس کی اخلاقی حالت اتنی اچھا اور بلند ہو کہ وہ انسانی برادری کا ایک

لائق فرد بن سکے۔

بچوں کی زندگی ایک کوری کتاب کی مانند ہے۔ ماں خوبصورت بیل بوٹے بناتی اُس کو خوشنما بنا سکتی ہے اور اگر چاہے تو الٹی سیدھی لکیریں کھینچ کر بدصورت اور بے ڈھنگا بنائے۔ بچوں کا مستقبل ماں کے ہاتھ میں ہے۔ بچہ یا بچی بھی آئندہ کل کے ماں باپ ہیں۔ ان کو اچھی تربیت دینا لازمی ہے۔ کیونکہ ان کو اچھی تربیت حاصل ہوگی تو وہ اپنی اولاد کو بھی اچھی تربیت دیں گے۔ اس لئے قوم کو بگاڑ اس یا اس کو سدھارنا عورت کے ہاتھ میں ہے۔ جو عورت اپنے بچے کو اچھی تربیت دے کر پرورش کرتی ہے۔ وہ اپنی زندگی میں کامیاب ہے۔ اس نے اپنی زندگی کا مقصد حاصل کرلیا۔ مگر جو عورت اپنی اولاد کی اچھی تربیت نہ کرے تو اس کا مطلب ہوا کہ اس نے اپنی اولاد کو کھو دیا۔ بلکہ آئندہ پیدا ہونے والی نسلوں کو تباہ برباد کر دیا اور خدائے پاک نے اس کو جو فرض سونپا تھا۔ وہ اس نے پورا نہیں کیا۔ دنیا کی رونق عورت کے دم سے قائم ہے۔ عورت کا وجود نہ ہوتا تو دنیا سنسان ہوتی۔ مرد عورت ذات سے چاہتا ہے کہ وہ اس کے لئے بہترین ہونہار اولاد پیدا کرے۔ تندرستی کے اصولوں پر اُس کی پرورش کرے اور اس کو ایسی تربیت دے کہ وہ مذہب اور ملک و قوم کے لئے فائدہ مند ثابت ہو کیونکہ ماں کی گود بچے کی پہلی یونیورسٹی ہے۔ وہاں آنکھ کھولتے ہی اس کی تربیت شروع ہو جاتی ہے۔ ماں کی گود میں ملی تعلیم کا رنگ بچوں کی طبیعت اور ذہن میں رچ بس جاتا ہے۔ اس طرح کہ اگر اسے کھرچ بھی دیا جائے تو بھی الگ نہیں کیا جا سکتا۔ بڑے ہونے کے بعد بھی اس رنگ کا اثر اور جھلک اس کے طور طریقوں میں نمایاں ہوتی رہتی ہے۔ وہ ذمہ داری فقط ملک و قوم کے لئے نہیں بلکہ معبود حقیقی کے دربار میں بھی قیامت تک لعنت اور عذاب اُن کے حصے میں آئے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ برے سے برے ماں باپ بھی نہیں چاہتے کہ ان کی اولاد خراب اور بدچلن ہو۔

لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ اکثر مائیں تعلیم و تربیت کے بنیادی اصول سے واقف نہیں ہوتیں اور وہ اس حقیقت کو نہیں جانتی کہ انسان فطرتاً نقال پیدا ہوا ہے اور اُس لئے بچہ جو کچھ دوسروں کو کرتے دیکھتا ہے۔ وہ بھی اسی طرح کرنے لگتا ہے اور یہ نقل اصل ہی کی طرح اُس کی فطرت میں رچ بس جاتی ہے کہ وہ طبیعت کا اہم جزو بن جاتی ہے۔ اسی لئے ماں باپ کو اور خاص طور پر ماں کو بچوں کے سامنے ایسی کوئی حرکت نہیں کرنی چاہیے۔ جو اُس کی نفسیات پر برا اثر ڈالے اور بچوں کے معاملات میں ہرگز یہ خیال نہ کرے کہ وہ تو ابھی بچہ ہے، ناسمجھ ہے۔ ایسی باتوں کا کہاں پتہ چلے گا۔ یاد رہے کہ بچے ہمیشہ کان اور آنکھ کے ذریعے اچھی اور بری باتیں طبیعت میں اتارتے رہتے ہیں۔ لہٰذا ماؤں کو بچوں کی تربیت کے اس اصول پر ہمیشہ نگاہ رکھنی چاہیے۔

آج سے چودہ سو سال پہلے حضور ﷺ نے ماؤں کو تربیت کے وہ اصول بتائے جن پر عمل پیرا ہو کر ماؤں نے اپنے بچوں کی ایسی تربیت کی جو کہ اسلام کا معیار مطلوب تھا۔ وہ اپنے بچوں کی تربیت کس کس ڈھنگ اور حکمت سے کرتی تھیں کہ ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ اور دینِ اسلام کی محبت پیدا ہو اور اُن کی خوشی غمی جینا مرنا سب اسلام کے لئے ہو۔ ابنِ عمرؓ، ابن عباسؓ ابنِ زبیرؓ ایسی ہی ماؤں کی تربیت کا نتیجہ ہیں۔ اسی طرح ایک مسلمان ماں کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے شوہر کی خود بھی اطاعت

کرے اور بچوں کو بھی اطاعت کی ترغیب دے اور والد کا حاکم ہونا سمجھائے۔

کسی بھی قوم کا سب سے قیمتی سرمایہ بچے ہوا کرتے ہیں۔ اگر اس وقت وہ گود کے کھلونے ہیں تو آگے چل کر وہی مستقبل کے معمار بنیں گے اور یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ ماں کی گود بچے کی پہلی درسگاہ ہے۔ یہیں سے اچھے یا برے بننے کی بنیاد پڑتی ہے۔ اسی درسگاہ سے وہ اچھے یا برے جذبات و اخلاق اور اطاعت و فرمانبرداری یا نافرمانی کو اپنے اندر جذب کرتا ہے۔ اسی پر ماں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت اس ڈھنگ پر کرے کہ اس کے رگ و ریشہ میں دین کی روح پھونک دے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ماں خود بھی ان صفات کی حامل ہو۔ اس لئے کہ بچہ جیسا ماں کو دیکھے گا، ویسا ہی بننے کی کوشش کرے گا۔

عورت کے حقوق و فرائض بطورِ بیوی

عورت خواہ کسی حیثیت میں ہو، اس کا مقام بلند وہاں ہوا ہے، جہاں وہ دنیاوی تفکرات سے اپنے مردوں کو فارغ کر دیتی ہے۔ آجکل اس کے برعکس شکایتیں مل رہی ہیں۔ عورت مرد کو الزام دیتی ہے کہ مردوں عورتوں کو دنیاوی تقاضوں میں ذمہ داریوں میں جکڑ رکھا ہے۔ مرد عورتوں سے ناراض ہے کہ اس صنف نازک نے اپنی دنیاوی فرمائشوں اور زیبائشوں میں مبتلا کر رکھا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ عورت ہی نہیں۔ جو اپنے مردوں کو دنیاوی تفکرات میں نہ پھنسا سکے۔ وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ مردوں نے عورت کی ضروریات زندگی اور احساسات سے بے فکری اختیار کی ہوئی ہے اور ان کو دنیاوی تقاضوں میں مبتلا کر رکھا ہے۔ بات بھی کچھ ایسی ہی پلٹا کھا گئی ہے۔ اکثر عورتیں کہتی ہیں کہ میرے اوپر میرے شوہر کا کیا احسان ہے۔ میں تو خود صبح سے شام تک محنت اور خون پسینہ ایک کر کے کماتی ہوں۔ میں کیوں کسی کا احسان لوں اور کسی کی محتاج رہوں۔ یہاں سے گھریلو چپقلش کا آغاز ہے۔ اس کا حل اپنی پرانی روش پر چلنے سے ہی ہوگا۔ یعنی بہر حال مرد کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ عورتوں کو اُن کی ضروریات زندگی فراہم کرے۔ بچوں کی بھی کفالت کرے اور اُن کی پرورش اور تربیت میں عورت کا برابر کا شریک رہے۔ مرد کے لئے ان فرائض کی ادائیگی ایک بڑا مجاہدہ ہے۔ جو افضل ترین عبادات میں شامل ہے۔ بیوی بچوں کی صحیح پرورش کرنا۔ اُن کے لئے روزی فراہم کرنا مجاہدین کی صفوں میں کھڑے ہونے کے برابر ہے اور یہی اعمال اس کے دوسرے گناہوں کا کفارہ بھی بن سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ بیوی کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ شوہر کی فرمانبرداری کرے اور خدمت گزاری اور وفا شعاری سے اپنے گھر کو جنت کا نمونہ بنا کر رکھے۔

مسلمان عورت کے فرائض ہنگامی حالات میں

یہ صحیح ہے کہ عورت کے طبعی حالات فرائض امامت کے منافی ہیں اور خود اسلام نے امام کے لئے جو شرائط طے کی ہیں۔ ان سے یہ جنس لطیف کبھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتی۔ اس لئے وہ امامت جمہور اور خلافت الٰہی کے فرائض سے سبکدوش ہو۔ لیکن اس سے یہ غلط مطلب نہیں لینا چاہیے کہ کسی مسلمان عورت کو کسی حالت میں بھی پبلک کی سیاسی اور فوجی رہبر ہونا جائز نہیں۔ خصوصاً ایسی حالت میں جب ساری ملت میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑک رہی ہو اور اُس کے خیال میں مسلمانوں میں کوئی دوسرا اس فتنہ کو بجھانے والا

نہ ہو۔ امام مالک اور امام طبری اور ایک اور روایت میں امام ابوحنیفہ اور بعض دوسرے اماموں کے نزدیک عورت کو امارت اور قضاء کا عہدہ مل سکتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ میں بازار کا انتظام ایک عورت کے سپرد کیا تھا۔ حضرت عائشہؓ جب مسلمان عورتوں کے اجتماع میں ہوتی اور نماز کا وقت ہو جاتا تو وہ بیچ میں امام بن کر کھڑی ہو جاتیں۔

جنس نسوانی پر حضور ﷺ کے احسانات

حضور ﷺ نے فرمایا۔

''میں تمہارے درمیان دو عظیم الشان چیزیں چھوڑ جاتا ہوں۔

ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری سنت۔''

مقصد یہ ہے کہ کتاب الٰہی کو اپنی سہولت کے لحاظ سے ہر عملی مثال سے بے نیاز ہے۔ تاہم دنیا میں ہمیشہ ایسے اشخاص کی ضرورت رہے گی۔ جو اُس کی اسرار و رموز کو حل کر سکیں اور اُن کی علمی و عملی تعبیر بتا سکیں۔ آپ ﷺ کے بعد ان اشخاص کو اہلِ بیت میں تلاش کرنا چاہیے۔ اہلِ بیت سے جو مقصد ہے۔ وہ سورۂ احزاب کی آیتوں میں خدائے پاک بتا چکا ہے۔ اس قدر شناسی کے لحاظ سے جو آپ ﷺ حضرت عائشہؓ کی بابت فرماتے تھے۔ اس محبت و تعلیم کی بناء پر جو ان کو میسر آتی تھی اور اس فطری جوہر اور صلاحیت کے لحاظ سے جو قدرت کاملہ نے ان کو عطا کی تھی۔ اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے کہ اہلِ بیت نبوی ﷺ میں حضرت عائشہؓ کو ایک خاص مرتبہ حاصل تھا۔ اس بناء پر کتاب کا ترجمان، سنت رسول کا معتبر اور احکامی اسلامی کا معلم ان سے بہتر اور کون ہو سکتا تھا اور لوگ پیغمبر کو صرف۔۔۔ میں دیکھتے تھے اور یہ۔۔۔۔۔ دونوں میں دیکھتی تھیں۔ جنس نسوانی پر ان کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ انہوں نے دنیا کو یہ بتا دیا کہ ایک مسلمان عورت پردہ میں رہ کر بھی علمی، مذہبی، اجتماعی اور سیاسی اور پند و موعظمت اور اصلاح کو ارشاد اور امت کی بھلائی کے تمام احکام بجا لا سکتی ہے۔ غرض اسلام نے عورتوں کو جو رتبہ بخشا ہے اور ان کی گزشتہ گری ہوئی حالت کو جتنا اونچا کیا ہے۔ ام المؤمنین کی زندگی کی تاریخ اُس کی تفسیر ہے۔

صحابہؓ میں ایسے بہت سے لوگ گزرے ہیں۔ جو مسیح اسلام کے خطاب کے مستحق اور عہد محمدی کے ہارون بننے کے سزاوار تھے تو الحمد اللہ صحابیات میں بھی ایک ایسی ذات تھی جو مریم اسلام کی حیثیت رکھتی تھی۔ صحابیات اپنی عرض داشتیں حضور ﷺ تک ام المؤمنین کی وساطت سے پہنچاتی تھیں اور ان سے جہاں تک بن پڑتا ان کی حمایت کرتی تھیں۔ حضرت عثمان بن مظعون ایک پارسا صحابی تھے۔ راہبانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ ایک دن ان کی بیوی حضرت عائشہؓ کے پاس آئیں، دیکھا کہ وہ ہر قسم کی زنانہ زیب و آرائش سے خالی ہیں سبب دریافت کیا کہہ سکتی تھیں، پردہ پردہ میں بولیں کہ میرے شوہر دن بھر روزہ رکھتے ہیں اور رات بھر نماز پڑھتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے باتوں باتوں میں اس کا تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ حضرت عثمان کے پاس گئے اور فرمایا۔

''عثمان ہم کو راہبانیت کا حکم نہیں ہوا ہے۔ کیا میرا طرزِ زندگی پیروی کے لائق نہیں۔ میں تم سب

سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہوں اور اس کے احکام کی سب سے زیادہ نگہداشت
کرتا ہوں ۔یعنی پھر بھی بیویوں کے فریضہ کو ادا کرتا ہوں ۔''

حولاً ایک صحابیہ تھیں ۔ جو رات بھر سوتی نہ تھیں ۔ برابر نمازیں پڑھا کرتی تھیں ۔ اتفاق سے ایک دفعہ سامنے سے گزریں ۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ! یہ حولاً ہیں لوگ کہتے ہیں کہ یہ رات بھر نہیں سوتیں ۔''

آپ ﷺ نے تعجب سے فرمایا کہ ''رات بھر نہیں سوتیں''؟ پھر فرمایا! ''کام اتنا کرو جو نبھ سکے ۔''

وراثت میں حق

کسی مقتول کے بدلہ میں اگر کوئی خون بہا ادا کرنا چاہتا ہے تو درجہ بدرجہ اس کے تمام وارثوں کو رضا مند کرنا چاہیے۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔

''وَان کانت امراۃ''

یعنی اگر وارثوں میں عورتیں ہوں تو ان کو راضی کرنا لازمی ہے ۔

صرف مردوں کی رضامندی کافی نہیں ۔ کیونکہ وراثت کا حق صرف مردوں کے لئے مخصوص نہیں ہے ۔عرب میں اسلام سے پہلے وراثت میں عورت کا حق نہ تھا ۔ اسلام نے آکران کو بھی ان کا حق دلایا ۔وراثت کے اکثر مسائل تو قرآن ہی میں مذکور ہیں ۔اس میں لڑکیوں کے حصہ کی بھی تفصیل ہے ۔لیکن بعض ایسی صورتیں بھی پیش آئیں ۔جن کو حل کرنے کے لئے کتاب وسنت سے فکر واستنباط کی ضرورت پیش آئی ۔ان موقعوں پر بھی حضرت عائشہؓ نے اپنی ہم جنس بہنوں کا حق فراموش نہیں کیا۔

نکاح اور طلاق کے حقوق وفرائض

اسلام میں نکاح کے جواز کے لئے لڑکیوں کی رضا مندی حاصل کرنی ضروری ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کنواری لڑکیوں سے اجازت لی جائے اور بیوہ سے اس کا حکم طلب کیا جائے ۔لیکن خدا نے عورتوں کو جو فطری حیاء اور شرم عطا کی ہے۔ اس کی بناء پر زبان سے رضا مندی کا اظہار تقریباً محال ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ

''ان کی خاموشی ہی اُن کی رضا مندی ہے۔''

بعض اولیاء لڑکی کی رضا مندی کے بغیر صرف اپنے اختیار سے نکاح کرا دیتے تھے حضور ﷺ کے زمانے میں اس ـــــــــــــــــــــ حضرت عائشہؓ کا ہی حجرہ تھا۔لڑکی اسی کاشانہ پر حاضر ہوئی ۔حضور ﷺ تشریف فرما نہ تھے ۔حضرت عائشہ ﷺ نے اس کو اپنے پاس بٹھا لیا۔ جب آپ ﷺ تشریف لائے تو صورتِ واقعہ عرض کی ۔آپ ﷺ نے لڑکی کے باپ کو بلایا

اورلڑکی کواپنا مختار آپ بنایا۔ یہ سن کرلڑکی نے عرض کی۔

''یارسول اللہﷺ! میرے باپ نے جو کچھ کیا میں اب اس کو جائز ٹھہراتی ہوں۔

میرا مقصد صرف اتنا تھا کہ عورتوں کو اپنے حقوق معلوم ہو جائیں۔''

طلاق تمام مباح امور میں سب سے برا کام اور فساد معاشرت کا آخری چارۂ ہے۔اس لئے جہاں تک ممکن ہو۔اس دائرہ کو محدود کرنا چاہیے۔اگر شوہر بیوی مفارقت کا اختیار دے دے اور وہ اس اختیار کو واپس کر کے شوہر ہی کی زوجیت کو قبول کرے تو بعض صحابہ کا فتویٰ تھا کہ ایک طلاق پڑ جائے گی۔

حضرت عائشہؓ نے سختی سے اس فتویٰ کا انکار کیا اور دلیل میں وہ آنحضرتﷺ کا واقعہ پیش کیا کہ آپﷺ نے آیت ۔۔۔ کے بعد تمام بیویوں کو علیحدگی کا اختیار دے دیا۔لیکن کوئی علیحدہ نہ ہوئی تو کیا ہم لوگوں پر ایک طلاق پڑ گئی اور پھر یہ اخلاق اور وفا شعاری کا نمونہ نہیں ہے کہ ایسی شوہر پرست اور وفا شعار بیوی کو اپنے لائق تحسین ایثار کا جواب شریعت کی طرف سے ایک معاشرتی داغ کی صورت میں ملے۔

جاہلیت میں عورتوں کی نازک گردنیں رسوم وعوائد کی جن آہنی طوقوں گراں بار تھیں۔ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ اس زمانہ میں نہ طلاق کی تعداد کی تعین تھی اور نہ طلاق کے بعد زمانہ رجعت کی کوئی تجدید تھی۔سنگدل شوہر عورت کو طلاق دے دیتا اور جب رجعت کا زمانہ ختم ہونے لگتا پھر زوجیت میں لے لیتا۔پھر طلاق دے دیتا۔اگر چاہتا تو عمر بھر عورت کو اس جال سے نکلنے نہ دیتا۔اس طرح یہ مسکین دائمی رنج وکوفت میں مبتلا رہتی اور کبھی بھی اس کے پنجۂ ستم سے آزاد نہ ہوسکتی۔لیکن مسلمان عورتوں پر اسلام کا سب سے بڑا احسان ہے کہ اس نے ان کو جاہلیت کی اس رسم سے ہمیشہ کے لئے آزاد کرادیا۔

خواتین کے حقوق وفرائض متضاد حیثیتوں میں

ہرانسان پر دوسروں کے حقوق ہیں۔معاشرتی زندگی میں ایک انسان کے جو حقوق ہیں۔وہ دوسرے شخص کے فرائض اور دوسرے کے فرائض اس کے حقوق ہیں۔معاشرے میں ہرانسان مختلف حیثیت سے اپنے فرائض سرانجام دے رہا ہے۔ ہمارا مذہب اسلام ایک مکمل اور عالمگیر مذہب ہے اور یہ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو خواہ اس کا تعلق انفرادی زندگی سے ہو یا اجتماعی زندگی سے اجاگر کرتا ہے۔ظہورِ اسلام سے قبل عورت کی زندگی جانور سے بدتر تھی۔مگر اسلام نے عورت کی زندگی یکسر تبدیل کردی اور اُسے صحیح معنوں میں وہ عزت واحترام بخشا جس کا مقابلہ کوئی اور مذہب نہیں کرسکتا ہے۔اسلام نے جہاں عورتوں کے مسائل کو حل کیا ہے۔وہاں اُن پر کچھ فرائض بھی عائد کیے ہیں۔جن پر عمل کرنا اور اپنی روزمرہ زندگی میں اس کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے۔مثلاً

ایک مسلمان کی حیثیت سے اس پر فرض ہے کہ وہ اپنی دوسری مسلمان بہنوں کی عزت جان اور مال کی حفاظت کرے اور انھیں اپنی زبان اور ہاتھ سے کسی قسم کی اذیت نہ پہنچائے۔

کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

''مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرا مسلما امن میں رہے۔''

ایک معلّمہ کی حیثیت سے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ علم کی پیاسی، با اخلاق اور با عمل ہو اور نہایت ایمانداری کے ساتھ اپنی شاگردوں کو پڑھائے۔ وہ یہ محسوس کرے کہ وہ وارث انبیاء کی حیثیت سے یہ خدمت انجام دے رہی ہے۔

ایک طالبہ کی حیثیت سے اس کا یہ فرض ہے کہ وہ حاضر باش، فرمانبردار اپنی اساتذہ کا احترام کرنے والی، اپنی تعلیم کو اولیت دینے والی، حاضر دماغ اور نیک سیرت ہو۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے اس پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔ مگر اسے یہ بھی بھولنا نہیں چاہیے کہ صرف تعلیم حاصل کر لینے سے فرض منصبی پورا نہیں ہو جاتا۔ بلکہ اپنی روحانی اور اخلاقی تربیت کا بھی پورا پورا انتظام کرنا اُس کے ذمے ہے۔

ایک بیٹی کی حیثیت سے اس پر والدین کا احترام فرض ہے۔ بڑھاپا میں بالخصوص اُن کی خدمت کرے اور مرنے کے بعد اُن کے لئے مغفرت کی دعا کرے۔ کیونکہ والدین جس مشکل اور صبر آزما طریقے سے اپنے بچوں کی پرورش کرتے ہیں۔ اس کا بدلہ دینا نہایت مشکل ہے۔

ایک بیوی کی حیثیت سے اس کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کا کہا ماننے اور اُس کی غیر موجودگی میں گھر کی حفاظت کرے۔ شوہر کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ اس کی خوراک، لباس اور دیگر ضروریات زندگی کا خیال رکھے۔ بچوں کی پرورش کرے اور اُن کو ماما سے محروم نہ رکھے۔

ایک بزرگ کی حیثیت سے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ چھوٹوں پر رحم کرے۔

ایک پڑوسن کی حیثیت سے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی پڑوسن کی مقدور بھر مدد کرے۔ اس کے آرام، دکھ اور تکالیف کا خیال رکھے۔ ان کو اذیت نہ دے۔ بدگوئی اور غیبت سے اس کے تعلقات کو خراب نہ کرے۔

ایک حاکمہ اور ناظمہ کی حیثیت سے اس کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی رعایا کا اور اپنے ملازموں کا خیال رکھے اور اپنے اپ کو مالکہ اور آقا سمجھنے کی بجائے خادمہ سمجھ کر عدل وانصاف سے کام لے۔ ہر مسئلہ میں عدل سے کام لے اور ناجائز طریقوں سے دوسروں کا مال نہ کھائے۔

ایک ڈاکٹر، انجینیر یا سرکاری ملازمہ کی حیثیت سے اس کا یہ فرض ہے کہ اپنا فرض منصبی ذمہ دری اور ایمانداری سے ادا کرے اور چند پیسوں کی خاطر اور محض اپنے آرام وآسائش کی خاطر ملک وقوم کو تباہ نہ کرے اور یہ کہ ناجائز ذرائع سے حاصل کردہ مال آخرت میں اس کے لئے عذاب کا باعث بن سکتا ہے۔

انسانوں کے علاوہ مسلمانوں پر خدا کی دوسری ذی روح المخلوقات جن سے وہ اس دنیا میں فائدے اٹھا رہا ہے کے بھی حقوق

ہیں ۔اسے چاہیے کہ ان کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرے۔

اسلام نے حقوق العباد کو دوسرے فرائض پر ترجیح دی ہے۔ مثلاً ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے اور وہ محسوس کرتا ہے کہ ایک اندھے آدمی کے کنویں میں گرنے کا خطرہ ہے تو اس کا یہ فرض ہے کہ وہ نماز چھوڑ کر اندھے کی زندگی بچائے اور اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو یقیناً گنہگار تصور کیا جائے گا۔ خدا اگر چاہے تو اپنے حقوق بندے کو معاف کر دیتا ہے۔ مگر ایک بندے کا حق دوسرے بندے کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔ اس لئے ہمیں دنیا میں بھی اپنے حقوق وفرائض کا پورا پورا خیال رکھنا ہوگا۔ ورنہ دین و دنیا میں نقصان کا اندیشہ ہے۔

حاصل بحث

حضور ﷺ تمام انسانوں کے لئے بہترین نمونہ ہیں۔ حضور ﷺ کی ذات تمام اعلیٰ اوصاف کا مجموعہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ رسول اللہ کی زندگی تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ حضور ﷺ کی پیروی خدا کی محبت کا ذریعہ ہے۔ آپ ﷺ کی ہستی ایک سورج تھا۔ جو تمام جہان کو روشن کرتا ہے۔ جس کی روشنی سے کائنات کر ذرے ذرے نے نور وہدایت حاصل کی ہے۔ ہر وہ خوبی جس کا تصور کیا جاسکتا ہے اور ہر وہ اخلاقی بلندی جو ممکن ہے آپ ﷺ کے کردار میں موجود ہے۔ ہم مسلمانوں کو حضور ﷺ کی تعلیم کا وارث بنایا گیا ہے۔ ہمارا یہ فریضہ ہے کہ حضور ﷺ کی مقدس ذات آپ ﷺ کی شفقت و رحمت اور آپ ﷺ کیا نسان نوازی سے اہلِ علم کو متعارف کرائیں۔ حضور ﷺ نے انسانوں کو پستی و بلندی کے معیار بدل دیئے تھے۔ آپ ﷺ نے مصنوعی حد بندیوں کو دور کر کے انسانوں کو ایک اور صرف ایک ملت بنا دیا تھا اور واضح طور پر اعلان فرمایا کہ کسی انسان کو کسی دوسرے انسان پر پرہیز گاری کے سوا کوئی امتیاز اور برتری حاصل نہیں، ہی وہ بنیاد ہے، جس پر نہ صرف عالمِ اسلام بلکہ عالمگیر برادری کی عمارت استوار کی جاسکتی ہے۔ ہم مسلمان اگر حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں اور اپنے گرد و پیش کو حضور ﷺ کی سیرت کی روشنی سے منور کرنے کی سعی کریں تو یقیناً انسانیت کو وہ تمام سربلندیاں حاصل ہو جائیں جن کی تلاش وہ صدیوں سے سرگرداں ہے۔

اسلام میں خواتین کے حقوق و فرائض سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

نگہت آصف گوندل۔ لاہور

حقوق و فرائض کا قضیہ اس مفروضے پر مبنی ہے کہ انسان معاشرتی زندگی گزارتا ہے۔ کیونکہ فرداً فرداً الگ تھلگ رہ کر زندگی گزارنے کی صورت میں آدمی من موجی بن کر زندگی گزار سکتا ہے۔ حقوق کے لین دین کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا اور جب حقوق کا لین دین نہ ہو تو فرائض کا بھی کوئی تصور سامنے نہیں آتا۔ معاشرت میں اپنے لغوی معنی کے اعتبار سے ''باہمی'' کا مفہوم شامل ہے اور ربطِ باہم کے لئے دو یا دو سے زیادہ افراد کا وجود ضروری ہے پھر ربطِ باہم کے لئے حدود و قیود کی ضرورت پیش آتی ہے۔ جس کی تہہ میں اشتراکِ مقاصد کی روح کارفرما ہوتی ہے۔

ماہرین عمرانیات اور فلاسفہ اس امر پر تقریباً متفق ہیں کہ انسان طبعاً معاشرت پسند ہے۔ تقریباً اس لئے کہنا پڑا کہ ایک مغربی مفکر ہابز یہ کہہ گیا ہے کہ ابتدائی انسان حیوان کے مماثل تھا، تنہائی کی زندگی گزارتا تھا اور اپنے ہم جنسوں سے لڑتا تھا۔ بہر حال تاریخ کی عمومی شہادت یہ ہے کہ انسان اجتماعیت سے کبھی بے نیاز نہیں رہا، ابتدائی زندگی سے لے کر تمدن کی وسعت تک اجتماعیت اس کا گہوارۂ زندگی رہی ہے۔

(خالد علوی 1978، ص 5)

معاشرے کی ضرورت و اہمیت

معاشرے کے لغوی معنی ہیں۔ آپس میں مل جل کر رہنا۔ زندگی گزارنا، اصطلاح میں معاشرہ اس اجتماع کا نام ہے، جس کا کوئی مقصد ہو۔ اسلام نے معاشرے کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ اسلام اس حقیقت کو سامنے رکھتا ہے کہ انسان اپنی صلاحیتوں کو صرف معاشرہ ہی میں رہ کر بروئے کار لائے۔ رہبانیت اور گوشہ نشینی کو خلافِ فطرت اور ممنوع قرار دیا ہے۔ اگر انسان معاشرے سے کٹ جائے تو اس کا ذوق نمو فنا ہو جائے گا۔ اس کے لئے روحانی، مادی دونوں لحاظ سے ترقی کے امکانات ختم ہو جائیں گے۔ معاشرے کا نصب العین اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات نے فطرتی اور عملی ہر دو لحاظ ایک کامل نظامِ حیات پیش کیا

ہے۔اس نظام کے اندر روح بدن سے وابستہ ہے۔اس نظام میں اخلاق قانون پر اور قانون اخلاق پر مبنی ہے۔

(انور قدوس سیمین 1990ء ص 108، 109)

انسانی زندگی کی ابتدا پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی ہر چیز مٹی اور پانی سے پیدا ہوئی ہے۔مٹی میں ذراتِ حیات ہیں اور پانی میں قوتِ حیات۔جیسا کہ قرآنِ کریم کی اس آیت سے ظاہر ہے۔

وجعلنا من الماء کل شیءٍ حی۔

یعنی ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے بنایا۔

عدم سے منصۂ شہود پر آنے کے لئے انسان کو تین مراحل سے گزرنا پڑا۔شروع شروع میں اس کا دنیا میں کوئی وجود نہ تھا۔ نابود تھا جیسا کہ سورۂ الدھر کی آیت نمبر 1 سے ظاہر ہے:

"ھل اتیٰ علیٰ الانسان حین من الدھر لم یکن شیاً مذکوراً"

یعنی بے شک انسان پر ایک ایسا وقت بھی گزر چکا ہے۔جب وہ کوئی قابلِ ذکر چیز نہ تھا۔

حقِ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے پانی ملی ہوئی مٹی جسے طین کہتے ہیں سے آدم کا مجسمہ تیار کر کے اس میں روح پھونک دی اور اس تخلیق کو احسن تقویم قرار دیا۔جیسا کہ ان آیات سے ظاہر ہے۔

"ولقد خلقنا الانسان من سللة من طین"

یعنی ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ (ست) سے بنایا۔

(المومنین:11)

پھر فرمایا۔

"لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم"

یعنی ہم نے انسان کو بہت خوبصورت سانچے میں ڈھالا ہے۔

(التین:56)

مقصدِ حیات کے تعین کے سلسلے میں درج ذیل قرآنی آیت بالکل صریح ہے:

وما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون

یعنی میں نے جنوں اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لئے

پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں۔

(الذاریات:56)

گویا اللہ نے جنوں اور انسانوں کو دوسروں کی بندگی کے لئے پیدا نہیں کیا۔ بلکہ اپنی بندگی کے لئے پیدا کیا ہے۔ اللہ کی بندگی تو ان کو اس لئے کرنی چاہیے وہ وہ ان کا خالق ہے۔ دوسرے کسی نے جب ان کو پیدا ہی نہیں کیا تو اس کو کیا حق پہنچتا ہے کہ ان کی بندگی کرے۔

اس مقصد حیات کا ئنات میں انسان کا مقام بھی متعین ہو جاتا ہے۔ لیکن انسان کو اس سلسلے میں بڑی غلط فہمی رہی ہے اور اب تک اس کی یہ غلط فہمی باقی ہے۔ کبھی وہ افراط پر اتر تا ہے تو اپنے آپ کو دنیا کی سب سے بلند ہستی سمجھ لیتا ہے۔ تکبر اور سرکشی کی ہوا۔ اس کے دماغ میں بھر جاتی ہے تو کسی طاقت کو اپنے سے بالاتر اپنے مدِ مقابل نہیں سمجھتا۔ اپنے آپ کو غیر ذمہ دار اور غیر جواب دہ سمجھ کر جبر و قہر کا دیوتا ظلم و جور اور شر و فساد کا مجسمہ بن جاتا ہے۔ کبھی تفریط کی طرف مائل ہوتا ہے تو اپنے آپ کو دنیا کی ذلیل ترین ہستی سمجھنے لگ جاتا ہے۔ درخت، پتھر، پہاڑ، ہوا، آگ، بادل، بجلی، چاند، سورج، تارع غرض ہر اس چیز کے سامنے گردن جھکا دیتا ہے۔ جس کے اندر کسی قسم کی طاقت یا مضرت یا منفعت نظر آتی ہے اور خود اپنے جیسے آدمیوں میں بھی کوئی قوت دیکھتا ہے تو ان کو بھی دیوتا معبود اور حاکم مطلق مان لینے میں تامل نہیں کرتا۔ دراصل انسان خلیفہ ہونے کی حیثیت میں صرف خدا ہی کا ماتحت ہے۔ اس کا درجہ تمام چیزوں سے افضل ہے۔ دنیا کی تمام چیزیں اس کی خادم ہیں۔ اس لئے کہ وہ ان کو استعمال کرے اور اپنے آقا کے بتائے ہوئے طریقے پر ان سے خدمت لے کیونکہ نائب کا کام یہ ہے کہ وہ جس کا نائب ہے۔ اس کی اطاعت کرے اسے اس بات کا اختیار نہیں کہ اپنے آقا کی رعیت اور اس کے نوکروں اور خادموں کو خود اپنی رعیت اپنا نوکر اور کادم بنائے۔ (الانعام: 130۔135) انسان کی معاشرتی ضرورت کی وجہ سے اس میں رشتے داری اور قبیلے برادری کا شعور پیدا کیا گیا۔

چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

یاایھا الناس انا خلقنکم من ذکر و انثیٰ و جعلنکم شعوباً و قبآئل
لتعارفو ان اکرمکم عند اللہ اتقکم

یعنی لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور
برادریاں بنا دیں۔ تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو بے شک تم میں سے اللہ
کے نزدیک سب سے معزز وہ ہے۔ جو سب زیادہ متقی ہے۔

(سورۃ الحجرات: 13)

تم سب کی اصل ایک ہی ہے ایک ہی مرد اور عورت سے تمہاری پوری نوع وجود میں آئی ہے اور آج تمہاری جتنی بھی نسلیں دنیا مین پائی جاتی ہیں۔ درحقیقت ایک ابتدائی نسل کی شاخیں ہیں۔ جو ایک ماں اور ایک باپ سے شروع ہوتی ہے۔ ایک ہی خدا تمہارا خالق ہے۔

اوپر کے جائزے سے کائنات میں انسان کے مرتبہ ومقام اور اس کے مقصدِ حیات کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ اس حوالے سے جب انسان کا مقصد حیات رضائے الٰہی کا حصول قرار پاتا ہے تو ہر عمل اسی کی خاطر انجام دیا جاتا ہے اور اس طرح پوری زندگی میں مرکزیت اور یک رنگی پیدا ہوتی ہے۔ پھر چونکہ ہر فرد کا نصب العین اسی ایک خدا کی خوشنودی ہے۔ اس لئے معاشرتی زندگی میں بھی مرکزیت اور یکسوئی پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ اسلامی نظامِ زندگی میں جو کچھ بھی ہے۔ خواہ وہ نیت واعتقاد کے قبیل سے ہو یا پرستش وعبادت کے قبیل سے یا دنیوی معاملات میں سے بہر کیف اس کا رخ اسی مرکز کی جانب پھرا ہوا ہے۔ گویا ایک مکمل ومتوازن نظامِ شمسی ہے۔ جس میں کسی قسم کا تضاد یا بے ترتیبی نہیں ہے۔

مردوزن کے تعامل کی معاشرتی اہمیت

کائنات میں مرتبہ ومقام اور مقصدِ حیات کے اعتبار سے مردوزن کی کوئی تفریق نہیں۔ دونوں یکساں مکرم ہیں دونوں یکساں مکلّف ہیں۔ اللہ کے مقابلے میں دونوں مقام عبودیت پر ہیں اور اس کے خلیفہ کی حیثیت سے دونوں کائنات میں برگزیدہ ہیں اور دونوں اللہ کی زمین پر اس کی حکمرانی قائم کرنے کے ذمے دار ہیں۔ بغور دیکھا جائے تو اس دوسرے فریضے کی ادائیگی کے بغیر انسان عبودیت کے تقاضے بھی پورے نہیں کر سکتا اور اس دوسرے فریضے کی ادائیگی کے لئے مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے تعاون کے محتاج ہیں۔ دراصل نوعِ انسان کا وجود اور بقا ہی دونوں کے تعاون پر ہے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلی حقیقت جس کی پردہ کشائی کی گئی ہے، یہ ہے: و من کل شیء خلقنا زوجین (الذاریات:39) اور ہر چیز کے ہم نے جوڑے پیدا کئے۔

اس آیت میں قانونِ زوجی (سیکس لا) کی ہمہ گیری کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ کارگاہ عالم کا انجینئر خود اپنی انجینئری کا یہ راز کھول رہا ہے کہ اس نے کائنات کی یہ ساری مشین قاعدۂ زوجیت پر بنائی ہے۔ یعنی اس مشین کے تمام کل پرزے جوڑوں کی شکل میں بنائے گئے ہیں، اس جہان خلق میں جتنی کاریگری تم دیکھتے ہو وہ سب تزویج ہی کا کرشمہ ہے!۔ زوجیت میں اصل یہ ہے کہ ایک شے میں فعل ہو اور دوسری شے میں قبول وانفعال ہو۔ ایک شے میں عاقدیت ہو اور دوسری شے میں مقصد یہی عقد وانعقاد وانفعال اور تاثیر اور فاعلیت کا تعلق دو چیزوں کے درمیان زوجیت کا تعلق ہے۔ (ابوالاعلیٰ مودودی 1979ء، ص250) جیسا کہ (سورۃ النسآء 4:1) قرآن میں ارشاد ہے۔ یعنی وہ خدا ہی ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا۔ پھر اس کے نسب اور شادی بیاہ کا رشتہ بنایا۔ (سورۃ الفرقان ص54)

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو۔ جس نے تمہیں ایک جن سے پیدا کیا، اس سے اس کا جوڑا بنایا اور پھر ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں دنیا میں پھیلائیں۔

گویا مردوں اور عورتوں کی اصل ایک ہے۔ وہ ایک دوسرے کا خون ہیں، گوشت پوست ہیں۔ معاشرے کے قیام وبقاء کا انحصار ہی اس بات پر ہے کہ دونوں کی درمیان مستقل اور پائیدار تعاون ہو۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ حقوق وفرائض کے اعتبار سے

بھی مرد وزن دونوں میں توازن ہو۔ چنانچہ قرآنِ حکیم (سورۃ البقرہ 172:2) میں ارشاد ہے۔

عورتوں کے لئے بھی معروف طریقے پر وہی حقوق ہیں۔ جیسے مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں! امر واقعہ ہے کہ زندگی مرد اور عورت دونوں کی محتاج ہے۔ عورت کو کارگاہِ حیات میں ذلیل کر کے انسانی معاشرے کی خدمت نہیں کی جاسکتی۔ قدرت ان دونوں صنفوں سے کام لینا چاہتی ہے۔ ان میں سے کسی ایک صنف کا ظلم پوری انسانی زندگی کے لئے فساد کا باعث بن سکتا ہے۔ چنانچہ قرآنِ پاک یہ بات قاعدے کے طور سے بیان کرتا ہے کہ معاشرے کے استحکام اور فساد کا دارومدار مرد وعورت دونوں پر ہے۔ یہ دونوں ہی مل کر معاشرے کو صالح بنیادوں پر استوار کر سکتے ہیں اور دونوں ہی تمدنی بربادی اور سماجی ہلاکت کا باعث بن سکتے ہیں۔

(خالد علوی 1978، ص 104، 105)

عورت کی معاشرتی اہمیت، نظری پہلو

قدیم وجدید اور اسلامی وغیر اسلامی کے بحث سے قطع نظر مندرجہ بالا صراحتوں سے نظری حد تک عورت کی معاشرتی اہمیت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ عورت قدرت کی پاکیزہ ترین روح نازک ترین صنف ہے۔ یہ سراپا حسن وتزئین ہے۔ یہ آگہی اور عرفان کی روشنی ہے۔ یہ رشد وہدایت کا منارہ ہے، یہی علم ومعرفت کا ذریعہ ہے، یہ سلیقہ مندی اور آرائش دنیا کا منبع ہے، یہ مہر ووفا سے گندھی ہوئی روح ہے، یہ ایثار وقربانی کی علامت ہے، یہ وہ ہستی ہے۔ جس نے مخلوق ہو کر خالق مجازی کا روپ دھارا، تو اپنی گود میں پیغمبر اولیاء کرام بھی کھلائے۔ سائنسدان اور تاریخ دان بھی اس کی درجات اور اُس کی صفات کا تعین تو مشکل ہے، بس یہی کہہ دینا کافی ہے کہ اس کی آغوشِ تربیت سے نکلے بغیر نہ کوئی انسان باشعور کہلا سکتا ہے اور نہ ہی تربیت یافتہ روح انسانی کی بالیدگی اور نشوونما کے لئے اس کی آغوش ہی سب سے اچھی تربیت گاہ ہے۔ (طرفہ شفائی 1990، ل 10)۔ جو عورتیں اپنی فطری خوبیوں کو خیر باد کہہ دیں اور نسوانیت کا جامہ اتار دیں۔ ان کے لئے یہ کہنا بجا ہوگا۔ "وجودِ زن سے ہے۔ عرصہ کائنات میں جنگ" ایک تیسر عورت کائنات میں وہی حیثیت رکھتی ہے۔ جیسے گلستان میں خار اور تصویر میں غلط رنگ (طارق بشیر 1999، :16)۔ عورت مختلف حیثیتیں رکھتی ہے۔ وہ ماں ہے، بیٹی ہے، بہن ہے اور بیوی۔ بدقسمتی یہ ہے کہ مرد جب بھی عورت کے مسائل پر غور کرتا ہے تو خاوند کے نقطۂ نظر سے غور کرتا ہے۔ باپ، بیٹے اور بھائی کی حیثیت سے نہیں اور فساد کا یہی سبب ہے۔

(خالد علوی 1978، ص 109)

عورت کی معاشرتی حیثیت قدیم تہذیبوں میں

بات بڑی صریح اور واضح ہے کہ انسانی معاشرے کا آغاز ایک مرد اور عورت کے ارتباط سے ہوا تھا اور اس کے تسلسل وبقاء کا انحصار بھی دونوں کے تعامل پر ہے۔ اس کے باوجود تاریخ تہذیب میں ہمیں بری دلخراش صورت نظر آتی ہے کہ عورت کو نصف ہی نہیں۔ بلکہ "نصف بہتر" قرار دینے کے باوجود معاشرے میں انتہائی حقیر حیثیت دی جاتی رہی ہے۔ اسے کینہ ور اونٹ،

دیوانے کتے اور شیطان کے جال کے استعاروں سے یاد کیا جاتا رہا ہے۔قدیم رومی دیوتائی اور ہندو تہذیب کے علمی کارنامے بڑے فخر سے بیان کیے جاتے ہیں۔لیک ان کے ہاں عورت کی حیثیت غلامانہ تھی۔ ہندو قانون میں تو عورت کو طوفان، موت، جہنم، زہر اور زہریلے سانپ سے بدتر قرار دیا گیا تھا۔اسے شیطان کی ایجنٹ سمجھا جاتا تھا۔شوہر کو پتی ورتا (دیوتا) اور بیوی کو داسی (لونڈی) قرار دیا جاتا تھا۔رومن کیتھولک مذہب میں عورت کو دوسرے درجے کی مخلوق گردانا جاتا تھا۔تیرھویں صدی عیسوی تک عیسائیوں کی علمی مجالس میں اس قسم کی بحثیں بھی ہوتی رہیں کہ عورت میں روح بھی ہوتی ہے یا نہیں!

(جلال الدین انصر عمری 1962، ص 18)

قدیم زمانے میں صورتِ حال تو اور بھی افسوسناک تھی۔لڑکیوں کو افلاس کے ڈر سے قتل کر دیا جاتا تھا۔لڑکی پانچ برس کی ہوتی تو اسے پہاڑ کی چوٹی سے گرا کر قتل کر دیا جاتا تھا یا گڑھا کھود کر زندہ دفن کر دیا جاتا تھا۔شریف عورتوں کی عزت وعصمت کے متعلق عشقیہ داستانیں عام مجمعوں میں بڑے فخر سے سنائی جاتی تھیں۔اشعار میں عورتوں کے ایک ایک عضو کی ساخت چسکے لے لے کر بیان کی جاتی تھی۔(مسرت شوکت چیمہ 1998، ص 48)۔ برٹرنڈ رسل نے عورتوں کی زبوں حالی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ قبائلی سردار کئی کئی بیویاں رکھتے تھے۔وحشی قبائل نے تو بیویوں کو دولت کمانے کا ذریعہ بنا رکھا تھا۔ہندوستان میں شوہر کی موت کے بعد عورت تمام دنیاوی لذائذ سے محروم کر دی جاتی تھی۔ اس لئے وہ شوہر کے ساتھ جل کر مر جانے کو ترجیح دیتی تھی۔ (مسرت شوکت چیمہ 1998، ص 10)۔اسلام سے قبل معاشرے کی اخلاقی حالت انتہائی شرمناک تھی۔ایک عورت کے کئی کئی شوہر ہو سکتے تھے۔محرمات تک سے تمتع بھی کارِ ثواب سمجھا جاتا تھا۔عصمت کی کوئی قیمت نہیں تھی۔ بدھ مت میں عورت کو گناہ کی پوٹلی اور خدا تعالیٰ کو ملنے کی راہ میں رکاوٹ سمجھا جاتا رہا ہے۔(محمد خلیل 1961)۔

ویدک دھرم میں عورت کو چنڈال اور کتوں کے ساتھ شمار کیا گیا ہے۔جین شاستروں میں عورت کی مٹی بری طرح پلید کی گئی ہے۔مہابیر سوامی عورتوں کو بدی کی جڑ سمجھتے تھے۔ان کا خیال تھا کہ مردوں کے گناہوں کا سبب عورت ہی ہے، عورت سب سے بڑی آزمائش ہے جو انسان کی راہ میں آتی ہے، مرد کو چاہیے۔عورت سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھے نہ اس کی طرف دیکھے نہ اس سے بات کرے نہ اس کا کوئی کام کرے۔قرونِ وسطیٰ کے یورپ میں عورت کی مطلق کوئی وقعت نہ تھی۔ رومن کتھولک مذہب عورت کو دوم درجے کی مخلوق گردانتا تھا۔

(احمد شلبی 1963، ص 3)

عورتوں پر ظلم وستم کا یہ عالم تھا کہ بیواؤں کو زندہ جلا دینے کی رسم ساتویں صدی میں عام تھی۔ایران میں عورتوں کی حفاظت کے لئے ان پر مردوں کو متعین کیا جاتا تھا۔ایک رائے یہ تھی کہ عورت موت سے بھی زیادہ تلخ ہے۔(مسرت شوکت چیمہ 1998، ص 12)۔ یونانی اپنے اعلیٰ سے اعلیٰ تمدن کے زمانے میں بھی بجز طوائف کے کسی عورت کی قدر نہیں کرتے تھے۔اسی وجہ سے بجز

طوائف کے اور عورتوں میں کسی کی تعلیم وتربیت بھی نہ تھی۔ زمانہ قدیم کے کل مقننوں نے عورتوں کے ساتھ ایسی ہی سختی کی ہے۔ ہندوؤں کا قانون کہتا ہے: ''تقدیر، طوفان، موت، جہنم، زہر، زہریلے سانپ ان میں سے کوئی اس قدر خراب نہیں جتنی عورت۔''

(جلال الدین انصر عمری 1962، ص 18)

وہ نجس و ناپاک حیوان ہے، شیطان کا پھندا ہے۔ کینہ وراونٹ اور دیوانے کتے کی طرح عورت کے منہ پر بھی پٹی باندھ دینی چاہیے۔ تاکہ یہ نہ ہنس سکے اور نہ کلام کر سکے۔ عورت مکاری اور سازش کا مجسمہ اور گندے جذبات وخیالات کی مرکز ہے۔ مختلف اقوام کی مثال بھی عورتوں پر کچھ زیادہ مہربان نہیں ہیں۔ چینیوں میں مثل ہے۔ ''اپنی بی بی کی بات تو سُننی چاہیے۔ لیکن اس پر ہرگز یقین نہ کرنا چاہیے۔'' روسی مثل ہے۔ ''دس عورتوں ایک روح ہے۔'' اطالیوں کا قول ہے۔ ''گھوڑا اچھا ہو یا برا اسے مہمیز کی ضرورت ہے۔ عورت اچھی ہو یا بری اسے مار کی ضرورت ہے۔'' اسپینی زبان میں مثل ہے۔ ''بری عورت سے بچنا چاہیے۔ مگر اچھی عورت پر بھی بھروسہ نہ کرنا چاہیے۔'' یونانی، ہندی، رومی اور اقوام حال کے کل قوانین نے عورت کو لونڈی یا طفلِ نابالغ تصور کیا ہے۔ منو کا قانون کہتا ہے۔ ''عورت صغر سنی میں باپ کی مطیع ہے، جوانی میں شوہر کی اور شوہر کے بعد اپنے بیٹوں کی اور اگر بیٹے نہ ہوں تو اپنے اقرباء کی کیونکہ عورت ہرگز اس لائق نہیں کہ خود مختار طور پر زندگی بسر کر سکے۔'' یونانی اور رومی قانونی بھی قریب قریب ایسے ہی ہیں۔ روم میں مرد کی حکومت اپنی بی بی پر جابرانہ تھی۔ (مسرت شوکت چیمہ، 1998، ص 13)۔ خود عورت میں ایسی غلامانہ ذہنیت پیدا کر دی گئی تھی کہ وہ فخر کے ساتھ اپنے آپ کو ''داسی'' (لونڈی) کہتی تھی۔ شوہر کو ''پتی ورتا'' سمجھنا اس کا دھرم تھا۔ جبکہ پتی ورتا کے معنی معبود اور دیوتا کے ہیں۔ (ابوالاعلیٰ مودودی 1979، ص 250)۔ اسلام کے علاوہ اکثر نظام ہائے زندگی انتہائی نامکمل اور تشنہ ہیں اور پوری انسانی زندگی کا احاطہ نہیں کرتے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ انہیں نظام ہائے زندگی یا نظریہ حیات کہنا درست نہیں۔

''نظریہ حیات'' اور نظام زندگی کے نام کا مستحق صرف اور صرف اسلام ہے۔ حیات انسانی کا کوئی گوشہ خواہ وہ انفرادی ہو یا اجتماعی، قومی ہو یا بین الاقوامی، معاشی ہو، سیاسی، معاشرتی ہو یا قانونی اسلام کی ہدایت سے محروم نہیں ہے''

(خورشید احمد 1979، ص 152)

عورت کی معاشرتی حیثیت جدید تہذیب میں

عصر جدید میں خواتین کی آزادی اور مساوات کا تصور ابھرا، اس کے حق میں دلائل فراہم کیے گئے، کہ خواتین مردوں سے فروتر نہیں ہیں، وہ ہر کام کر سکتی ہیں، وہ ہر عہدہ ومنصب کی اہل ہیں، وہ ہر طرح آزاد ہیں۔ لہٰذا عصر جدید میں خواتین کے لئے یہ بڑا خوش کن تصور تھا، اس نے لبیک کہہ کر اسے قبول کیا، اور آہستہ آہستہ معاشی، معاشرتی، سماجی اور تہذیبی اُمور میں مرد کی شریک بنتی چلی گئی۔ خواتین نے اسے ترقی کی پیش رفت سمجھا، اور ایک قدم کے بعد دوسرا اٹھانے کے لئے بے چین اور مضطرب رہنے لگی۔

معاشرے میں عورت کے مقام کے بارے میں طرح طرح کے اشکالات سامنے آتے ہیں۔ جدید میلانات اس طرح ہیں کہ مرد اور عورت دونوں کو ہر میدان میں یکساں مواقع حاصل ہونے چاہئیں۔ چنانچہ جب کہا جاتا ہے کہ اسلام کے نزدیک عورت کو گھر اور مرد کو باہر کی ذمہ داری سنبھالنی چاہیے تو جدیدیت پسند طبقہ اس تصور سے الرجک ہو جاتا ہے اور اسے عورت کی ترقی کے راستے میں حائل قرار دیتا ہے۔ حالانکہ تاریخ شاہد ہے کہ ''بہت سی مسلمان خواتین نے اپنے فطری دائرہ کار میں رہتے ہوئے بہت سے شعبوں میں فی الواقع دلچسپی لی ہے اور حیرت انگیز کارنامے سرانجام دیئے۔'' (مسرت شوکت چیمہ 94-1993، ص 87)۔ اس کے مقابلے میں عصر حاضر میں عالمی سطح پر عورتوں کی صورتِ حال کا جائزہ لیا جائے تو بڑی ندامت ہوتی ہے۔

1991ء میں کینیڈا میں ''چند روشن خیال مردوں'' نے عورتوں کے خلاف تشدد کے خاتمے کے لئے مردوں کو برابر عمل کرنے کے لئے ''سفید ربن تحریک'' شروع کی۔ اس تحریک کے ارکان (مرد) عورتوں کے ساتھ یک جہتی کی علامت کے طور سے سفید ربن پہنتے ہیں۔ (خبر نامہ 2000، ص 3)۔ عملاً کینیڈا میں مردوں اور عورتوں کے درمیان نمایاں تفریق ہے۔ اس کی ایک شہادت یہ ہے کہ وہاں کل وقتی ملازمت کرنے والی عورت کو مرد کے مقابلے میں 7.5 فی صد معاوضہ ملتا ہے۔ انہیں اکثر اپنے پیشے کے آغاز یا درمیانی مدت میں غیر متوقع مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ (خبر نامہ 2000، ص 21،20)۔ آسٹریا میں بھی صورتِ حال ایسی ہی ہے کہ مردوں اور عورتوں میں اجرتوں کا واضح تفاوت ہے۔ (خبر نامہ 2000، ص 21)۔ عالمی صورتِ حال یہ ہے کہ اقوامِ متحدہ آبادی فنڈ (یو این ایف پی اے) کی سالانہ رپورٹ (بحوالہ دی نیشن لاہور 21 ستمبر 2000) کے مطابق ہر سال دنیا میں 40 لاکھ خواتین اور بچیوں کی شادی، جسم فروشی اور غلامی کے حوالے سے خرید و فروخت کی جاتی ہے۔

(خبر نامہ 2000، ص 4)

عورت کی معاشرتی حیثیت اسلامی نقطہ نظر سے

عورت یہ چار حرفوں سے بنا ہوا لفظ، لفظ ہی نہیں ہے۔ بلکہ یہ چار حرف زندگی کے چار اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یعنی بیٹی، بہن، بیوی اور ماں ہر کردار اپنی جگہ بہت خوبصورت معنی رکھتا ہے، بشرطیکہ اپنے اپنے کردار کو قرآن و سنت کی روشنی میں نبھایا جائے۔

(مبارک سلطانہ شمیم، ص 79)

اسلام کی ابتداء میں ہی عورت کے بلند مرتبہ کے مظاہرے سے ہوئی۔ پہلی وحی نازل ہوئی تو اس کی تصدیق ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے نصیب میں آئی، دنیا میں زندگی بسر کرنے کے لئے راہِ مستقیم سنتِ رسول ﷺ ہے اور احادیث نبوی کی اچھی خاصی تعداد حضرت عائشہؓ سے ہم تک پہنچی۔ جنت تک پہنچنے کا راستہ بھی عورت کے قدموں تلے متعین کر دیا گیا۔ (سیدہ کاظمی 1989، ص 247)۔ اس وقت عصر جدید میں مسلمان خواتین کو یہ امر انتہائی غور و فکر اور تدبر و تفکر سے سوچنے اور سمجھنے کا ہے کہ وہ کیا کریں، تو

مسلمان خواتین کے لئے عصرِ جدید میں بھی سوائے اطاعت خدا اور رسول ﷺ کے کوئی چارہ کار نہیں۔ کیونکہ آج جبکہ مسلمانوں پر ہر طرف سے ظلم کی گھٹائیں امنڈتی چلی آ رہی ہیں، اور دنیا کی ہر قوم ان کو ہضم اور اپنے میں مدغم کر جانے کو تیار ہے اور اس بات پر آمادہ و مستعد نظر آتی ہے، کہ اس کی تہذیب اس کے چمکتے ہوئے تمدن ان کے روشن اور شاندار ماضی اور بے داغ اور انتہائی پر شوکت، پر شکوہ روایات کو مٹا کر نیست و نابود کر دیا جائے، تو ان حالات میں خواتین اسلام اس مقدس دور کو دہرائیں۔ تا کہ ان کی قابلیت کا لوہا سارا عالم مان لے، قرنِ اول کی مسلمان عورتوں نے معاشرے میں بھرپور کردار ادا کیا، دین کو قائم کرنے میں انہوں نے گراں بہا خدمات انجام دیں۔ جہاں انہوں نے اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت میں بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ وہاں اپنی اولادوں کے اوپر انہوں نے بڑی محنت کی ان کی تربیت بہترین انداز میں کر کے عالمِ اسلام کو جاں نثار جری و بے باک مجاہد عطا کیے۔ جو ایک طرف اللہ و رسول ﷺ کی محبت میں سرشار تھے، دوسری طرف جذبہ شہادت سے معمور تھے۔ ساتھ ساتھ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے دعا گو رہتی تھیں۔ تا کہ سارے عالم انسانی کے روابط میں وسعت پیدا ہو، اسلام نے خواتین کو حقوق و فرائض میں عصرِ جدید میں بھی ایک آفاق رنگ دیا ہے، کہ جس پر اسلامیت کی چھاپ ہوتی ہے۔ اسلام کے تو عصر جدید میں بھی امتیازی آداب و خصائص ہیں، جو خواتین کو ایک خاص وضع عطا کرتے ہیں۔ اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے، گفتگو اور لباس کے بارے میں اسلام نے خاص ہدایات دی ہیں۔ جن سے زندگی ایک ایسا اسلوب پیدا ہو جاتا ہے کہ جس پر دیکھنے والا شخص مسلمان خواتین کو پہچان جاتا ہے۔ ہر قوم کے معاشرتی خصائص ہوتے ہیں، جن سے قومی خودی اور خودداری کا احساس پیدا ہوتا ہے، ملی حیثیت زندہ رہتی ہے اور احساس قومیت مضبوط رہتا ہے۔ قومی وضع داری کا ایک اور عظیم فائدہ یہ ہے کہ ماضی سے تسلسل باقی رہتا ہے۔ اسلام کا نہایت شاندار ماضی ہے، اسلام نے خواتین کے حقوق و فرائض میں ان کی معاشرت اور ثقافت میں ساری دنیا کی رہنمائی کی ہے۔

(ثریا بتول علوی 1990، ص 96)

پیغمبر اسلام نے دوٹوک الفاظ میں ماؤں کی نافرمانی اور لڑکیوں کے قتل کو گناہ کبیرہ قرار دیا ہے۔ خود قرآن میں دل ہلا دینے والے الفاظ میں قتل اناث کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا: و اذا الموؤدۃ سئلت بای ذنب قتلت (القرآن، سورۃ التکویر 81:8، 9)۔ مثبت طور سے اسلام نے عورت کو اسلامی حقوق عطا کئے۔ علم کے حصول کے عورت مرد دونوں کے لئے فرض قرار دیا گیا ہے۔ (سنن ابنِ ماجہ، کتاب العلم)۔ چنانچہ اسلامی معاشرے میں عورتیں حدود شریعت میں رہتے ہوئے تعلیم حاصل کرتی تھیں اور تعلیم کی اشاعت بھی کرتی تھیں۔ حضور ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ اور حضور ﷺ کی صاحبزاری حضرت فاطمہؓ کی زندگیاں اس کی اعلیٰ مثالیں ہیں۔ دراصل عورت اور مرد دونوں معاشرے کی تشکیل میں یکساں اہمیت رکھتے ہیں۔ شکل و شباہت اور دائرہ عمل کے فرق کے باوجود دونوں کا کردار بڑا اہم ہے۔ اسلام تسلیم کرتا ہے اور واضح کرتا ہے کہ دونوں عزت و احترام اور اخلاقی معیار کے لحاظ سے برابر ہیں اور آخرت میں بھی اجر کے لحاظ سے برابر ہوں گے۔ مرد اور عورت دونوں کے لئے روحانی، اخلاقی اور مادی ترقی کی راہیں کھلی ہیں۔

یعنی عورت بھی معاش جدوجہد میں شریک ہوسکتی ہے، اخلاق فضائل پر عمل کر کے باطنی ارتقاء کے مدارج طے کرسکتی ہے، تقویٰ کی راہوں پر چل کر روحانی بلندیاں حاصل کرسکتی ہے۔ ایسے اُمور جن میں شرکت عورت کے لئے طبعاً دشوار تھی، اسلام نے ان کے اجر میں بھی عورت کو شریک کرلیا۔ مثلاً ارشاداتِ نبوی ﷺ کے مطابق عورت حج کرے تو اس کو جہاد کا ثواب بھی مل جائے گا۔

(صحیح البخاری، باب الحج جہاد النساء)

خواتین اسلام نے معاشرے میں بگاڑ کر ختم کر کے خیر واصلاح کو قائم کرنے کی ہمیشہ کوشش کی ہے۔ اب بھی معاشرے کے صاحب حقوق واختیارات رکن ہونے کی حیثیت سے وہ سیاسی وتہذیبی اور مالی معاملات میں شریک ہوسکتی ہے اور تمدن ومعاشرت کی اصلاحی تحریکات میں بھی پوری سرگرمی کے ساتھ حصہ لے سکتی ہے۔ اس مقصد سے لئے انہیں باہر نکلنے کے مواقع بھی فراہم کئے جانے چاہیئں اور شرعی حدود کے مطابق اس کی تربیت بھی کی جانی چاہیے۔ سیرت کانفرنس (خواتین) کی اختتامی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے۔ وزیر مذہبی اُمور مولانا وصی مظہر ندوی نے بجا فرمایا تھا۔ ''دین سے غفلت اور دوری کے سبب جہاں دوسری کئی خرابیاں زندگیوں میں گھس آئی ہیں، وہاں ہمارے آپس کے تعلقات، میل جول، ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور حسنِ سلوک میں بھی کمی آ گئی ہے۔ خواتین اگر توجہ دیں تو ان معاملات میں بہت بہتری پیدا ہوسکتی ہے۔ خود ساختہ معیار انہیں آپس کے میل جول سے باز نہ رکھیں تو اچھے معاشرتی تعلقات پروان چڑھیں گے اور اسلامی اخوت کی فضا پیدا ہوگی۔'' کانفرنس میں بیگم خورشید علی نے اپنے خطبۂ استقبالیہ میں فرمایا تھا کہ ''خواتین کو چاہیے کہ اپنی تمام خواہشات کو دین کے تابع بنائیں اور اپنے گھروں ایسا ماحول تیار کریں۔ جہاں نیکی کی کھیتی پھلے پھولے اور برائی کو سر اٹھانے کا موقع نہ ملے۔''

بقول مولانا ندوی ''ماں مامتا کے واسطے سے، بیوی وفا شعاری کے ہتھیار سے، بہن فداکاری کے تعلق سے اور بیٹی والدین کی نگاہ میں عزیز تر ہونے کی وجہ سے اپنے اپنے متعلقین کو ہر اس بات سے باز رکھ سکتی ہیں۔ جو ایک صالح اور پاکیزہ معاشرے کے خلاف شان ہو اور ہر اس کام کے لئے آمادہ کرسکتی ہیں۔ جو اسلامی ریاست کی تعمیر وترقی کے لئے ضروری اور مفید ہو۔''

(وزارتِ مذہبی اُمور 1409ھ، ص 7,3,7)

بچہ ہمیشہ ماں کے مذہب اور ماں کے مسلک پر جاتا ہے۔ لہٰذا ماں اپنے عمل، اپنی فکر سے، اپنی تربیت اور اپنے طرزِ زندگی سے بچوں کو جس حد تک چاہے مسلمان بنا سکتی ہے۔ اس مقصد کے لئے آج کی عورت کو اپنا طرزِ فکر اور قرینۂ زندگی بدلنا ہوگا۔ بقائے اسلام کی بات خواہ کتنی بلند آواز سے کی جائے، تعلیمات نبوی ﷺ کی تبلیغ اور نفاذِ اسلام صرف اور صرف عورت کی گود ہی سے نکل کر پھیل سکتا ہے۔

ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

عورتیں ریاست کا ستون ہوتی ہیں۔ اگر وہ اچھی ہیں تو ریاست بھی اچھی ہوگی، اگر وہ خراب ہیں تو ریاست بھی خراب ہو

گی۔قرون اولیٰ کی مسلمان خواتین علم وحکمت میں مردوں کے شانہ بشانہ تھیں۔حضرت خدیجہؓ کامیاب تاجر تھیں اور حکمت وبصیرت کا یہ عالم تھا کہ حضورﷺ کی پہلی وحی پر آپؓ نے بلا تامل حضورﷺ کے برحق ہونے کی شہادت دی۔آج بھی عصر جدید میں خواتین کے فرائض میں شامل ہے کہ ان کے دلوں میں اسلام کا سچا درد وغم، ان کی مسرو فرحت، ان کا جینا مرنا الغرض ان کی ہر حرکت اور ہر جنبش اسلام اور صرف اسلام کی خاطر ہو تو ان کے بچے بھی اللہ تعالیٰ کے سچے عبادت گزار اور امت مسلمہ کے حقیقی رہنما اور سچے خدمت گزار بن جائیں گے۔عورتیں اپنی اولاد کو اسلامی عقائد واخلاق کی تربیت دیں، انہیں تن آسانی کی بجائے محنت ومشقت کا عادی بنائیں۔ان میں حرص اور خودغرضی کی بجائے ایثار، اخلاص اور قناعت کے جذبات پیدا کریں اور انہیں ملک وملت کے لئے مفید کردار ادا کرنے پر اکساتی رہیں تو معاشرے میں اعلیٰ اسلامی اخلاق کا نفاذ ہوگا۔خواتین کو چاہیے کہ عائلی زندگی سے لے کر قومی زندگی تک اپنے آپ کو شرافت، اخلاص اور ایثار کا نمونہ بنائیں اور امن وسلامتی راستی اور عزم وہمت کو اپنا شعار بنائیں۔نیز حسبِ استطاعت رفاہی کاموں میں وقت لگا کر خواتین کی بہبود کے کام آئیں۔سب سے بڑھ کر عورت کو اپنے گھر کی فکر کرنی چاہیے۔کیونکہ یہ گھر اور اس کی آبادی ہی اس کی اصل کائنات ہے۔خود مغربی ممالک بھی پھر سے اس امر کا احساس کرنے لگے ہیں کہ جوتے، کپڑے یا پستول بنانے والے کارخانوں سے کہیں اہم وہ کارخانہ (یعنی گھر) ہے۔جو انسان بناتا ہے۔

(مسرت شوکت چیمہ 1998،ص 52،53)

اسلامی معاشرے میں رنگ روپ کا انحصار عورتوں پر ہے۔اس رنگ وروپ میں اخلاقی نکھار سنگھار کو ممتاز حیثیت حاصل ہے۔اس غرض کے لئے بے حد ضروری ہے کہ خواتین پاک دامن، صالح اور باعصمت ہوں۔جب تک آج کی عورت بی بی حاجرہ نہیں بنتی، راہِ خدا میں قربان ہونے والا اسماعیل پیدا نہیں ہوگا، جب تک آج وہ اسوۂ حضرت اسماءؓ نہیں اپناتی، عبداللہ زبیر جنم نہیں لے گا اور جب تک وہ بی اماں نہیں بنتی، عالمِ اسلام کے اتحاد کی علامت خلاف کی حفاظت کے لئے راہِ عمل میں استقامت سے کھڑے ہونے والا محمد علی پیدا نہیں ہوگا۔جب تک مسلمان عورت طریقۂ بتول کا اتباع نہیں کرتی، عزم وہمت، دلیری وشجاعت اور صبر واستقامت کا پیکر حسین پیدا نہیں ہوگا۔اس سلسلے میں اولین ضرورت یہ ہے کہ خواتین اسلامی حوالے سے تعلیم وتربیت حاصل کریں اور اپنے رہن سہن کو اسلام کے مطابق بنائیں، پھر اپنے بچوں کو اعلیٰ اسلام اخلاق کی تربیت دیں، اپنے گھر کو قدیم جاہلی رسموں اور جدید اباحیت پسندی سے پاک رکھیں اور اُمورِ خیر میں اپنے شوہروں کے ساتھ مکمل تعاون کریں۔عورتوں کو جنس پرستی کے وبا سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے۔ڈاکٹر سکینہ مسعود نے خوب کہا ہے کہ ''قوسِ قزح کے رنگ صرف آسمان پر اچھے لگتے ہیں، معاشرتی اقدار کو ترک کر کے ان رنگوں کی طرف لپکا جائے تو بھیانک خلا کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا!''

(سکینہ مسعود 1409ھ،ص 37)

عورت اسلام کی نظر میں :-

اسلام نے عورت کو ذلت و رسوائی کے پست مقام سے اٹھایا اور حقوق و مراعات سے نوازا۔ عورت کو وہ مقام دیا کہ اسلام تعلیمات پر نظر رکھنے والا کوئی بھی شخص عورت کو عظمت کا منکر نہیں ہو سکتا۔ اسلام سے قبل اس مظلوم صنف کو حق زیست تک نہ تھا۔ اسلام نے اس کے وجود کی اہمیت اجاگر کی اور کہا وہ زندہ رہے گی اور اس کے حق پر جو بھی شخص دست درازی کرے گا۔ اس سے باز پرس کی جائے گی۔ نبی کریم ﷺ نے اس صنف ضعیف کی حمایت میں جو ہدایات اور تعلیمات دی ہیں۔ آج تک کوئی بھی مدعی حقوق نسواں ان سے زیادہ صحیح اور حقیقی تعلیمات پیش نہیں کر سکا۔ (جلال الدین انصر عمری 1962، ص 48، 49)۔ ان اللہ حرم علیکم عقوق الامھات و منع وھات و واد البنات یعنی اللہ تعالیٰ نے حرام کی ہے تم پر ماؤں کی نافرمانی، ادائیگی حقوق سے روکنا اور ہر طرف سے مال بٹورنا اور لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا۔ (صحیح البخاری، کتاب الآداب، باب عقوق الوالدین من الکبائر) بیہقی نے ایک جملہ نقل کیا ہے۔ جس سے قرانی آیت "ولکم فی القصاص حیاۃ یا اولیٰ الالباب" (سورۃ البقرہ 2:179) کی تشریح ہوتی ہے۔ ان الرجل یقتل بالمراۃ یعنی بلاشبہ مرد عورت کے بدلے قتل کیا جائے گا۔ قرآنِ حکیم (سورۃ النحل ص 58، 59) میں مردوں کے اس رویے کی مذمت کی گئی ہے کہ وہ بیٹی کی پیدائش پر عار محسوس کرتے تھے۔ و اذ بشرِ احدھم بالانثی ظل وجھہ مسود و ھو کظیم یتوری من القوم من سوءِ مابشر بہ ایمسکہ علی ھون ام یدسہ فی التراب یعنی جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی پیدائش کی خوشخبری دی جاتی تو ان کا منہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ خون کے گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے۔ اس بری خبر کی وجہ سے لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے کہ اس ذلت کے باوجود اس لڑکی کو رہنے دے یا اسے مٹی میں دبا دے۔ تعلیمات نبوی ﷺ میں مثبت انداز میں لڑکیوں کی پرورش کو باعثِ اجر قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

"عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ: من عال جار یتین حتیٰ تبلغان جاء یوم القیامۃ انا و ھو ھکذا و ضم اصابعہ (مشکوٰۃ المصابیح، باب الشفقہ والرحمۃ)۔ یعنی حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی حتیٰ کہ وہ بالغ ہو جائیں تو وہ شخص اور میں قیامت کے روز یوں ہوں گے۔ آپ نے اپنی دونوں انگلیوں کو ملایا۔ حصرت عمرؓ کے درج ذیل قول سے حقوقِ نسواں کے متعلق اسلام کے کردار کی نشان دہی ہوتی ہے۔ "واللہ ان کنا فی الجاھلیۃ مانعد النساء امراً ھتی انزل اللہ فیھن ما انزل و قسم لھن ما قسم" (صحیح مسلم، کتاب الطلاق) یعنی: اللہ کی قسم ہم جاہلیت میں تھے اور عورتوں کو کچھ نہ سمجھتے تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں نازل کیا۔ جو اس نے نازل کیا اور ان کا حصہ مقرر کیا جو مقرر کیا۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ کے ارشاد سے مترشح ہے، اسلام سے قبل عورتوں کی حیثیت کچھ بھی نہ تھی۔ لیکن اسلامی تعلیمات کے نتیجے میں عورت کو جو احترام و وقار حاصل ہوا اس کا اندازہ عبداللہ بن دینار کے اس قول سے کیا جا سکتا ہے۔ کنا فتقی الکلام و الانسباط الی نسء نا علیٰ عھد النبی ھیبۃ ان ینل فینا شئی یعنی ہم نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں عورتوں سے گفتگو کرتے ہوئے اور بے

تکلفی برتتے ہوئے ڈرتے تھے کہ کہیں ہمارے متعلق کوئی حکم نہ نازل ہو جائے (صحیح البخاری، کتاب النکاح)۔ تعلیمات نبوی ﷺ میں واضح ہدایت ہے کہ اولاد میں سے بیٹوں کو بیٹیوں پر ترجیح دینا درست نہیں۔ جو کوئی اس قبیح رویّے سے بچے اس کے لئے درج ذیل ارشاد نبوی ﷺ میں جنت کی بشارت ہے۔ **عن ابن عباس / قال قال رسول الله ﷺ: من کانت له انثیٰ فلم یدسها ولم یهنها ولم یوء نرولده علیها یعنی الذکورا دخله الله الجنة**۔ یعنی عبداللہ عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کی کوئی انثی (بہن یا بیٹی) ہو اور وہ اس کو زندہ نہ گاڑے، اس کی توہین نہ کرے اور اپنے بیٹے کو اس پر ترجیح نہ دے تو اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ (سنن ابوداؤد، **کتاب الآداب باب فی فضل من عامل یتیماً**)

حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے متعلق حضور ﷺ کا درج ذیل ارشاد بھی بیٹیوں کے اکرام پر دلالت کرتا ہے۔ **فانما ابنتی بغضة مینی یریبنی مار ابها ویو، ذهنی ما اذاها** یعنی بلاشہ میری بیٹی میرا جگر گوشہ ہے۔ جو چیز اس کے لئے باعثِ تشویش ہوگی۔ وہ میرے لئے بھی پریشانی ہوگی۔ جو بات اس کے لئے باعثِ اذیت ہوگی وہ مجھے بھی تکلیف دے دی (صحیح مسلم، کتاب المناقب باب من فضائل فاطمۃ الزہراؓ)۔ ان احادیث وآیات کے آئینے میں دیکھا جاسکتا ہے کہ اسلام نے عورت کو کتنا محترم اور معزز مرتبہ ومقام دیا ہے۔ علم کے حصول اور اشاعت کے سلسلے میں بھی اسلام نے کسی قسم کی تفریق روا نہیں رکھی۔ بلکہ عورت کو پورا اختیار دیا ہے کہ وہ حدودِ شرعیہ کے اندر رہ کر جس قدر چاہے۔ تعلیم حاصل کرے۔ ہاں مگر عورت کو چاہیے کہ وہ ایسی تعلیم حاصل نہ کرے۔ جو اسے خدا سے برگشتہ دین سے بیزار اور فرائض زندگی سے غافل کردے۔ جیسا کہ مغربی تعلیم نے عورت کو آوازہ دونا کارہ اور شتر بے مہا بنادیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ پابندی محض عورت کے لئے نہیں بلکہ مرد کے لئے بھی ہے۔ اسلام کا کمال یہ ہے کہ وہ عورت کو عورت ہی رکھ کر عزت کا مقام دینا چاہتا ہے اسے مرد بنانا نہیں چاہتا۔ ہماری تہذیب میں ایک یہ بھی فرق ہے کہ مغربی تہذیب اسے اس وقت تک عزت اور کسی قسم کے حقوق نہیں دیتی۔ جب تک وہ ایک مصنوعی مرد بن کر مردوں کی ذمہ داری اٹھانے کے لئے تیار نہ ہو جائے۔ مگر اسلامی تہذیب عورت کو ساری عزتیں اور تمام حقوق عورت ہی رکھ کر دیتی ہے۔ تمدن کی انہی ذمہ دریوں کا بار اس پر ڈالتی ہے۔ جو فطرت نے اس کے لئے مقرر کی ہیں۔ اس معاملے میں ہم اپنی تہذیب کو مغربی تہذیب سے بدرجہا بہتر اور افضل اور اشراف سمجھتے ہیں۔

اسلامی معاشرے میں مسلمان عورت کا کیا کردار ہوگا اور اس کی جدوجہد کی کیا حدود ہوں گی؟ اس سوال کا جواب قرآن مجید (سورۃ الاحزاب:33) نے آنحضو ﷺ کی ازواج مطہرات کو خطاب کرتے ہوئے یہ دیا ہے **و قرن فی بیوتکن و لا تبرجن تبرج الجاهلیة الاولی** یعنی اپنے گھر میں بیٹھی رہو اور اگلے دورِ جاہلیت کی طرح زیب وزینت کا اظہار نہ کرتی پھر۔ دراصل اسلام نے ریاست اور معاشرے کے تحفظ کی ذمہ داری اصلاح مرد کے سر پر ڈالی ہے اور عورت کی جدوجہد کا رخ گھر کی طرف موڑ دیا ہے۔ اسلام میں جہاد کی اہمیت وفضیلت کی وجہ سے رفع کرنے کرنے کے لئے صراحت فرمادی کہ عورتوں کی گھرداری ہی ان کا جہاد ہے۔ مزید ارشاد فرمایا۔ **لکم الجهاد الحج** یعنی تمہارا جہاد حج ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب جهاد النساء)۔ اسلام نے جن

مراعات سے عورت کو نوازا ہے۔اس کے پیشِ نظر عورت کو زندگی کے اعلیٰ مدارج پر فائز ہونے کے مواقع بسہولت میسر آتے ہیں۔گھر کی چاردیواری میں تعلیم حاصل کر کے بہت سی عورتوں نے اعلیٰ قابلیت حاصل کی۔چنانچہ اسلام کے ابتدائی ادوار کی تاریخ عظیم مسلمان خواتین کے تذکروں سے مالا مال ہے۔حضرت سکینہؓ بنتِ حسین اپنے دور کی بہت بڑی فاضلہ اور ادیبہ تسلیم کی جاتی تھیں۔عربی شعر و ادب میں معروف ادیبوں اور شاعروں کو بھی آپ کو طرف رجوع کرنا پڑتا تھا۔(محمد ظفیر الدین 1962،ص28)۔حضرت علیؓ کی اولاد میں نفیسہ ایسی مستند محدث تھیں کہ فسطاط میں امام شافعی ان کے حلقۂ بخاری کا درس دیا تھا۔دو ممتاز خواتین عائشہ بنت الحافظ اور زینت بنت کمال الدین نے مشہور زمانہ سیاح ابنِ بطوطہ کو سندات عطا کی تھیں۔

(احمد شبلی 1963،ص156، 157)

اسلام نے عورت کو بے شمار مراعات سے نوازا ہے۔منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ عورت کو خلع کا حق دیا گیا اور اسے شوہر کے انتخاب کا حق عطا کیا گیا۔یعنی ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔بالغ لڑکی سے اس کے بارے میں پوچھنا جانا ضروری ہے۔اگر وہ خاموش رہے تو یہ اس کی اجازت ہے اور اگر انکار کر دے تو اس پر کسی قسم کا دباؤ نہ ڈالا جائے۔(سنن نسائی، 27، ص290)۔حجتہ الوداع کا موقع تعلیماتِ اسلامی کے تکمیلی مرحلے کی حیثیت رکھتا ہے۔نبی اکرم ﷺ نے اس موقع پر بھی خواتین کو خاص طور سے یاد رکھا اور فرمایا۔استوصوا بالنساء خیرا (جامع ترمذی)۔یعنی میں تمہیں عورتوں کے بارے میں بھلائی کی نصیحت کرتا ہوں۔

اسلام عورت کو مظلومیت کے جال سے نکالنے کے بعد یوں آزاد نہیں چھوڑتا کہ وہ بے ہنگم زندگی گزارتی پھرے۔بلکہ وہ اس کی تعلیم وتربیت کے لئے اصول وضع کرتا ہے۔اس کے لئے ایک دائرہ کار متعین کرتا ہے۔جس کے ذریعے وہ انسانی معاشرت کے لئے رحمت بن سکے اور اسے ان راہوں سے دور رکھتا ہے۔جن پر عمل کر کے وہ معاشرتی آفت کا روپ دھار لیتی ہے۔مسلمان عورت ملتِ اسلامیہ کے لئے پاکیزہ روح کا کام دے سکتی ہے۔اسی وجہ سے اسلام نے عورت کو ذلت و گمراہی اور پستی کے اندھیروں سے نکال کر برابر کا مقام دیا ہے۔حضرت محمد ﷺ نے افکار انسانی کا رخ ہمیشہ کے لئے بدل دیا اور دنیا کو بتایا کہ عورت آدھی انسانیت ہے۔(ابوالاعلیٰ مودودی 1979،ص250) چنانچہ قرآن (سورۃ النساء: 1) نے صراحت کی ہے۔اکتسابی امور میں عورت اور مرد میں کوئی تفریق نہیں۔للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن۔یعنی مرد جیسے عمل کریں گے ان کا پھل وہ پائیں گے اور عورتیں جیسے عمل کریں گی۔ان کا پھل وہ پائیں گی۔اسلام نے عورت کا جو دائرہ متعین کیا ہے اور اسے جو حیثیت و مقام دیا ہے۔وہ عین فطرت کے مطابق ہے۔بعض غیر مسلم محققین بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اسلامی نقطۂ نگاہ مبنی بر حقیقت ہے۔

عورت کے حقوق اسلامی نقطۂ نظر سے

اسلام نے عورت کو معاشرے میں معزز مقام عطا کیا۔جو اس کا حق تھا۔کیونکہ وہ بہر حال مرد ہی کی طرح

معاشرے کی رکن ہے اور معاشرے میں اس کا کردار اتنا ہی اہم ہے جتنا مرد کا رہا۔ یہ الزام کہ اسلام نے عورت کو چار دیواری میں بند کر دیا ہے تو اس سلسلے میں یہ امر پیشِ نظر رہنا چاہیے کہ فطری وظائف یعنی اولاد کی نگہداشت اور تربیت کے لئے اسے گھر سے باہر کی ذمہ داریوں سے مستثنیٰ رکھنا ضروری تھا۔ (فرحت خان 1409، ص19) ۔عورت نے نسل انسانی کی کاشت کاری کرنی ہوتی ہے۔ اس کی تخلیقی فطرت ہی دراصل انسانی معاشرے کے تسلسل اور بقاء کا ذریعہ بنتی ہے۔ وہ انسانی معاشرے کی ماں ہے، اس کی روح ہے۔ وہی معاشرے کو اساس عطا کرتی ہے، سمت عطا کرتی ہے خواہ اسے خوش بخت بنا دے یا بد بخت بنا دے۔ (سلمٰی ہاشمی 1409ھ، ص132) ۔اسلام مکمل طور پر عورت کے تمام تر حقوق کے تحفظ کا نام ہے اور دنیا کے ہر مذہب سے بڑھ کر عورت کے لئے جائے پناہ ہے۔ خود نبیٔ اسلام حضرت محمد ﷺ نے عورتوں کی مستقل حیثیت اور ان کے ساتھ حسن سلوک پر خاص زور دیا ہے۔ آنحضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں اچھی ہیں۔لیکن سب سے زیادہ اچھی نعمت خوبصورت اور متقی عورت کی ذات ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب النکاح)

اسلامی معاشرے کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں

توحید و رسالت پر پختہ ایمان، عالمگیر اخوت اور عدل و مساوات، رنگ و نسل کی تفریق اور عدل و مساوات، معاشرتی عدل وانصاف کی فراہمی، اسراف و بخل کا تحفظ، ایفائے عہد اور تقویٰ و پرہیز گاری کی راہ اپنانا، یتیموں کے مال کا تحفظ، اسلامی عبادات کا نظام قائم کرنا، انفرادی و اجتماعی فلاح و بہبود کے لئے رضائے الٰہی کے مطابق جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کا استعمال (انور قدوس سیمین 1990، ص109)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اسلامی معاشرہ کی چند ذمہ داریاں درج ذیل آیت میں جامع طور سے یوں بیان فرمائی ہیں۔

''اگر ہم انہیں زمین پر اقتدار عطا کریں تو یہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں، نیک باتوں سے روکیں۔'' گویا اسلامی معاشرے میں عبادات کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کا اہتمام بھی فرض ہے۔ یہاں خواتین کے حقوق کی بات کی جاتی ہے۔ یہ ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ اسلام کا ضابطۂ حیات انسانیت کے ہر دور کے لئے موافق ہے، اور ہر زمانے کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے، یہ کوئی جامد یا ساکن مذہب نہیں۔ جو کسی خاص وقت یا حالات تک محدود ہے، بلکہ اسلام ایک دین فطرت ہے، انسانی کے فطری نظام کے مطابق اس کے لئے روشن راہیں استوار کرتا ہے۔ اسی طرح مسلم عورت کے وہی بنیادی حقوق ہیں۔ جو اسلام نے اسے عطا کیے ہیں۔ وہ اسلامی اقدار کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اور ان کے حدود کے اندر رہتے ہوئے۔ وقت کے مسائل اور تقاضے بطریق احسن حل کرسکتی ہے۔ موجودہ معاشرے اور بدلتے ہوئے۔ حالات کا ساتھ دیتے ہوئے مسلم عورت طریقہ سے اپنے فرائض کی ادائیگی کرسکتی ہے۔ اور معاشرے اور گھریلو حالات کو خوشگوار بنا سکتی ہے۔

مسلمان خواتین کے گھریلو حقوق

پیغمبرِ اسلام ﷺ میں بہت سے ایسے مواقع آئے۔ جب خواتین نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے معاشرتی، معاشی اور مذہبی مسائل کے متعلق آپ کی رہنمائی حاصل کی۔قرآنی تعلیمات واحکامات کے مطابق عورت اور مرد کے بنیادی انسانی حقوق برابر ہیں۔ عام طور پر سورۃ النساء کی آیت ۳۵۔۳۴ مردوں کی عورتوں پر فضیلت کے بارے میں پیش کی جاتی ہیں، قوامون علی النساء مرد عورتوں پر قوام ہیں۔اس سے یہ مفہوم اخذ کرنا درست نہ ہوگا کہ مرد عورت کا حکمران ہے۔کیونکہ میاں بیوی کا تعلق باہمی رفاقت پر ہے۔رفاقت میں حاکم ومحکوم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔قوامون علی النساء کا مطلب ہے روزی مہیا کرنے والا قرآنِ کریم نے تقسیم کار کے اصول کے مطابق مردوں کا فریضہ یہ بتایا ہے کہ وہ عورت کو روزی مہیا کرنے والا ہے۔کیونکہ بعض اوقات عورت اپنی طبعی ساخت اور طبعی فرائض کی بجاآوری میں زندگی کی ضروریات پوری ہوتی رہیں اور عورتیں اپنی مخصوص صلاحیتوں کو مصرف میں لاسکیں۔گھریلو زندگی میں ایک عورت، ایک ماں اولاد کے لئے آنے والی نسلوں کے لئے زندگی کے بہترین لمحات کی قربانی دے کر اپنی ذات کی نفی کر کے، سراپا مجسمۂ ایثار ووفا بن کر انسان کو انسانیت کے بلند مقام پر پہنچاتی ہے۔وہ اپنے ان فطری فرائض اور بلند عزائم سے کبھی غفلت نہیں برتتی۔

(نور اسلم، 1989، ص56، 57)

ملازمت پیشہ خواتین کے حقوق

ترقی پذیر ممالک میں محنت کش ومتوسط شب وروز کی ذہنی وجسمانی کشمکش میں مبتلا ہے۔مردوں اور عورتوں کی اکثریت تعلیم، معاشی ومعاشرتی مسائل کا سامنا کر رہی ہے۔اس لئے مسلم خواتین کو چاہیے۔رسم ورواج وروایتی ماحول سے نکل کر صحت مندانہ ماحول میں مفید مصروفیات اپنائیں۔اسلام میں عورتوں پر کام کرنے اور کمانے کی کوئی پابندی نہیں ہے۔کسی بھی جائز پیشے یا حیثیت سے روزی کمانے میں عورتیں مردوں کے برابر ہیں۔سورۃ النور کی آیت نمبر ۳۲ میں آیا ہے۔''مردوں کے لئے وہ ہے جو وہ کماتے ہیں، اور عورتوں کے لئے وہ ہے جو وہ کمائیں۔'' جدید مسلم خواتین تعلیم یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ حکومت کے اہم عہدوں پر کام کرتی ہیں۔ان کا فرض ہے کہ وہ ملک کی پس ماندہ عورتوں کی تعلیم وتربیت اور ان کی ذہنی بیداری کے لئے کام کریں، ملک کی دستکار خواتین اور مختلف ہنر مند عورتوں کے لئے ایسی صنعتوں کے اجراء کا انتظام کریں، جہاں پر غیر ہنر مند، غیر تعلیم یافتہ اور معمولی تعلیم یافتہ خواتین کی اکثریت کچھ کرنے، کچھ سیکھنے اور پھر ذرائع آمدنی پیدا کرنے کے قابل ہو جائیں۔

حق وراثت

اسلام نے عورت کو جو حقوق وراثت وملکیت دیئے ہیں، وہ کسی مذہب نے نہیں دیئے۔اس سلسلے میں اسلامی احکامات نے غیر مسلموں کو بھی بہت متاثر کیا ہے۔سورۃ النساء کی آیت نمبر ۷ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔''جو کچھ ماں باپ نے اور

قریب ترین رشتہ داروں نے چھوڑا ہے،اس میں مردوں کا ایک حصہ اور ایک حصہ عورتوں کا ہونا چاہیے۔ یہ ملکیت چھوٹی ہو چاہے بڑی، یہ ایک معین حصہ ہے۔'' لیکن بے شمار عورتیں وراثت کے قرآنی حقوق سے محروم رہتی ہیں۔عورت اسلامی قانون کی رو سے وراثت و جائیداد کی ملکیت کے معاملات میں اپنی قانونی حیثیت رکھتی ہے،اور آزادانہ طور پر اپنی ملکیت کی مالک ہے اور اپنی مرضی کے مطابق کسی کو بھی دے سکتی ہے، معاہدہ کر سکتی ہے اور ہر قسم کی خرید وفروخت میں آزاد ہے۔

شادی اور طلاق کے حقوق:-

اسلام نے شادی بیاہ کے معاملات میں عورت کو مکمل آزادی دی ہے، سورۃ البقرہ میں کہا گیا ہے کہ اگر مرد اور عورت میں آپس کی رضامندی ہے تو عورتوں کو شادی کرنے سے مت روکو'' حدیث نبوی ﷺ ہے۔''بیوہ عورت کی شادی اس وقت تک نہیں ہو سکتی۔ جب تک اس سے مشورہ نہ کیا جائے اور کنواری لڑکی کی شادی اس وقت تک نہیں ہو سکتی۔ جب تک اس کی رضامندی نہ لی جائے۔'' دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں اسلام نے عورت کا طلاق کا مسئلہ بڑی خوبی سے حل کیا ہے۔تقریباً دو سو برس پیشتر بہت سے مہذب ممالک میں طلاق ناممکن تھی اور اسے ایک غیر اخلاقی فعل قرار دیا جاتا تھا۔ یہ صرف انیسویں صدی کے آغاز میں رومن کیتھولک ملکوں میں طلاق کو قانونی شکل دی گئی۔اسلام میں طلاق کے متعلق یہ غلط فہمی پیدا کی گئی ہے کہ طلاق دینے کا حق صرف مرد کو دیا گیا ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ شادی کا معاہدہ توڑنے کے لئے میاں بیوی دونوں کی رضامندی درکار ہے، بیوی کو قانونی حق ہے کہ وہ خلع کے ذریعے خاوند سے علیحدہ ہو جائے۔ جب میاں بیوی دونوں ایک دوسرے سے علیحدہ ہونا چاہیں تو اس معاہدے کو''مبارات'' کہتے ہیں دونوں صورتوں میں قانونی طلاق ہو جاتی ہے۔لیکن اسلام میں ایک نہایت ناپسندیدہ معاملہ ہے۔

عورت کا حق مہر اور جہیز کا مسئلہ

نزولِ اسلام سے پہلے عرب میں مہر کا مطلب تھا دلہن کی قیمت خرید جو مرد ادا کرتا تھا۔ یہ رقم لڑکی کے والدین یا گارڈین وصول کرتے تھے۔رسول کریم ﷺ کی اصلاحات کے مطابق مہر کی رقم بیوی کی ملکیت قرار پائی۔مہر رقم کی صورت میں یا جائیداد کی صورت میں عورت وصول کرنے کی حقدار ہے۔سورۃ النور میں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ مرد اگر شادی کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتا تو اس وقت تک انتظار کرے، جب تک کہ وہ اس قابل نہیں ہو جاتا۔پیغمبر اسلام ﷺ نے اس حکم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے حضرت فاطمہؓ کی شادی کا خرچہ پورا کرنے کے سلسلے میں حضرت علیؓ کو اپنی زرہ بکتر فروخت کرنے کے لئے کہا،اس طرح حضرت علیؓ نے اپنی زرہ بکتر فروخت کر کے شادی کے اخراجات پورے کئے۔جہیز کی رسم مسلمانوں میں ہندوؤں سے آئی ہے،اس دوڑ میں ہر کوئی آگے نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔درمیانے درجے کے لوگ اپنی بساط سے بڑھ کر جہیز کا سامان اکٹھا کرتے ہیں۔اس غیر اسلامی رسم کو قائم رکھنے میں عورتوں کا زیادہ حصہ ہے، جو مردوں پر دباؤ ڈال کر یہ سب کرنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔ معاشرے کی وہ برائیاں جو مجبوری کے تحت رسما کی جاتی ہیں، انہیں دور کرنے کے فرائض مرد و عورتوں دونوں پر عائد ہوتے ہیں۔سورۃ توبہ کی ۷۲-۷۱ آیات میں کہا گیا

ہے۔ ''مومن مرد اور مومن عورتیں، یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں، بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں۔ یہ لوگ ہیں۔ جن پر اللہ کی رحمت نازل ہو کر رہے گی۔''

عورت کی سربراہی

مملکت اسلامیہ میں عورت کی حکمرانی کے متعلق (دیوبند سکول کے) عالم دین مولانا اشرف علی تھانویؒ کے فیصلے کے مطابق ایک قابل اور ہر طرح کی اہلیت رکھنے والی مسلمان خاتون ان نمائندگان قوم کے صلاح مشورے کے ساتھ اسلامی حکومت کی سربراہی کر سکتی ہے، جن کی اکثریت کسی آڑے وقت پر ضرورت کے تحت اس کی حکمرانی کو ختم کر سکیں۔ ۱۸۲۶ء تک بھوپال کی حکومت میں تین حکمران خواتین کا دور رہا ہے۔ ان میں سے تیسری خاتون بیگم سلطان جہاں، ۱۹۲۶ء، ۱۹۰۱ء تک حکمران رہیں۔ انہوں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور انجمن حمایتِ اسلام کی گراں قدر خدمات انجام دیں۔

(نور اسلم، 1989، ص 57-61)

مسلم خواتین کی تعلیمی حیثیت

اسلام نے عورت کو زندگی کے مختلف شعبوں میں اپنی روحانی، مادی اور عقلی صلاحیتوں کو کام میں لانے کا حق عطا کیا ہے۔ پیغمبرِ اسلام ﷺ نے مرد عورت دونوں کے لئے علم حاصل کرنا لازمی قرار دیا۔ آپ ﷺ اکثر عورتوں کو مذہبی و اخلاقی تعلیم دینے کی غرض سے ان کی علیحدہ جماعتوں سے مخاطب ہوا کرتے تھے۔ قرآنِ کریم میں بھی جب حاصل کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے تو ایمان والے مردوں اور عوتوں دونوں اصناف کو مخاطب کیا جاتا ہے اور علم و ایمان والوں کے بلند درجات کی خوشخبری سنائی جاتی ہے۔ (نور اسلم، 1989، ص 62)۔ اسلامی معاشرے کے آغاز میں نمایاں پہلو یہ تھا کہ عورتیں اور مرد اکھٹے تعلیم حاصل کرتے تھے، بارہویں صدی کا مشہور سیاح ابنِ جوبیر کے مطابق اکثر مخلوط تعلیم کی کلاسیں ہوا کرتی تھیں۔ ان تعلیم مقامات کو مکتب کہتے تھے۔ امام سخاوی، پندرھویں صدی کے مورخ مردوں کے ہمراہ تعلیم حاصل کرنے والی خواتین کی لمبی فہرست بیان کرتے ہیں۔

مسلم خواتین کی اکثریت ناخواندہ ہے۔ ان کی معاشی و معاشرتی پسماندگی اور ان کی پسی ہوئی محروم حالت میں ان کی ناخواندگی کا بہت بڑا حصہ ہے۔ ایک ترقی پذیر مسلم ملک میں مسلم خواتین کی مردوں کے برابر شہری ہونے کے ناطے سے گھریلو و معاشرتی ذمہ داریوں سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ لیکن جب تک مسلمان عورت اپنے اسلامی حقوق سے آگاہ نہیں ہوگی اور ان کے حصول کے لئے آواز نہیں اٹھائے گی، اس وقت تک معاشرے کی بہتری و ترقی کے لئے وہ کوئی قدم نہیں اٹھا سکتی، اسلامی تعلیمات کی رو سے عورت کو اجازت ہے کہ وہ اخلاقی و مذہبی اقدار کے مطابق کوئی بھی طرزِ زندگی اختیار کر سکتی ہے۔ اسے تعلیمی، قانونی اور معاشی میدان میں وہی حقوق حاصل ہیں۔ جو اسلام نے مردوں کو دیئے ہیں۔

اسلام فطرت انسانی کے تمام تقاضوں کو پورا کرتا ہے

دین اسلام چونکہ دینِ فطرت ہے، اس لئے انسان خواہ مرد ہے عورت۔ کسی کو بے بسی یا مجبوری کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ حضور ﷺ کی تعلیم نے انسانی رشتوں کو اس طرح ایک دوسرے پر استوار کیا ہے کہ اگر اسلامی قوانین وضوابط کی ہدایات کے مطابق عمل کیا جائے تو خاندانی نظام کا ماحول خوشگوار و پرامن ہو سکتا ہے۔ میاں بیوی، بہن، بھائی، والدین کے حقوق کی ادائیگی صحیح طریقے سے کی جائے تو کسی کو کسی سے شکوہ و شکایت نہیں رہے گی، اور انسانی حقوق سے کوئی انسان محروم نہیں رہے گا۔

مسلمان عورت کا کردار

خواتین کے کردار کا ایک اہم خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔ اس حوالے سے اصلاح احوال میں خواتین کا انفعالی کردار تو یہ ہے کہ وہ ہر اس عمل سے اجتناب کریں۔ جو برائی کا باعث ہو مثلاً بیجا نمود و نمائش سے گریز کریں۔ فضول رسوم و رواجات پر خرچ نہ کریں، شوہروں پر بیجا خواہشات کا بوجھ نہ ڈالیں۔ ان کا فعال کردار یہ ہے کہ وہ مثبت طور سے اپنے آپ کو شرافت اور اخلاص اور ایثار کا نمونہ بنا کر سامنے آئیں۔ امن سلامتی، راستی اور عزم و ہمت کو شعار بنائیں۔ حسبِ استطاعت اپنا فالتو وقت فلاحی کاموں میں لگا کر خواتین کی بہبود کے کام کریں۔ (شمع سکندر 1409ھ، ص35)۔ ایک مسلمان ماں کی حیثیت سے عورت کا فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت صحیح خطوط پر کرے ان میں صحیح اسلامی عقائد و اخلاق کی تخم ریزی کرے۔ انہیں تن آسانی کے بجائے محنت و مشقت کا عادی بنائے اور ان میں حرص اور خودغرضی کے بجائے ایثار، اخلاص اور قناعت کے جذبات پیدا کرے، انہیں ہمیشہ معاشرے اور ملک و ملت کے لئے مفید تعمیری اور فعال کردار ادا کرنے پر اکساتی رہے۔ تاکہ وہ اسلامی نظریہ حیات کی خاطر جان کی بازی تک لگانے کے لئے تیار رہیں۔

(سید بی بی 1409ھ، ص13)

غرض خواتین کو چاہیے کہ اپنی تمام خواہشات کو اس دین کے تابع بنائیں۔ جس کو محسن نسواں سرکار دو عالم نبی پاک ﷺ لے کر آئے ہیں اور اپنے گھروں میں ایسا ہی ماحول تیار کریں۔ جہاں نیکی کی کھیتی پھلے پھولے اور برائی کو سر اٹھانے اور پنپنے کو موقع نہ ملے۔ برائیوں کے انسداد کے لئے بھی ایک اہم تدبیر یہ ہے کہ لوگوں میں مسؤلیت کا احساس پیدا کیا جائے۔ یہ احساس رائے عامہ کے حوالے سے بھی ہو اور آخرت کی جواب دہی کے حوالے سے بھی۔ رائے عامہ کو برائیوں کے سلسلے میں اس درجہ بیدار کر دیا جائے کہ برائیوں کا ارتکاب کرنے والا رائے عامہ کا سامنا کرنے سے خوف کی وجہ برائی سے باز رہے۔ لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات راسخ کر دی جائے کہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں۔ اس سب کچھ کا انہیں آخرت میں حساب بھی دینا ہے تو وہ برائی سے اجتناب کریں گے۔ (ابوالاعلیٰ مودودی 1977، ص199)۔ عمومی انسدادی تدابیر کے بعد ذیل میں چند ایسی تدابیر کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جن کا خاص طور سے عالم نسواں سے تعلق ہے۔

اصلاح باطن

اصلاح باطن کا محرک اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور آخرت پر ایمان ہے۔ جب تک مومن عورت کو اسلامی نقطۂ نظر سے اپنے مرتبہ و مقام، اپنے حقوق، اپنے فرائض اور اپنی حدود کا شعور حاصل ہو جائے تو وہ از خود نیکیوں کی طرف لپکے گی اور معاشرے میں اعلیٰ اسلامی اقدار کو فروغ حاصل ہوگا۔

(ابوالاعلیٰ مودودی 1979، ص260، 261)۔

لباس اور زینت کی حدود

اسلام مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے خوشنما لباس اور زینت و یبائش کے وسائل کی حمایت کرتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ اس کی حدود بھی متعین کرتا ہے اور ان کی پابندی پر شدت کے ساتھ زور دیتا ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے لباس زینت سے کہیں بڑھ کر ستر پوشی کا ذریعہ ہے۔ یہ تقاضا پورا کرتا ہے، تصنع، تشبہ بالغیر اور اسراف و تبذیر کی صورت پیدا نہ ہو تو لباس کا ہر ڈیزائن اسلامی ہوگا۔ عریانی کو اسلام قطعاً گوارا نہیں کرتا۔ حتیٰ کہ احادیث سے ثابت ہے کہ میاں بیوی کو خلوت میں بھی جانوروں کی طرح بے محابا برہنہ نہیں ہونا چاہیے۔ (سنن ابن ماجہ، باب التستر عند عند الجماع)۔ نیز اگر لباس ستر پوشی کو تقاضا پورا نہ کرے تو وہ بے کار ہے اور اس قسم کا لباس پہننے والی عوتوں کے لئے دوزخ کی وعید ہے۔ (صحیح مسلم باب النسا الکاسیات العاریات)۔

مرد و زن کے اختلاط سے اجتناب

مرد و زن کے آزادانہ اختلاط کی وجہ سے برائیوں کو فروغ ملتا ہے۔ لہٰذا اسلام نے اس سلسلے میں بھی واضح حدود متعین کی ہیں۔ عورت کا اپنے شوہر کے علاوہ اور کسی مرد کے ساتھ آزادانہ اختلاط جائز نہیں۔ اس سلسلے میں احادیث نبوی بالکل صریح ہیں۔ حتیٰ کہ اس سلسلے میں رشتے داروں میں سے دیور اور جیٹھ تک کو موت قرار دیا گیا ہے۔ (جامع ترمذی باب کراھت الدحول علی المعینات، باب فی نہی عن الدحول علی النساء)۔ مزید برآں مرد کے لئے نامحرم عورت کے لمس کی قطعی ممانعت ہے۔ اس سلسلے میں نبی اکرم ﷺ خود اس درجہ احتیاط فرماتے تھے کہ عورتوں سے بیعت لیتے وقت ان سے زبانی اقرار لیتے تھے۔ ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں نہ لیتے تھے۔ (صحیح البخاری باب بیعت النساء)۔ حالانکہ آپ ان کے لئے بمنزلہ باپ کے تھے۔ یہاں یہ وضاحت مناسب ہوگی کہ شدت کے یہ احکام جوان عورتوں کے لئے ہیں، عمر رسیدہ خواتین ان سے مستثنیٰ ہیں۔

(ابوالاعلیٰ مودودی 1979، ص 291)۔

باہر نکلنے کی حدود

لباس اور ستر کے حدود کے ساتھ عورتوں پر پابندی لگائی گئی کہ اپنے گھروں میں وقار سے بیٹھی رہو اور زمانۂ

جاہلیت کے سے بناؤ سنگار نہ دکھاتی پھرو۔ (القرآن، سورۃ الاحزاب 33:33)۔اس دور میں خواتین تحریک اسلامی میں نمایاں عملی کردار ادا کرتی تھیں۔ عائلی ذمے داریوں کے ساتھ ساتھ وہ بہت سی سیاسی و معاشرتی سرگرمیوں میں بھی شرکت کرتی تھیں۔(القرآن النساء 1409ھ،ص 184)۔ جب عورتوں کے گھر سے باہر نکلنے پر پابندی کی آیت نازل ہوئی تو مردوں نے اس سلسلے میں شدت اختیار کی۔اس کی شکایت آنحضورﷺ کو پہنچی تو آپﷺ نے وضاحت فرمادی کہ عورتوں کو ضرورت کی صورت میں گھر سے باہر نکلنے کی اجازت ہے۔

(صحیح البخاری وصحیح مسلم، باب الخروج النساء)

مخلوط تعلیم کا مسئلہ

تعلیم جیسی مردوں کی ضرورت ہے۔ویسی ہی عورتوں کی بھی ہے۔لیکن اس سے یہ مطلب نہیں نکالنا چاہیے کہ اسلام مخلوط تعلیم یعنی عورتوں اور مردوں کے لئے ایک ہی نوعِ انسانی کی تکثیر کے لئے قدرت نے مندرجہ ذیل ادوار قرار دیئے ہیں:

حمل ولادت پرورش

یہ عورت کے طبعی اور قدرتی فرائض ہیں۔ جو قدرت نے مقرر کئے ہیں اور دنیا میں کوئی بھی ان کی صداقت سے انکار نہیں کر سکتا۔اس حوالے سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ نظام کائنات میں اس کا درجہ کیا ہے؟ اس کی زندگی منزلی ہے یا خارجی؟ وہ اپنے فرائض کو گھر میں رہ کر ادا کر سکتی ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ تجارت گاہوں، پولیٹیکل اور تمدنی جولان گاہوں میں جا کر زندگی کی کشمکش میں حصہ لے۔عورت کو سمجھنا چاہیے کہ اس کی زندگی کا اوّلین حیاتِ منزلی کے احترام کو قائم رکھنا اور تربیتِ اولاد کے صحیح وفطری اصول پر کاربند رہنا ہے۔وہ اس لئے وضع نہیں ہوئی کہ دنیا کے ہنگاموں میں حصہ لے کر اپنے دماغ کو متاثر کرتی رہے۔وہ صرف اس لئے پیدا ہوئی کہ عالم میں اپنے لطیف وشریف جذبات سے آرام وسکون پھیلائے۔

ارشادِ ربانی ہے۔

"خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنو الیھا و جعل بینکم مودۃ و رحمۃ"

یعنی "خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے خود تم میں سے جوڑے بنائے۔تاکہ تم ان کے پاس
سکون حاصل کرو۔اس نے تمہارے درمیان مودت اور رحمت رکھ دی ہے۔"

عورت کی ساری دنیا اس کا مکان، اس مکان کی تنہا آبادی اس کی اولاد ہے۔اگر وہ کام کرنا چاہے تو اپنی اس مختصر اور محدود آبادی کے انتظام سے فرصت نہیں پا سکتی۔پس وہ اگر اس سے غافل ہے تو سمجھنا چاہیے کہ وہ تمام عالم سے بے پرواہ ہے۔عورت کی خدمات اس قدر ضروری ہیں کہ دنیا کو ہمیشہ اس کی ضرورت تھی اور رہے گی۔اس لئے اپنے حقیقی فرائض سے منحرف ہو جانا نظامِ عالم کا مضطرب ہو جانا ہے۔اس کی کمی کو جو عورت کے جادۂ اعتدال سے ہٹ جانے سے پیدا ہوئی ہے۔دنیا کی کوئی سائنس پورا نہیں کر سکتی؟

عورت کی وہ تنہا صفت جو اس کو مردوں سے ممتاز کرتی ہے۔صرف یہ ہے کہ اس کا گھر تہذیب وتمدن کی آغوش ہے۔اس کی آغوش تربیت وشائستگی کا گہوارہ ہے۔

اسلامی طریقے کو پنا کر عورت ملت اسلامی کے لئے پاکیزہ روح کا کام دے سکتی ہے۔اسے چاہیے کہ وہ اپنے منشائے تکوین کو پورا کرے اور عورت رہتے ہوئے نظامِ عالم میں اپنا کردار ادا کرے۔وہ گھر کی ملکہ ہے۔لہٰذا تدبیر منزل اس کا اصل وظیفہ ہے۔اس حوالے سے بچوں کی اعلیٰ اخلاقی تربیت اس کا فریضہ ہے۔نیز اس اپنے شوہر کے لئے وجہ تسکین ہونا چاہیے۔اس طرح خاندان کی عزت وشرافت کا تاج عورت کے سر پر سج سکے گا۔

(مسرت شوکت چیمہ 1998،ص51)

WOMEN RIGHTS AND DUTIES IN THE LIGHT OF TEACHING OF MUHAMMAD (PEACE BE UPON HIM)

MISS. MUSRAT MUKHTAR- KARACHI.

In Pre-Islamic days, women through out the world were subjected to great indignities. No religion had allowed them equally; none gave them a share in the property of their parents or husbands. They were looked upon as a source of share and humiliation to the family. Women had no social status and no rights and were treated more or less as personal slaves.

With the coming of Islam, the position of women was raised to a respectable and honorable one in society. This Islam came as the liberator and benefactor of women.

The Quranic tracings are that women should be held in honor and their rights recognized in marriage, property and inheritance. It says:

"____ To men a fortune from that which they earn_____, to women a fortune from that which they earn_____."

(4:32)

Women in Islam are not to be regarded as personal slaves and not to be inherited. Also they are not to be treated with harshness.

'The life and Teachings of Hazarat Muhammad (Peace Be Upon Him) says':

"I often think that women are more free in Islam than in Christianity. Women are more respected by Islam than by faith which preaches monogamy."

The Holy Quran, mentions again and again that men and women are created having similar nature. All the articles of faith, al beliefs and all acts of worship are equally applicable and binding on both men and women.

Islam respects women in all roles of their lives, as mother, sister, wife and daughter.

The fundamental Principal, with regard to women, is that they should be held in

honor: the mother that bore us must ever have reverence, the wife who is our best companion should be treated well. Men and women are quite equal to each other in their origin.

"O Ye mankind! Fear Your Lord, who created you of a single soul and the thereof its spouse and from the pair of them spread abroad many men and women."

(4:1)

Surah IV (Nisa), in the Quran deals with women. It begins with ad appeal to the solidarity o mankind, the rights of women. It recognizes the rights of women, pertaining to marriage, property and inheritance. Women as human beings are entitled to similar rights of life, honor and property.

In Islam the number of wives for the believers was reduced to four. Unlimited polygamy had been common practice and thus it was a great progress for the rights of women. A marriage contract must be written. The marriage gifts is usually in gold jewelry, today it can be a very large one, but it can also be only an iron ring, as it was in the case of a poor groom reported in the Hadith's. "And give women (on marriage) their dower as a free gift; but if they of their own good pleasure, remit any part of it to you, take it and enjoy it with right good cheer"

(Qur'an 4:4)

She has right to her own wealth and must not share it with her husband or use it for the maintenance of the family. The maintenance of the family is the responsibility of the husband alone and there fore the financial burden of men far exceeds those of women. This is also the reason why a woman's share from an inheritance is only half of the share of a male.

Islam vehemently advocates family life. It strongly encourages youths to get Married, discourages divorce and does not regard celibacy as a virtue. Therefore family Life is the norm and single life is the rare exception. That is, almost all marraigeaged women and men are married in Islamic society.

It should be noted that in most Muslim societies today the practice of polygamy is rare since the gap between the numbers of both sexes is not huge. One can safely say

that the rate of polygamous. Marriages in the Muslim world are much less than the rate of extramarital affairs in the West. In other words, men in the Muslim world today are far more strictly monogamous than men in the Western world.

Qur'an gives women a substantial role in choosing their own life partners. It lies down: "Do not prevent them from marrying their husbands when they agree between themselves in a lawful manner."
(Qur'an 2:232)

Thru prophet recommended the suitors see each other before marriage. It is unreasonable for two people to live together and be intimate when they know nothing of each other. The couples are permitted to look at each other with a critical eye. This ruling does not contradict the verse, which says that believing men and women should lower their gaze. The choice of a partner by a virgin girl is subject to the approval of the father or guardian under 'Maliki School'. This is to safeguard her welfare and interests.

The prophet said: "The widow and the divorced woman shall not be married until she has consented and the virgin shall not be married until her consent is obtained." The Prophet did revoke the marriage of a girl, who complained to him that her father had married her against her wishes.

RIGHTS OF HUSBANDS OVER WIVES:-

Obedience to Husband:-

The wife is ordained to obey her husband in worldly affairs. The Holy Prophet (Peace Be Upon Him) was so much strict in this regard that once he said:

"If I could order to prostrate some one else, besides Allah, I would have commanded the wife to prostrate before her husband."
(Mishkat and Tirmizi)

This shows that the wife is ordered to have complete unity with her husband in their family affairs.

Custody of the Husband's Property and her Sanctity.

Allah says in this regard in his Holy Book:

"Men are in charge of women because Allah hath made the one of them to excel the other, and because they spend of their property (for the support of women).

So good women are the obedient, guarding in secret that which Allah had guarded. As for those from whom ye fare rebellion, admonish them and banish them to beds a part and scourge them, and of they obey you, seek not a way against them Lo1 Allah is ever High, Exalted, Great".

(An-Nisa:34)

The Holy Prophet (Peace Be Upon Him) says in this respect:

"The best wife is one who leases her husband when he looks at her; she carries out your orders, whenever you order then and who guards your property and her sanctity in your absence from home."

(Nisai)

Patience and Forbearance

A good wife has a cheerful attitude of resignation an under standing in sorrow, defeat or suffering as opposed to murmuring and rebellion. She contented with what her husband earns for his livelihood, and never puts demand beyond her husbands' means.

Relation With Husband's Kith and Kin:

The husband has a right over his wife that she takes care of him and tries her best not to disturb him. She is also expected to give due regard to the husband's relations and friends in the same way as in given to her own kith and kin.

Allah says in the Holy Quran:

"And they (Women) have right similar to those (of men) over them in kindness and men are a degree above them."

(Sura-Al-Baqarah:228)

This verse clearly shows that both husband and wife have equal rights upon each other. Both men are one degree above women.

In his renowned address to the Muslims the entire World over during his Farewell

Pilgrimage the Holy Prophet (Peace Be Upon Him) said about the matrimonial life of husband and wife.

"Ye people! Ye have rights over your wives and your wives have rights over you. Treat your wives with kindness and love; verily you have taken them on the security of Allah".

The women have the following rights over husband, as laid down in the Holy Quran and the Sunnah:

WOMEN RIGHTS OVER HUSBAND

Payment of 'mehr':

Mehr is the money given by the husband to his wife or her guardians at the time of matrimonial alliance (nikh). This sum of money is obligatory and must be paid, or promised to be paid later unless it is forsaken by the wife of her free will: The husband is duty bound to pay the 'mehr' money as and when demanded by the wife. Allah ordains in the Holy Quran.

"And give unto the women (whom Ye marry) free gift of their marriage portions; but of they of their own accord remit unto you a part thereof, then Ye are welcome to absorb it (in your wealth)".

Provision of Basic Needs of Life:

Wives have a right over their husbands to provide them basic necessities of life, like food, clothing, shelter, medical aid, etc.

Allah says in the Holy Quran:

"Provide for then (Wives) the rich according to his means and the strained according it his means, a fair provision. (This is) a bounden duty for those who do good." (Al-Baqarah: 236)

Justice ad Fairly:

The husband should be just and righteous in his dealings with the wife. He should provide her protection against all evils; he should be just and deal with equity, in case he

has more than one wife, he should share with each wife all the problems concerning their family. In case a person divorces his wife, it is his duty to treat her fairly well; and arrange for her some money for her sustenance fir a certain period according to the tenets of Islam.

Hazarat Muhammad (Peace Be upon Him) says:

"A Muslim must not be harsh in treatment to his wife, and if he is displeased with one bad quality in her, then let him pleased with another which is good".

"A virtuous wife is a Man's best treasure".

"The world is full of objects of joy and delight and the best source is a pious and chaste women (wife)".

"Some people marry beauty, others ranks, while others wealth, but you should marry good and pious woman.

In Quran (4:34)

"Men are the protectors and maintainers of women, because God has given the one more (strength) than the other, and because they support them from their means... Therefore the righteous women are devoutly obedient, and guard in (the husband's) absence what God would have them guard-------".

Muslims women should particularly remember the above commandment of God that they be obedient to their husbands- as long as the husbands do not ask them to do anything sinful. They are Not to disobey their husbands or do "Tit-for-Tat' with them. Wives can certainly discuss matter with their husbands but the final decision has to rest with the husbands, and good Muslim wives, as per God's orders above, must obey the husbands.

In Quran (24:31)

"And say to the believing omen that they should lower their gaze and guard their modesty; that they should not display their beauty and ornaments except what (must ordinarily) appear thereof; that they should draw their veils over their bosoms, and not display their beauty except to their husbands, their fathers, their sons, their brothers..."

It is very clear from the above commandment of Allah that women should not go

out displaying their beauty and ornaments except before their husbands and nearest of kin (Mahrams). Muslims women are permitted to show only their faces, their hands up to the wrists. and their feet up to ankles. The rest of the body must be kept covered-preferably with an outer garment when going out in public.

Ahadee: -

Asma, a lady came to Hazarat Muhammad (Peace Be Upon Him) wearing thin clothes. Hazarat Muhammad (Peace Be Upon Him) turned away his face from her and said, "O Asma! When the woman attains her majority, it is not proper that any part of her body should be seen except this and this". And Hazarat Muhammad (Peace Be Upon Him) pointed to his face hands.

Allah's Test for decent Muslim women in this regard is for them to just close their eyes and concentrate and think themselves in the presence of Hazarat Muhammad (Peace Be Upon Him) and consider whether they would dare to come before him in the kind of dresses they are wearing in their mixed parties will all their make-up, ornaments and perfumery. Let their God-fearing hearts give them the right answers.

Ahadees: -

"The best woman is she who gladdens her husband when he looks up to her, and boys him when he tells her anything".

Islam is just a practical system of life. While giving to women their rights it dose not lose sight of their nature, and differentiates between man and woman when such differentiation becomes necessary according to their nature and the functions, which they have to perform in life.

"Men are the maintainers of women because of what Allah has made some of them excel others and by reason of what they spend out of their wealth". (4:34)

This point to the duties of wives, foremost among them is to guard their virtues and remain obedient to their husband and also to protect their interests in their absence as ordained by God.

With regard to the right of women to work and move in public, it may be said that:

Islam does not forbid them. History hears witness to the fact that in the days of the Holy prophet (Peace Be Upon Him) and those of the rightly- guided caliphs-women took an active part in life. They worked as nurses' teachers and engaged themselves in such professions as suited them but they were, at the same time, bound to observe strictly the rules of morality.

Modesty, according to the Prophet (Peace Be Upon Him) is the branch of faith, hence the need for modesty is the same in both men and women. But an account of the differentiation of the sexes in nature, temperaments and social life, a greater amount of privacy is required for women than man.

The equal status of men and women thus recognized in spiritual matters and they are also equal in their rights to live an honorable life. The position of women as mother is highly exalted and according to the Prophet (Peace Be Upon Him).

"Paradise lies underneath the feet of mothers"

And man is joined to be kind to his parents and particularly to the mother who bore him in pain and in plain did she give him birth (45:15)

As reported by both Bukhari and Muslim, when a man asked the Prophet (Peace Be Upon Him) as to who had the first claim to his good treatment, 'mother' was the answer, the same answer was repeated three times and he thereafter said! 'Then Your Father'.

CONCLUSION

Women, in Islam, are considered equal with men in their rights to enter into contracts and to hold property and dispose of it as they wish. They enjoy economic *independence and possess all such rights as give them an equal human status with men* but they are required to observe certain rules of morality so the promiscuity may not lead to corruption.

In Muslim society a woman is as important and respectable as a man. But as Islam believes that their duties differ from each other, woman has a more important and

holy duty to perform than that of man. She is to work as a mother and teacher of the nation.

What a noble tribute! Therefore it is as a mother that a woman may serve her nation in the best possible way. It does not mean that Islam stops women from taking part in the social, economic or cultural fields of life. A Muslim woman is supposed to be as well read as a Muslim young man, she may take part in the political activities of the country in her own way. She may even organize the departments of her country's government in times of emergency. When required, she may also work in hospital, schools and colleges. But all these jobs are secondary, and Islam approves them for women only if they do not hinder the performance of her basic duties as a mother and a wife. Thus Muslim society wants her women to work, not 'as men' but in co-operation with men.

مسلم خواتین کے حقوق و فرائض
تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

نزہت رئیس ۔ کراچی

دستِ حنا سے گیسوئے گیتی سنوار دو
تم عارضِ حیات کو آؤ نکھار دو

عورت وہ شریک حیات ہے۔ جس نے سرکارِ دو عالمﷺ کی تصدیق کر کے پہلی مسلم خاتون ہونے کا شرف حاصل کی۔ عورت وہ بہن ہے جو اپنے الفاظ کے سحر سے عمر بن خطاب کو فاروق اعظمؓ بنا دیتی ہے۔ عورت وہ ماں ہے جو حجاج بن یوسف سے برسرِ پیکار رہنے کے لئے عبد اللہ بن زبیر کو استقامت کا ولولہ انگیز درس دیتی ہے۔ عورت وہ مجاہدہ ہے کہ جس کے بارے میں آنحضرتﷺ نے ارشاد فرمایا۔

''یومِ احد کو دائیں بائیں جدھر بھی رخ کیا میں نے اُم عمارہ کو اپنی مدافعت میں لڑتے ہوئے پایا''

عورت حق گوئی اور بے باکی کا وہ مجسمہ ہے جو حضرت خولہؓ کے پیکر میں فاروقِ اعظمؓ جیسے جلیل القدر خلیفہ کو نصیحت کرتی اور خدا کے سامنے جواب دینے کا احساس دلاتی ہے۔

عہد حاضر کی مسلم عورت اپنے مقام سے کیوں ناواقف ہوگئی۔ اپنی اہمیت کو فراموش کر بیٹھی۔ اپنے مقصد تخلیق کو بھلا بیٹھی مغرب کی رنگینی نے اپنا جادو دکھایا اور آزادی نسواں کے دل خوش کن نعرہ نے شکر کوٹیڈ زہر کا کردار ادا کیا۔ یہی نعرہ قاہرہ اور بیجنگ کی کانفرسوں تک لے گیا۔ آج جب ہم حالات کا جائزہ لیتے ہیں تو اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ہر طرف حق کا نعرہ لگ رہا ہے خواہ وہ حاکم ہو یا محکوم، سرمایہ دار ہو یا مزدور، استاد ہو یا شاگرد، آجر ہو یا اجیر اس کشمکش نے طرح طرح کے مسائل کو جنم دیا۔ غمخواری رخصت ہوئی۔ خود غرضی کے حکمرانی ہوگئی۔ نفرتوں کی آگ روشن ہوئی اور محبتوں کے چراغ گل ہوگئے۔ ہر شخص اپنے آپ کو مظلوم تصور کر رہا ہے۔ فریقِ مخالف کے لئے غاصب، ظالم اور بدخواہ کے تصورات فروغ پار ہے ہیں۔ یہ سب اسلام کی تعلیمات سے دوری کا نتیجہ ہے۔ عام طور پر آزادی خواتین کا منشور رکھنے والی تنظیمیں بھی حق حق کی رٹ لگائے ہوئے ہیں۔ اس سلسلہ میں کانفرنسیں منعقد ہوتی ہیں سیمینار کئے جاتے ہیں۔ جوش و جذبات سے پر دھواں دھار تقاریر کی جاتی ہیں۔ بہنیں سمجھتی ہیں کہ یہ کارروائی طبقۂ نسواں کو حقوق دلانے میں

کامیاب ہوگی۔ ہاں البتہ مغرب کے پروپیگنڈہ نے بغاوت کے جذبات کو ضرور فروغ دیا اور جوں جوں اس کا اثر بڑھ رہا ہے۔ مشرقی معاشرہ بھی اس فحاشی اور بے حیائی کی طرف بڑھتا چلا جا رہا ہے جس کے نتیجہ میں ہمارے گھر سکون سے محروم ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ خوشگوار ماحول کو ہم ترس رہے ہیں اور تعاون کی فضا دن بدن کم ہو رہی ہے۔

اے محترم بہنو! اس سے قبل کہ یہ جادو تمہیں مبہوت کر دے تم اپنے فرض کو پہچانو۔ اپنی آنکھیں کھولو اپنے شعور کو بیدار کرو اپنی آگہی سے کام لو ایسا نہ ہو کہ مغرب کی نقالی کسی بھیانک انجام سے دو چار کر دے۔

یہ انجانی منزل پر غفلت میں آ پہنچی ہے
گھر کا اک چراغ تھی جو محفل میں آ پہنچی ہے
خواہش پیسہ کمانے کی دفتر تک لے آئی ہے
حرص و طمع کی سبقت نے کیسی قیامت ڈھائی ہے

مسلم خاتون کے حقوق

آیئے اس بات کا جائزہ لیں کہ اسلام نے طبقہ نسواں کو کون سے حقوق عطا کئے۔ یہ موضوع اس لئے بھی بہت نازک ہے کہ مغرب کے نام نہاد دانشوروں نے جب اسلام کے خلاف اپنی خطابت اور قلم کے جوہر دکھائے تو یہاں اس میں روانی آ گئی اور انہوں نے ساری توانائیاں یہ ثابت کرنے پر صرف کر دیں کہ عورت پر اسلام نے نعوذ باللہ بڑے ظلم کئے۔ اس کو گھر کی چار دیواری میں مقید کر دیا ہے اس کو اپنی صلاحیتوں سے کام لینے کی اجازت نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ آیت جس میں مرد کی قوامیت کا ذکر کیا گیا ہے اس کو مغرب کے دانشوروں نے اپنے من مانی تشریح کے ساتھ نمک مرچ ملا کر پیش کیا۔ لہٰذا اس عنوان کے تحت ان حقوق میں ایک جھلک دکھانا چاہوں گی جو اسلام نے ہمیں عطا کئے اور جن کے نتیجہ میں آج بھی ہماری خانگی زندگی کا سکون برباد نہیں ہوا اور مغرب کا خاندان تباہی کے جس ہولناک دہانے پر کھڑا ہوا ہے خدا کا شکر ہے کہ ہم ابھی اس سے بچے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آئندہ بھی محفوظ رکھے۔

گفتگو کا سلسلہ ہم تاریخ کے اوّلین واقعہ یعنی قصۂ آدم سے شروع کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ عیسائی کلیسا کے معماران نے سارا قصور عورت پر ڈال دیا اور اس کو جنت سے نکالے جانے کا سبب قرار دیا جبکہ پورے قرآن میں ہر جگہ تشدیہ کی ضمیر استعمال ہوئی اور اس طرح مرد و عورت دونوں کو مساوی طور پر قصوروار قرار دیا گیا مثلاً

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ[1]

پس ان دونوں کو شیطان نے پھسلا دیا اور باہر نکال دیا گیا ان دونوں کو اس مقام سے جہاں وہ دونوں تھے۔ یہ حسین انداز بیان عورت کو عظمت و سربلندی سے ہمکنار کرتا ہے اس کے علاوہ بھی جہاں نیک اعمال پر اجر و ثواب کا ذکر قرآن کریم کرتا ہے دونوں

کے لئے مساوی اجر کا اعلان کرتا ہے۔

و للرجال نصیب مما اکتسبوا و للنسآء نصیب مما اکتسبن ط (النساء۔۳۲)

وسئلوا اللہ من فضلہ۔

ترجمہ: مردوں نے اپنے عمل سے جو کچھ حاصل کیا ہے اس کے مطابق ان کا حصہ ہے اور عورتوں نے اپنے عمل سے جو کچھ حاصل کیا ہے اس کے مطابق ان کا حصہ ہے۔

غرض ثابت ہوا کہ فضائل کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ملنے والے اجر میں مرد اور عورت میں کوئی تفریق نہیں کی گئی۔ عورت پر بھی اسی طرح برکتوں اور رحمتوں کے دروازے کھول دیئے گئے جس طرح اطاعت کرنے پر مردوں کے لئے اجر کا اعلان ہوا۔ مرد اور عورت کے لئے روحانی اخلاقی اور مادی ترقی کی راہیں کھلی ہوئی ہیں۔ یعنی عورت بھی عبادت کر کے اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرسکتی ہے۔ اخلاقی فضائل کو اپنا کر باطنی ارتقاء کے مدارج سے طے کرسکتی ہے۔ وہ واقعہ بہت مشہور ہے کہ حضرت اسماء بنت یزید انصاریہ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عورتوں کے حقوق کے حوالہ سے پرزور تقریر کی تھی تو آنحضرت ﷺ نے حضرت اسماءؓ کی مدح کی اور عورتوں کے عمل صالح پر اجر کا اعلان فرمایا اور حضرت اسماءؓ کے طریقہ وکالت پر خوشی کا اظہار بھی کیا۔

قرآن کریم کے مطالعہ سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ مرد اور عورت دونوں یکساں طور پر قرآن کے مخاطب ہیں قرآن کریم یٰایھا الناس (اے لوگو) یا بنی آدم (اے اولاد آدم) اور یٰایھا الذین اٰمنوا (اے ایمان والو) کہہ کر مخاطب کرتا ہے۔

تخلیق کے اعتبار سے بھی دونوں کو یکساں قرار دیتا ہے جب اعلان کرتا ہے۔

فاطر السموت والارض ط جَعَلَ لَکُمْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجاً......

آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کے جوڑے بنائے اس طرح اللہ کے قانون کی پابندی کرنے میں بھی مرد اور عورت دونوں کو مساوی رکھا گیا ہے۔

جیسا کہ ارشا ہوتا ہے۔

''کسی مومن مرد اور مومن عورت کو یہ اختیار نہیں کہ اللہ اور رسول ﷺ کے فیصلہ کے بعد اپنے بارے میں خود کوئی فیصلہ کرے۔''

ملکیت کا حق بھی دونوں کے لئے مساوی طور پر رکھا ''مردوں نے جو کمایا اس میں ان کا اور عورتوں نے جو کمایا اس میں ان کا حصہ ہے۔'' وراثت میں بھی دونوں کو شریک کیا گیا ہے۔ البتہ ذمہ داریوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے دونوں کی مقدار الگ الگ رکھی ہے۔ معاشرہ کی اصلاح اور درستگی کے لئے عمل انجام دینے میں بھی مرد اور عورت کے لئے یکساں فرائض کا تعین کیا گیا۔ ''مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں۔''

عزت و وقار قائم کرنے کے سلسلہ میں مرد اور عورت دونوں یکساں ہیں۔

''اے ایمان والو! ایک گروہ دوسرے گروہ کا مذاق نہ اُڑائے ہوسکتا ہے وہ ان سے بہتر ہو اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اُڑائیں ہوسکتا ہے وہ ان سے افضل ہوں۔

شریک زندگی کے انتخاب کے معاملہ میں بھی مرد اور عورت دونوں کو پسند اور ناپسند کا اختیار دیا گیا۔ گھر کے معاملات طے کرنے کے سلسلہ میں مرد اور عورت دونوں کو ذمہ دار قرار دیا گیا اور بتایا گیا کہ ان ذمہ داریوں کے سلسلہ میں دونوں سے بازپرس ہوگی۔ خود نبی کریم ﷺ مختلف خانگی اُمور اور میں ازواج مطہرات کے ساتھ تعاون فرماتے نظر آتے ہیں۔ قرآن کریم نے خواتین کے حقوق کا احساس دلایا۔

و عاشروھن بالمعروف۔

اور ان سے اچھے طریقہ پر گزر کرو۔

(النساء۵)

یعنی انہیں دکھ نہ دو۔ ان کے ساتھ شریفانہ برتاؤ کرو۔ ان کے ساتھ نیکی اور بھلائی کا رویہ اپناؤ۔ آنحضرت ﷺ نے اس آیۃ کریمہ کی وضاحت دیتے قول و عمل سے فرمائی۔

ارشاد ہوتا ہے۔

خیارکم خیارکم نِسَاءِ ھِمُ و انا خیر کم نِساءِ یُ۔

تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنی خواتین کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں اور میں تم سب میں اپنی خواتین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا ہوں۔

عورت کو مزید تحفظ دینے کے لئے اس کو مہر کا حق دیا گیا تاکہ وہ معاشی طور پر مستحکم رہے۔

ارشاد قرآنی ہے۔

''اور عورتوں کو ان کے مہر بلا بد دلی دو اور پھر اگر وہ خوشی سے اس میں سے کچھ چھوڑ دیں تو اسے مزے اور خوشگواری سے کھاؤ۔

(النساء۴)

ادائیگی مہر کے معاملہ میں اسلام کا حکم اتنا سخت ہے کہ اگر نکاح کے وقت اس کا تعین نہ ہوا پھر بھی دینا واجب ہے اور اس صورت میں مہر مثل دیا جائے گا اس سلسلہ میں اسلام نے کوئی مقدار مقرر نہیں کی ہے۔ بلکہ فریقین کی حیثیت کو مدِ نظر رکھا جائے گا۔ (بد قسمتی) سے برصغیر کے معاشرہ میں بتیس روپے کو شرعی مہر کا نام دیکر عورت کو حق سے محروم کر دیا گیا ہے۔ ورنہ واقعہ بہت مشہور ہے کہ

جب حضرت عمرؓ کو یہ خیال ایا کہ زیادہ مہر رکھنے کی وجہ سے مسائل پیدا ہو رہے ہیں اور اس کی کم مقدار مقرر کر دی جائے تو ایک عورت نے اعتراض کیا' اے عمرؓ آپ کو اس کا اختیار نہیں دیا گیا۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے خود فرما دیا ہے۔

''اگر تم نکاح کے وقت سونے کا ڈھیر بھی دے چکے ہو تو مفارقت کے وقت واپس مت لو۔''

ثابت ہوا کہ زیادہ سے زیادہ مہر باندھا جا سکتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فوراً اپنے فیصلہ سے رجوع کر لیا اور ارشاد فرمایا' یہ عورت ٹھیک کہتی ہے۔ مجھ سے بھول ہو گئی۔

خطبۂ حجۃ الوداع جس میں آپ ﷺ نے اپنے پیغام کا خلاصہ یہ کہہ کر بتایا۔

''لوگوں! میری باتیں غور سے سنو شاید میں اس کے بعد کبھی تم سے اس جگہ نہ مل سکوں اس میں منجملہٗ دیگر باتوں کے عورتوں کے حقوق انجام دینے کی تاکید فرمائی'' عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو اور ان سے بہتر سلوک کرو کیونکہ وہ تمہاری پابندی میں ہیں۔[1]

ایام جاہلیت میں بیویوں کا کوئی مقام نہ تھا معمولی سے معمولی قصور پر ان کو مارا جاتا تھا۔ مرد کو اپنی بیوی پر لامحدود اختیارات حاصل تھے۔ بیویوں کا کوئی پرسانِ حال نہ تھا۔ حضرت عمرؓ کا یہ ارشاد تاریخ کی کتابوں میں موجود ہے' ہم لوگ اسلام سے قبل عورتوں کو کسی شمار و قطار میں تصور نہیں کرتے تھے۔ جب اسلام آیا تو ان کے بارے میں احکام نازل کئے اور ان کے حقوق مقرر کئے۔

ایک مرتبہ تقریباً ستر عورتیں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنے شوہروں کے سخت رویہ اور مارنے کی شکایت کی۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔

''جن لوگوں نے اپنی بیویوں کے ساتھ یہ زیادتی کی ہے وہ ہرگز اچھے لوگ نہیں ہیں''

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ صحابہ کرام عورتوں سے گفتگو کرنے میں بہت احتیاط کرنے لگے تھے کہ کہیں ان سے متعلق قرآن کی کوئی وحی نازل نہ ہو جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے وفات پائی یعنی (وحی کے نزول کا سلسلہ ختم ہوا) تو ہم نے بیویوں سے کھل کر بات کی۔ صحابی رسول ﷺ کے ان الفاظ سے اسلام کی روح کا پتہ چلتا ہے کہ اسلام عورتوں کو کس عظمت اور سربلندی سے ہمکنار کرتا ہے۔

بعض عورتوں میں حسد کا مادہ ہوتا ہے اور اپنی بات ہر قیمت پر منوانا چاہتی ہیں ایسی صورت میں اگر مرد بھی ضد پر اُتر آئیں تو خاندانی زندگی کا سکوں برباد ہو کر رہ جاتا ہے جس کو اسلام بچانا چاہتا ہے چنانچہ یہاں بھی آپ ﷺ نے شوہروں کو نصیحت فرمائی'

عورتوں کی پیدائش پسلی سے ہوئی ہے جس سے تم اس کے ٹیڑھے پن کے ساتھ کام لے سکتے ہو اگر سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو اس کو توڑ ڈالو گے ایک دوسری حدیث میں ضدی عورتوں کے ساتھ مناسب سلوک کرنے کی تاکید ان الفاظ میں دی ''اپنی بیوی میں کوئی برائی پاکر اس سے نفرت مت کرو اگر تم غور کرو گے تو کوئی اچھی بات بھی اس میں نکل آئے گی۔

پسلی والی حدیث پر بعض لوگ بہت تنقید کرتے ہیں کہ اس کے ذریعہ عورت کو کمتر ثابت کیا گیا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے سرکارِ دو عالم ﷺ نے یہاں عورت کو تحفظ دیا ہے کہ جس طرح پسلی کا ٹیڑھا ہونا عیب نہیں ہے بلکہ اس کی بناوٹ کا حصہ ہے۔ اس لئے پسلی ہونے کا تقاضا یہی ہے کہ اگر وہ اپنی فطرت کے اعتبار سے طبیعت سے مختلف ہے تو تم اس کو زبردستی سیدھا کرنے کی کوشش مت کرو۔

حضرت معاویہ بن حیدہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیویوں کا ہم پر کیا حق ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

جب تم کھاؤ تو اُس کو بھی کھلاؤ اور جب تم پہنو تو اُس کو بھی پہناؤ اور چہرہ پر نہ مارو (یعنی اگر بے حیائی کے ارتکاب پر مارنا پڑے) اور برا بھلا مت کہو۔ ٦

عورت کو بحیثیت بیوی ہی حقوق نہیں دیئے گئے بلکہ بحیثیت ماں اس کے قدموں کے نیچے جنت کا مژدہ سنایا گیا۔ ٧ دنیا میں حسن معاشرت کا سب سے زیادہ مستحق اس کو ٹھہرایا گیا باپ سے اس کے حقوق تین گنا زیادہ بتائے گئے ٨ اور قرآن حکیم نے ماں کی خدمات کا خصوصی طور پر اعلان فرما کر اولاد کے دل میں اس کے لئے احترام، اطاعت اور حسن سلوک کے جذبات کو بیدار کیا۔ ٩-١٠

عورت کا ایک اور روپ بیٹی کا ہے اور یہاں بھی اس کے حق زندگی حق تربیت، حقِ تعلیم کی تاکید پورے زور و شور سے کی گئی صرف اتنا ہی نہیں بلکہ ان حقوق کی انجام دہی پر جنت کا مژدہ سنایا گیا اور کسی مذہب و معاشرہ نے بیٹی سے حسنِ سلوک پر اتنے عظیم الشان اجر کا اعلان نہیں فرمایا۔

ارشاد فرمایا۔

''جو شخص دو لڑکیوں کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ عمر تمیز کو پہنچ جائیں تو قیامت کے دن اس کا یہ رتبہ ہوگا کہ وہ اور میں اس طرح ملے ہوئے ہوں گے (آپ ﷺ نے دو انگلیوں کو جوڑ کر وضاحت فرمائی) ١٣۔

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ کے پاس ایک عورت اپنی دو بچیوں کے ساتھ حاضر ہوئی۔ آپؓ کے پاس کھجور کے سوا کچھ نہ تھا۔ انہوں نے اس عورت کو وہی دیدیں اس نے دونوں بیٹیوں کو دیدی۔ جب آنحضرت ﷺ گھر تشریف لائے اور حضرت عائشہؓ نے پورا قصہ سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ نے اس کے لئے جنت واجب کر دی۔ ١٤

مزید یہ کہ اللہ کے نبی ﷺ نے اسے حصول تعلیم کا بھی حق دیا۔ آپ ﷺ کی خدمت میں زیادہ تر مرد حاضر رہتے تھے اور عورتوں کو موقع نہیں ملتا تھا تو ایک دن خواتین نے آ کر کہا کہ ان کے لئے ایک دن مخصوص کر دیا چنانچہ آپ ﷺ نے ان کے لئے ایک دن مخصوص کر دیا۔ حضرت حفصہؓ جب آپ ﷺ کے نکاح میں آئیں تو لکھنے پڑھنے کی ماہر نہیں تھیں۔ آپ ﷺ نے حضرت شفا بنت عبداللہ کو ان کا ٹیوٹر مقرر کیا تھا۔ آپ ﷺ کی اسی حوصلہ افزائی کا اثر تھا کہ دورِ نبوی ﷺ ہی میں مسلمان خواتین کے بہت سے علوم میں مہارت حاصل کر لی تھیں۔ مثلاً حضرت عائشہؓ سے فقہ کا بہت بڑا حصہ مروی ہے طبقہ اوّل کے ساتھ مفتی صحابہ جن کے فتاویٰ سے ضخیم کتب تیار ہو سکتی ہیں ان میں حضرت عائشہؓ کا نام نامی موجود ہے۔ مفتی صحابہ کا دوسرا گروہ ان پر مشتمل ہے جن کے فتاویٰ سے رسالہ تیار ہو سکتا ہے ان میں مردوں کے ساتھ حضرت اُم سلمیٰؓ بھی نظر آئی ہیں اور تیسرے درجہ کے مفتی صحابہ جن کے فتاویٰ کی تعداد کم ہے ان میں مردوں کے ساتھ جن صحابیات کے نام ملتے ہیں ان میں حضرت حفصہؓ۔ حضرت اُمِ عطیہؓ حضرت جویریہؓ۔ حضرت فاطمہ بنت قیسؓ۔ حضرت میمونہؓ۔ حضرت اُمِ ایمنؓ۔ حضرت اُمِ دردہؓ۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کے نام بھی مردوں کے ساتھ شامل ہیں۔

صرف یہی نہیں بالکل قرونِ اولیٰ کی خواتین نے دنیاوی علوم بھی حاصل کئے اور عمل کے میدان میں اپنا لوہا منوایا مثلاً تجارت طب۔ جراحت کاشتکاری وغیرہ خود حضرت خدیجہؓ تجارت کرتی تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت شفاء بنت عبداللہؓ کو بازار میں ایک عہدہ دیا تھا کیونکہ وہ لکھنا پڑھنا جانتی تھیں۔ گمان غالب ہے کہ اس بازار میں سامان وغیرہ فروخت کرنے عورتیں ہی آتی ہوں گی۔ حضرت رفیدہؓ کا خیمہ مسجد نبوی ﷺ کے پاس ہی ہوتا تھا اور وہ زخمیوں کا علاج کرتی تھیں۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ کی خالہ کھیتی باڑی کرتی تھیں۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ اپنے شوہر حضرت زبیرؓ کی زمین میں کھیتی باڑی کا کام کرتی تھیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی اہلیہ ایک کاریگر خاتون تھیں اور مختلف چیزیں بنا کر فروخت کرتی تھیں۔

اسلام کی اسی ترغیب کا اثر تھا کہ مسلم خواتین نے ہر دور میں اپنے حصول علم کے حق کو استعمال کیا برصغیر کی تاریخ میں حیدرآباد دکن کے شہر مالوہ کے حکمران سلطان شاہ غیاث خلجی کے بارے میں ملتا ہے کہ اس نے عورتوں کی تعلیم و تربیت کا خصوصی انتظام کیا تھا اور انہیں مختلف علوم و فنون کی تربیت دی جاتی تھیں۔ اس کے محل میں ایک ہزار کنیزیں حافظِ قرآن تھیں جو تلاوت کرتی رہتی تھیں۔ 15

سلاطین دہلی نے عورتوں کے لئے الگ مدرسے ہمایوں کی بھتیجی سلیمہ صاحب دیوان شاعرہ تھی۔ اورنگ زیب کی بیٹی زیب النساء بڑی عالم اور شاعرہ تھی۔ فن خطاطی کی ماہر تھی۔ اس کی بہنیں بھی علم و فضل میں کمال رکھتی تھیں۔ ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامہ میں ان خواتین کا تذکرہ کیا ہے جو پردہ میں گھر سے نکلتی اور علم حاصل کرتیں۔

غرض اسلام عورت کو علم حاصل کرنے کے حق سے نہیں روکتا نہ ہی کسی ایسے ہنر کے سیکھنے سے منع کرتا ہے جو ان کے لئے معاش کے حصول کا ذریعہ بن سکے۔ وہ جائز طریقے اختیار کرنے پر پابندی نہیں لگاتا البتہ مغربیہ معاشرہ کی بے حیائی بے راہ روی اور بے لگام آزادیِ اسلام تائید نہیں کرتا۔

مغرب کا نظام معاشرت

اب تک ہم نے مسلم خاتون کے مختلف حقوق کا تذکرہ کیا۔ اس سے قبل کہ ہم موضوع کے دوسرے حصہ یعنی فرائض کا ذکر کریں۔ یہ ضروری ہے کہ مغرب کے نظام معاشرت کی ایک ہلکی سی جھلک دکھادے جائے جہاں حقوق کے نام پر جو تباہی آئی اور آزادی نسواں کے نعرہ نے جن بھیانک نتائج کو مرتب کیا وہ سامنے آجائیں عورت اور مرد کے دوش بدوش کام کرنے کے نتیجہ میں گھر خالی ہوگئے۔ بچے' ماؤں سے محروم ہوگئے۔ گھروں میں گھر والیاں نہ رہیں ضعیف اور بیمار غمگساروں کے لئے ترس رہے ہیں۔ محبت اور پیار کے بندھن ٹوٹ گئے۔ خاندان کا بکھرنا گویا پورے معاشرہ کا بکھر جانا ہے۔ مغربی فضا نفسیاتی کشمکش اور جذباتی ہیجان کا شکار ہوگئی۔ شرم وحیاء کا جنازہ نکل گیا۔ مرد اور عورت کے آزادانہ اختلاط نے بے راہ روی کو جنم دیا۔ خلوص ومحبت رخصت ہوگئے شکوک و شبہات نے ڈیرہ جمالیا۔ ازدواجی زندگی میں اعتماد مفقود ہوگیا ناجائز بچوں کی کثرت ہوگئی۔ اور ان ناجائز اولادوں کو پالنا بھی عورت ہی کی ذمہ داری قرار پائی۔ عصمت وعفت کے آبگینے چور چور ہوگئے۔ مخلوط معاشرہ نے بدکاری اور جنسی تشدد کو عام کردیا۔ مغربی بچوں کی کم از کم تیس فیصد غیر قانونی بچوں پر مشتمل ہے اور یہ کنواری ماں کی ذمہ داری بن جاتے ہیں۔ اس ماحول میں پلنے والے بچے ڈیپریشن کا شکار ہوجاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی معاشرہ میں منشیات کو فروغ مل رہا ہے۔ یوں بھی عورت کی ملازمت اور عیش کوشی نے بچوں کو ماں باپ سے ملنے والی شفقت سے محروم کردیا۔

امریکہ میں عصمت فروشی کا کاروبار بن چکا ہے۔ جس کے باقاعدہ اڈے قائم ہیں جن میں نوجوان لڑکیوں کو ملازم رکھا جاتا ہے اور اس کے لئے باقاعدہ تشہیر کی جاتی ہے۔ مسز بیروز نامی خاتون کا کہنا ہے کہ اس کا بزنس ہی یہ ہے وہ خود بھی گریجویٹ ہے اور اس نے کالج ویونیورسٹی کی لڑکیوں کو رکھا ہوا ہے۔ جنہیں اس پیشہ کے آداب کی تربیت دیتی ہے۔ اس کے گاہکوں میں امریکہ اور ایشیا کی کروڑپتی شخصیات شامل ہیں۔[۱۶]

صرف یہی نہیں مغرب کی بے راہ روی نے ایڈز جیسے مرض کو پھیلا دیا جو قیمتی انسانی جانوں کی ہلاکت کا سبب بن رہا ہے۔ چنانچہ آج وہاں ایڈز کا خلاف مہم یہ کہہ کر چلائی جارہی ہے کہ ایڈز سے احتیاط کی جائے۔ ایٹم بم سے مرنا اتنا خطرناک نہیں ہے جتنا ایڈز سے مرنا۔ اس کے علاوہ بھی بے شمار جنسی بیماریاں اس معاشرہ میں رواج پاچکی ہیں۔

عورتوں پر ہر طرح کا تشدد روا رکھا جاتا ہے گھروں میں ان کی پٹائی کوئی انوکھی بات نہیں چنانچہ شوہروں سے ظلم وستم سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لئے عورتوں نے اداروں میں پناہ لینا شروع کردی ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے کیلیفورنیا میں Shelter نامی ادارہ کی داغ بل ڈالی گئی۔ اس وقت ملک میں اٹھارہ سو اس قسم کے ادارے موجود ہیں۔ ان اداروں میں عورتوں کی بہت بڑی تعداد پناہ لینے کے لئے پہنچ چکی ہے نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ بہت سی عورتوں نے ویٹنگ لسٹ کے لئے اپنے نام درج کرادیئے ہیں۔ امریکہ کے ایک انجمن Y.W.C.A. کا دعویٰ ہے کہ اس نے ایسے دوسو دس شیلٹر قائم کئے ہیں پھر بھی وہ اسی فیصد عورتوں کو انکار کرنے

پر مجبور ہے۔ یہ اس ملک کا حال ہے جو جمہوری آزادیوں کا چمپیئن کہلاتا ہے۔ عورت کی آزادی کا دعویٰ کرنے والے نام نہاد مہذب معاشرہ میں عورتوں کی اجرت مردوں سے کم رکھی جاتی ہے۔ جو معاشرہ برابری کی تنخواہ نہیں دے سکتا وہ برابری کے حقوق بھلا کیوں دے سکتا ہے۔ 1970ء میں امریکی عورتوں کی تنخواہیں مردوں کی تنخواہ کا انسٹھ فیصد تھی۔ ہائی اسکول سے فارغ التحصیل عورت کی تنخواہ 2421 ڈالر اور اسی قابلیت کے مرد کی تنخواہ 6736 ڈالر بھی کا تون کلرک کو 4781 ڈالر اور مرد کلرک کو 7351 ڈالر ملتے تھے۔ خاتون منیجر 6691 ڈالر اور مرد منیجر 10034 ڈالر وصول کر رہا تھا۔ ۱۷

برطانیہ میں 1975ء میں Sex Diuscrimination کا قانون پاس ہوا۔ جس کے ذریعہ تعلیم رہائش ملازمت وغیرہ میں عورت کے لئے مساوات کا اعلان ہوا لیکن پھر بھی اس میں بیس ایسے نکات رکھے گئے جہاں عورتوں کے لئے امتیازات تھے جیسے رات دس بجے سے لے کر صبح پانچ بجے تک عورت فیکٹری میں کام نہیں کرے گی وغیرہ۔ گویا دوسرے الفاظ میں انہوں نے بالواسطہ طور پر اس کا اعتراف کرلیا کہ عورتوں اور مردوں کا دائرہ کار الگ الگ ہے۔ ۱۸

مرد کی قوامیت

حقوقِ نسواں کی یہ بحث نامکمل رہے گی اگر اس کے تحت قرآن کریم کی آیت

الرجال قوامون علی النساء۔ ۱۹

کی وضاحت نہ کردی جائے۔ اس لئے کہ وہ خواتین بھی جو دین سے محبت کرتی ہیں صوم وصلوٰۃ کی پابند ہیں اس آیت کے معاملہ میں پس وپیش میں بتلا ہو جاتی ہیں اور اس حکم قرآنی پر مختلف خدشات کا اظہار کرتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ عورت کو محکوم کر دیا گیا ہے۔ مرد کی بالادستی قائم کردی گئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مرد اور عورت کو زندگی کا سفر ساتھ طے کرنا ہے اب انتظام کی خاطر یہ ضروری ہے ایک شخص اس سفر کا ذمہ دار مقرر کر دیا جائے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد یہ ہے کہ

> ''جب بھی دو آدمی سفر کر رہے ہوں تو ایک کو اپنا امیر بنا لیا جائے تا کہ سفر کے تمام انتظامات اس امیر کے تابع رہ کر انجام دیئے جائیں اور کوئی بد نظمی نہ ہو'' ۲۰

غور کیجئے جب ایک معمولی سفر کے حوالہ سے ایک شخص کو امیر بنانے کا شریعت نے حکم دیا ہے کہ پوری زندگی کے سفر میں امیر ہونا کتنا ضروری ہے۔ قوام اس شخص کو کہا جاتا ہے۔ جو کسی کام کے انجام دینے اس کا انتظام کرنے اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا ذمہ دار ہو۔ فطرت قوت اور صلاحیت کے اعتبار سے یہ قوامیت اللہ تعالیٰ نے مرد کو عطا کی ہے۔ البتہ یہ بات واضح کرنا ضروری ہے کہ اسلام میں امیر کا تصور بادشاہ یا حاکم کا نہیں۔ اقوام کے یہ معنی نہیں کہ مرد آقا ہو گیا اور بیوی غلام بلکہ اسلام نے جو امیر کا تصور پیش کیا۔ وہ آنحضرت ﷺ کی اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

سید القوم خادمھم

قوم کا سرداران کا خادم ہوتا ہے۔۲۱ے

یعنی فیصلہ اگر چہ امیر ہی کا چلے گا لیکن یہ لوگوں کو خدمت کے لئے ہوگا راحت کے لئے ہوگا اور امیر کے پیش نظران کی فلاح و بہبود و بھلائی ہوگی۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ اپنی بیویں کی دلجوئی کا خیال رکھتے ہیں۔ ان سے ہنسی مذاق بھی فرماتے ہیں ان کو قصے سناتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ کویمن کی گیارہ عورتوں کا قصہ سنایا۔ جنھوں نے طے کیا تھا۔ وہ سب اپنے اپنے شوہروں کی حقیقی حالت بتائیں گی۔ ان عورتوں کا واقعہ انتہائی فصاحت و بلاغت کے ساتھ آپ ﷺ نے بی بی عائشہؓ کو سنایا۲۲ے اسی طرح ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ، حضرت سودہؓ کے گھر آنحضرت ﷺ کے لئے حلوہ پکا کر لائیں سامنے رکھ دیا اور حضرت سودہؓ سے کہا آپ بھی کھالیں انہوں نے کہا میں نہیں کھاؤں گی۔ حضرت عائشہؓ نے کہا نہیں کھاؤ گی تو میں تمہارے منہ پرمل دوں گی۔ اور تھوڑا سا حلوہ ان کے منہ پرمل دیا انہوں نے آپ ﷺ سے شکایت کی آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ تم بھی ان کے منہ پرمل دو۔ اتنے میں دروازہ پر دستک ہوئی پتہ چلا حضرت عمرؓ آئے پردہ کا احکام جب تک نازل نہیں ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم دونوں جلدی جا کر اپنے چہرے دھوڈالو اس لئے کہ عمرؓ آرہے ہیں۔۲۳ے غور کیجئے یہ سب کچھ اس ہستی کے سامنے ہورہا ہے جس کا ہر لمحہ اللہ عزوجل کے ساتھ رابطہ ہے۔ جس کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آرہے ہیں اور جس ہستی کو وہ منصب عطا ہوا جو کائنات کے کسی دوسرے انسان کے نصیب میں نہیں آیا۔ اگر غور کیا جائے تو اسلام نے مردوں کو قوام بنا کر عورت کو بہت سی ذمہ داریوں سے آزاد کردیا۔ مالی مصارف کا بوجھ مرد پر ڈالا گیا ساتھ ہی یہ بھی سمجھا دیا گیا کہ بیویوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔

۱۔ تم میں سے بہتر وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں بہتر ہوں۔

(ابن ماجہ)

۲۔ تم میں سے بہترین انسان وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے حق میں بہتر ہے۔ (مجھے دیکھو) میں اپنے گھر والوں کے حق میں تم سب سے زیادہ بہتر ہوں۔

(ابن ماجہ۔ ترمذی)

باہر کی زندگی میں تو ہر شخص لحاظ و مروت سے کام لیتا ہے لیکن اصل خوش اخلاقی وہ ہے۔ جو اپنی بیوی کے ساتھ مشفقانہ برتاؤ ہوتا ہے یا نہیں۔ عرض ارشاداتِ نبوی ﷺ میں آپ ﷺ نے ایک ایسا آئینہ دکھا دیا ہے کہ جس میں جھانک کر ہر شخص اپنے اچھے برے ہونے سے متعلق اندازہ لگا سکتا ہے۔

قرآن کریم نے مطلق حکم دیا۔

و عاشروھن بالمعروف ۲۴ۓ

''اور اپنی بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کرو''

اس حکم میں کوئی تخصیص نہیں ہے۔یعنی تمہاری بیوی امیر ہو یا غریب ہو جہیز والی ہو یا بغیر جہیز والی۔ خاندان کی ہو یا غیر خاندان کی۔ جوان ہو یا بوڑھی۔ خوبصورت یا کم شکل۔ تمہارے لئے لازمی کر دیا گیا ہے کہ اُن سے اچھا برتاؤ کرو۔ گویا امر کا یہ صیغہ وجوب کی دلیل ہے اور فرض کی خلاف ورزی حرام کے درجہ میں آتی ہے۔

عورت کے فرائض

اب تک ہم نے مختصراً ان حقوق کا ذکر کیا۔ جو اسلام نے طبقہ نسواں کو عطا کئے ہیں اور اب ہم موضوع کے دوسرے حصے کی جانب آتے ہیں یعنی گروہ نسواں پر کون سی ذمہ داریاں شریعت کی جانب سے عائد ہوئی ہیں اور ان فرائض سے غفلت عورت کو کس طرح قدر و منزلت تک لے آئی ہے۔ خواتین کا اپنی ذمہ داریوں سے فرار آج مغرب کو تباہی کے دہانہ کھڑا کر چکا ہے۔ ان کا سمجھدار طبقہ خود اس صورتحال سے پریشان ہے۔ اللہ کا شکر ہے ابھی مسلم خاتون اس کنارہ سے دور ہے۔ ذیل میں ہم مسلم خاتون کے فرائض کی نشاندہی کریں گے۔

مسلمان عورت نے جب بھی اپنے فرائض پر توجہ دی تو عظیم الشان کارنامے انجام دیئے۔ حضور ﷺ کی جس ہستی نے سب سے پہلے تصدیق کی وہ حضرت خدیجہؓ ہیں۔ اسی طرح شافعی رحمتہ اللہ علیہ اپنی والدہ کے زیرِ نگرانی پرورش پاتے ہیں۔ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ یتیم ہو گئے تھے۔ ان کو علم اور آگاہی کا درس ان کی والدہ نے عطا کیا۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ مذہب و اخلاق کا درس آغوش مادر سے حاصل کرتے ہیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ نے اپنے فرزند کی پرورش میں جو مشقت برداشت کی اور مکہ کی ویران وادی میں آکر اطاعت الٰہی کا جو فریضہ انجام دیا وہ بارگاہِ رب العزت میں قبولیت کے اس بلند معیار سے سرفراز کیا گیا کہ تمام عمرہ اور حج کرنے والوں کو صفا اور مروہ کے درمیان چکر لگا کر سنت حاجرہ اسلام کی یاد تازہ کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ تاریخ نے اس حقیقت کو بھی رقم کیا کہ عورت نے جب بھی اپنے فرائض سے غفلت کی اور اپنی ذمہ داریوں سے پہلو بچایا تو نئی نسل گمراہ ہوگئی۔ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کے کافر ہونے پر دنیا حیرت کرتی ہے کہ نبی تو دنیا کو کلمہ حق سے روشناس کراتا ہے اور نسل انسانی کی ہدایت کا مقدس فریضہ انجام دیتا ہے اس کا اپنا بیٹا ہدایت کے اس نور سے کیوں محروم رہا۔ حیرت کا اظہار کرنے والے اس حقیقت کو فراموش کر دیتے ہیں اس حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی بھی کافر تھی اور ماں کے کردار پر اپنا اثر دکھایا۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ جب عورت اپنے فرائض کو بھی جاتی ہے تو بنی نوع انسان کو بھیانک نتائج کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

مسلمان عورت کی اوّلین ذمہ داری یہی ہے کہ اپنے تمام معاملات میں اللہ کی رضا کو تلاش کرے۔ جب خدا کی خوشنودی کا حصول اس کا نصب العین ہوگا تو اس کے لئے دنیاوی اور ذمہ داریاں پورا کرنا بھی آسان ہو جائے گا۔ اس ضمن میں مسلم خاتون کا فرض

ہے کہ وہ معاشرہ کی پاکیزگی قائم کرنے میں معاون ہو اس لئے کہ بے حیائی مختلف برائیوں کا دروازہ کھول دیتی ہے۔آج اگر اس فتنہ کو نہ روکا گیا تو ہماری داستان تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں چنانچہ اس لئے عورت کو پردہ کا اور مرد کو غض بصر کا حکم دیا۔مخلوط محفلیں رقص و سرور کی تقریبات طاؤس رباب کی بزم آرائیاں ان سب کو ممنوع قرار دیا گیا۔آپ ﷺ نے فرمایا ہر دین کا جوہر ہوتا ہے اور اسلام کا جوہر حیاء ہے۔[۲۵] خود نبی کریم ﷺ نے عورتوں سے ہمیشہ زبانی بیعت لی۔حضرت امیمہؓ چند خواتین کے ہمراہ کی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یارسول ہم آپ ﷺ سے بیعت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی شریک نہیں کریں گے۔چوری نہیں کریں گی فعل زنا نہیں کریں گی اپنی اولادوں کو قتل نہیں کریں گی۔اس کے بعد جب انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہاتھ بڑھائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا۔'' (یعنی عورتوں سے آپ ﷺ نے ہمیشہ زبانی بیعت کی)

حدیث میں آتا ہے کہ جس نے کسی عورت کا ہاتھ چھوا جس کے ساتھ اس کا جائزہ تعلق نہ ہو تو اس ہتھیلی پر قیامت کے روز انگارہ رکھا جائے گا۔ایک موقع پر فرمایا۔

''شوہروں کی غیر موجودگی میں عورتوں کے پاس نہ جاؤ۔کیونکہ شیطان
تمہارے اندر خون کی طرح گردش کر رہا ہے۔''

(جامع ترمذی)

عفت وعصمت قائم کرنے کے لئے استیذان کا حکم دیا گیا یعنی دوسروں کے گھروں میں بلا اجازت داخل نہ ہو ارشاد ہوا۔

''اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک اہلِ خانہ
سے پوچھ نہ لو۔اور ب داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کہو۔[۲۶]

پھر سورہ احزاب میں حکم آیا۔

''جب تم عورتوں سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کی اوٹ سے مانگو اس میں تمہارے دلوں کے لئے
پاکیزگی ہے اور ان کے دلوں کے لئے بھی۔[۲۷]

حیاء کے قائم کرنے کے لئے مسلمان عورت کے لئے ستر اور لباس کی حدود مقرر کی گئیں اور یہ مسلمان عورت کا فرض ہے کہ دن حدود کی پاسداری کرے اس سلسلہ میں چند احکامات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ ولیضربن بخمرهن علی جیوبهن۔

عورتیں اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رکھیں۔

اس حکم کے نازل ہونے کے بعد عورتوں نے چادروں کے دوپٹے بنا لئے۔

۲۔ ایک دفعہ حضرت عائشہؓ کی بھتیجی حصرت حفصہ بنت عبدالرحمٰن باریک دوپٹہ پہن کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو اُم المومنین نے اسے پھاڑ دیا اور ایک موٹی چادر اس کے بدلہ دیدی۔

(موطا)

۳۔ کوئی مرد کسی مرد کو اور کوئی عورت کسی عورت کو برہنہ نہ دیکھے۔

(مسلم)

۴۔ ایک بار حضرت اسماءؓ آپ ﷺ کے سامنے باریک لباس پہن کر آئیں آپ ﷺ نے فوراً نگاہ پھیر لی اور فرمایا اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو مناسب نہیں، اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے سوائے اس کے اور اس کے (اس کے بعد آپ ﷺ نے چہرہ ہاتھوں کی طرف اشارہ فرمایا)

(ابوداؤد)

۵۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے۔

''اللہ نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو لباس پہن کر بھی ننگی رہیں''

وہ عورتیں جو لباس پہنے ہوئے ہیں۔مگر عریاں ہیں اور دوسروں کو اپنی طرف مائل کرتی ہیں وہ جنت میں داخل نہ ہو سکیں گی نہ اس کی خوشبو پائیں گی حالانکہ اس کی خوشبو پانچ سو برس کی مسافت سے آتی ہے۔

(موطا)

۶۔ عورت کو خوشبو لگا کر باہر نکلنے سے منع کیا گیا یہاں تک کے مسجد میں آتے ہوئے خوشبو نہ لگائے۔''جب تم میں سے کوئی عورت مسجد میں آئے تو خوشبو نہ لگائے۔''

(موطا)

۷۔ زیور کی آواز آ رہی ہو اس میں بھی احتیاط کی ضرورت ہے۔ارشادِ قرآنی ہے وہ اپنے پاؤں پر مارتی ہوئی نہ چلیں کہ زینت انہوں نے چھپا رکھی ہے اس کا حال معلوم ہو جائے۔

۸۔ جو لوگ چاہتے ہیں کہ اہل ایمان میں فحاشی پھیلے وہ دنیا اور آخرت میں دردنک عذاب کے مستحق ہیں۔ ۳۰

قرآن کریم کی اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ بے حیائی پھیلانے والے اوارے افراد رسائل ریڈیو۔ٹی۔وی۔وی۔سی۔آر وغیرہ سب معاشرہ کو برباد کر رہے ہیں اور دردناک عذاب کے مستحق ہیں۔

خلیفہ اوّل نے اپنی ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد جب پہلا خطبہ دیا تھا تو اس میں اور باتوں کے علاوہ یہ وضاحت بھی کی گئی تھی''کبھی یہ نہیں ہوتا کہ قوم اللہ کی راہ میں جدو جہد چھوڑ دے اور اللہ ان پر ذلت مسلّط نہ کرے اور کسی قوم میں فحش باتیں پھیل جائیں

اور اگر اللہ تعالیٰ اس کو عام مصیبت میں مبتلا نہ کرے۔''

آج جس اجتماعی عذاب سے ہم گزر رہے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ ایک طرف عالمی معاشی اداروں کی ناز برداریاں معاشی طور پر ملک کو غیر مستحکم کر رہی ہیں اور دوسری طرف خشک سالی اور پانی کی کمی مسائل پیدا کر رہی ہے۔ دہشت گردی، بے انصافی، مایوسی، رشوت ستانی اور تعصب اپنے عروج پر ہے۔ کرپشن کا یہ حال ہے کہ ایک سینیٹر نے ایک دفعہ یہ اعتراف کیا تھا کہ پاکستان تو کرپشن کی ورلڈ کا چمپیئن بن سکتا ہے۔ شرافت و انسانیت قصہ پارینہ بن چکے ہیں۔

وہ ہجوم تیرگی ہے روشنی خطرے میں ہے
ہر نفس خطرے میں ہے ہر آدمی خطرے میں

کچھ ہوا کی سازشیں ہیں برق کی کچھ یورشیں
وقت نازک ہے چمن کی زندگی خطرہ میں ہے

وقت نازک ہے چمن کی زندگی خطرے میں ہے

لیکن افسوس ہماری آنکھیں نہیں کھل رہی ہیں۔ اور ہم اپنی روش بدلنے کو تیار نہیں ہے۔ ورلڈ کپ 96ء میں پاکستان کی کرکٹ ٹیم نے اور خود پاکستانی ٹی وی نے جس ثقافت کا مظاہرہ کیا اس پر سونیا گاندھی نے یہ تبصرہ کیا تھا ''ہم نے دو قومی نظریے کو پاش پاش کر دیا ہے پاکستانی ریڈیو اور ٹی وی ہماری ثقافت پیش کر رہے ہیں اور پاکستانی لڑکے لڑکیاں ہمارا لباس پہننے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ ذرا غور کیجئے ہمارے معاشرہ میں بے پردگی بے حیائی اور بے غیرتی کے رواج پر ہمارے دشمن خوشی کا اظہار کر رہے ہیں۔ مسلمان عورت یہ بھول گئی ہے کہ پردہ کا حکم بھی اسی طرح دلیل قطعی سے ثابت ہے۔ جس طرح نماز روزہ وغیرہ جس طرح اسلام کے مالی نظام میں سود حرام ہے اسی طرح معاشرتی نظام میں بے پردگی حرام ہے کیونکہ یہ بہت سے مفاسد و خرافات کا دروازہ کھول دیتی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ بے حیائی کفر و شرک سے بڑھ کر خطرناک ہے۔ بعض نبیوں کی بیویاں کافر تو تھیں جیسے حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی لیکن بے حیاء کسی نبی کی بیوی نہیں تھی۔ یہ ہماری بدنصیبی ہے کہ آج مسلم عورت نے حیاء کی چادر اتار دی۔

مسلم عورت کے فرائض میں یہ بھی داخل ہے کہ وہ دین کا علم حاصل کرے اور اپنے اردگرد کو اس سے پاک کرنے کی کوشش کرے۔ اپنی عملی زندگی کو اپنے اخلاق اور سیرت کو اور اپنے اہل خانہ کی زندگی کو اس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے۔ اس کے کردار میں یہ مضبوطی ہونی چاہیے کہ جس چیز کو شریعت کے مطابق سمجھ رہی ہے اس پر ڈٹ جائے اور جس چیز کو غیر شرعی سمجھے اس پر کسی کے زور

دینے سے بھی قبول نہ کرے دین کے معاملہ میں وہ جتنی بھی مضبوطی دکھائے گی اتنا ہی اسکے ماحول پر اچھا اثر پڑے گا اور اس کو بگڑے ہوئے گھروں کو بہتر بنانے کا موقع ملے گا۔

اصلاح کا کام اپنے قریب کے لوگوں سے شروع کیا جائے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ماں بنایا ہے ان پر ان کی اولادوں کی تربیت فرض ہے۔ بلکہ حدیث رسول ﷺ یہ ہے کہ عورت اپنے شوہر کے گھر اور اولاد پر نگراں ہے اور اس سے ان کے بارے میں سوال کی جائے گا۔ غور کیجئے عورت سے گھر اور اولاد کے سلسلہ میں سوال ہوگا۔ اس کے ملازمت کرنے پر بازپُرس نہیں ہوگی۔ چنانچہ خود بھی اتباع رسول ﷺ کا فریضہ انجام دے اور دوسروں کے لئے بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذمہ داری سے عہدہ برا ہو۔

ہماری مغرب زدہ خواتین معاشرہ کو جو ذہنی و اخلاقی آوارگی بخش رہی ہیں ان کا پوری طاقت سے مقابلہ کیا جائے۔ کیونکہ جب مردوں کا دیندار طبقہ ان کا مقابلہ کرتا ہے تو یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ تو بس یہ چاہتے ہیں کہ عورتیں گھر میں گھٹ کر ختم ہو جائیں اور وہ خود آزادی کے مزے لوٹیں لہٰذا یہ کام بھی خواتین زیادہ بہتر طریقہ پر انجام دے سکتی ہیں بلکہ وہ ڈنکے کی چوٹ پر یہ اعلان کریں کہ ہم ایسی آزادی پر لعنت بھیجتے ہیں جو خدا اور رسول ﷺ سے بغاوت پر آمادہ کر دے۔

ہوسکتا ہے کہ اس وقت کو مخالفت کا سامنا کرنا پڑے دین سے دوری رکھنے والا گروہ اس کی راہ میں مزاحم ہو لیکن یہ مزاحمت بہر حال اس سے کم ہے جو قرون اولیٰ کی خواتین نے برداشت کی اس لئے کہ ان کا واسطہ بدترین دشمنانِ اسلام اور انتہائی ظالم و جابر کافروں سے تھا۔ سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ کی استقامت کو دیکھئے ان کے خاندان کے زیادہ تر لوگ اسلام کے خلاف تھے اُن کا حقیقی بھائی نوفل، ان کے چچا کا بیٹا اسود اور اس کا بیٹا زمعہ ان لوگوں میں سے تھے جو ابوجہل کے ساتھ تعاون کر رہے تھے۔ لیکن حضرت خدیجہؓ نے اپنے میکے والوں کے خیالات وافکار اور ان کی سرگرمیوں کی پرواہ نہ کی۔

حضرت اُم سلمہؓ کے اہل خاندان کو دیکھئے۔ ابوجہل ان کا چچازاد بھائی تھا۔ دوسرا چچا ولید بن مغیرہ اور اس کا بیٹا خالد کٹر مخالفین میں تھے اس کا سگا بھائی عبداللہ بن اُمیہ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت میں بہت سرگرم تھا مگر انہوں نے اسلام قبول کیا رشتہ داروں نے بہت ستایا تو حبشہ ہجرت کر گئیں۔

حضرت فاطمہؓ بنت خطاب کی استقامت کو ملاحظہ کیجئے ان کا باپ خطاب ان کا ماموں ابوجہل اسلام کے شدید دشمن ہیں۔ ان کے حقیقی بھائی عمرؓ بھی کٹر مخالفِ اسلام ہیں۔ مگر انہوں نے اپنے شوہر کے ساتھ اسلام قبول کیا اور بھائی سے بھی کہہ دیا کہ وہ کتنا ہی ماریں پیٹیں وہ اسلام نہیں چھوڑیں گی۔

حضرت اُم حبیبہؓ جو ابوسفیان کی بیٹی تھیں اور میکے والے اسلام دشمنی میں پیش پیش تھے وہ اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ ہجرت کر گئیں وہاں پہنچ کر شوہر مرتد ہوگیا۔ اُمِ حبیبہؓ پر یہ بڑا سخت وقت تھا۔ مگر ان کے عزم وحوصلہ میں فرق نہ آیا وہیں آنحضرت ﷺ نے نکاح کا پیغام بھیجا جب نکاح ہوگیا تو آپ ﷺ غزوہ خیبر کے موقع پر مدینہ تشریف لائیں۔ کچھ عرصہ کے بعد ان کا باپ ابوسفیان صلح کی بات

چیت کے لئے مدینہ آیا۔ بیٹی کے پاس پہنچا بارہ تیرہ سال بعد بیٹی اور باپ مل رہے ہیں۔ جذبات کی عجیب کیفیت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا بستر بچھا ہوا تھا ابوسفیان اس پر بیٹھنے لگا تو حضرت اُمِ حبیبہؓ نے اُسے کھینچ لیا کہ میں مشرک کو رسول اللہ ﷺ کے بستر پر بیٹھنے کی اجازت نہیں دے سکتی۔

یہ تو آزاد عورتوں کے واقعات تھے مسلم کنیزوں نے بھی دین کے معاملہ میں اس سے بڑھ کر ثابت قدمی دکھائی جن کے ظالم آقا مارے پیٹتے مگر انہوں نے اسلام نہ چھوڑا۔

ان مقدس نمونوں کی روشنی میں آج کی مسلمان عورت کے لئے یہ سبق موجود ہے کہ وہ دین کی سچی تصویر بن جائے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو اپنا نصب العین قرار دے اس کے بعد کلمہ حق کا راستہ اس کے لئے آسان ہو جائے گا اور کوئی بھی طاقت اس کو اس راہ سے نہیں ہٹا سکے گی۔

خواتین مغرب میں اسلام کا رجحان

یہ ایک انتہائی حوصلہ افزا حقیقت ہے کہ مغرب میں اسلام تیزی سے پھیلنا شروع ہو گیا ہے۔ دینی مدرسے بھی نظر آتے رہیں۔ مساجد کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے۔ حلال گوشت کی دکانیں بھی موجود ہیں۔ مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ کا ایک سبب یہ ہے کہ وہ دوسرے ممالک سے آ رہے ہیں اور دوسرا اہم سبب یہ ہے کہ وہاں کے لوگ سکون ذہن کی تلاش میں اس دین میں پناہ تلاش کر رہے ہیں۔ جو لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں ان میں خواتین کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ لندن ٹائمز نے اپنی 9 نومبر 1993ء کی اشاعت میں ایک مفصل مضمون شائع کیا ہے۔ جس کا یہ عنوان تھا مغربی خواتین اسلام کیوں قبول کر رہی ہیں۔ مقالہ نگار نے لکھا ہے کہ اگرچہ مغرب کا پریس اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کرتا رہا ہے۔ پھر بھی برطانوی باشندوں میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ اور ان نو مسلم افراد میں اکثریت طبقہ نسواں کی ہے۔ جن کی تعداد مردوں کے مقابلہ میں چار گنا زیادہ ہے۔ مضمون نگار تحریر کرتا ہے۔

"It is even more ironic that most British converts must be women given thought the wide spread view in the west that Islam treats women poorly"

یعنی اس بات کے باوجود کہ مغرب میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ اسلام خواتین کے ساتھ گھٹیا سلوک روا رکھتا ہے پھر بھی اکثر برطانوی نو مسلم عورتیں ہیں۔ اس کا تجزیہ کرتے ہوئے اخبار نے مختلف عوامل بیان کئے ہیں مثلاً سلمان رشدی کے واقعہ کے بعد لوگوں نے اسلام کا مطالعہ شروع کر دیا ہے۔ بوسنیا اور خلیج کی جنگ کے بعد مسلمانوں کی جو حالت زار ہوئی اس کی وجہ سے بھی لوگ اسلام سے ہمدردی کرنے لگے ہیں۔ اس کے علاوہ برطانوی میڈیا جو ہر اسلامی چیز کو برا کہتا ہے اس کا بھی الٹا اثر ہوا اور لوگ اسلام کے قریب آنے لگے۔ اس کے بعد مقالہ نگار اختتامیہ میں تحریر کرتا ہے کہ مغرب کے لوگ خود اپنے معاشرہ سے مایوس ہو رہے ہیں جس کا سبب ان

میں جرائم کی تعداد میں اضافہ خاندان کے ادارے کی تباہی اور منشیات کا پھیلاؤ سے چنانچہ وہ اسلام کے نظم وضبط اور تحفظ کی تعریف کرنے لگے ہیں۔

لندن ٹائمز نے بعض ایسی کواتین کے انٹرویو بھی شائع کئے ہیں۔ جو پہلے عیسائی تھیں اور پھر مسلمان ہوگئیں مثلاً ایک انتالیس سالہ خاتون جس نے اسلامی نام میمونہ رکھا ابتداء میں عیسائی تھی۔اس نے عیسائیت اور دیگر مذاہب کا مطالعہ کیا اور پھر اسلام قبول کیا۔اسکاٹ لینڈ کی ایک چھتیس سالہ خاتون کو 1974ء میں قرآن کریم کی بعض آیات (العیاذ باللہ) ایک رڈی کی ٹوکری میں رکھی ہوئی ملیں جنہیں انہیں اٹھایا۔ان کے مطالعہ سے اس کے دل میں اسلام کا شوق پیدا ہوا اور وہ مسلمان ہوگئی اور اس نے اپنا اسلامی نام نوریہ رکھا۔اس کی ایک سہیلی حسانہ 1988ء میں مسلمان پردہ وہ حجاب کے احکام کی پابند ہے اور کہتی ہے کہ پردہ سے ہمیں تحفظ کا احساس ہوتا اور ہماری خود اعتادی میں اضافہ ہوتا ہے۔متعدد خواتین کے انٹرویوز کے علاوہ لندن ٹائمز نے ایک اداریہ بھی لکھا ہے۔ جس کا عنوان اسلام کا انتخاب ہے جس کا ٹکڑا ملاحظہ ہو۔

"Many of the women in the West who have taken this unexpected path have done so out of choice rather that familiaeduty or historic obligation"

مغرب کی بہت سی وہ خواتین جنہوں یہ غیر متوقع راستہ اختیار کیا ہے انہوں نے اپنی آزاد مرضی سے ایسا کیا کسی خاندان دباؤ یا کسی تاریخی فریضہ کی ادائیگی کے لئے نہیں۔[۳۱]

ہالینڈ کی شاہین گلفام جن کا نام پہلے کمرونی تھا انہوں نے ایک پاکستان مسلمان سے شادی کرلی اس دوران اسلام کی کتب کا مطالعہ کیا۔ڈھائی سال بعد اسلام قبول کرلیا انہوں نے دس سال تک ایک بین الاقوامی ائیر لائن میں ملازمت کی اور دوران پرواز ہی برقعہ میں ملبوس ہوتی تھیں۔ بعد میں ڈچ یونیورسٹی میں ملازمت اختیار کرلی۔تن من دھن سے اسلام کی تبلیغ شروع کردی۔النساء نامی انجمن بنائی اور اس کے پلیٹ فارم سے اسلام کے احکام پہنچائے کئی ہزار خواتین ان کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوچکی ہیں۔[۳۲]

ایسی ایک دو نہیں سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔امریکی خاتونِ اوّل مسز ہلیری کلنٹن جب پاکستان آئیں تو اسلامیہ گرلز کالج کی اساتذہ اور طالبات سے گھل مل کر باتیں کیں۔اور بتایا کہ امریکی طالبات کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وہ بغیر شادی کے حاملہ بن جاتی ہیں۔ہلیری کلنٹن نے کہا کہ نوجوان لڑکے لڑکیوں خواہ وہ عیسائی ہوں یا مسلمان مذہب اور معاشرتی اقدار سے بغاوت نہیں کرنی چاہیے۔ہلیری کلنٹن نے اعتراف کیا کہ پاکستان میں مذہبی روایات کا احترام کرتے ہوئے کیونکہ شادی ہوتی ہے اس لئے یہاں لڑکیوں کے مسائل کم ہیں۔

غرض وہاں کی خاتون اوّل بھی مغرب کے خاندانی زندگی کے نظام کی تباہی کا اقرار کررہی ہے بدنصیبی یہ کہ ہمارے ہاں خواتین کا ایک چھوٹا سہ طبقہ مغرب کی نقالی پر فخر کررہا ہے۔اور مغرب کی بربادی سے سبق حاصل نہیں کررہا ہے۔

کیا یہی ہے معاشرت کا کمال
مرد بے کار و زن تہی کی آغوش

اختتامیہ

ثابت ہوا کہ اسلام نے عورت کے لئے حقوق وفرائض کا جو ضابطہ پیش کیا۔ اسی کو اپنا کر عورت سعادت دنیا اور سعادت آخرت کو حاصل کر سکتی ہے وہی کامیابی اور فلاح کا راستہ ہے۔

اے مسلمان عورت تو اپنے مقام کو پہچان اپنے منصب سے آشنا ہو اپنی صلاحیتوں کا ادراک کر اپنے فرائض کو سمجھ اپنی ذمہ داریوں کو انجام دے۔ مغرب کی چکا چوند سے صرف خسارہ کا سودا ہے۔ آخرت کا نقصان تو بعد میں سامنے آئے گا دنیا میں بھی خسارہ ہی خسارہ ہے۔ مغرب کی پیروی کے نتیجہ میں عورت نہ گھر کی رہی نہ گھاٹ کی۔ اے مسلمان عورت تو حضرت خدیجہؓ بن جو نبی آخرالزماں کی سب سے پہلے تصدیق کرتی ہیں۔ تو اسوۂ عائشہؓ کے طریقے کو اختیار کر، جن کے علم کا زمانہ معترف ہے ہشام بن عروہ کہتے ہیں۔ میں نے قرآن فرائض، حلال وحرام، شاعری، عرب کی تاریخ اور نسب کا حضرت عائشہؓ سے زیادہ واقف کار کسی کو نہیں دیکھا۔

حضرت اُمِ عمارہؓ بن کہ جن کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا یوم اُحد میں نے دائیں بائیں جدھر دیکھا اُمِ عمارہ کو دیکھا مدافعت میں لڑتے دیکھا۔ تو حضرت خولہؓ بن جو حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر خلیفہ آخرت کی جوابدہی کا احساس دلاتی ہیں تو وہ آب سرد بن جو تعصب کی آگ کو بجھا دے تو وہ قدم بن جو نسلوں کے لئے نشان منزل ہو تو وہ طوفان بن جو بے حیائی کے سیلاب کو خس و خاشاک کی طرح بہالے جائے۔

تو وہ نور بن جو روحوں کی تاریکی دور کر دے تو وہ پھول بن جو تصویر کائنات میں محبت کی خوشبو مہکا دے۔ تو وہ صبح بن جو ظلم و بربریت کی رات کو ختم کر دے۔ تو وہ مشعل بن جو اندھیروں کے تسلط کو ختم کر دے۔ تو وہ چراغ بن جو حق کی کرنیں پھیلائے تو اسلام کے اس پیغام کا اپنے اپ کو اہل ثابت کر کہ ''ایمان کے بعد زن نیک سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ تو اپنے دین کو مردوں کے حوالہ نہ کر اس لئے کہ تو مردوں کو ضمیمہ نہیں بلکہ تیری اپنی مستقل حیثیت ہے۔

حوالہ جات

۱۔ سورۃ البقرہ آیت ۳٦

۲۔ سورۃ الشوریٰ آیت ۱۱

۳۔ ترمذی باب ما جاء فی حق المراۃ علی زوجھا حدیث نمبر ۱۱۲۷

٤۔ ترمذی کتاب التفسیر من سورۃ توبہ حدیث ۳۰۸۷

۵۔ صحیح مسلم کتاب الرضاع باب الوصیہ بانساء

٦۔ ابو داؤد کتاب النکاح باب حق المراۃ علی زوجھا حدیث ۲۱٤۲

۷۔ مشکوۃ المصابیح بحوالہ احمد و نسائی

۸۔ صحیح بخاری جلد ۲۔ کتاب الادب

۹۔ سورۃ لقمان آیت ۱٤

۱۰۔ سورۃ الاحقاف آیت ۱۰

۱۱۔ سورۃ الزخرف ۱۷

۱۲۔ سورۃ النحل ۵۷

۱۳۔ صحیح مسلم کتاب البر والصّلہ باب فضل الاحسان رالی البنات

۱٤۔ صحیح مسلم بحوالہ لازمی اسلامیات از منیب الرحمن صفحہ ۹۳

۱۵۔ ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں تاریخ فرشتہ جار سو باکمال خواتین از طالب ہاشمی صفحہ ۳۳٤

۱٦۔ روزنامہ من بحوالہ نیو یارک نیوز ۱۵ نومبر ۱۹۸٤ء

۱۷۔ بحوالہ ڈیلی ٹیلیگراف نومبر ۱۹۸۷ء

۱۸۔ اسلام اور نظریہ مساوات مرد و زن صفحہ ۸٦ از رفیق چودھری

۱۹۔ سورۃ النساء۔ ۳٤

۲۰۔ ابو داؤد کتاب الجہاد باب فی القوم یسافرون یومرون احدھم حدیث نمبر ۲٦۰۸

۲۱۔ کنز العمال حدیث ۸۵۱۷

۲۲۔ شمائل ترمذی باب ما جاء فی کلام رسول اللّٰہ فی السحر حدیث ام زرع

۲۳۔ مجمع التراوائد للھیشمی جلد ٤۔ ص۲۱٦

۲٤۔ سورۃ النساء ۱۹

۲۵۔ موطا۔ امام مالك کتاب ما جاء فی الحیاء۔

۲٦۔ سورۃ النور ۲۷

۲۷۔ سورۃ الاحزاب ۵۳

۲۸۔ سورۃ النور ۳۱

۲۹۔ سورۃالنور ۳۱

۳۰۔ سورۃ النور ۱۹

۳۱۔ مغربی خواتین میں اسلام کا رجحان از جسٹس تقی عثمانی

۳۲۔ جدید تحریك نسواں اور اسلام از ثریا بتول علوی

اسلام میں خواتین کے حقوق وفرائض سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

ساجدہ تسنیم۔تلہ گنگ

اسلام دینِ فطرت ہے، یہ اپنے ماننے والوں کی زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی کرتا ہے۔اسلام امن اور سلامتی کا مذہب ہے۔ یہ بہترین اجتماعی اور انفرادی زندگی گزارنے کا درس دیتا ہے۔مرد وزن آقا وغلام گدا و بادشاہ چھوٹے بڑے امیر غریب سب کے حقوق وفرائض کا تعین کر دیا گیا ہے تاکہ ہر شخص اپنی ذمہ داریوں کو پہچانے اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔اسلام میں عدل وانصاف کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے ہر شخص کے فرائض کے ساتھ کچھ حقوق بھی مقرر کر دیئے گئے ہیں۔

ہم مسلمانوں پر اللہ کا بہت بڑا فضل اور کرم ہے کہ ہمارے پاس بہترین زندگی گزارنے اور رہنمائی حاصل کرنے کے لئے دو بڑے ذرائع موجود ہیں۔ایک کتاب اللہ یعنی قرآن مجید جس کا موضوع ہی انسان ہے۔جو انسان سے مخاطب ہوکر اسے دین و دنیا میں کامیابی حاصل کرنے اور بہترین انسان بننے کے طریقے بتاتا ہے۔دوسرا سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو ہم تک نہ پہنچا ہو۔گھریلو زندگی ہو یا سیاسی، معاشی زندگی ہو یا معاشرتی، زندگی کے ہر پہلو کی رہنمائی ہمیں سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور احادیث مبارکہ سے مل جاتی ہے۔

کسی بھی معاشرے میں امن وسکون اسی وقت برقرار رہ سکتا ہے جب معاشرے کا ہر فرد اپنے حقوق وفرائض سے پوری طرح آگاہ ہو اور دیانت داری سے اپنے فرائض سرانجام دے رہا ہو۔جس معاشرے کے لوگ اپنے فرائض دیانت داری سے انجام نہ دیں، اپنے حقوق سے بے خبر رہیں، وہ معاشرہ انتشار کا شکار ہو جاتا ہے۔ ہر طرف بے چینی پھیل جاتی ہے۔حکمران عوام سے نالاں، عوام حکمرانوں کو کوستی ہے۔نئی نسل اپنے بزرگوں سے خفا اور بزرگ اپنی اولاد سے ناراض رہتے ہیں۔خواتین وحضرات اپنے فرائض سے بے خبر اپنی ناکامیوں کا ذمہ دار ایک دوسرے کو ٹھہراتے ہیں۔غرض ہر شخص اپنے مفاد کی بات کرتا ہے۔آج اگر ہمارا معاشرہ انحطاط کا شکار ہے تو اس کی بنیادی وجہ اپنے مذہب اسلام سے دوری ہے۔ جب بھی مسلمانوں نے بہترین اسلامی زندگی کے اصول اپنائے۔ انہوں نے اوج ثریا حاصل کیا اور جب مذہب سے دور ہوئے، ذلت کی پستیوں میں جا گرے۔عورتیں بھی معاشرے کا اہم جز ہیں اور معاشرتی فلاح و بہبود اور ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

اسلام عورتوں کو بہت زیادہ حقوق دیتا ہے۔ بلکہ جس قدر حقوق اسلام نے عورتوں کو دیئے ہیں کسی اور مذہب نے نہیں

دیئے۔ اسلام عورت اور مرد میں فرق ان کے دائرہ کار اور فطرتی تقاضوں کو مدِ نظر رکھ کر کرتا ہے۔ جہاں تک حقوق و فرائض کا تعلق ہے تو دونوں کو برابر کے حقوق دیئے ہیں۔ دونوں کو ان کے فرائض سے آگاہ کیا ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

ترجمہ:- ''مردوں کی کمائی مردوں کے لیئے اور عورتوں کی کمائی عورتوں کے لئے ہے۔''

یعنی ہر شخص اپنے اعمال کا ذمہ دار اور جواب دہ ہے۔ قرآنِ پاک کی سورۂ نساء اور سورۂ بقرہ میں عورتوں کے بارے میں واضح احکام دیئے گئے ہیں۔ اس طرح انہیں معاشرے میں ایک معزز مقام حاصل ہوا۔ عورتوں کو والدین اور شوہر کی جائیداد میں حصہ دیا اور انہیں بھی وارثوں کی صف میں شامل کیا۔ اس طرح نکاح کے وقت مرد کو مہر ادا کرنے کا حکم دیا۔ اگر مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی گئی تو اس وجہ سے کہ وہ عورتوں پر نگہبان ہیں اور ان پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔

جیسا کہ سورۂ نساء میں ہے۔

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ

ترجمہ:- مرد حاکم ہیں۔ عورتوں پر اس واسطے کہ بڑائی دی۔ اللہ نے ایک کو ایک پر اور اس واسطے کے خرچ کئے۔ انہوں نے اپنے مال۔

ایک عورت کے کردار کے اتنے رخ ہوتے ہیں کہ وہ بیک وقت کئی لوگوں پر اثر انداز ہوتی ہے۔ وہ ماں بھی ہے اور بیٹی بھی، بہن بھی ہے، اور بیوی بھی۔ وہ اپنے ہر کردار سے دوسروں کو متاثر کرتی ہے۔ اس کے علاوہ بحیثیت معلّم کے بھی اس کے فرائض ہیں۔ وہ معاشرے میں دوسری ذمہ داریاں بھی نبھا رہی ہے۔ کہیں وہ ڈاکٹر ہے تو کہیں پر وہ زندگی کے کسی دوسرے شعبے میں اپنے فرائض بطریق احسن نبھا رہی ہے۔ لیکن ایک مسلمان عورت کو یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ اس کی سب سے اہم ذمہ داری اُس کا گھر ہے۔ عورت کو گھر کی زینت اور بچوں کی نگہبان قرار دیا گیا ہے۔ اسلام نے عورت کو معاشی ذمہ داریوں سے آزاد کیا ہے۔ تاکہ وہ ان ذمہ داریوں سے مبرا ہو کر اپنے گھر اور بچوں پر پوری توجہ دے سکے۔ انہیں معاشرے کا کارآمد اور بہترین انسان اور مسلمان بنا سکے۔

بحیثیت ماں کے عورت پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کی بہترین پرورش کرے۔ انہیں بہترین اسلامی تعلیمات سے بہرہ مند کرے۔ مائیں اپنے بچوں کے حلق میں صرف دودھ ہی نہیں اتارتیں ہیں۔ بلکہ اخلاق و عادات کی گھٹی بھی پلاتی ہیں۔ اگر اس مادری دودھ کے ساتھ اخلاق حسنہ اور اخلاق حمیدہ کی بھی ساتھ ہی ساتھ گھٹی پلاتی جائیں تو ساری نسل بہترین سانچے میں ڈھل کر ''خیر البریه'' کی مصداق ہو جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ پاک ہے کہ

''ہر ایک میں سے راعی ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھ ہوگی۔''

اس لئے عورت کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کی بہترین پرورش کرے۔تا کہ یہ اولاد آخرت میں اس کے لئے ذریعہ نجات بنے۔شوہر کی وفات کے بعد صرف اور صرف بچوں کی پرورش اور تعلیم وتربیت اور دیکھ بھال کی خاطر دوسرا نکاح نہ کرنے والی عورت کی بھی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے۔

''ابوداؤد'' میں ہے۔حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

''میں اور وہ عورت کہ جس کا چہرہ (اپنی اولاد کی پرورش، دیکھ بھال اور محنت ومشقت کی وجہ سے) سیاہ پڑ گیا ہو قیامت کے دن اس طرح ہوں گے۔حدیث کے راوی حضرت یزیدؒ نے یہ حدیث بیان کرنے کے بعد شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کیا (مطلب یہ تھا کہ جس طرح یہ دونوں انگلیاں ایک دوسرے کے قریب ہیں اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیاہ چہرہ والی عورت کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سے مراد) وہ عورت ہے۔جو بیوی ہوگئی ہو اور حسن و جمال، عزت ومنصب والی ہونے کے باوجود اپنے یتیم بچوں کی پرورش کی خاطر دوسرا نکاح نہ کرے۔یہاں تک کہ وہ بچے بالغ ہو جانے کی وجہ سے اپنے ماں کے محتاج نہ رہیں یا انہیں موت آجائے''

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت آئی اس نے سوال کیا۔اس کے ساتھ دو لڑکیاں بھی تھیں۔ میرے پاس تین کھجوریں تھیں۔میں نے وہ اس کو دے دیں۔اس نے ایک ایک کھجور دونوں کو دے دی۔تیسری خود کھانے لگی تو بچیوں نے وہ کھجور بھی مانگی۔اس نے خود کھانے کی بجائے وہ بھی اس بچیوں کو دے دی۔میں نے اس بات کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا۔تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔حدیث کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ یہ بچیاں آخرت میں اس کے لئے ذریعہ نجات بنے گی۔

جس طرح ماں اپنی اولاد کی خاطر تکالیف برداشت کرتی ہے۔اس طرح ماں ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ اس کے حقوق بھی بہت زیادہ ہیں۔

سورۂ بنی اسرائیل میں ارشاد ہوتا ہے: آپ کے رب نے یہ حکم دے دیا ہے کہ اس معبود برحق کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور تم والدین کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ اور اگر ان میں سے ایک یا دونوں تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اس وقت بھی ان کو ''ہوں'' مت کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور انتہائی نرمی اور ادب سے ان سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت اور انکساری سے جھکے رہنا اور یوں دعا کرتے رہنا،

اے میرے رب! جس طرح انہوں نے بچپنے میں میری پرورش کی ہے۔اسی طرح آپ بھی ان دونوں پر رحم فرمائیے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر دریافت کیا:

میرے حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہاری ماں: اس شخص نے تین مرتبہ یہ سوال دہرایا۔ ہر مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا تمہاری ماں۔ چوتھی مرتبہ پوچھنے پر جواب دیا تمہارا باپ''

(بخاری)

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں سویا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں ہوں۔ میں نے وہاں کسی قرآن پڑھنے والے کی آواز سنی تو میں نے کہا: یہ کون ہے (جو یہاں جنت میں قرآنِ پاک پڑھ رہا ہے)؟ فرشتوں نے بتایا یہ حارثہ بن نعمانؓ ہیں۔ اس کے بعد حضرت عائشہؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ نیکی ایسی ہی ہوتی ہے۔ یعنی نیکی کا پھل ایسا ہی ہوتا ہے۔ حارثہ بن نعمانؓ اپنی والدہ سے بہت ہی اچھا سلوک کرنے والے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دایہ حلیمہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے۔ اُن کے لئے اپنی چادر بچھائی اور انہیں عزت واحترام سے رخصت کیا۔

بحیثیت بیوی کے بھی عورت کے بہت زیادہ حقوق وفرائض بیان ہوئے ہیں۔ عورت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے گھر (یعنی شوہر کے گھر) اور اس کے بچوں کی نگہبان رہے۔ اس کے مال ودولت اور عزت میں کسی قسم کی خیانت کی مرتکب نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے شوہر کا بہت زیادہ حقوق بتایا ہے۔ شوہر کا راضی اور خوش رکھنا بہت بڑی عبادت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

''جو عورت پانچ وقت کی نماز پڑھتی رہے اور رمضان کے مہینے کے روزے رکھے اور اپنی آبرو کو بچائے رکھے۔ یعنی پاک دامن رہے اور اپنے شوہر کی تابعداری کرتی رہے تو اُس کو اختیار ہے کہ جس دروازے سے چاہے۔ جنت میں داخل ہو جائے۔''

ایک اور جگہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

''جس عورت کی موت ایسی حالت پر آئے کہ اُس کا شوہر اس سے راضی ہو تو وہ عورت جنتی ہے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا:

یارسول اللہ ﷺ! عورت پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اس کے شوہر کا ہے۔

ایک ذمہ دار اور دیندار عورت ہی اپنے گھر کو جنت کا نمونہ بنا سکتی ہے۔ خود بھی دین کے راستے پر چلے گی اور شوہر اور بچوں کو بھی دین کے راستے پر چلا سکتی ہے۔ عورت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے معاشی وسائل کو مدنظر رکھ کر گھر کا نظام چلائے۔ شوہر کی حیثیت سے بڑھ کر اس سے فرمائش نہ کرے۔ ہوسکتا ہے کہ اس کی غلط اور ناجائز فرمائشوں سے مجبور ہو کر شوہر غلط راستوں مثلاً رشوت، ڈاکہ اور

دوسرے غلط کاموں کی طرف راغب نہ ہو جائے اور دنیا کے تھوڑے سے فائدے کے لئے اپنی آخرت کو ہی برباد نہ کر دے۔عورت کو چاہیے کہ شوہر کی پسند اور ناپسند کو اپنائے۔ یہ تو عورت کی ذمہ داریاں ہیں۔لیکن ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ بیویوں کے حقوق بھی بہت زیادہ ہوتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرۃؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

''مومن مرد کی شان نہیں کہ اپنی مومنہ بیوی سے بغض رکھے۔اگر اس کی
ایک عادت ناپسند ہوگی تو دوسری پسندیدہ بھی ہوگی۔''

(مسلم)

اس حدیث شریف میں حسنِ معاشرت کا ایک مختصر اصول بتا دیا کہ ایک انسان میں اگر کوئی بری عادت ہے تو اس میں کچھ خوبیاں بھی ہوں گی۔ایسا کون ہوگا۔جس میں کوئی برائی نہ ہو یا کوئی خوبی نہ ہو۔لہٰذا برائیوں سے چشم پوشی کی جائے اور خوبیوں کو دیکھا جائے۔

حضرت ابو ہریرۃؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

''ایمان والو! تم میں کامل ترین مومن وہ ہے۔جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں اور تم میں سے
وہ لوگ سب سے بہتر ہیں۔جو اپنی بیویوں کے ساتھ (برتاؤ میں) سب سے اچھے ہوں۔''

(مسند احمد)

روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''غور سے سنو! عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو۔اس لئے کہ وہ تمہارے پاس قیدی ہیں۔تم ان سے اپنی عصمت
اور تمہارے مال کی حفاظت وغیرہ کے علاوہ کچھ اختیار نہیں رکھتے۔ہاں اگر وہ کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں تو
پھر ان کو ان کے بستروں میں تنہا چھوڑ دو لیکن گھر ہی میں رہو اور ہلکی مار مارو۔پھر اگر وہ تمہاری
فرمانبرداری اختیار کر لیں تو اُن پر (زیادتی کرنے کے لئے) بہانہ مت ڈھونڈو۔
غور سے سنو تمہارا حق تمہاری بیویوں پر ہے''

(اسی طرح) تمہاری بیویوں کا تم پر حق ہے۔تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں۔جس کا آنا تم کو ناگوار گزرے اور نہ وہ تمہارے گھروں میں تمہاری اجازت کے بغیر کسی کو آنے دیں۔غور سے سنو ان عورتوں کا تم پر حق یہ ہے کہ تم ان کے ساتھ ان کے لباس اور ان کی خوراک میں اچھا سلوک کرو۔یعنی اپنی حیثیت کے مطابق ان کے لئے ان چیزوں کا انتظام کیا کرو۔

(ترمذی)

اپنی ازدواج مطہرات کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسنِ سلوک سے پیش آتے۔ حضرت خدیجہؓ سے آپ ﷺ کو بے حد تھی۔ وفات کے بعد بھی جب کبھی ان کا ذکر آ جاتا تو جوش محبت سے بے تاب ہو جاتے۔ حضرت عائشہؓ ازواج مطہرات میں محبوب تر تھیں۔ حضرت عائشہؓ کی ذہانت، قابلیت، قوت اجتہاد، وسعت نظر ایسے اوصاف تھے۔ جو ان کی ترجیح کا اصلی سبب تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازواج مطہرات کی خاطر داری فرماتے۔ اوران کی نازک مزاجیاں برداشت کرتے تھے۔

حضرت صفیہؓ کھانا نہایت عمدہ پکاتی تھیں۔ ایک دن انہوں نے کھانا پکا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت حضرت عائشہؓ کے گھر میں تشریف رکھتے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے خادم کے ہاتھ سے پیالہ چھین کر زمین پر دے مارا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیالے کے ٹکڑے چن چن کر یکجا کیے اور پھر دوسرا پیالہ منگوا کر واپس کیا۔

(بخاری میں یہ روایت کتاب النکاح کے ذیل میں ہے)

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے برہم ہو کر بلند آواز میں باتیں کر رہی تھیں۔ اتفاقاً حضرت ابوبکر صدیقؓ آ گئے اور حضرت عائشہ کو پکڑ کر تھپڑ مارنا چاہا کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چلا کر بولتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیچ میں آ گئے اور حضرت عائشہؓ کے آڑے آ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ غصہ میں بھرے ہوئے باہر چلے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے کہا "کیوں؟ کس طرح تم کو بچا لیا۔"

(ابوداؤد۔ کتاب الادب)

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا کہ "تو مجھ سے جب ناراض ہوتی ہے تو میں سمجھ جاتا ہوں۔ بولیں کیونکر؟ ارشاد ہوا جب تو خوش رہتی ہے اور کیسی بات پر قسم کھاتی ہے تو یوں قسم کھاتی ہے۔" محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدا کی قسم" اور جب ناراض ہوتی ہے تو کہتی ہے "ابراہیم کے خدا کی قسم۔" حضرت عائشہؓ نے کہا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں صرف آپ کا نام چھوڑ دیتی ہوں۔

(صحیح مسلم)

جس طرح بیوی اور ماں کے حقوق وفرائض اور ذمہ داریاں ہیں۔ بحیثیت بیٹی اور بہن کے بھی اسے اسلام حقوق دیتا ہے اور اس پر کچھ ذمہ داریاں بھی عائد کرتا ہے۔ ایک بیٹی کو چاہیے کہ وہ اپنے والدین کی ہر ممکن خدمت کرے۔ ان کو پلٹ کر جواب نہ دے۔ ان کی عزت کا خیال رکھے۔ شرم وحیاء کو اپنا وطیرہ بنائے۔ والدین کے آرام وسکون کا خیال رکھے۔

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس شخص کو پسند ہو کہ اس کی عمر دراز ہو اور اس کے رزق کو بڑھا دیا جائے اس کو چاہیے کہ اپنے والدین

کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔

(مسند احمد)

حضرت ابو اُسَید بن مالک بن ربیعہ ساعدیؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ قبیلہ بنوسلمہ کے ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا میرے لئے اپنے والدین کے انتقال کے بعد ان دونوں کے ساتھ حسن سلوک کی کوئی ضرورت ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہاں! ان کے لئے دعائیں کرنا اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے مغفرت طلب کرنا۔ ان کے بعد ان کی وصیت کو پورا کرنا۔ جن لوگوں سے ان کی وجہ سے رشتہ داری ہے۔ ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا اور ان کے دوستوں کا اکرام کرنا۔

(ابوداؤد)

اس کے ساتھ ساتھ اسلام اولاد کو بھی بہت زیادہ اور خاص کر بیٹیوں اور بہنوں کو بہت زیادہ حقوق دیتا ہے۔ اسلام سے پہلے عورت کی کوئی عزت نہ تھی۔ بیٹیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیا جاتا۔ انہیں وراثت کا حقدار نہ ٹھہرایا جاتا۔ جبکہ اسلام کے پھیلتے ہی عرب میں جہاں دوسری تمام برائیوں کا تدارک ہوا۔ وہاں پر بیٹیوں کو بھی عزت و اکرام دیا جانے لگا۔

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے ان بیٹیوں کے کسی معاملہ کی ذمہ داری لی اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ بیٹیاں اس کے لئے دوزخ کی آگ سے بچاؤ کا سامان بن جائیں گی۔

(بخاری)

حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا معاملہ رکھے اور ان کے حقوق کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے تو اس کے لئے جنت ہے۔

(ترمذی)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے ہاں لڑکی پیدا ہو پھر وہ نہ تو اسے زندہ دفن کرے (جیسا کہ جاہلیت کے زمانہ میں ہوتا تھا) اور نہ اس سے ذلت آمیز سلوک کرے اور نہ (برتاؤ میں) لڑکوں کو اس پر ترجیح دے۔ تو اللہ تعالیٰ اس لڑکی کے ساتھ اس حسنِ سلوک کے بدلہ میں اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔

(مستدرک حاکم)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے دو لڑکیوں کی پرورش اور دیکھ

بھال کی وہ اور میں جنت میں اس طرح اکھٹے ہوں گے۔ جیسے یہ دو انگلیاں یہ ارشاد فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دونوں انگلیوں سے اشارہ فرمایا۔

(ترمذی)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی اولاد سے بہت محبت تھی۔ معمول تھا کہ جب کبھی سفر فرماتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہؓ کے پاس جاتے اور سفر سے واپس آتے تو جو شخص سب سے پہلے باریاب خدمت ہوتا۔ وہ حضرت فاطمہؓ ہی ہوتیں۔ حضرت فاطمہؓ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تشریف لاتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو جاتے۔ ان کی پیشانی چومتے اور اپنی نشست گاہ سے ہٹ کر اپنی جگہ بٹھاتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے تعلقات میں خوش گواری پیدا کرنے کی کوشش کرتے۔ کبھی کبھی خانگی معاملات میں رنجش ہو جاتی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلح کرا دیتے۔ ایک مرتبہ اتفاق ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں تشریف لے گئے اور صلح صفائی کرادی۔ گھر سے مسرور نکلے۔ لوگوں نے پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں گئے تھے تو اور حالت تھی۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر خوش کیوں ہیں؟ میں نے ان دونوں شخصوں میں مصلحت کرادی جو مجھ کو محبوب ہیں۔

ابوقتادہؓ کا بیان ہے کہ ہم لوگ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر تھے کہ دفعتاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امامہؓ (جو آپ ﷺ کی نواسی اور حضرت زینت کی بیٹی تھیں) کو کندھے پر چڑھائے ہوئے تشریف لائے اور اسی حالت میں نماز پڑھائی۔ جب رکوع میں جاتے ان کو اتار دیتے۔ پھر کھڑے ہوتے تو چڑھا لیتے اسی طرح پوری نماز ادا کی۔

(نسائی۔ صحیح بخاری)

ایک بار ایک صحابیؓ جاہلیت کا اپنا ایک قصہ بیان کر رہے تھے کہ میری ایک چھوٹی لڑکی تھی۔ عرب میں لڑکیوں کو مار ڈالنے کا کہیں کہیں دستور تھا۔ میں نے بھی اپنی لڑکی کو زندہ زمین میں گاڑ دیا۔ وہ ابا ابا کہہ کر پکار رہی تھی اور میں اس پر مٹی کے ڈھیلے ڈال رہا تھا۔ اس بے دردی کو سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس قصہ کو پھر دہراؤ۔ ان صحابیؓ نے اس دردناک ماجرے کو دوبارہ بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے اختیار روئے یہاں تک کہ روتے روتے محاسن مبارک تر ہو گئے۔

(مسند دارمی)

غرض کہ اسلام نے عورتوں کو جس قدر حقوق دیئے اور ان کی عزت وتکریم میں اضافہ کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے طرزِ عمل سے ثابت کیا کہ عورتیں بھی قابلِ قدر ہیں۔ حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ "مکہ میں ہم لوگ عورتوں کو بالکل نا قابل التفات

سمجھتے تھے۔ مدینہ میں نسبتاً عورتوں کی قدر تھی۔ لیکن نہ اس قدر جس کی وہ مستحق تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس طرح اپنے ارشاد واحکام سے ان کے حقوق قائم کئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برتاؤ نے اور زیادہ اس کو قوی اور نمایاں کر دیا۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ارشادات سے حصول علم پر زور دیا اور اسے مردوں اور عورتوں پر یکساں لازم کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ "علم کا حاصل کرنا ہر مرد وعورت پر فرض ہے۔" اس طرح سے آپ نے علم کی دولت کو صرف مردوں تک محدود نہ کیا اور یہ عورتوں کا حق ہے کہ انہیں اسلام معاشرے میں اسلامی تعلیمات کے ساتھ ساتھ دنیاوی علم حاصل کرنے کے مواقع ملی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں چونکہ ہر وقت مردوں کا ہجوم رہتا تھا۔ عورتوں کو وعظ و پند سننے اور مسائل دریافت کرنے کا موقع نہیں ملتا تھا۔ مستورات نے آکر درخواست کی کہ مردوں سے ہم عہدہ برآ نہیں ہوسکتیں۔ اس لئے ہمارے لئے ایک دن خاص مقرر کیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی درخواست قبل فرمائی اور ان کے دربار کا ایک خاص دن مقرر ہو گیا۔

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ کے گھر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منہ ڈھانک کر سوئے ہوئے تھے۔ عید کا دن تھا۔ بچیاں گا بجا رہی تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ آئے تو ان کو ڈانٹا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "ان کو گانے دو۔ ان کی عید کا دن ہے۔ (مسلم)

عورتیں نہایت دلیری کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے محابا مسائل دریافت کرتی تھیں اور صحابہؓ کو ان کی اس جرات پر حیرت ہوتی تھی۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی قسم کی ناگواری ظاہر نہیں فرماتے تھے۔

حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی اسماءؓ جو حضرت عائشہؓ کی علاتی بہن تھیں۔ حضرت زبیرؓ سے بیاہی تھیں۔ مدینہ میں آئیں تو اس وقت حضرت زبیرؓ کی یہ حالت تھی کہ ایک گھوڑے کے سوا کچھ نہ تھا۔ حضرت اسماءؓ خود ہی گھوڑے کے لئے جنگل سے گھاس لاتیں اور کھانا پکاتیں۔ حضرت زبیرؓ کو جو زمین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عطا فرمائی تھی اور جو مدینہ سے دو میل پر تھی۔ وہاں سے کھجور کی گٹھلیاں سر پر لاد کر لاتیں۔ ایک دن وہ گٹھلیاں لئے ہوئے آرہی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت اونٹ پر سوار تھے۔ اونٹ کو بٹھا دیا کہ وہ سوار ہولیں۔ حضرت اسماءؓ شرمائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دیکھ کر کہ وہ حجاب کرتی ہیں۔ کچھ نہیں فرمایا اور ان کو چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔ حضرت اسماءؓ کا بیان ہے کہ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک خادم بھیجا۔ جو گھوڑے کی خدمت کرتا تھا۔ مجھ کو اس قدر غنیمت معلوم ہوا گویا میں غلامی سے آزاد ہو گئی۔

حسنِ سلوک اور خوش اخلاقی مسلمانوں کا ایک خاص وصف ہے۔ ہر مسلمان مرد وعورت کا فرض ہے کہ وہ اپنے عزیزوں رشتہ داروں سے حسن وخوبی کا معاملہ رکھیں۔ خواتین کو چاہیے کہ اپنے آپ کو غیبت، چغل خوری، حسد اور کینہ جیسی بری بیماریوں سے پاک رکھیں۔ متکبرانہ انداز نہ اپنائیں۔

قرآن پاک کی سورۃ فرقان میں ہے "اور رحمٰن کے (خاص) بندے وہ ہیں۔ جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں۔" سورۃ

لقمٰن میں ہے کہ حضرت لقمٰنؑ نے اپنے بیٹے کونصیحت کی ''اور بیٹا لوگوں سے بے رخی کا برتاؤ نہ کرو اور زمین پر متکبرانہ چال سے نہ چلا کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ کسی تکبر کرنے والے، شیخی مارنے والے کو پسند نہیں کرتے۔ اور اپنی چال میں اعتدال اختیار کرو۔ اور بولنے میں اپنی آواز کو پست کرو۔ یعنی شور مت مچاؤ (اگر اونچی آواز سے بولنا ہی کوئی کمال ہوتا تو گدھے کو آواز اچھی ہوتی جب کہ) ''آوازوں میں سب سے بری آواز گدھے کی ہے۔''

حسنِ اخلاق کے بارے میں بہت ساری احادیث ملتی ہیں۔ حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو خوش کرنے کے لئے اس طرح ملتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں۔ (یعنی خندہ پیشانی کے ساتھ) تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے خوش کردیں گے۔

(طبرانی۔ مجمع الزوائد)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تم سب میں سے مجھے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن میرے قریب وہ لوگ ہوں گے۔ جن کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں گے۔

(ترمذی)

اسلامی معاشرے میں حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد پر بھی بہت زور دیا گیا۔ والدین، اولاد، میاں، بیوی، بہن، بھائی ان کے حقوق تو بتائے ہی گئے۔ اس کے ساتھ عام مسلمانوں کے ساتھ کس طرح کا رویہ ہونا چاہیے اور ان کے کیا حقوق ہیں۔ قرآنِ کریم سورۂ حجرات میں مفصل بیان کئے گئے ہیں۔ اگر مسلمان خواتین ان پر عمل کریں تو پورا معاشرہ جنت کا نمونہ بن جائے۔ کیونکہ خواتین اپنے عمل سے معاشرے کے بہت سے افراد کو متاثر کرتی ہیں۔

سورۂ حجرات میں ہے۔

''ایمان والو! نہ تو مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہیے شاید کہ (جن پر ہنسا جاتا ہو) وہ اُن (ہنسنے والوں) سے (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) بہتر ہوں اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیے۔ شاید کہ (جن پر ہنسا جاتا ہے) وہ اُن (ہنسنے والی عورتوں) سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر ہوں اور نہ ایک کو طعنے دو اور نہ ایک دوسرے کے برے کے برے نام رکھو۔ (کیونکہ) یہ سب باتیں گناہ کی ہیں اور ایمان لانے کے بعد (مسلمانوں پر) گناہ کا نام لگنا ہی برا ہے اور جو ان حرکتوں سے باز نہ آئیں گے تو وہ ظلم کرنے والے (اور حقوق العباد کو ضائع کرنے والے) ہیں تو (جو سزا ظالموں کو ملے گی وہ ان کو ملے گی)۔ ایمان والو! بہت سی بدگمانیوں سے بچا کرو۔ کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں (اور بعض جائز بھی ہوتے ہیں۔ جیسے اللہ کے ساتھ اچھا گمان رکھنا تو اس لئے تحقیق کرلیا کرو۔ ہر موقعہ اور ہر معاملے میں بدگمانی نہ کرو) اور (کسی کے عیب کا) سراغ مت لگایا کرو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو کیا تم میں کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس کو تو تم برا سمجھتے ہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ (اور توبہ کرلو) بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے

والے (اور) مہربان ہیں ۔اے لوگو! ہم نے تم (سب) کوایک مرداورایک عورت (یعنی آدم وحوا) سے پیدا کیا۔(اس میں تو سب برابر ہیں اور پھر جس بات میں فرق رکھا وہ یہ کہ) تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے (یہ صرف اس لئے) تا کہ تمہیں آپس میں پہچان ہو۔(جس میں مختلف مصلحتیں ہیں ۔ یہ مختلف قبائل اس لئے نہیں کہ ایک دوسرے پر فخر کرو کیونکہ) اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے۔جو تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے (اور سب کے حال سے) باخبر ہیں''

اگر یہ اقدار اور اسلام کے زریں اصول ہمارے معاشرے میں فروغ پا جائیں تو ہمارا معاسرہ دوسروں کے لئے ایک مثال بن جائے اور دوسری قومیں اور مذاہب اس سے رہنمائی حاصل کریں۔ ہر مسلم مرد اور عورت کا فرض ہے کہ وہ ان سنہری اصولوں کو اپنائیں۔زندگی کے ہر پہلو کے سامنے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ رکھیں۔ سچے دل اور خلوص نیت سے کی ہوئی کوششیں اللہ تعالیٰ کے حضور قابلِ قبول ہوں گی۔

۔ان شاء اللہ۔

اسلام میں خواتین کے حقوق و فرائض
سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

شہناز جاوید۔لاہور

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیبہ میں خواتین کے جو حقوق و فرائض متعین کیے، بلاشبہ وہ صنفِ نازک پر احسانِ عظیم ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواتین کو عزت عطا کی'جب اُن کی کوئی عزت نہ تھی۔وقار عطا کیا، جب وہ محروم وقار تھیں۔مالی حقوق عطا فرمائے ، جب اُن کو کہیں بھی ملکیت کا حق حاصل نہ تھا اور کہیں وراثت میں کوئی حصہ نہ تھا۔اس وقت پاکیزگی عطا کی، جب وہ ناپاک سمجھی جاتی تھیں۔

خواتین کے حقوق و فرائض کا مطالعہ اگر اسوہ حسنہ کی روشنی میں کیا جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت نبوت سے پیشتر بھی خواتین کا حد درجہ احترام کرتے تھے۔جب مکہ کی ایک مالدار عورت نے آپؐ کو کاروبار کے سلسلے میں بلایا اور اپنا تجارتی سامان آپؐ کے حوالے کیا تو آپ نے نہایت دیانت داری سے اُن کا مال بیچ کر سارا حساب کتاب بے کم وکاست بیان کر دیا۔آپ نے نہ تو اُسے بحیثیت عورت کمزور سمجھ کر مالی طور پر نقصان پہنچانے کا سوچا اور نہ ہی اُس کو بُری نظر سے دیکھا۔شادی کی پیشکش ہوئی بھی تو اُس جہاں دیدہ اور سنِ رسیدہ خاتون کی جانب سے جو آپ کی امانت اور دیانت سے حد درجہ متاثر ہو چکی تھی۔یہی خاتون ، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفیقہ حیات بنیں،عمروں کے تفاوت کے باوجود آپؐ نے اپنی شریکِ حیات سے بہت محبت کی۔ان کی وفات کے سال کو (جو بلاشبہ آپ کے پیارے چچا کی جدائی کا سال بھی تھا) عام الحزن یعنی غم کا سال قرار دیا۔بعد میں جب کبھی اُن کا ذکر کرتے تو آنکھوں کے کنارے بھیگ جاتے۔حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کو تحائف بھجواتے۔اس کے بعد حضرت سودہؓ سے شادی ہوئی۔وہ بھی سن رسیدہ تھیں۔اس کے بعد حضرت عائشہؓ سے شادی ہوئی۔حضرت عائشہؓ کے ساتھ رویہ اتنا دوستانہ تھا کہ اُن کے ساتھ دوڑ کے مقابلے فرماتے۔اُن کی محبت اور شفقت کا یہ عالم تھا۔

آپ فرمایا کرتے کہ،

خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَ اَنَا خَیْرٌ لِاَھْلِیْ۔

ترجمہ:- تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے خاندان کے لئے بہتر ہو۔

اور میں اپنے اہل کے حق میں بہترین ہوں۔

واقعہ افک کے سلسلے میں تاریخ شاہد ہے کہ وہ حضرت عائشہؓ کے ساتھ نہ غصے ہوئے، نہ چیخے چلائے، بلکہ خاموشی اختیار کر لی۔ بہت ساری پریشانی کے باوجود، حضرت عائشہ کا حال احوال پوچھنے اُن کے والد کے گھر تشریف لے گئے جہاں پر وحی کا نزول ہوا جس سے حضرت عائشہ کی برأت ثابت ہوگئی۔ اپنی تمام ازواج سے آپ کا عمومی سلوک شفقت، محبت اور نرم دلی کا تھا۔ عصر کے بعد اپنے اہلِ خانہ کے پاس تشریف لے جاتے یا وراُن کی خیریت دریافت فرماتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ وہ جب تک گھر میں تشریف فرما ہوتے، گھر کے کاموں میں مشغول رہتے۔

آپ کا ارشاد ہے۔

''خواتین کے بارے میں خوفِ خدا رکھو۔ کیونکہ تم نے فرمانِ الٰہی
کی بنیاد پر انہیں عقد میں لیا ہے۔''

آپ کا مشہور قول ہے کہ
آبگینوں سے نرم سلوک کرو

حضرت ابو ہریرہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ نقل کیا ہے کہ

''یہ عورتیں پسلی کی ٹیڑھی ہڈی کی مانند ہیں۔ جب اُس کو درست کرنے کی
کوشش کرو گے تو توڑ دو گے۔ اور اگر چھوڑ دو تو فائدہ پاؤ گے۔''

عرب کے ایک ایسے معاشرے میں جہاں بیٹی کی پیدائش پر چہروں پر کلونس چھا جاتی، اس سے جان چھڑانے کے لئے تدبیریں سوچی جاتیں۔ آپؐ نے بیٹی کی پیدائش کو باعث رحمت قرار دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ

''وہ عورت شوہر لئے بہت برکت والی ہے جس کا مہر
قلیل ہو اور اُس کی پہلی اولاد لڑکی پیدا ہو۔''

(حاشیہ فردوس صفحہ ۲۱۵ جلد ۱)

حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ

''وہ جس کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی۔ پس اس نے نہ ہی اُس کو ستایا۔ نہ ہی ناراض ہو کر
اس کی مبارک بادی ترک کی اور نہ لڑکو اس پر ترجیح دی تو اُس بیٹی کے
سبب اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔''

(کنز العمال صفحہ ۴۵۴ جلد ۱۶)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریمؐ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ بیٹیاں بہترین اولاد ہیں۔ اس لئے کہ وہ کثرت خوبی والی، اور نرمی سے گفتگو کرنے والی ہیں۔ نیز والدین کی خدمت کے لئے مستعدی سے ہر وقت تیار رہنے والی اور نہایت انس والفت والی، عاجزی انکساری والی اور ذت کے اعتبار سے برکت والی ہیں۔

روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

''تم لوگ لڑکیوں کو ناپسند نہیں کیا کرو۔ اس لئے کہ میں بھی لڑکیوں کا باپ ہوں اور بے شک وہ تواضع اور انکساری والی ہوتی ہیں۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیٹیوں سے نہایت محبت کرتے تھے۔ سب سے چھوٹی بیٹی حضرت فاطمہ تھیں۔ وہ جب تشریف لاتیں تو اُن کے لئے اپنی چادر بچھا دیتے۔ اُن سے ملنے اکثر اُن کے گھر تشریف لے جاتے۔

نبی آخر الزماں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواتین کو ماں کی حیثیت سے بھی بہت بلند رتبہ عطا فرمایا ہے۔

آپ نے فرمایا۔

اَلْجَنَّةُ تَحْتَ الْاَقْدَام اُمَّهَات۔

جنت ماں کے پاؤں تلے ہے۔

ایک مرتبہ ایک صحابی نے پوچھا۔ یارسول اللہؐ میرے پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ تیری ماں کا۔ اس نے دوسری مرتبہ پوچھا کہ اس کے بعد زیادہ حق کس کا ہے۔ تو اپ نے پھر ارشاد فرمایا کہ تیری ماں کا تیسر دفعہ پوچھنے پر بھی۔ یہی جواب دیا۔ چوتھی بار پوچھنے پر جواب مرحمت فرمایا کہ تیرے باپ کا۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ ماں کا حق باپ کی نسبت تین گُنا زیادہ ہوتا ہے۔

ایک موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

''عورت پر سب سے زیادہ حق اس کے شوہر کا ہوتا ہے۔ اور مرد پر سب سے زیادہ حق اس کی ماں کا ہوتا ہے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک غریب عورت آئی۔ جس کے ساتھ دو لڑکیاں تھیں۔ میں نے اُن کو کھانے کے لئے تین کھجوریں دیں۔ تو اُس عورت نے ہر ایک لڑکی کو ایک ایک کھجور دی اور خود کھانے کے لئے ایک کھجور اپنے منہ کی طرف لے لی تو وہ دونوں اس کو بھی مانگنے لگیں۔ پس ماں نے اُس کو ٹکڑے کر کے دونوں کو دے دی۔ فرماتی ہیں کہ پھر میں نے یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت واجب ردی اور جہنم سے بری کر دیا۔

(کنز العمال، صفحہ ۴۵۵ جلد ۱۶)

حضرت ابن عمرؓ راوی ہیں کہ رسولِ مقبول، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

''عورت اپنی حالت حمل سے وضع حمل اور دودھ چھڑانے تک ایسی ہے جیسے اسلام کی راہ میں سرحد کی حفاظت کرنے والا۔ اگر اس حال میں موت آئی تو شہید کے برابر ثواب ملے گا۔''

حضرت عبدالرحمٰن بن عورت روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمای کہ جب عورت دودھ چھڑاتی ہے تو ایک فرشتہ اس کے کندھے پر شاباشی کا ہاتھ مارتا ہے اور کہتا ہے کہ ان تکالیف کے بدلے میں تیرے پچھلے سب گناہ معاف ہو چکے ہیں۔ تو از سر نو عمل کر۔

دنیا میں تقریباً ہر جگہ، ہمیشہ سے ہی خواتین کو مرد کی نسبت کم تر سمجھا گیا۔ بیوگی کی حالت میں تو صورت حال زیادہ ناگفتہ بہ ہو جاتی ہے۔ ہندو تہذیب کی حالت میں اس بے چاری کے لئے بہتر یہی سمجھا جاتا تھا کہ وہ شوہر کی لاش کے ساتھ زندہ جل کے مر جائے۔ بیوہ عورت کی دلجوئی کرنا تو دُور کی بات ہے اس سے نفرت اور حقارت کا سلوک ہوتا۔ خوشی کی محفلوں میں شریک نہ کیا جاتا۔ بلکہ منحوس سمجھا جاتا۔ اس کا رنگین کپڑے پہننا، ہندو معاشرے کے لئے نا قابلِ برداشت تھا۔ دورِ جہالت میں عرب میں یہ حالت تھی کہ باپ کے مرنے کے بعد، بیٹا اس کی منکوحہ (بیوہ) سے شادی رچا لیتا۔ عورت انسان نہ ہوئی بلکہ کوئی بے جان شے ہوئی۔ جس کا جو جی چاہے سلوک کرے۔ ساری دنیا میں عورت قابلِ فروخت چیز سمجھی جاتی رہی ہے۔ آج کے نام نہاد جدید دور میں بھی عورتوں کے بازار سجتے ہیں۔ آج کی دنیا میں جو جتنا مہذب ہے اتنا ہی زیادہ بے حیاء ہے۔ ان سارے رویّوں کے برعکس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت کو اس کی ہر حیثیت میں بلند مقام اور مرتبہ عطا فرمایا۔ بیوہ خواتین کے ساتھ حسنِ سلوک کی بہت تاکید فرمائی گئی ہے۔

آپ کا ارشاد مبارک ہے کہ

''بیوہ اور مسکین کی ضرورت کے لئے بھاگ دوڑ کرنے والا ایسا ہے جیسے اللہ کی راہ میں بھاگ دوڑ کرنے والا۔

(راوی کہتا ہے) اور میرا گمان ہے کہ آپ نے فرمایا کہ وہ اس شخص کی طرح ہے جو شب بیدار ہے اور تھکتا نہیں ہے۔ اور اس روزہ دار کی طرح ہے جو روزے نہیں چھوڑتا۔

(تلخیص تفہیم القرآن۔ مولانا صدر الدین اصلاحی ص ۸۷۶)

نکاح بیوگان کی ابتدا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذات سے کی۔ آپ نے اپنا نکاح ایک بیوہ خاتون حضرت خدیجہ سے کیا۔ اور اس کے بعد آٹھ دیگر بیواؤں سے نکاح کیا اور باقی مطلقہ اور آزاد کردہ عورتوں سے نکاح کیا۔ صرف ایک کنواری تھیں۔

دنیا میں مردوں اور عورتوں کو غلام بنا کر رکھنے، ان کی بطور غلام خرید و فروخت کرنے کی روایت بہت قدیم ہے۔ اسلام نے اس کی حوصلہ شکنی فرمائی ہے۔ اور غلاموں کی آزادی کی طرف بے شمار اقدامات اٹھائے ہیں۔ اور بہت سارے گناہوں کے کفارہ، غلام

آزاد کرنا رکھا گیا۔ غلاموں کے ساتھ مکاتبت کا حکم دیا گیا۔ خواتین کے ساتھ خصوصی سلوک تھا۔ خواتین غلاموں (لونڈیوں) کے ساتھ جسمانی تعلق جائز قرار دیا گیا۔ اور اس کے نتیجے میں جو اولاد پیدا ہوتی ہے۔ اس کے پیدا ہوتے ہی وہ عورت اسلامی احکامات کی روشنی میں، آزاد کر دی جاتی تھی۔ اسلام سے پہلے، لونڈیوں سے اُن کا مالکان نہایت غلط کام کرواتے تھے۔ اُن کی ممانعت بھی کر دی گئی۔ بلاشبہ یہ بھی عورتوں پر بہت بڑا احسان تھا۔ جو اسلام نے کیا۔

اسلام نے عورتوں کے جو مالی حقوق متعین کئے ہیں۔ اس میں سے ایک حق مہر ہے۔ یہ عورت کا حق ہے۔ اسے ضرور ملنا چاہیے۔ اس کی ادائیگی خوش دلی، محبت اور اخلاص سے کرنی چاہیے۔

قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً

اور عورتوں کے مہر خوش دلی سے دو۔

(۴۔۴)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سب بیویوں کو حق مہر کی رقم ادا کی۔ کچھ بیویوں کو تو بارہ اوقیہ چاندی (موجودہ کرنسی میں پندرہ بیس ہزار روپے) بطور حق مہر ادا کی گئی۔ اور کچھ بیویوں کا حق مہر اس سے بھی زیادہ تھا۔ حق مہر کی رقم نہ تو اس قدر کم (پچیس روپے یا پانچ صد روپے) ہونی چاہیے کہ عورت کا حق مجروح ہو۔ اور نہ اتنی زیادہ ہونی چاہیے (مثلاً لاکھوں میں جیسے فی زمانہ فیشن ہے) کہ مرد پر ناروا بار ہو۔

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق، اپنے دورِ خلافت میں خواتین کا حق مہر مقرر کرنے لگے تو ایک عورت نے اُٹھ کر کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواتین کے حق مہر کی کوئی مخصوص، مقدار متعین نہیں کی۔ اے عمر ایسا کرنے والے تم کون ہوتے ہو۔ یہ سُن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اپنے ارادے سے باز آ گئے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مبارک کے مطابق شادی میں لڑکی کی پسند کا ہونا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں بھی درمیانہ راستہ اپنایا گیا۔ نہ تو اُن لوگوں کی پیروی کی گئی۔ جن میں معاملہ کلیۃً لڑکی اور لڑکے کی مرضی پر چھوڑ دیا جاتا ہے اور نہ اُن لوگوں کی تقلید کی گئی۔ جو لڑکی لڑکے سے اُن کی مرضی بھی پوچھنا گوارا نہیں کرتے۔ لڑکی کے لئے اس کا ولی ہونا لازمی امر ہے۔ جو اس کی طرف سے سارے معاملات طے کرتا ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ سے خالقِ ارض وسماء نے صنفِ نازک کو تخلیق کر کے اسے بے یار و مددگار نہیں چھوڑ دیا بلکہ اس کو خدمت گار بھی مہیا کر دیئے۔ ان خدمت گاروں میں سے ایک خدمت گار، شادی کے موقع پر ولی ہوتا ہے۔ جو لڑکی کا باپ، بھائی، یا ان کی غیر موجودگی میں کوئی دوسرا نزدیکی رشتہ دار ہوتا ہے۔ ولی کے ہوتے ہوئے، لڑکی کی شرم و حیاء کی حدود کو گزند پہنچائے بغیر اس کے سارے معاملات طے ہو جاتے ہیں۔

نصف گواہی کے معاملے میں بھی خواتین کو حد درجہ سہولت مہیا کی گئی ہے۔ خواتین کے لئے، اپنے فطری شرم و حیاء کی بدولت، یہ بہت تکلیف دہ ہے کہ وہ پنچائیتوں، اور کورٹ کچہریوں کے چکر لگائیں۔ اس لئے ان کی مشکل حل کر دی گئی۔ جہاں جائیں دو خواتین ہمرکاب ہوں۔ ایک دوسرے کا ساتھ ہو۔ اور کوئی پریشانی نہ ہو۔ اس قانون کی موجودگی میں کوئی اکیلی عورت کو بُلانے کی جرأت بھی نہیں کر سکتا۔

اسلام میں خواتین کو خصوصی عزت و احترام حاصل ہے۔ ایک مرتبہ ایک لڑکی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ اس کے باپ نے اُس کا نکاح، اُس کی مرضی کے بغیر کر دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ نکاح فسخ قرار دے دیا۔

خواتین کی مخصوص حیثیت مثلاً ماں، بیٹی اور بیٹی کے علاوہ بھی اسلام میں خواتین کو عمومی طور پر بہت سے حقوق حاصل ہیں۔ عورت کو کمانے کی ذمہ داری سے یکسر سبکدوش کر دیا گیا۔ اس کی مالی ضروریات پوری کرنا اس کے باپ، بھائی، شوہر اور بیٹے پر فرض ہے۔ اگر بدقسمتی سے ان کو کہیں سے بھی مدد نہیں مل رہی تو اسلامی ریاست، اس عورت کی مالی ضروریات پوری کرنے کی پابند ہے۔

مزید برآں، باجماعت نماز کی ادائیگی عورتوں پر فرض نہیں ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عورتیں اگر مساجد میں آنا چاہیں تو انہیں منع نہ کرو گو کہ عورتوں کے لئے، دن میں پانچ مرتبہ مساجد میں حاضری دینا مشکل ہے۔ پھر بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کا مساجد پر حق ساقط نہیں فرمایا۔ حق و باطل کے جتنے بھی معرکے پیش آئے ہیں اُن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واضح حکم تھا کہ عورتوں، بچوں اور ضعفیوں پر ہاتھ نہیں اٹھانا۔

خواتین کے لئے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں جتنی عزت تھی اس کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ آپ عیدین اور دوسرے اجتماعات کے موقع پر مردوں سے خطاب کرنے کے بعد عورتوں کی طرف جا کر اُن سے بھی خطاب فرماتے تھے۔ گو کہ خواتین کے لئے، آپ ایک روحانی باپ کی مانند تھے لیکن پھر بھی بیعت لیتے۔ وقت آپ کا ہاتھ اُن کے ہاتھ سے نہ چھوتا۔ ایک پیالے میں پانی ڈالا ہوتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں ہاتھ ڈال کر نکال لیتے۔ پھر خواتین اس میں باری باری ہاتھ ڈالتیں۔ اس طرح سے بیعت ہوتی۔

ازواجِ مطہرات سے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، کبھی کبھار، ہنسی مذاق بھی فرما لیتے تھے۔ ایک دن آپ نے ازواجِ مطہرات سے فرمایا کہ تم میں سے سب سے پہلے مجھ سے وہ بیوی آکر ملے گی جس کا ہاتھ لمبے ہوں گے۔ یہ سُن کر وہ سب ایک دوسرے سے اپنے ہاتھ ناپنے لگیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ وہ جو اللہ کی راہ میں زیادہ خرچ کرنے والی ہوگی۔

ایک مرتبہ ایک بوڑھی عورت آپ کی خدمت میں پیش ہوئی اور پوچھنے لگی کہ کیا میں جنت میں جاؤں گی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی۔ یہ سُن کر وہ افسردہ ہوگئی۔ پھر آپ نے اس کی پریشانی دور فرما دی اور

کہا کہ سب لوگ جوانی کی حالت میں جنت میں داخل ہوں گے۔کوئی بوڑھا نہ ہوگا۔جس طرح انہوں نے ایک بوڑھی عورت کی بات سنی،توجہ دی۔اور پھر ہلکا سا مذاق کیا۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ خواتین کے لئے اُن کے دل میں بہت محبت اور شفقت تھی۔

حصولِ علم کو جب آپ نے فریضہ قرار دیا تو اس میں مرد اور عورت کی تخصیص نہیں کی کہ مرد زیادہ علم حاصل کریں۔

آپ نے فرمایا۔

طَلَبُ الْعِلْم فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِم و مسلمة

علم کو حصول ہر عورت اور مرد پر فرض ہے۔

حضرت اسماء بنت یزید انصاری نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ مرد جمعہ کی نماز میں شریک ہوتے ہیں۔نماز باجماعت پڑھتے ہیں۔بیماروں کی عیادت اور جنازوں میں شریک ہوتے ہیں۔جہاد کرتے ہیں۔ہم عورتیں مکانوں میں اور پردوں میں بند رہتی ہیں۔کیا ہم ثواب میں ان کی شریک نہیں۔یہ سُن کر آپؐ نے فرمایا کہ کبھی کسی عورت نے اسماء سے بہتر سوال نہیں کیا۔پھر فرمایا کہ عورت کا اپنے خاوند سے اچھا برتاؤ کرنا ان سب اچھے اعمال کے ثواب کے برابر ہے۔

آنحضور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں خواتین کو بے شمار حقوق دیئے۔وہاں اُن کے فرائض کی نشاندہی کر دی۔آپ کی مندرجہ ذیل حدیث مبارک مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے یکساں اہمیت کی حامل ہے۔

آپؐ نے فرمایا۔

''تم میں سے ہر کوئی راعی ہے۔اور اس سے اس کی
رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔

خواتین چونکہ گھر کے ماحول اور بچوں کے کردار کے ضمن میں ذمہ دار ہوتی ہیں اس لئے ان کا فرض ہے کہ وہ گھر کے ماحول کو اللہ کی پسند کے مطابق بنائیں اور بچوں کی تربیت اس نہج پر کریں کہ وہ بڑے ہوکر سچے اور پکے مسلماں بنیں۔

شوہر کی اطاعت کو آپؐ نے عورت پر فرض قرار دیا۔

آپؐ نے فرمایا۔

''جب مرد اپنی بیوی کو اپنی حاجت کے لئے بلائے تو بیوی کو چاہیے کہ
فوراً آجائے اگر تنور پر روٹی بھی پکا رہی ہو۔''

(مشکوٰۃ المصابیح از ترمذی)

خواتین بیعت کرنے کے لئے، جب نبی کریم، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتیں۔تو آپ اُن سے ان باتوں کے بارے میں بیعت لیتے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں کریں گی۔اپنی جانوں پر کوئی جھوٹ نہیں گھڑیں گی۔معروف

میں شوہر کی نافرمانی نہیں کریں گی، میت پر نوحہ نہیں کریں گی، کسی جان کو ناحق قتل نہیں کریں گی اور خاوند کی غیر موجودگی میں بھی اس کی عزت و مال کی حفاظت کریں گی۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو عورت کہ اس کا شوہر اس کو ستاتا ہو (لیکن وہ اس سے دل برداشتہ نہیں ہوئی) بلکہ وہ کہتی ہے لبیک یعنی میں حاضر ہوں، پس اس قول لبیک کی وجہ سے حق تعالیٰ شانہٗ ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور تسبیح وتمحید بیان کرتا ہے اور اس کا ثواب اس عورت کے نامہ اعمال میں لکھ دیا جاتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پاک صلی اللہ کا ارشاد منقول کیا ہے کہ،

''بے شک حق تعالیٰ شانہٗ اس عورت کو محبوب رکھتا ہے جو اپنے شوہر کے ساتھ
میٹھے انداز میں ملتی ہے یعنی اس سے لاگ کرتی ہے اور غیر
سے اپنے دامن کو پاک رکھتی ہے۔''

(کنز العمال صفحہ ۴۰۶ جلد ۲)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کے حقوق سے متعلق مردوں کو متعدد بار تنبیہہ کی۔ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپؐ نے فرمایا کہ

لوگو! عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ جیسے کچھ حقوق تمہارے
اُن پر ہیں، ویسے ہی اُن کے حقوق تمہارے ذمہ ہیں۔
وہ تمہارا لباس ہیں اور تم اُن کا لباس ہو۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبد الاضحیٰ یا عید الفطر کی نماز کے لئے عیدگاہ کی طرف جارہے تھے کہ راستے میں عورتوں کے پاس سے گزرے۔ آپ نے عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ

اے عورتوں! صدقہ کیا کرو۔ کیونکہ میں نے دوزخ میں عورتوں کی اکثریت دیکھی ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۳ از بخاری ومسلم)

اسلام میں خواتین کے فرائض کے سلسلے میں بہت زیادہ زور، خاوند کی اطاعت پر دیا گیا ہے۔ کیونکہ ایک خوشحال، پرامن اور ترقی پذیر معاشرے کے لئے یہ بات نہایت اہم ہے کہ گھروں کا ماحول خوشگوار ہو۔ گھر کی طرف سے بےفکری ہی مرد کے لئے معاشرے میں ذمہ داریوں کو احسن طریقہ سے ادا کرنے کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواتین کو شوہروں کی فرمان برداری کے لئے خاص تاکید کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک صاحب نے جہاد پر جاتے ہوئے اپنی بیوی کو منع کر دیا

کہ وہ اس کی غیر موجودگی میں گھر سے نہ نکلے۔ اس عورت کا باپ بیمار ہو گیا۔ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساری صورت حال بتا کر باپ کی عیادت کے لئے اجازت طلب کی۔ آپ نے انکار کر دیا۔ اُس کا باپ جب زیادہ بیمار ہو گیا تو اس نے پھر اجازت طلب کی۔ آپ نے پھر انکار کر دیا۔ اس کا باپ فوت ہو گیا اُس نے پھر اجازت طلب کی آپ نے پھر انکار کر دیا۔ اُس نے صبر کیا۔ آپ نے خوشخبری دی کہ اس کے صبر اور فرمابرداری سے خوش ہو کر اللہ تعالیٰ نے اُس کے بات کی مغفرت فرمادی۔

الغرض، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ سے ہمیں خواتین کے حقوق و فرائض کی بہت اعلیٰ تصویر نظر آتی ہے۔ اور قرآن مجید، فرقانِ حمید کی یہ آیت نگاہوں کے سامنے آ جاتی ہے کہ

وَمَا اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ۔

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر سارے جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر۔

کتابیات

1۔ ماہنامہ ترجمان القرآن

2۔ قرآن مجید کی نصیحتیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصیحتیں۔

از مصنف مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری

3۔ عورت کا مقام:

از مصنف مولانا مفتی عبدالرؤف

اسلام میں خواتین کے حقوق وفرائض سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

شمع حامد۔لاہور

تخلیقِ آدم سے لیکر اِس وقت تک ہر دور میں اور ہر نظام میں عورت ظلم اور جبر کا شکار رہی ہے۔اسلام کے علاوہ تمام ادیانِ عالم میں عورت کو خواہشوں کا غلام بنایا گیا۔نبی پاک ﷺ نے معاشرے میں عورت کی پہچان کروائی۔عورت کو اس کا صحیح مقام ومرتبہ عطا فرمایا۔نیز عورت کو بھی وہ سمجھ عطا فرمائی کہ وہ خود اپنے آپ کو پہچان سکے۔

ڈوبنا تیرا مقدر نہیں مغرب پہ نہ جا
بن کہ سورج تجھے مشرق سے ابھرنا ہو گا

معاشرے کی بنیادی اکائی یعنی گھر میں عورت کی چار بڑی حیثیتیں یا روپ ہوتے ہیں۔شریکِ حیات،ماں،بیٹی اور بہن۔ اسلامی معاشرے میں اگر وہ بیوی ہے تو دنیا کا سب سے بڑا خزانہ،بیٹی ہے تو آتشِ دوزخ سے بچانے کا وسیلہ اور آنکھوں کی ٹھنڈک، ماں ہے تو اس کے قدموں تلے جنت ہے۔آج دنیا میں جہاں کہیں بھی عورت اور اس کے حقوق کی بات ہوتی ہے۔یہ اسلام ہی کا فیضان ہے۔آج حقوقِ نسواں،تعلیمِ نسواں اور بیداری اُناث کے جو الفاظ بھی ہم سنتے ہیں یہ سب انقلاب انگیز صداء کی بازگشت ہیں۔ جو آنحضرت ﷺ کی زبانِ فیضِ ترجمان سے بلند ہوئی تھیں۔

یونان ہو روم،عرب ہو ہو یا عجم،یورپ ہو یا ایشیا،ہر جگہ عورت مظلوم ہی رہی ہے۔ہمارا اسلام ہے جس کے طفیل عورت کو معاشرے میں مرد برابر اور دوش بدوش کام کرنے کا حق ملا۔ہادیٔ برحق کے زمانے میں تجارت،صنعت وحرفت،کاشتکاری اور جنگی خدمات میں عورت مرد کے شانہ بشانہ رہی۔حضور ﷺ نے کسی موقع پر ناراضگی کا اظہار نہیں کیا۔بلکہ عورت کے کام کو سراہا اور دعا دی۔

حدیث نبوی ﷺ ہے۔

''علم حاصل کرنا مرد اور عورت دونوں پر فرض ہے۔''

یعنی جو علم مرد حاصل کر سکتا ہے۔وہ عورت بھی حاصل کر سکتی ہے۔جہاں علم کی بدولت مرد پہنچ سکتا ہے۔کوئی وجہ نہیں کہ وہاں عورت کی رسائی نہ ہو۔اگر مرد تجارت کرتا ہے تو حضرت خدیجہ الکبریٰ ؓ کی ذات نے یہ ثابت کر دیا کہ عورت بھی تاجر ہو سکتی ہے۔اگر مرد صنعت وحرفت میں نام کماتا ہے۔تو عبداللہ ابنِ مسعودؓ کی بیوی کی مثال مشعلِ راہ ہے۔جابر ابنِ عبداللہ کی خالہ نے کاشتکاری کی۔

پس اسلام نے عورتوں کو وہ تمام حقوق دیئے جو کسی زمانے میں بھی اُس کا اثاثہ نہ تھے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ o

ترجمہ:- ''عورتوں کے بھی ایسے ہی حقوق ہیں۔جیسے کہ ان پر مردوں کے''

(۲۲۸:۲)

اس آیت نے قانونی طور پر عورت کو مرد کے برابر مقام دیا۔پھر اس غلط نظریے کی بھی تردید کی کہ عورت مرد کی روحانی ترقی میں رکاوٹ ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا۔

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ o

ترجمہ:- وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم اُن کے لئے لباس ہو۔

(۱۸۷:۲)

سورۃ النساء میں ہے۔

وَ اللِنساء نصیب مما اکتسبن۔

عورتوں کے لئے بھی کمائی سے حصہ ہے۔

(۳۲:۴)

ایک اور جگہ فرمایا۔

وَ اللِّنِسَآءِ نَصِيْبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوٰلِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ o

اور عورتوں کا اِس مال میں حصہ ہے۔جو ماں باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا۔

(۷:۴)

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔

''ہم اسلام سے قبل عورتوں کو کسی شمار میں نہیں لاتے تھے۔اسلام آیا تو اس نے عورت کے بارے میں احکام نازل کئے۔ اور ان کے حقوق مقرر کئے اور کہا:-

فاِنْ خفتم الاتعدلوا واحدۃ۔

(النسآء)

فلا تمیلوا کل المیل فتذروھا کالمعلقۃ۔

و عاشروهُنَّ بالمعروف۔

ازدواجی معاملات کے بارے میں ان حقوق کو دیتے ہوئے۔ اسلام نے عورت کو خلع کا حق بھی عطا کیا۔

سورۃ البقرہ میں ہے۔

فلا جناح علیکم فیما افتدت به

مردوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

وَاٰتُوْ النِسآء صدقاتهن نحلة

اور عورتوں کے حق مہر خوش دلی سے دو۔

(النسآء)

وَ اٰتیتم احدهن قنطاراً فلا تَاخُذوا مِنه شیئاo

پس کہا کہ جو ڈھیر بھی تم انہیں دے چکے ہو۔ اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو۔

سورۃ البقرہ میں ہے۔

و لا تَمسكُوْ هُنَّo

اور عورتوں کو (ستانے کی غرض یا زیادتی کرنے کی غرض سے) نہ روکو۔

حدیث نبوی ﷺ ہے۔

خَیرُکُم خَیرُکُم لِاَهلِهٖ

(ترمذی، ابنِ ماجہ)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَ مِنْ اٰیَتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا

(الروم:۲۱)

اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں۔ تم ان سے تسکین پاؤ۔

قرآن پاک نے لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کی بری رسم کی اس طرح مذمت کی۔

و اذ المَوءُدَۃُ سئِلَتْ، بایِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْo

''اور جب زندہ دفن کی جانے والی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس جرم میں قتل ہوئی۔''

فرمانِ نبوی ﷺ ہے۔

''جس آدمی کے گھر لڑکی جنم لے تو وہ اس کی پرورش میں لڑکیوں کے برابر سلوک کرے
اور اسے قتل نہ کرے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو ضرور جنت دیگا۔

ایک اور جگہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''عورتوں کے بارے میں خدا سے ڈرو کہ وہ تمہارے بس میں ہیں۔''

ہمارے نبی پاک ﷺ نے عورتوں کو شیشے سے تشبیہہ دی اور مردوں کو حکم دیا۔

''کہ عورتیں شیشے کی مانند ہیں۔انہیں احتیاط سے استعمال کرو۔
کیونکہ سختی سے شیشہ ٹوٹ جاتا ہے۔''

مندرجہ بالا قرآنی آیات واحادیث سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ بانی اسلام نے عورت کو پستی سے بلندی پر پہنچایا۔ نکاح کے وقت لڑکی کی رضا مندی کو اسلام کا جز قرار دیا۔عورت کو نکاح ثانی کی اجازت دے کر اُسے مظلومیت کے اندھیروں سے باہر نکالا۔اس نے اگر مرد کو طلاق کا حق دیا تو عورت کو خلع کا حق بھی عطا کیا۔

قبل از اسلام ہر خطہ، ہر تہذیب ہر مذہب عورت کا مجرم تھا۔عرب ہی ہے۔جہاں اسے قدموں تلے جنت ملی۔
حضور ﷺ نے فرمایا۔

''عورت پسلی کی مانند ہے۔اگر تم اِسے سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو اِسے توڑ دو گے۔اگر اسے
اپنے حال پر چھوڑ دو گے تو اُس کی کمی کے باوجود اِس سے فائدہ اٹھاؤ گے۔''

عورتوں کے حقوق اور مقام کو پہلی بار آپ ﷺ نے تسلیم کیا اور یہ حق ادا کرنے کی ترغیب وہدایت کی۔مگر ان سب حقوق کی روشنی میں یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ اُسے صرف حقوق ہی حقوق ملے ہیں۔اُس کے کچھ فرائض بھی ہیں۔اُسے چاہیے کہ وہ انہیں احسن طریقے سے نبھائے۔اپنی گود میں پروان چڑھنے والی نسلوں کو باحیاء اور قناعت پسند بنائے۔جس طرح فطرت نے نظامِ کائنات بنایا ہے۔اسی طرح شریعت اسلام نے گھر کا خاندانی نظام بھی قائم کیا ہے۔گھر معاشرہ کی اکائی ہے اور معاشرے کا نقطۂ آغاز بھی گھر ہے۔یہیں سے معاشرے کی تعمیر شروع ہوتی ہے۔

اسلام گھر کے ماحول کو پر امن اور خوشگوار رکھ کر تربیت افراد کا مسکن بناتا ہے۔گھر کے کنبے کا محور ایک عورت ہوتی ہے۔ہر روپ میں ماں ہو۔بیٹی ہو بہن ہو یا بیوی۔انسان کی کردار سازی کا ادارہ اور سب سے اہم تربیت گاہ اُس کا گھر اور اُس کی ماں کی گود ہے۔جس ماحول میں بچہ پرورش پاتا ہے۔اِس ماحول کی چھاپ اُس کی شخصیت پر لگتی ہے۔

خاوند کی خوشنودی بھی عورت کے فرائض میں شامل ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

فَا الصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ○ط

(۳۴:۴)

نیک بیویاں وہ ہیں۔ جو اپنے خاوند کی فرمانبردار ہوتی ہیں اور اُن کی عدم موجودگی میں مال وعزت کی محافظ ہوتی ہیں۔

ایک خوبصورت پر رونق اور کامیاب زندگی کا تصور عورت کے وجود کے بغیر ناممکن ہے۔

آقائے دو عالم محمد ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے۔

''دنیا اور دنیا کی تمام نعمتیں اچھی اور خوبصورت ہیں۔لیکن اس سے بھی زیادہ خوبصورت متقی اور پرہیز گار عورت کی ذات ہے۔''

عورت کو سوزِ صحبت، رحمت، شفقت، حلم و بردباری، صبر وسکون، جمال وانس اور عفت و حیاء جیسی صفات دی گئیں۔ کیونکہ عورت کو جس میدان میں کام کرنا تھا۔ اِس کے لئے یہی صفات موزوں ترین صفات تھیں۔

عورت ممتا اور شفقت کا مجسمہ بنا کر بھیجی گئی ہے۔

یہ نہ صرف انسان ساز ہیں۔ بلکہ نسلِ انسانی کو اسلامی قدروں کی روح میں ڈھالنے اور اخلاق و کردار کا خوبصورت مجسمہ ہیں۔انہیں چاہیے کہ وہ اپنی نسلوں کو اسلامی تہذیب وتمدن میں اِس طرح ڈھالیں کہ وہ اسلام کی اعلیٰ اقدار کا بہترین نمونہ نظر آئیں۔

حضرت فاطمہ الزہرہؓ بنت رسول مقبول ﷺ جن کی گود میں حضرت امام حسین علیہ السلام نے پرورش پائی۔جن کی اسلام کی خاطر شہادت تاریخِ اسلام کی اہم کہانی اور تحریر بن گئی۔حضرت زینبؓ بنتِ علی جن کی گرمئ گفتار نے یزید کے ایوانوں کو لرزا رکھ دیا۔

ایسی ہی تربیت اولاد ذمہ داری ہے۔ مسلمان عورت کی تاکہ عصر جدید کے گھرانے اور ملک وملت ایمان و اخلاق کا گہوارہ بن جائیں۔

نبی پاک ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔

''عورتیں ریاست کا ستون ہیں۔اگر وہ اچھی ہیں تو ریاست بھی اچھی ہے۔

اگر وہ خراب ہیں تو ریاست بھی خراب۔''

ہمارے بچے قوم کی امانت ہیں۔معاشرے کا مستقبل اور اسلام کی عظیم روایات کے امین ہیں۔ہمیں ہر حال میں اُن کی صحیح راہنمائی کرتا ہے۔ ہمارا دین ہماری قوم ہم سے اِس فرض کی ادائیگی کا مطالبہ کرتے ہیں۔تبھی اِس سرزمین پر اقبال، قائد، قاسم، حیدر اور سلطان جیسے جیالے پیدا ہونگے۔ جو موجوں کے دھاروں کا رخ پلٹ دینگے۔

ان شاء اللہ۔

بقولِ اقبالؒ:

؎ تم قوم کی ماں ہو سوچو ذرا
عورت سے ہمیں یہ کہنا ہے
تعلیم تمہاری دولت ہے
ایمان تمہارا گہنہ ہے۔

ظہورِ اسلام سے قبل عورت کی زبوں حالی پر سب ہی بات کرتے ہیں۔ پھر ایک روشن زمانہ آیا۔ عرب کے چاند نے کہا کہ یہ مقدس فرائض میں گوندھی ہوئی مخلوق جسے عورت کہتے ہیں۔ اسے پاؤں کی جوتی نہ سمجھو اسے محض برتنے کی چیز مت سمجھو۔ اسے خرید و فروخت کا جانور مت بناؤ اور فوتگی کے بعد (اُس کے خاوند کی) اِسے اس طرح تقسیم مت کرو۔ جس طرح تم وراثت کی دیگر چیزیں تقسیم کرتے ہو۔ اگر ماں ہے تو اُس کے قدموں تلے جنت ڈھونڈو۔ اگر یہ بہن ہے تو اُس کے باعث تم صدقہ و جہاد کے فرض سے سبکدوش ہو سکتے ہو۔ اگر یہ بیٹی ہے تو اُس کی بہتر پرورش کے عوض تمہیں جنت کی بشارت دی جاتی ہے۔ اور اگر یہ بیوی ہے تو تمہارا لباس ہے تمہیں ڈھانپ لینے والی اور تمہاری تمام ترکج ادائیوں اور کجیوں پر پردہ ڈال کر تم سے محبت کرنے والی ہے۔

غرض عورت ایک چلتا پھرتا ادارہ ہوتی ہے اور نیکی وطہارت کے سارے خوشے اسی کے وجود سے پھوٹتے ہیں۔ جنہیں وہ لاشعور طور پر نئی نسل میں منتقل کرتی ہیں۔

بقولِ اقبالؒ:

؎ نیکی کی ہو تصویر تم، عفت کی ہو تدبیر تم
ہو دین کی تم پاسبان ایمان سلامت تم سے ہے۔

پس قوموں کی عزت وشہرت عورت کے جذبۂ ایثار کی بدولت ہے۔ اُس کا فرض ہے کہ وہ اِسے قائم رکھے۔

الغرض معاشرے کی اصلاح کی تمام تر ذمہ داری عورت کے کندھوں پر ہے۔ کیونکہ

؎ مکالمات افلاطون نہ لکھ سکی لیکن
اِسی کے شعلے سے ٹوٹا شرار افلاطون

سینۂ اطفال میں مسلمان ماں کی تربیت روح پاک پیدا کرتی ہے۔ پس یہ ایک ایسی درسگاہ ہے۔ جس میں زندگی کے سارے آداب مرد نے ہمیشہ عورت سے سیکھے یا یوں کہہ دیجئے کہ عورت زندگی سے بھری ہوئی وہ کتاب ہے۔ جس میں بندگی کے اسرار و رموز لکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اسلام کی نگاہ میں عورت نصف انسانیت ہے۔ اگر مرد ایک حصہ ہے اور ایک حصے کی ترجمانی کرتا ہے تو دوسرے حصے کی ترجمانی عورت کرتی ہے۔ عورت کو نظر انداز کر کے نوعِ انسانی کے لئے جو بھی پروگرام بنایا جائیگا۔ وہ ادھورا اور نامکمل ہو

گا۔اسلام میں کسی ایسی سوسائٹی کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ جو صرف مردوں پر مشتمل ہو اور عورت کو وہاں کوئی حق نہ ہو۔

تاریخ شاہد ہے کہ عورت نے کسی حد تک اپنے فرائض نبھانے کی کوشش بھی کی ہے۔ مثلاً

پہلی وحی کے بعد حضور ﷺ کو جس نے تسلی اور تشفی دی وہ ایک عورت تھی۔ سب سے پہلے ایمان قبول کر کے عورت کے درجے کو بلند کر دیا اور یہ بات ثابت کر دیا کہ اسلام نے جو حقوق عورت کو عطا کئے اُس نے اُن کی لاج رکھی۔

یہ بات بھی فخر سے کہی جا سکتی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے جب اسلام کی تبلیغ کی تو سب سے پہلے عورت نے اس پر لبیک کہا اور پھر یہی نہیں۔

اسلامی ریاست کی تشکیل کے لئے اپنا تمام مال اللہ کی راہ میں دے دیا اور اللہ کی راہ میں جان دینے والی شہیدہ (حضرت سمعیہؓ) بھی تو ایک خاتون تھیں۔

حضرت عمرؓ جو حضور ﷺ کو قتل کرنے کی غرض سے گھر سے نکلے تھے، ان کو ایمان کی شمع سے موم بنانے والی بھی ایک عورت تھی۔

پھر جب نبی پاک ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ تین دن غارِ ثور میں رہے۔ اِس وقت بھی ایک عورت ہی نے اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آپ ﷺ کو متواتر کھانا پہنچایا۔

عام زندگی میں ہی نہیں اگر میدانِ جنگ میں نظر دوڑائیں تو وہاں بھی خواتین کو اپنے فرائض پورے کرتے ہوئے پائیں گے۔

غزوۂ اُحد کے موقع پر بڑی دلیری سے ایک خاتون نے نبی پاک ﷺ کی حفاظت کی۔

علم کے شعبے میں دیکھیں تو حضرت عائشہؓ کی مثال سامنے ہے۔

الغرض ماضی کی خواتین نے صرف اپنے حقوق کا فائدہ ہی نہیں اٹھایا۔ اپنے اوپر عائد فرائض کو بھی نبھایا ہے۔ علم حاصل کیا اور اُس کے مطابق نئی نسلوں کو پروان چڑھایا۔ جو کبھی معرکہ بدر سر کرتے تو کبھی فتح مکہ۔

ماضی کی خواتین نے اپنے فرائض نبھائے اب ہماری باری ہے۔

آیئے صرف اپنے حقوق کی بات نہ کریں۔ اپنے فرائض کو بھی محسوس کریں اور انہیں پورا کرنے کی عملی کوشش کریں اور خدا سے دعا کریں۔

خدایا ہم کنیزوں کو عمل کی تو ہدایت دے
ارادوں میں بلندی حوصلہ میں استقامت دے

شجاعت ام عمارہؓ کی اسماءؓ کی فراست دے
ہو قائم سطوتِ اسلام جس سے وہ صداقت دے

﴿آمین﴾

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ ۝

اسلام میں خواتین کے حقوق وفرائض سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

سدرہ محمود۔راولپنڈی

اسلام ایک عالم گیر مذہب ہے۔اس کی اشاعت تمام جہانِ فانی میں ہوئی۔اسلام نے تمام عالمِ انسانیت کے علاوہ دوسرے جانداروں مثلاً جانوروں کے حقوق تک متعیّن کیے۔اسلام ایک ایسا آفاقی دین ہے جو دنیا کے تمام مذاہب سے کہیں بڑھ کر خواتین کے حقوق وفرائض کی تلقین کرتا ہے اوراس کی بجاآوری میں دنیا کا سکون بھی مہیا کرتا ہے جہاں خواتین کے کچھ حقوق ہیں وہیں ساتھ ہی ساتھ اُن پر کچھ فرائض بھی عائد ہوتے ہیں۔اب ہم تفصیلاً ان حقوق وفرائض کے متعلق بحث کرتے ہیں۔

اگر ہم خواتین کے حقوق کے لحاظ سے بحث کریں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حقوق فرائض سے کہیں بڑھ کر ہیں۔اسلام سے پہلے حقوق نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔اسلام سے قبل یہ ظلم روا رکھا جاتا تھا کہ عورتوں اور چھوٹے بچوں کو وراثت سے حصہ نہیں دیا جاتا تھا اور صرف بڑے لڑکے جولڑنے کے قابل ہوتے' سارے مال کے وارث قرار پاتے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ (القرآن)

''مردوں کی طرح عورتیں اور بچے بچیاں اپنے والدین اور
اقارب کے مال میں حصہ دار ہوں گی۔''

انہیں محروم نہیں کیا جائے گا۔تاہم یہ الگ بات ہے کہ لڑکی کا حصہ لڑکے کے حصے سے نصف ہے۔یہ عورت پر ظلم نہیں ہے۔نہ اس کا استحصال ہے بلکہ اسلام کا یہ قانونِ میراث عدل وانصاف کے تقاضوں کے عین مطابق ہے کیونکہ عورت کو اسلام نے معاش کی ذمہ داری سے فارغ رکھا ہے اور مرد کو اس کا کفیل بنایا ہے۔علاوہ ازیں عورت کے پاس مہر کی صورت میں مال آتا ہے۔جو ایک مرد ہی اُسے ادا کرتا ہے۔اس لحاظ سے عورت کے مقابلے میں مرد پر کئی گنا زیادہ مالی ذمہ داریاں ہیں۔اس لئے اگر عورت کا حصہ نصف کے بجائے مرد کے برابر ہوتا تو یہ مرد پر ظلم ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ نے کسی پر بھی ظلم نہیں کیا کیونکہ وہ عادل بھی ہے اور حکیم بھی۔

اسی طرح ایک حدیث میں آتا ہے کہ

''سعد بن ربیعؓ اُحد میں شہید ہو گئے اور ان کی دو لڑکیاں تھیں۔مگر سعدؓ کے سارے
مال پر اُن کے ایک بھائی نے قبضہ کر لیا تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے
ان دونوں لڑکیوں کو اُن کے چچا سے دو ثلث مال دلوایا۔''

بیوی اگر ایک ہوگی تب بھی اُسے چوتھایا آٹھواں حصہ ملے گا اگر زیادہ ہوں گی تب بھی یہی حصہ ہوگا۔ اگر بیوی کا حق مہر ادا نہ کیا گیا ہو تو وہ بھی دین (قرض) میں شمار ہوگا اور اس کی ادائیگی بھی وراثت کی تقسیم سے پہلے ضروری ہے۔ نیز عورت کا حصہ شرعی اس مہر کے علاوہ ہوگا۔

اسلام سے قبل عورت پر ایک یہ ظلم بھی ہوتا تھا کہ شوہر کے مرجانے پر اُس کے گھر کے لوگ اُس کے مال کی طرح اُس کی عورت کے بھی زبردستی وارث بن بیٹھتے تھے اور خود اپنی مرضی سے اس کی رضامندی کے بغیر اس سے نکاح کر لیتے یا اپنے بھائی، بھتیجے سے اُس کا نکاح کر دیتے۔ حتیٰ کہ سوتیلا بیٹا بھی مرنے والے باپ کی عورت سے نکاح کر لیتا۔ اگر چاہتے تو اُسے کسی بھی جگہ نکاح کرنے کی اجازت نہ دیتے اور وہ ساری عمر یوں ہی گزارنے پر مجبور ہوتی۔ اسلام نے ظلم کے اِن تمام طریقوں سے منع فرما دیا۔

عورت کے ساتھ ایک ظلم یہ بھی روا رکھا جاتا تھا کہ اگر خاوند کو وہ پسند نہ ہوتی اور وہ اُس سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا تو از خود اس کو طلاق نہ دیتا (جس طرح ایسی صورت میں اسلام نے طلاق کی اجازت دی ہے) بلکہ اُسے خوب تنگ کرتا تا کہ وہ مجبور ہو کر حق مہر یا جو کچھ خاوند نے اُسے دیا ہوتا، از خود واپس کر کے اس سے خلاصی کرنے کو ترجیح دے اس نے اس حرکت کو بھی ظلم قرار دیا ہے۔

قیامت کے دن سب سے پہلے جو سوال کیا جائے گا وہ نماز کے بارے میں ہوگا۔ ذرا اس بات سے ہی اندازہ لگایئے کہ قیامت کے دن اگر کسی خاتون سے پوچھا جائے گا کہ تم نے دنیا میں نماز کی ادائیگی میں کوتاہی کیوں کی تو جواب میں چار قسم کی خواتین کہیں گی یعنی ماں کی حیثیت میں کہ میرے بیٹے نے مجھے اپنے کاموں میں لگائے رکھا۔ نماز کے لئے وقت ہی نہ دیا الغرض اِسی طرح بہن کہے گی کہ میرے بھائی نے مجھے وقت نہ دیا۔ بیٹی کہے گی کہ میرے باپ نے مجھے وقت نہ دیا اور بیوی کہے گی کہ میرے خاوند نے مجھے وقت نہیں دیا۔ یوں چار قسم کے مرد حضرات جنت میں جاتے جاتے خواتین کے صرف اِس حق کی وجہ سے دوزخ میں چلے جائیں گے۔ یہاں خواتین اپنے ایک حق سے محروم ہو گئیں صرف اور صرف اُن مردوں کی خود غرضی اور بے توجہی کی وجہ سے۔

خواتین کے حقوق میں سب سے اہم حق یہ ہے کہ اُسے عزتِ نفس عطا کی جائے۔ اُسے چادر چار دیواری عطا کی جائے نہ کہ بازاروں کی زینت بنایا جائے۔ اُسے نان ونفقہ عطا کیا جائے۔ اُسے اِن باتوں کے لئے پریشان نہ ہونے دیا جائے اُسے دین اور دنیا کی مناسب تعلیم دی جائے۔ اگر خواتین دین اور دنیا کی تعلیم سے نابلد ہوں گی تو جاہلیت کی وجہ سے نہ صرف خود جہنم کا ایندھن بنیں گی بلکہ اپنی نسل کو بھی لے ڈوبیں گی۔ اُس بات کا اندازہ ایک غیر مسلم جرنیل نپولین بونا پارٹ کے الفاظ سے لگایا جائے۔

''مجھے اچھی بیوی دی جائے یعنی تعلیم یافتہ،

تو میں تمہیں اچھی نسل دوں گا۔''

اس پر یہاں پر بات ثابت ہوئی اسلام تو اسلام غیر مسلم بھی عورت کی تعلیم پر زور دیتا ہے۔ خواتین صنفِ نازک ہونے کی وجہ سے شفقت کی بھی حق دار ہیں۔۔ گھر اور باہر کوئی بھی مسئلہ ہو تو اُن سے بذلہ سنجی سے پیش آیا جائے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

''یہ آبگینے ہیں دیکھیں کہیں ٹوٹ نہ جائیں۔'' (حدیث)

اگر کسی وجہ سے خواتین کے ساتھ رنجش ہو جائے چاہے کسی بھی حیثیت میں ہو ماں، بہن، بیٹی یا بیوی کی حیثیت سے اُس سے درگزر سے کام لیا جائے اسے پیار سے سمجھایا جائے اگر پیار سے خواتین نہ سمجھیں تو حکم یہ ہے کہ اُن سے علیحدہ گھر کے اندر رہا جائے۔ شاید خواتین کو احساس پیدا ہو جائے ہر ممکن کوشش کی جائے کہ تشدد نہ کیا جائے۔ اگر ضرورت پڑے تو انتہائی حالت میں وہ بھی لحاظ رکھتے ہوئے ایسا کیا جائے پھر بھی ماں اور بڑی بہن پر کسی صورت بھی ہاتھ نہ اُٹھایا جائے اگر کوئی ایسی صورت پیش آ جائے تو اُسے خاموشی سے خدا پر چھوڑ دیا جائے۔

اسلام سے پہلے شرک و کفر میں مبتلا لوگ لڑکی کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیتے تھے۔ یہ خواتین کے حقوق پر سب سے بڑا ڈاکہ یعنی ظلم تھا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس قبیح رسم کو ختم کرایا اور خواتین کو گھر کی زینت اور گھر والوں کے لئے باعثِ رحمت قرار دیا۔ اس کا تحفظ اسلام نے بدرجہ اُتم دیا۔

ایک بار ایک صحابیؓ نے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے دریافت کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! بیوی کا اپنے شوہر پر کیا حق ہے؟

آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا۔

جو خود کھائے، اُسے کھلائے، جیسا خود پہنے، ویسا اُسے پہنائے

نہ اُس کے منہ پر تھپڑ مارے، نہ اُسے بُرا بھلا کہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیویوں کے حقوق کا اتنا خیال تھا کہ خطبہ حجۃ الوداع میں اُن سے حسنِ سلوک کی تلقین فرمائی۔ دوسری جانب اللہ تعالیٰ نے نیک بیویوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

(سورۃ النساء:۳۴)

''پھر جو عورتیں نیک ہیں سو اطاعت گزار ہیں نگہبانی کرتی ہیں پیٹھ پیچھے۔''

اسلام سے قبل معاشرے میں خواتین ظلم وستم کا شکار تھیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں عزت واحترام بخشا اور یہ فرمایا:

''جنت تمہاری ماؤں کے قدموں تلے ہے۔''

یعنی ماؤں کو اتنی فضیلت عطا کی اور اُن کے قدموں تلے جنت کا سامان پیدا کر دیا۔ اسی طرح یہ بھی حدیث شریف میں ہے کہ روزِ قیامت ماں کے نام سے اولادوں کو پکارا جائے گا۔'' جس طرح دنیا میں والد کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے۔

اگر اب فرائض کی بات کی جائے تو یہ صرف خواتین بلکہ مرد حضرات یعنی تمام انسانیت کی کسی بھی قسم کے فرائض کی ادائیگی میں ہی کامیابی عافیتِ و زینت پنہاں ہے۔

خواتین اگر دنیا اور آخرت کی کامیابی و کامرانی چاہتی ہیں تو انہیں فرائض کو خوب خوب پہنچاننا اور ادا کرنا چاہیے اور اسلام اور حضور پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تعلیمات بھی ہمیں یہ درس دیتی ہیں۔ جہاں اُن کے کچھ حقوق ہیں وہاں اُن پر کچھ فرائض بھی لازمی ہیں۔

فرائض کی ادائیگی سے نابلد خواتین اور صرف حقوق کی تلاشی خواتین ایسے ہی ہے جیسے خود غرضی میں موجزن ہو۔ یہی اندھی اور بے بہری خواہش اُسے کامیاب ہوتے ہوئے بھی حقیقت میں ناکامی میں مبتلا کر دیتی ہے۔

ماں کی حیثیت سے ماں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ بچوں کی صحیح تربیت اور پرورش کرے اس سے ماں اگر غافل ہوگی تو اُسے دنیا اور آخرت میں جواب دینا ہوگا۔ ماں اپنے بچوں کی تربیت قرآن وسنت کے مطابق کرے گی تو وہ بچے یقیناً اسلام کی سربلندی کے لئے کام کریں گے۔ ملک وقوم پر اگر برا وقت آئے تو وہ جہاد میں عین اسلام کے مطابق حصہ لے کر ماں کے اِس فرض کو بدرجہ اُتم بلند کر دیں گے اور معاشرے کے فعال شہری بن کر زندگی بسر کریں گے۔

اِسی طرح خواتین بہن کی حیثیت سے اپنے بھائیوں کے ساتھ رواداری سے پیش آئے۔ چھوٹے بھائی ہیں تو اُن سے شفقت کے ساتھ پیش آئے۔ اُن کی تعلیم وتربیت میں ماں کا ہاتھ بٹائے۔ اپنی مذہبی تعلیم اور دنیاوی تعلیم حاصل کرے اور عملی زندگی میں اِس سے فائدہ اُٹھائے۔ بڑے بھائیوں کی مدد بھی اُس کے فرائض میں شامل ہے۔

بیٹی کی حیثیت میں خواتین کو ماں اور باپ کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ

''جو اپنے ماں باپ کے ساتھ شفقت سے پیش آئے یا مشفقانہ نظروں سے
ماں باپ کو دیکھے تو اتنے سے عمل کرنے سے ہی اُسے حج جتنا ثواب مل جاتا ہے۔''

ایک بیٹی کو چاہیے کہ ماں کے ساتھ گھر کے کام کاج کرتے ہیں اپنا فرض نبھائے ورنہ آنے والی زندگی میں اُس کے ساتھ بھی کوئی ہاتھ نہیں بٹائے گا۔

ایک بیوی کی حیثیت میں خواتین پر بڑی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اسلام وہ واحد مذہب ہے جس نے خواتین کا شرف بحال کیا اور مردوں کو ان پر حکومت کا اختیار دینے کی بجائے ان کی حفاظت کی ذمہ داری سپرد کی اور تلقین کی کہ بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیویوں کے ساتھ حسنِ سلوک کو خیر اور اچھا کا معیار بتایا۔

ارشاد ھوا۔

''تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا ہے۔''

جہاں مرد کو منتظمِ اعلیٰ کی حیثیت سے بیوی بچوں کی کفالت اور حفاظت کی ذمہ داری سونپی گئی، وہاں عورتوں کو پابند کیا گیا کہ وہ مردوں کی وفادار اور اطاعت گزار بن کر رہیں۔ ایک مسلمان بیوی کے لئے شوہر کی جو حیثیت ہوتی ہے، اس کا اندازہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی سے ہوتا ہے۔

''اگر میں خدا کے علاوہ کسی اور کو سجدے کا حکم دیتا تو بیوی سے کہتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔''

ساتھ ہی شوہر کو نصیحت کی گئی ہے کہ اپنے اختیارات کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے بیوی پر سختی نہ کرے بلکہ اگر اس میں کچھ خامیاں بھی پائی جاتی ہوں تو درگزر کرے اور اُس کی خوبیوں کی قدر کرے۔

اس بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

''اور گزران کرو عورتوں کے ساتھ اچھی طرح پھر اگر وہ تم کو نہ بھاویں۔

شاید تم کو پسند نہ آوے۔ ایک چیز اور اللہ نے رکھی ہو اس میں بہت خوبی۔'' (سورۃ النساء: ۱۹)

اس بات کی تصریح نبی اکرم صلی اللہ علیہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث مبارک سے ہوتی ہے۔ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''اپنی بیویوں میں کوئی برائی دیکھ کر ان سے نفرت نہ کرنے لگ جاؤ۔ اگر تم غور کرو گے تو تمہیں ان میں کوئی اچھائی بھی ضرور نظر آ جائے گی۔''

خواتین کے حقوق وفرائض
سیرتِ طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

سیّدہ ساجدہ گیلانی۔ اسلام آباد

اسلام سے قبل خواتین کو معاشرے میں کوئی مقام حاصل نہ تھا۔ کسی معاشرے میں اُس کی حیثیت پاؤں کی جوتی کی سی تھی اور کسی معاشرے میں اُسے حیوان سے بھی بدتر سمجھا جاتا تھا۔ کسی معاشرے میں اُس کو پیدائش کے بعد زندہ زمین گاڑ دیا جاتا تھا اور کسی معاشرے میں زندگی میں بھی ذلیل وخوار گھٹیا مخلوق سمجھا جاتا اور خاوند کے مرنے کے بعد اُس کو اس کی نعش کے ساتھ زندہ جل مرنا پڑتا تھا۔

(سورہ النحل آیت ۸۵،۹۵)

ترجمہ:- جب اُن میں سے کسی کو بیٹی کی پیدائش کی خبر دی تو اُس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا کہ وہ شرم کے مارے لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے کہ آیا وہ اسے ذلت کے لئے زندہ رکھتے یا زمین میں گاڑ دے یاد رکھو وہ جو فیصلہ کرتے ہیں بہت بُرا ہے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے بعد اسلام نے عورت کو کمتر اور گھٹیا درجہ سے اُٹھا کر اُس کو مردوں کا ہم پلہ اور قریبی ساتھی قرار دیا۔

(البقرہ ۱۸۷)

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ۔

ترجمہ:- یعنی وہ تمہارا لباس ہیں اور تم اُن کا لباس ہو۔

یعنی جس طرح لباس جسم کے انتہائی قریبی اور ضروری اہمیت رکھتا ہے اسی طرح عورت مرد کے لئے ضروری اور اہم ہے۔ بچپن میں ماں کی شکل میں لڑکپن میں بہن کی شکل میں جوانی میں بیوی کی شکل میں اور بڑھاپے میں بیٹی کی شکل میں۔

اجر کے لئے نیکیوں کے لئے اور زندگی کی دوڑ میں حسنِ عمل کے لئے بھی مردوں کو عورتوں کے برابر اور ہم پلہ قرار دیا گیا۔

ترجمہ:- جو شخص اچھے (نیک) کام کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ ایماندار بھی ہوگا تو ایسے شخصوں کو جنت میں داخل کیا جائے گا اور اُن پر تل برابر بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ القرآن

ترجمہ:- مردوں کے لئے ہے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کے لئے ہے جو انہوں نے کمایا۔'' (سورۃ النساء آیت نمبر ۳۲)

قرآن کریم میں ہی ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ:- اور اللہ نے تمہاری جنس سے عورتیں بنائی اور تمہارے لئے تمہاری عورتوں سے بیٹے اور نواسے پیدا کئے۔سورۃ النحل آیت نمبر ۷۲

اللہ تعالیٰ نے بیشک مرد اور عورتوں کو ہم جنس قرار دیا اعمال اور سزا جزا کے لحاظ سے بھی برابر کر دیا۔لیکن معاشرے میں اعتدال کو قائم رکھنے کے لئے مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فضیلت عطا فرمائی۔

سورہ نساء آیت نمبر ۳۴۔

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ۔

ترجمہ:- مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس لئے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے کہ مردوں نے ان پر اپنے مال خرچ کئے ہیں۔'' اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں توازن ہے اس لئے دونوں کو حقوق و فرائض کی ڈور میں پرو دیا۔مردوں کی ذمہ داری یہ پڑی کہ وہ روزی کما کر لائیں اور عورت اور بچوں کو نان نفقہ مہیا کریں۔عورت کی یہ ڈیوٹی کہ وہ گھر کا نظم و نسق چلائے بچوں کی پیدائش اور پرورش کی ذمہ داری پوری کرے۔

امام بخاری راوی ہیں کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔

''اسلام سے پہلے ہم عورتوں کو کچھ نہیں سمجھتے تھے اسلام نے عورتوں کے لئے احکام نافذ کئے اور ان کے حقوق مقرر فرما دیئے۔''

اللہ تعالیٰ نے خود بھی عورت کو عزت و تکریم عطا فرمائی۔پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے اور پھر مسلمانوں کے ذریعے عزت عطا فرمائی۔مثلاً

۱۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے کئی بار سلام بھیجا اور جنت میں موتیوں کے محل کی بشارت عطا کی۔

۲۔ اُم المومنین حضرت زینبؓ بنت جحش کا نکاح خود اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کر دیا اور قرآن کے ذریعے اطلاع دی۔

سورۃ احزاب آیت نمبر ۳۷۔

ترجمہ:- پھر جب زیدؓ کی غرض اُس سے نکل گئی تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دے دی۔

۳۔ حضرت عائشہ صدیقہ پر جب منافقین مدینہ نے بہتان طرازی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت پہنچی۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ کی پاکدامنی کی شہادت دینے کو، اُن کی عزت بڑھانے کو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کے صدمہ کو دور کرنے کے لئے قرآن کریم کی سورۃ النور کی اٹھارہ آیتیں نازل فرمائیں۔

۴۔ خولہ بن ثعلبہؓ کے خاوند اوس بن ثابتؓ نے غصے میں ظہار کر دیا یہ ایک قسم کی طلاق تھی جس میں مرد اپنی بیوی کو یا اُس کے جسم کے کسی حصے کو اپنی محرمات کے تشبیہ دیتا جس کو دیکھا حرام ہوتا۔ (مثلاً کہے تیسرا نصف بدن یا پیٹھ میری ماں یا بہن جیسی ہے) اس طرح طلاق واقع ہو جاتی۔ جب اوس کا غصہ اُترا تو بیوی سے کہا میرا خیال ہے طلاق واقع ہوگئی۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی۔ ساری بات سنائی اور عرض کی ''میرا مال ختم ہو گیا، ماں باپ مر گئے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں عمر زیادہ ہوگئی۔ باپ کو دونگی تو ہلاک ہو جائیں گے۔ خود کھاؤں گی تو بھوک سے مر جائیں گے۔ کوئی ایسی صورت بتائیں کہ ہماری جدائی نہ ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''میرے پاس تیرے لئے کوئی حکم نہیں۔ وہ بار بار عرض کرنے لگی، میرے شوہر نے طلاق کا لفظ نہیں کہا۔ حسب خواہش جواب نہ پا کر آسمان کی طرف دیکھ کر اللہ سے فریاد کرتی۔ اللہ میں اپنی بے بسی اور پریشان حالی بے بسی اور محتاجی کی شکایت تجھ ہی سے کرتی ہوں، اپنے نبی ﷺ پر ایسا حکم نازل فرما کہ میری مصیبت رفع ہو جائے۔

اُسی وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے ظہار کو طلاق کی بجائے ایک لغو بات قرار دے کر کفارہ مقرر فرما دیا اور خولہ کی دادرسی فرما دی۔

۵۔ حضرت آسیہ زوجہ فرعون کی عزت و فضیلت قرآن میں بیان فرمائی جس کو موسیٰ علیہ السلام کے خدا پر ایمان لانے کی وجہ سے فرعون چو میخا کرتا تھا۔ (ہاتھ پاؤں میں گاڑنا)

۶۔ حضرت مریم بنت عمران کو قرآن میں تمام جہاں کی عورتوں پر فضیلت عطا کرنے کا ذکر فرمایا۔

۷۔ اسی طرح بیٹی کو زندہ گاڑنے کی مذمت قرآن میں اس طرح فرمائی۔

وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ

ترجمہ:- اور جب زندہ گاڑی (جانے والی) کی سے پوچھا جائے گا کہ تو کس خطا پر ماری گئی۔''

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواتین کی عزت افزائی فرماتے تو صحابہ کرامؓ بھی آپ ﷺ کی پیروی کرتے۔

بحیثیت والدہ

حضرت ابی طفیلؓ کا بیان ہے کہ میں نے جعرانہ کے مقام پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گوشت تقسیم کرتے

دیکھا اتنے میں ایک عورت ایک اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پہنچ گئی۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے اپنی چادر مبارک بچھا دی۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ عورت کون ہے؟ انہوں نے کہا یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی ماں ہیں جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا۔

بحیثیت بہن

بجاد نامی شخص بنی سعد بن بکر سے پکڑا گیا۔ اُن کے اہل وعیال میں شیما بنت الحارث بھی پکڑی گئیں۔ ان کا نام حذافہ اور لقب شیما تھا۔ مسلمانوں نے تیر چلانے کے لئے اُن پر سختی کی تو انہوں نے کہا ''میں تمہارے نبی ﷺ کی بہن ہوں (رضاعی) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تصدیق کے لئے لائی گئیں تو انہوں نے بتایا ''میں آپ ﷺ کی رضاعی بہن ہوں بچپن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گود میں کھلاتی ہیں۔ کسی بات پر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت تنگ کیا تو آپ ﷺ نے مجھے پشت پر کاٹ لیا تھا وہ نشان ابھی تک موجود ہے۔ آپ ﷺ بہت سی بھیڑ بکریاں اُونٹوں کے علاوہ ایک غلام مکحول نامی اور ایک لونڈی عطا فرمائی۔ وہ اپنے کنبے سمیت اسلام لائیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔

''اگر تم ہمارے پاس آنا چاہو تو مجھے خوشی ہوگی۔''

انہوں نے واپس جانا قبول کیا۔ اپنے غلام اور لونڈی کی شادی کر دی۔ جن کی اولاد اس علاقے میں ابھی تک آباد ہے۔

بیٹی کی حیثیت سے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹیوں سے بے حد محبت فرماتے حضرت زینبؓ کو بے حد محبت تھی اُن کی وفات پر آپ ﷺ بہت دُکھی ہوئے اور فرمایا ''میری یہ بیٹی اسلام کے راستے میں سب سے زیادہ آزمائی گئی۔ (بعض جگہ لکھا ہے میری محبت میں سب سے زیادہ ستائی گئی) دفن کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود قبر میں اُترے اور دفن فرمایا۔ قبر میں اُترتے وقت بہت رنجیدہ تھے جب باہر تشریف لائے تو چہرہ کھلا ہوا تھا۔ صحابہؓ نے وجہ دریافت کی تو فرمایا ''مجھے زینبؓ کے۔۔۔کا خیال تھا۔ میری دعا سے اُس پر سے اللہ نے قبر کی تنگی اور سختی کو دور فرما دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی تمام بیٹیوں سے زیادہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے محبت تھی۔ حضور ﷺ سفر پر جاتے تو سب سے آخیر میں اُن سے ملتے اور جب واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے اُن سے ملتے۔ جب حضرت فاطمہؓ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے آتے تو آپ ﷺ اُن کی تکریم کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اُن کی زندگی میں ابوجہل کی بیٹی سے دوسرے نکاح کا ارادہ فرمایا تو اُن کو رنج ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بات کی شکایت کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

''فاطمہؓ میرے بدن کا ٹکڑا ہے جس نے اِس کو رنج پہنچایا اُس نے مجھے رنج پہنچایا۔''

حضرت علیؓ یہ سُن کر باز رہے اور حضرت فاطمہؓ کی زندگی میں کوئی نکاح نہیں کیا۔

عام خاتون کی حیثیت سے

ربیع الثانی ۹ ہجری میں قبیلہ طے کو شکست ہوئی اور ان کے سردار حاتم طائی کے بیٹے عدی بن حاتم اپنے اہل و عیال سمیت فرار ہو گئے۔ان کی بہن سفانہ بنت حاتم گرفتار کر کے لائی گئیں۔جس حجرہ میں قیدیوں کو رکھا گیا۔اس کا دروازہ مسجد کے دروازے کے ساتھ تھا۔جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُدھر سے گزر ہوا تو سفانہ نے عرض کی۔''میں بڑے باپ کی بیٹی ہوں چھڑانے والا بھاگ گیا مجھ پر احسان فرمایئے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر احسان فرمائے گا۔''

(خطبات مدارس سید سلیمان ندوی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا۔''تمہارا چھڑانے والا کون ہے؟ عرض کیا عدی بن حاتم۔''

آپ ﷺ نے فرمایا۔

''جو اللہ اور اُس کے رسول سے بھاگنے والا ہے۔دو دن تک وہ آپ ﷺ سے یہ ہی کہتی رہی۔تیسرے دن سخت مایوس بیٹھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔آپ ﷺ کے پیچھے سے حضرت علیؓ نے اشارہ فرمایا کہ کھڑی ہو کر بات کرو۔''اُس نے وہی گزارش پھر کی۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔

میں نے احسان کیا (آزاد کر دیا) لیکن جانے کی جلدی نہ کرو۔تیری قوم کا قابل اعتبار شخص ملے تو اُس کے ساتھ چلی جانا۔قبیلہ قضا کا شام کو جانے والا قافلہ مل گیا تو آپ ﷺ نے سواری خرچ اور کپڑے عنایت فرما کر رخصت کر دیا۔

بحیثیت لونڈی

سفانہ نے جا کر عدی بن حاتم کو سمجھا بجھا کر اسلام لانے کو بھیجا۔آپ ﷺ کو مسجد نبوی میں ملے آپ ﷺ نے بڑے تپاک سے پیش آئے۔اُن کو لے کر گھر کی طرف چلے۔عدی آپ ﷺ کی قدر و منزلت کو دیکھ کر دل میں کہتا تھا یہ بادشاہت ہے اتنے میں راستے میں ایک بوڑھی لونڈی (جو کسی کی کنیز تھی) نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی کام بتایا۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔

''مدینے کی جس گلی میں تو چاہے میں تیرے ساتھ (تیرے کام کے لئے) چلنے کو تیار ہوں۔آپ ﷺ نے اُس کا کام نمٹایا اور پھر عدی کو لے کر گھر گئے عدی نے دل میں کہا''نہیں یہ بادشاہت نہیں نبوت ہے۔''

خواتین کے حقوق

اسلام نے عورت کے حقوق کا تعین کر دیا ماں کی حیثیت سے اُس کے پاؤں تلے جنت کی خوشخبری سنائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی صحابیؓ نے پوچھا۔

''میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے۔تو آپ ﷺ نے فرمایا تیری ماں تین بار پوچھنے پر یہی جواب عطا فرمایا اور چوتھی بار باپ کو اس کا مستحق قرار دیا۔ (متفق علیہ)

حضرت مغیرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ نے یقیناً تم پر ماؤں کی نافرمانی کو حرام ٹھہرایا ہے اور بیٹیوں کو زندہ گاڑنا۔''

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کی

''مرد پے سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''ماں کا۔''

دُرِّ منثور حضرت طلحہؓ فرماتے ہیں۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جہاد میں شرکت کی درخواست کی۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تمہاری والدہ زندہ ہیں''؟

میں نے عرض کی:

ہاں زندہ ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اُن کی خدمت کو مضبوط پکڑ لو'' اَلْجَنَّتُ تَحْتَ اَقْدَامِ اُمَّهَاتِكُمْ۔

ترجمہ:- جنت تمہاری ماؤں کے قدموں تلے ہیں۔پھر دوبارہ اور سہ بارہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی ارشاد فرمایا۔''

ایک اور صحابیؓ نے اِسی طرح جہاد میں جانے کا شوق ظاہر فرمایا۔تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

''(والدہ کے بارے میں) اُن کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو جب تم ایسا کرو گے حج کرنے والے بھی ہو۔عمرہ کرنے والے بھی اور جہاد کرنے والے بھی (یعنی ان سب چیزوں کا ثواب تمہیں ملے گا)۔

و وصّینا الانسان بوالدیہ احسانا حملتہ اُمّہ کرھا و وضعتہ کرھا۔ (سورۃ احقاف آیت نمبر ۱۵)

''اور ہم نے انسان کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے اُس کی ماں
نے اُسے تکلیف کے ساتھ پیٹ میں رکھا اور تکلیف ہی سے جنا۔''

اسی طرح سورہ لقمٰن آیت نمبر ۱۴

''اور ہم نے انسان کو جسے اُس کی ماں پر تکلیف اُٹھا کر پیٹ میں اُٹھائے رکھتی ہے
پھر اُس کو دودھ پلاتی ہے اور دو برس میں اُس کا دودھ چھڑانا ہوتا ہے تاکید کی ہے
کہ وہ میرا بھی شکر ادا کرتا رہے اور اپنے ماں باپ کا بھی'' (القرآن)

سورہ العنکبوت آیت نمبر ۸ فرمان باری تعالیٰ میں ہے:

''اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔''

سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۲۳، ۲۴ کی تفسیر میں حضرت مجاہدؒ نقل کرتے ہیں:

کہ اگر وہ بوڑھے ہو جائیں اور تمہیں اُن کا پیشاب یا پاخانہ دھونا پڑے تو کبھی اُف نہ کرنا
جیسا کہ بچپن میں وہ تمہارا پیشاب یا پاخانہ دھوتے رہے ہیں۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ بے ادبی میں اُف کہنے سے بھی کوئی ادنیٰ درجہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اُسے بھی حرام فرما دیتے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک صحابیؓ نے عرض کیا میں نے ایک طویل سفر بوڑھی والدہ کو کندھوں پر اُٹھا کر طے کیا ہے۔ گرمی اتنی تھی کہ اگر پتھروں پر گوشت ڈال دیا جاتا تو پک جاتا۔ اس طرح میں اپنی والدہ کے حق سے بری ہو گیا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''نہیں تیری ماں نے جو تیری پیدائش پر جو صدمے (تکلیفیں) اُٹھائے تیرا عمل اُس کے ایک حصے کے برابر بھی نہیں ہے۔''

مہر کا ادا کرنا

عورت کو حقوق زوجیت کے ادا کرنے کے بدلے جو رقم اُس کو ادا کی جاتی ہے اُسے مہر کہتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ (النساء ۴)

ترجمہ:- اور عورتوں کو اُن کے مہر خوش دلی سے عطا کر دو۔

ہمارے معاشرے میں مہر کا تصور کچھ واضح نہیں ہے بلکہ غیر اسلامی ہے۔ نکاح کے وقت بڑے بڑے مہر لکھ دیئے جاتے

ہیں برادری اور ناک اونچی کرنے کے لئے لیکن ادائیگی کے وقت ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں یا مختلف حیلوں بہانوں سے ہڑپ کرنے کی کوشش کرتے ہیں جب کہ اسلام میں اِس کی ممانعت ہے یہ عورت کا حق ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ ہاں اگر عورت خوش دلی سے پورا مہر یا اُس کا کچھ حصہ معاف کر دے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ فرمان الٰہی ہے:

فَاِنْ طِبْنَ لَکُمْ عَنْ شَیْءٍ مِنْهُ نَفْساً فَکُلُوْهُ هنیئاً (النساء۴)

ترجمہ:- پھر اگر وہ اپنے دل کی خوشی سے مہر میں سے دے تو اسے کھاؤ خوشی سے رچتا پچتا۔

نان نفقہ

مہر کے بعد عورت کا دوسرا حق نان نفقہ ہے۔ یہ وہ رقم یا مال جو زندگی کی ضروریات پر خرچ ہوتی ہے۔ اس میں خوراک لباس اور دیگر اخراجات شامل ہیں۔ اس کی کوئی حد اور پابندی نہیں ہے۔ بَہ لِیُنْفِق ذو سعة من سعته۔ ہر شخص اپنی وسعت کے مطابق نفقہ ادا کرے یعنی طاقت والا اپنی طاقت کے مطابق ادا کرے۔

وَ علی المولود له رِزقهُنَّ وَ کِسْوَرُتُهُنَّ بِالمعروفِ

ترجمہ:- بچے کا باپ پر ان کی ماؤں کا رزق اور کپڑے لازم ہیں اچھے طریقے سے تونگر یعنی امیر پر اُس کی طاقت پر منحصر ہے اور غریب پر اُس کی طاقت کے مطابق دینا منحصر ہے۔ خطبہ حجۃ الوداع میں بھی آپ ﷺ نے فرمایا۔

''تم پر لازم ہے کہ اپنی بیویوں کا خرچ اور اِن کو کپڑے اپنی اپنی وسعت کے مطابق عطا کرو۔'' (حدیث)

خاوند پر کلی طور پر حقوق شرعیہ چار ہیں۔

۱۔ کھانا جیسا خود کھائے ایسے ہی زوجہ کو کھلائے۔

۲۔ اپنی وسعت اور طاقت کے مطابق لباس مہیا کرنا اور اُسے آرام پہنچانا۔ یعنی اگر خاوند غنی ہے تو خادم کا خرچ برداشت کرنا۔

۳۔ عورت کو رہنے کے لئے جگہ دینا خاوند پر فرض ہے خواہ وہ ایک کمرہ ہی ہو۔

فرمان باری تعالیٰ ہے۔

''عورتوں کو وہاں رکھو جہاں تم رہتے ہو طاقت بھر یعنی استطاعت کے مطابق''

۴۔ مرد پر لازم ہے کہ چار ماہ میں کم از کم ایک بار حقوق زوجیت ادا کرے۔ بلاوجہ عورت کو چھوڑ کر سفر میں نہ رہے۔ البتہ مجبوری جیسے جہاد یا رزق کمانے کی مجبوری اپنی جگہ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں (مغنیہ) گانے لکھنے اور گانے پر پابندی عائد کی ہوئی تھی اور سختی سے عملدرآمد بھی کرایا جاتا تھا۔ ایک رات حضرت عمرؓ حسبِ معمول گشت پر تھے کسی گھر سے عورت کے (عشقیہ) گانے کی آواز آئی۔

آپؓ نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ ایک جوان عورت نے دروازہ کھولا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ ''کیا تمہیں علم نہیں کہ عشقیہ گانے گانے کی ممانعت ہے؟ عورت بولی پھر کیا کروں میری شادی کو ایک ہفتہ گزرا تھا کہ میرا خاوند جہاد پر چلا گیا ایک سال سے اُس کا انتظار ہے۔''

حضرت عمرؓ اُسی وقت حضرت حفصہؓ (اپنی بیٹی اور اُم المومنین) کے پاس گئے اور پوچھا ایک عورت اپنے شوہر کے بغیر کتنا عرصہ رہ سکتی ہے؟ اُنہوں نے فرمایا چار ماہ دس دن کہ یہ عدت کی مقررہ حد ہے۔ حضرت عمرؓ نے اگلے دن سے ہی یہ قانون بنا دیا کہ ہر سپاہی کو چار ماہ بعد دس یوم کی رخصت عطا کی جائے اور یہ قانون آج تک جاری ہے۔''

اگر کوئی شخص مالدار ہو مگر بیوی کو نان نفقہ اُس کی ضروریات سے کم دے تو وہ اُس کے مال سے اُس کے علم کے بغیر بھی لے سکتی ہے۔ جیسے ھند بنت عُتبہ ابوسفیان کی بیوی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوسفیان کنجوس آدمی ہیں جو خرچ مجھے دیتے ہیں اتنا نہیں ہوتا کہ میں اپنے بچوں کی ضروریات صحیح طرح پوری کر سکوں کیا میں اُس کے علم کے بغیر اُن کے مال سے کچھ لے لیا کروں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''ہاں اتنا مال لے لیا کرو جو تمہیں اور تمہارے بچوں کی ضروریات کے لئے اچھے طریقے سے کافی ہو جائے۔''

لیکن ایک بات توجہ طلب ہے کہ عورت خرچہ لینے کی حقدار اُس وقت ہے جب وہ خاوند کے گھر میں رہے۔ کہیں اور جا کر یا والدین کے گھر مہینہ مہینہ سال سال رہ کر وہ نان نفقہ کی حقدار نہیں ہے۔''

اس کے علاوہ عورت کے کچھ اخلاقی حقوق بھی ہیں۔ مرد کو چاہیے کہ اپنی عورت سے حُسنِ سلوک سے پیش آئے اُس سے اور اُس کے رشتہ داروں سے عزت سے پیش آئے بلا وجہ لڑائی جھگڑے کرنا یا مار پٹائی سے اجتناب کرے۔ لیکن عورت اگر بدزبان ہے یا نشوز کی مرتکب ہے۔ مرد کی خواہش پوری نہیں کرتی جو مارنے کا حکم ہے لیکن ایسی مار جس سے نشان نہ پڑے۔ بعض جگہ رومالی یا مسواک سے مارنا لکھا ہے۔ عورت اگر بیمار ہے تو خاوند کا فرض ہے کہ اُس کا علاج کرائے۔ اُس کے والدین سے ملاقات سے نہ روکے کہ یہ قطع رحمی ہے۔ اِسی طرح حلال اور جائز رشتہ داروں، بہن بھائی بھتیجے بھتیجیاں بھانجے بھانجیاں سے ملنے سے نہ روکے۔

اگر کسی وجہ سے عورت کی حق تلفی ہوتی ہے یا عورت کی عزت نفس پر کوئی تہمت یا الزام غلط لگتا ہے تو خاوند کا فرض ہے یعنی عورت کا حق کہ اُس کی تحقیق کی جائے تاکہ عورت کی نیک نامی مجروح نہ ہو۔

خواتین کے حقوق کے بارے میں فرمان الٰہی ہے۔

''اے ایمان والو! تمہیں حلال نہیں کہ عورتوں کے وارث بن جاؤ زبردستی۔ اور عورتوں کو روکو نہیں اس نیت سے کہ جو مہر اُن کو دیا تھا اُس میں سے کچھ لے لو مگر اس صورت میں کہ صریح بے حیائی کا کام کریں''

(النساء آیت نمبر ۱۹)

حضرت عباس نے اس آیت کی تفسیر یوں بتائی ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے نفرت کرتا ہو اور بدسلوکی اس لئے کرے کہ پریشان ہو کر مہر واپس کر دے یا چھوڑ دے۔

خواتین کے حقوق کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ حجتہ الوداع میں فرمایا۔

''خبردار عورتوں کے ساتھ بھلائی کرو۔ اس لئے کہ وہ تمہارے پاس قیدی ہیں اور تم ان سے مجامعت وغیرہ کے کسی اور چیز کے مالک نہیں ہو۔ اگر وہ ظاہراً بے حیائی کا ارتکاب کریں تو انہیں اپنے بستروں سے الگ کر دو اور انہیں ایسی مار نہ دو جو ہڈی کو ظاہر کرے اور اگر وہ اطاعت کریں تو اُن کو ستانے کا طریقہ اختیار نہ کرو۔''

معاویہ بن حیدرؓ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا۔ ''بیوی کا خاوند پر حق کیا ہے؟ فرمایا

''جب تو کھانا کھائے تو اُس کو بھی کھلائے جب لباس پہنے اُس کو بھی پہنائے اور اُس کے چہرہ پر مت مارو اور اس سے قبیح باتیں نہ کہو نہ اِس کے ساتھ قطع تعلق کر مگر گھر کا اندر (ابوداؤد)

عورتوں سے حسن سلوک کے بارے میں فرمایا:

''عورتوں سے حسن سلوک کرو اس لئے کہ اُن کی پیدائش پسلی سے ہوئی ہے اور پسلی کا اوپر کا حصہ زیادہ ٹیڑھا ہوتا ہے پس اگر اس کو سیدھا کرنا چاہو گے تو اس کو توڑ دو گے۔ (بخاری مسلم رواہ ابو ہریرہؓ)

حضرت سراقہ بن مالکؓ سے مروہ ہے۔ بیشک نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''کیا میں تمہیں عظیم صدقہ کی خبر نہ دوں (عرض کیا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رہنمائی فرمائیں)

فرمایا وہ تمہاری بیٹی جو طلاق شدہ ہو کر تمہاری طرف لوٹ آئے اور اُس کا سوائے تمہاری کوئی کمانے والا نہ ہو۔'' (ابن ماجه مشكوٰة باب الشفقه و الرحمته على الخلق)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصد جس کسی کی بیٹی بیوہ ہو کر یا طلاق شدہ ہو کر گھر آئے اور اُس پر خرچ کرنا (کیونکہ تمہارے علاوہ کوئی سہارا نہیں بے سہارہ ہو) عظیم صدقہ ہے اگر چہ خرچ بیٹی پر ہو گا اجر اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں گے۔

جائیداد میں حصہ دار بنانا

عورت وارث کے مرنے کے بعد وراثت میں حصہ دار بھی ہے قرآن کریم میں اُس کو کھول کر بیان فرما دیا ہے۔

ارشادِ ربّانی ہے:

يُوصِيكُمُ اللهُ فِي اَوْلَادِكُمْ ۚ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ فَاِنْ كُنَّ

نِسَآءً فَوقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَ اِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ

(سورہ النساء آیت نمبر ۱۱)

''وصیت فرماتا ہے اللہ تم کو تمہاری اولاد کے بارے میں بیٹے کا حصہ ہے دو بیٹیوں کے برابر ہے پھر اگر نری لڑکیاں ہوں اگر چہ دو سے اوپر تو ان کو ترکہ کی دو تہائی اور اگر ایک لڑکی ہے تو اس کو ترکہ کا آدھا ہے۔ آج کے معاشرہ میں بیٹوں اور بیٹیوں کے حق کھانا اپنا حق سمجھا جاتا ہے بعض علاقوں میں اس وجہ سے لڑکیوں کی شادی نہیں کی جاتی''

تعلیم دلانا

بہن اور بیٹی کی حیثیت سے عورت کا یہ حق ہے کہ اُسے تعلیم دلائی جائے لڑکوں کے مقابلے میں اُسے جاہل رکھنے سے منع فرمایا گیا ہے بلکہ نائیجریا میں تو شادی کے بعد ہی لڑکیاں تعلیم مکمل کرتی تھیں اگر بیویاں بھی تعلیم حاصل کرنا چاہیں تو یہ بھی اُن کا حق ہے۔

حضرت ابن عباسؓ نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

''جس شخص نے اپنی تین بیٹیوں کی پرورش کی اِن کو ادب سکھایا اور ان پر رحم کیا کیا یہاں تک کہ اللہ نے ان کو بے پرواہ کر دیا اس شخص کے لئے اللہ نے جنت کو لازم کر دیا (یہی حکم دو بیٹیوں کے لئے بھی آیا ہے)۔(مشکوۃ باب الشفقة والرحمة)

عورت کا ایک اور حق

عورت کا ایک اور حق بھی ہے کہ وہ مردوں کی طرح کسی کو پناہ دے تو اُس کا یہ حق مانا جائے۔ مثلاً

۱۔ فتح مکہ کے دن حضرت علیؓ کی بہن اُمّ ہانیؓ نے ایک مشرک کو پناہ دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جس کو تم نے پناہ دی ہم سب نے دی۔''

۲۔ حضرت زینبؓ بنت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے شوہر ابوالعاص کو لُوٹ لیا۔ (ابھی اسلام نہ لائے تھے) ابوالعاص ان کے ہاتھ نہ آئے۔ چھپ کر مدینے میں داخل ہوئے اور حضرت زینبؓ سے اَمان طلب کی۔ یزید بن رومانؓ کے مطابق جب صبح سب حضور ﷺ سمیت نماز پڑھ رہے تھے۔ اُس وقت عورتوں کے چبوترے سے حضرت زینبؓ نے آواز بلند کہا۔''لوگوں میں نے ابوالعاص بن ربیع کو پناہ دی ہے۔''

راوی نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ نے سلام پھیرا تو لوگوں کی طرف توجہ کر کے کہا''لوگوں کیا وہ تم نے بھی سنا جو میں نے سنا۔''

لوگوں نے عرض کی جی ہاں فرمایا:

''اُس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے۔ مجھے اس واقعہ کے

بارے میں کوئی علم نہیں میں نے بھی یہ بات ابھی سنی جیسے تم نے سنی پھر فرمایا۔

اِنَّهُ يُجِيرُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ اَدْنَاهُمْ

(یعنی) مسلمانوں میرے سے ادنیٰ سے ادنیٰ شخص بھی پناہ دینے کا حق رکھتا ہے۔

یعنی اگر میری بیٹی نے پناہ دی ہے تو اس پناہ کا احترام سب پر لازم ہے۔

۳۔ حضرت سلمیٰؓ بنت قیس اُم المنذر رسلیط بن قیس نے (جو انصار کی ابتدائی ایمان لانے والی صحابیاتؓ میں سے تھیں) بنو قریظہ کے نو جوانوں کے قتل عام کے دن نو جوان یہودی رفاعہ بن شمویل قرظی کو امان دی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُسے مانگ لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امان عطا کی اور وہ قتل ہونے سے بچ گیا۔

خواتین کے فرائض

عورت پر حقوق کی طرح فرائض بھی عائد کئے گئے ہیں۔ جو مرد کے حقوق ہیں کچھ حقوق شرعی حقوق کہلاتے ہیں اور دوسرے اخلاقی حقوق کہلاتے ہیں۔ یہ عورت کے فرائض ہیں۔

مرد کے شرعی حقوق

عورت پر فرض ہے کہ وہ اپنے مرد کی مکمل فرمانبرداری کرے اُس کی زوجیت کے حقوق پوری طرح ادا کرے بغیر کسی شرعی عذر کے انکار نہ کرے۔

فرمان الٰہی ہے:

"مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس لئے کہ خدا نے بعض کو بعض پر حاکم بنایا ہے۔ خرچ کرنے کی وجہ سے پس جو نیک بیبیاں ہیں۔ وہ (اپنے) مردوں کے حکم پر چلتی ہیں اور اُن کی پیٹھ پیچھے خدا کی حفاظت میں مال و آبرو کی خبر داری کرتی ہیں" (القرآن)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"جب خاوند اپنی بیوی کو بستر پر بلائے (اپنی خواہش کے لئے) اور وہ نہ آئے۔ خاوند ناراضگی کے عالم میں رات گزارے تو فرشتے صبح تک اُس عورت پر لعنت بھیجتے ہیں" (بخاری و مسلم)

ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"مرد اگر اپنی بیوی کو بلائے تو اُسے فوراً آ جانا چاہیے خواہ وہ تنور پر ہی کیوں نہ ہو۔ (ترمذی)

اس کی وجہ قرآن نے بتائی کہ وہ اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔

حضرت انسؓ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جب کوئی عورت پانچ نمازیں ادا کرے اور ایک ماہ کے شرعی روزے (رمضان کے) رکھے اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرے تو اسے اجازت ہوگی کہ وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے''

تربیت اولاد

ایک ماں کی حیثیت سے عورت کا ایک اہم فرض تربیت اولاد ہے ارشاد ربانی ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ (تحریم آیت ۶)

''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہونگے اور جو کافروں کے لئے تیار کی گئیں ہیں''

اولاد کی تربیت اچھی کرنے کے لئے ضروری ہے کہ عورت دیندار ہو خود نماز روزہ کی پابند ہوگی تو بچوں میں بھی یہ خوبیاں ظاہر ہونگی اگر ماں کھیل تماشوں اور ناچ گانوں کی شوقین ہوگی تو بچوں میں بھی یہی برائیاں آئیں گی۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی والدہ کو قرآن کے اٹھارہ پارے حفظ تھے جنہیں وہ اُٹھتے بیٹھے پڑھتی تھیں جب آپؒ کو مدرسے میں ڈالا گیا تو سب کے سب آپ نے اُستاد کو سنا دیئے اسی طرح امام ربیعہؒ امام شافعیؒ اور امام غزالیؒ کی بہترین تربیت میں اُن کی ماؤں کا تقویٰ اور پرہیز گاری کا بڑا دخل ہے۔ حضرت اسماعیلؑ کی بہترین تربیت فرمانبرداری میں حضرت حاجرہؑ کی شب و روز کی محنت اور جانفشانی کا بڑا ہاتھ تھا۔

کسی بڑے آدمی کا قول ہے کہ ہر ''مشہور اور قابل شخص کے کردار کے بنانے میں کسی نہ کسی عورت کا ہاتھ ضرور ہوتا ہے۔''

امام ربیعہؒ کے بچپن ہی میں اُن کے والدہ جہاد کے لئے گئے بیوی کو 30 ہزار اشرفیاں دے گئے ماں نے بیٹے کی خود تربیت کی پھر اچھے استادوں کی خدمات حاصل کیں آخر محنت رنگ لائی اور امام اور فقیہہ بن کر مسجد میں درس دینے لگے۔ ستائیس سال بعد باپ تشریف لائے اور پوچھا اشرفیاں کہاں ہیں؟ جواب دیا حفاظت سے رکھیں ہیں۔ باپ نے جب مسجد میں بیٹے کو درس دیتے دیکھا تو بہت خوش ہوئے پھر امام کی والدہ نے بتایا کہ وہ رقم اِن کی تعلیم پر خرچ کی ہے۔ تو انہوں نے کہا خدا کی قسم تم نے رقم ضائع نہیں کی۔

عورت کا ایک اہم فرض یہ بھی ہے کہ بچے کے دل میں شروع سے ایک خدا اور اُس کے رسول کی محبت کو اس طرح اُس کے دل میں بٹھا دے کہ وہ خواہ کسی ملک میں جائے حُبِ توحید اور رسالت اُس کے ایمان کا لازمی جزو رہے اور وہ اپنے قومی اور اسلامی تشخص کو نہ بھولے۔

خطبہ حجۃ الوداع میں عورتوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''تمہارے مردوں کا یہ حق (عورتوں کا فرض) ہے کہ تم اُن کے بستروں پر ایسے شخص کو پاؤں

نہ رکھنے دو جن کو وہ پسند نہ کرتے ہوں یا برا جانتے ہوں اور ایسے شخصوں کو گھر نہ آنے دو جن کو وہ برا جانتے ہیں''
عورت کا ایک فرض یہ ہے کہ عفت وعصمت کو قائم رکھے باحیاء ہو۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

الحیاءُ نصف الایمان ۔ترجمہ: حیاء ایمان کا نصف ہے

ایک بار فرمایا:

''اگر تجھ میں حیاء نہیں تو جو مرضی کر۔

اللہ تعالیٰ نے عورت کو نازک باحیاء اور غیرت مند رکھنے کے لئے حجاب کا حکم دیا ہے۔

سورہ احزاب کی آیت نمبر ۵۹ میں ہے:

''اے نبی ﷺ بیویوں بیٹیوں اور مسلمان عورتوں سے فرمادو کہ وہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں تا کہ پہچانی نہ جائیں اور ستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اپنے گھروں میں قرار پکڑو اور جہالت کے دنوں کی طرح اپنا سنگھار نہ دکھاتی پھرو''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے فرمایا:

''عورت پردہ میں رہنے کی چیز ہے پھر جب وہ اپنے گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اُسے جھانکتا ہے۔''

اسی طرح عورت کو بلا وجہ مردوں سے بولنے سے بھی منع فرمایا گیا یہ سب کچھ مرد کی عزت قائم رکھنے کے لئے حکم دے۔

ارشاد ربانی ہے:

''اے نبی کی بیویو! تم اور عورتوں کی طرح
نہیں ہو تو نامحرم سے بات میں نرمی نہ کرو
اللہ سے ڈرو تا کہ جس کے دل میں روگ ہو
وہ کچھ لالچ نہ رکھیں اور کہو سچی اور سیدھی
بات'' (الاحزاب)

اسی طرح باہر پھرنے والی عورتوں سے
پردہ کرنے کا حکم دیا۔ لیکن آج کی ہر عورت
خود گھر سے باہر ہے۔

اکبر آلہ آبادی نے کیا خوب کہا ہے

؎ خاتون خانہ جب سے سبھا کی پری بنی

کھانا کلب میں کھانے لگی گھر کے باوجود

لندن سے لوٹ کر جواب آئی ہے حامدہ

کتا بھی ساتھ لائی ہے شوہر باوجود

جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اچھی عورت کی نشانی کچھ اس طرح بیان فرمائی۔ فرمایا:

''سب سے بہترین ذخیرہ، خدا کو یاد کرنے والی زبان اور خدا کے شکر سے معمور دل ہے اور نیک بیوی جو دین پر چلنے میں اپنے شوہر کی مددگار بنتی ہے۔''

عورت کا ایک فرض یہ بھی ہے کہ وہ قناعت اختیار کرے نہ بلاوجہ کنجوسی کرے نہ بلاوجہ فضول خرچی کرے بلکہ درمیانے طریقے سے خرچ کرے اسی طرح اپنے خاوند بیٹوں بھائیوں اور باپوں کی رزق حرام کمانے پر حوصلہ شکنی کرے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جو جسم حرام مال سے پرورش پائے اُس کی جگہ دوزخ ہے۔''

اگر عورت میں قناعت نہ ہوگی تو اُس کی روز روز کی فرمائش اور فضول خرچیاں مرد کو حرام کمانے پر مجبور کر دیں گی پھر رزق حرام سے اولاد نالائق نافرمان اور بے راہ رو ہو جائے گی۔

عورت کے اخلاقی فرائض اور مرد کے حقوق

عورت کے اخلاقی فرائض بھی وہی ہیں جس طرح مرد کے ہیں یعنی اپنے مرد کا ساتھ محبت اور ادب سے رہنا کیونکہ

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

جس طرح مرد عورتوں کو احترام دے اسی طرح عورت کو مرد کا احترام کرنا چاہیے۔ اُس کے گھر کے سارے کام خوشی اور دل جمعی سے کرے اُس کے گھر کو اپنا گھر سمجھے اُس کے ماں باپ بہن بھائیوں کو اپنا سمجھ کر عزت کرے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَ لَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا فَلَيْسَ مِنَّا

''جو ہم میں سے چھوٹوں سے محبت نہیں کرتا اور بڑوں کی عزت و توقیر نہیں کرتا اور ہم میں سے نہیں۔''

خاتون کا فرض ہے کہ اپنے خاوند کی مرضی کے خلاف نہ چلے اگر نوکری کرنے سے خاوند منع کرے تو وہ بھی باز رہے۔ اُس کی

مرضی کے خلاف نفلی روزے نہ رکھے کیونکہ اس طرح ثواب کی بجائے گناہ کمائے گی۔

عورت کو نیک صالح اور باکردار ہونا چاہیے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

الدُّنیا متاعٌ وَّ خیرُ متاعِ الدُّنیا الْمراۃُ الصَّالحۃُ (مسلم)

''دنیا کی تمام چیزیں (عارضی) فائدہ مند ہیں اور دنیا کی بہترین فائدہ مند چیز نیک عورت ہے کہ نیک عورت کا فائدہ پائیدار اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔''

اسلامی معاشرے میں مرد اور عورت کے باہمی اختلاط کو روکنے کے لئے پردہ کو لازمی قرار دیا گیا ہے اپنے محرم رشتے داروں کے علاوہ دوسرے مردوں کے سامنے آنے کی اجازت نہیں دی گئی۔جس طرح مرد کو آنکھیں نیچی رکھنے کا حکم ہے اسی طرح عورت کو بھی مردوں کو دیکھنے کی ممانعت ہے۔

''حضرت اُمّ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد میں اور میمونہؓ (دونوں اُمّ المومنین ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھی تھیں کہ حضرت عبداللہ بن مکتومؓ آ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم دونوں کو پردہ کر لینے کا حکم فرمایا کہ تم دونوں اندر چلی جاؤ۔ہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا یہ نابینا نہیں ہیں؟ نہ یہ ہم کو دیکھتے ہیں نہ پہچان سکتے ہیں! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کیا تمہیں دکھائی نہیں دیتا؟ (یعنی وہ تو دیکھنے سے معذور ہیں لیکن تم جوان کو دیکھ رہی ہو اور پردہ دونوں ہی طرف سے ہے'' (ابوداؤد و ترمذی)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''تم میں سے کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے مگر اپنے محرم کے ساتھ (مسلم)

اولاد میں برابری

عورتوں کے فرائض میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ بچے اور بچیوں میں انصاف رکھے جاہل لوگوں کی طرح لڑکوں کو عزیز اور لڑکیوں کو کمتر نہ سمجھیں دونوں اولاد ہیں ہمارے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹیوں کی جس طرح تکریم کی اُس سے بتا دیا کہ بیٹیاں بھی خدا کی رحمت ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

''میرے پاس ایک عورت آئی اور سوال کیا اُس کے ساتھ اُس کی دو بیٹیاں بھی تھیں میرے پاس اُس وقت ایک کھجور کے سوا کچھ نہ تھا اُس نے اس کھجور کو آدھا آدھا کر کے بیٹیوں کو بانٹ دیا خود کچھ نہ لی پھر وہ باہر نکل گئی۔جب آپ ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ کو بتایا''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص لڑکیوں کے بارے میں آزما جائے وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو وہ لڑکیاں اُس کے لئے دوزخ کی آگ سے پردہ بن جائیں'' (بخاری و مسلم)

اسلام نے عورت پر اس کے علاوہ بھی کئی فرائض مقرر کئے ہیں مثلاً ایسے فیشن سے بچنا جن سے عورت کی عزت میں فرق آتا ہو۔

حضرت ابو ہریرہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں۔ ''دوزخیوں کی دو قسمیں وہ ہیں جن کو میں نے دیکھا۔ ایک تو وہ لوگ ہیں جن کے پاس گائے کی دُموں کی مانند کوڑے ہونگے جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے اور دوسری قسم وہ عورتیں جو بظاہر لباس پہنے ہونگی لیکن عریاں ہونگی اپنے کندھوں کو ہلا ہلا کر چلیں گی مٹک مٹک کر۔ اُن کے سر بختی اونٹوں کی کوہانوں کی مانند ہونگے جو لچکدار ہونگی وہ عورتیں جنت میں نہ جائیں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو پائیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنے اتنے فاصلے سے آ رہی ہوگی۔ (مسلم)

اسی طرح حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ عورت اپنے سر کو منڈائے۔ (نسائی)

اسی طرح مصنوعی بال لگانے جوڑے بنانے چہرہ سے بال نوچنے سرمہ بھروانے والیوں پر لعنت فرمائی ہے جب کہ آجکل بیوٹی پارلر والیوں کی کمائی کا بڑا ذریعہ یہی خرافات ہیں۔ حضرت اسمؓ بیان کرتی ہیں ایک عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا۔

''یا رسول اللہ ﷺ میری لڑکی چیچک میں مبتلا تھی اُس کے بال گر گئے ہیں میں اُس کا نکاح کرنا چاہتی ہوں۔ کیا میں مصنوعی بال ملا سکتی ہوں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

''اُن عورتوں پر خدا کی لعنت جو مصنعی بال ملاتی ہے اور جو ملواتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

ایک جگہ ابن عمرؓ کی روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''بال ملانے ملوانے والی سرمہ بھرنے والی بھروانے والی پر اللہ نے لعنت فرمائی۔ (بخاری و مسلم)

ابن مسعودؓ کی حدیث میں اضافہ ''خوبصورتی کے لئے رخساروں کے بال اُکھڑوانے والی اور دانتوں پر ریتی پھروانے والیاں (بھی لعنت کی مستحق ٹھہرائی گئیں)

حضرت زینب بنت مسلمہؓ بتاتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر فرما رہے تھے۔

''کہ کسی عورت کے لئے جو اللہ اور آخر کے دن پر یقین رکھتی ہیں جائز نہیں۔ کہ خاوند کی میت پر تین دن سے

زیادہ سوگ کیا جائے اُسی طرح بین کرنے سے منع فرمایا۔"

حضرت ابو سعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"آدمی، آدمی کی شرمگاہ کو نہ دیکھے اور عورت عورت کی شرمگاہ کو نہ دیکھے۔ اور نہ ہی دو آدمی برہنہ ایک کپڑے میں اکٹھے ہوں اور نہ دو عورتیں ایک کپڑے میں اکٹھی ہوں" (ریاض الصالحین جلد دوم)

حضرت عقبہ عامرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اجنبی عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔ تو ایک انصاری نے عرض کیا دیور کے بارے میں آپ ﷺ کا کیا خیال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا دیور تو موت ہے۔"

اس کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجسس بدگمانی اور غیبت سے بھی خواتین کو منع فرمایا۔

اسلام نے عورت کو حیوانیت سے نکال کر انسانیت کے بلند و بالا مقام پر فائز کیا۔ عظمت و وقار جیسی نعمتوں سے سرفراز کیا لیکن عورت نے اپنے محسن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کو بھلا کر مغرب کی ننگی تہذیب کی پیروی شروع کر دی حالانکہ مغرب میں اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کو کمپیوٹر پر پرکھ کر عمل شروع ہو چکا ہے امریکہ مس ایک بڑی تعداد اسلام کی ٹھوس اور سچی باتوں پر ایمان لا چکی ہے۔ مشہور مستشرق داں (Hamer) ہمیر نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ

"اسلام نے پردہ کو فرض کر کے عورت کی ناموس کی حفاظت کی ہے اور اُسے رسوائی سے بچایا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے عورتوں کو گائے بھینس کی طرح (جس کھونٹے سے دل چاہا، باندھ دیا) سمجھا جاتا تھا اسلام نے شادی سے پہلے عورت کی مرضی کو ضروری قرار دیا۔ ابو ہریرہؓ سے مروی ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"بالغہ کا نکاح اُس وقت تک نہ کیا جائے یہاں تک کہ اس سے اجازت طلب کر لی جائے"

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اُس کی طرف سے اجازت کیسے ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس کا خاموش رہنا بھی اس کی طرف سے اجازت ہے۔"

بعض جگہ مسکرانا یا رونا بھی اجازت ہے۔ یعنی اگر منظور نہیں تو بالکل انکار کر سکتی ہے۔ خنساءؓ بنت خزام سے مروی ہے کہ اُس کے باپ نے اس کا نکاح کر دیا وہ بالغہ تھی اُس نے اس نکاح کو ناپسند کیا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی تو آپ ﷺ نے اُس کے باپ کے کئے ہوئے نکاح کو توڑ دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو دین لے کر آئے وہ فطرت کے عین مطابق ہے اس میں ہر شخص کے حقوق و فرائض متعین کر دیئے گئے ہیں۔ عورتوں کے لئے تو آپ ﷺ نجات دہندہ سچا اور سراسر رحمت ہیں۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ میں

آ ئے تو وہاں کی عورتیں اپنے مردوں پر حاوی تھیں۔ کچھ عرصہ بعد اُن کی دیکھا دیکھی ہماری عورتیں بھی اُن کی طرح ہو گئیں۔ شہزادہ چارلس نے برطانیہ میں مسلمانوں کے کنونشن میں تقریر کرتے ہوئے کہا ''اسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے جو خواتین کو حقوق عطا کئے وہ میری دادی کو بھی نصیب نہیں ہوئے۔''

اسلام نے خواتین کو وراثت میں حصہ دار بنایا بیوی کی حیثیت سے وہ شوہر کے ترکہ میں سے چوتھائی کی مقدار ہے اگر اولاد نہ ہو اور اولاد کی موجودگی میں آٹھویں حصہ کی حقدار ہے۔ لیکن اسلام نے جو حقوق عطا کئے ہیں وہ اسلامی اور شرعی حدود کے اندر ہیں جبکہ آج کی عورت مغرب کی تقلید میں مادر پدر آزادی کو آزادی سمجھنے لگی ہے۔ رات ک دو دو بجے تک Dish اور Cabel پر شرمناک گندی مو ویاں (Movies) دیکھنا پھر صبح ۱۱ بجے سوکر اُٹھنا نہ لباس اسلامی نہ بول چال کلچر کا حصہ بن چکا ہے۔ نتیجہ اولاد بھی انہی خطوط پر چل رہی ہے۔ اور نتیجہ یہ ہے کہ جب سے عورت اسلام سے باغی ہو کر آزادی کی دعویدار بنی۔ عریاں لباس پہن کر بال کھول کر نیم برہنہ بازاروں میں گھومنے لگی اُس وقت سے ہولناک نگاہیں اسکے تعاقب میں ہیں۔ شریف اور باپردہ خواتین کو دیکھ کر مرد نظریں جھکا کر راستہ چھوڑ دیتے ہیں۔ اب عورتوں کے اس آزاد رویے سے اُن کو بھی راستہ روکنے سیٹیاں اور فحش گانے گانے کا موقع مل گیا۔

محمد آصف قادری ایک جگہ لکھتے ہیں۔

''اے آج کی مظلوم عورت اسلام نے تجھے بیٹی کی صورت میں والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنایا۔ بہن کا پاکیزہ نام دیا بیوی کی صورت میں تجھے محبت کا محور بنایا پھر ماں کا مقدس رتبہ عطا کر کے تیرے پاؤں تلے جنت رکھ دی۔ اسلام نے گھر کی چار دیواری کو تیرے لئے مضبوط قلعہ بنایا تیرے باپ بھائی شوہر اور جوان بیٹوں کو تیرا نگہبان و محافظ بنایا مگر تو نے اس مضبوط قلعے کو مسمار کر دیا اور اپنے بہترین محافظوں کو چھوڑ کر سینکڑوں ہوسناک تماشائیوں کی نگاہوں کا مرکز بن گئی۔ اب تیرے تماشائی تو بہت ہیں مگر ہمدرد اور مخلص کوئی نہیں۔ تیری بے پردگی آبرو پامال کر دی۔ غیر مردوں سے اختلاط نے تیری عزت کو خاک میں ملا دیا اور تیری حسن نمائی نے تیرے لبادہ عصمت کو تار تار کر دیا افسوس صد افسوس''

لیکن ابھی بھی وقت ہے صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے تو اُسے بھولا نہیں کہتے۔ آج بھی خاتون اپنے محسن کی تعلیمات کی طرف لوٹ آئے اپنے پچھلے رویہ کی معافی مانگ کر نئے سرے سے قرآن و سنت کی پیروی کرنے والی بن جائے تو اُس کی یہ پرخلوص معافی بہت سی دوسری بہکی ہوئی خواتین کیلئے بھی مشعل راہ ثابت ہو گی۔ اُس کی اولاد بھی اُس کی واپس سیدھے راستے کی طرف آجائے گی۔

جیسا کہ سورۃ انفال آیت نمبر ۲۹۔

ان تتقو اللہ یجعل لکم فرقاناط و یکفر عنکم سیاتکم ویغفر لکم ط واللہ ذو الفضل العظیم۔

ترجمہ:- اگر تم پرہیزگار بن جاؤ گے۔ تو اللہ تعالیٰ تمہارے اندر اچھے اور برے کی تمیز پیدا کر دے گا۔ اور تمہاری برائیاں اُتار دے گا

اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ خواتین کو ازواجِ مطہرات اور بناتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دی ہوئی تعلیمات کو خود بھی اپنائیں اور دوسری خواتین کو بھی ترغیب دلائیں۔
یقین جانیئے کہ اس کے علاوہ بھلائی کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

وَما علینا اِلاّ البلاغ۔

اسلام میں خواتین کے حقوق وفرائض
''سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں''

یاسمین فرح۔اسلام آباد

قرآن وسنت نے جس طرح حقوق وفرائض کے حسین امتزاج سے معاشرے کو سنوارنے کی راہیں متعین کی ہیں دنیا کا کوئی اور مذہب' معاشرہ یا قانون اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔مطالعہ قرآن وحدیث سے یہ بات خوب اچھی طرح واضح ہے کہ اسلام نے عورت اور مرد میں مساوات اور جسمانی طور پر کمزور ہونے کے ناطے عورتوں کو رعایت عطا فرمائی ہے۔ مذہب اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات سے مرتب ہے۔

ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں خواتین کو حقوق دیئے ہیں وہاں ان پر فرائض بھی عائد کئے ہیں۔ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم خواتین کا بے حد احترام فرماتے تھے۔

علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے:

وجودِ زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں

نبی ﷺ آخرالزماں نے فرمایا

اَلدُّنیَا کُلُّھا متاعٌ و خیرُ متاعِ الدُّنیا الْمرْاَۃُ الصَّالحۃُ

"ساری کی ساری کی دنیا ایک متاع ہے اور دنیا کی سب سے بڑی دولت
نیک کردار با صلاحیت عورت ہے"

(مسلم' مشکوۃ کتاب النکاح)

ہمارے نبی محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خواتین کی بحیثیت بیوی' بیٹی' ماں' بہن بے حد احترام فرماتے تھے۔
یہ ہے قرآن وسنت میں حوا کی بیٹیوں کا مقام۔میرے نبی کا فرمان ہے تم میں عظیم مرد وہ کہلائے گا جس کی بیوی اسے باکمال کہے یعنی مردوں کی عظمت کو جانچنے کا پیمانہ بیوی کی گواہی پر منحصر ہے۔

تم مردوں میں سب سے بہتر وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے لئے بہتر ہیں۔(مشکوٰۃ)

ہمارے مذہب اسلام نے عورتوں کو وراثت میں حصہ دار بنایا' عورتوں کی مرضی کے بغیر نکاح جائز نہیں ہوتا' عورتوں کو خلع لینے کا حق حاصل ہے۔

الغرض عورتوں کے حقوق کی حفاظت زندگی کے ہر پہلو میں کی گئی ہے۔ پیارے نبی ﷺ عورتوں سے نرمی کا سلوک کرنے کی ہدایت فرماتے اور ان پر جبر و تشدد اور بے جا سختی کو سخت ناپسند فرماتے۔ آپ نے خواتین کو یہ حکم دیا ہے کہ اپنے اپنے شوہروں کی ناشکری مت کرو اور جہنم میں عورتوں کی تعداد اس لئے بھی زیادہ ہوگی کہ تم اپنے شوہروں کی ناشکری ہو اور باہم لعنت کرتی ہوں یعنی غیبت کرتی ہو۔ اس لئے ہم خواتین کو چاہیے کہ ایسی باتیں جو قرآن و سنت کے سراسر خلاف ہیں اس سے اپنے آپ کو بچائیں۔

عورت کے فرائض میں یہ بھی شامل ہے کہ اپنے بچوں کی صحیح تربیت کریں دینی اور دنیاوی تعلیم حاصل کریں پردہ کا خاص خیال رکھیں۔ اپنے گھروں کے ماحول درست رکھیں استاد تعلیم تو اسکول کالجوں میں دے دیتا ہے مگر تربیت کرنا ماں کا ہی فرض اولین ہوتا ہے۔ جہاں تک ہو سکے غیبت' جھوٹ اور ہر طرح کے چھوٹے چھوٹے گناہ جن کا کہ روزمرہ زندگی میں ہمیں احساس بھی نہیں ہوتا ان سے پرہیز کریں۔ ناجائز فرمائش کر کے اپنے شوہروں کو رشوت لینے اور غلط قسم کا پیسہ کمانے پر مجبور مت کریں قناعت' صبر اور شکر کے ساتھ زندگی گزاریں ہمیشہ اپنے سے کم حیثیت کے لوگوں کے دیکھیں اپنے سے زیادہ حیثیت کے لوگوں کی ریس اور مقابلہ مت کریں۔ حسد' بغض اور کینہ سے اجتناب کریں۔

عورت جہاں کہیں بھی ہوتی ہیں ایک دوسرے سے حسد کرنے لگتی ہیں حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح لکڑی دیمک کو چاٹ جاتی ہے۔ اسلئے خواتین کو اس مہلک بیماری میں کبھی بھی مبتلا نہیں ہونا چاہئے۔ دوسرے کے پاس اچھی نعمتیں دیکھ کر یہ سوچنا چاہیے کہ اس کے مقدر کی ہے اسے ملی ہوئی ہے اس لئے کسی کی اچھی چیز دیکھ کر کبھی حسد نا کریں جادو ٹونا آجکل بے حد عام ہو گیا ہے یہ کفر ہے اس لئے خواتین کو ایسے برے کاموں سے دور رہنا چاہیے۔ سورۃ الفلق میں گرہ ڈالنے اور پھونکیں مارنے والی شر پسند اور حاسد عورتوں سے پناہ مانگی گئی ہے۔ اس لئے ایسے کاموں سے انسان دوزخ کا ایندھن بنتے دور رہنا چاہیے۔ اور جہنم کی آگ سے پناہ مانگنی چاہیے۔ انسان کی یہ طبعی زندگی 60' 70 یا زیادہ سے زیادہ 80 سال ہوتی ہے ایسے لوگ تو بے حد کم نظر آتے ہیں جن کی عمر 90 سال ہو تو ہم کیوں نہ دنیا کی چار دن کی زندگی کو اچھے کاموں میں گزاریں اور اپنی ابدی زندگی کو بہتر بنائیں ایسے کاموں سے اجتناب کریں۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے بھی ایسی عورتوں کو سخت تنبیہہ فرمائی ہے جو جادو' سحر' حسد' کینہ پروری' ناشکری جیسی بداعمالیوں میں ملوث رہتی ہیں۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ عورتوں کی تعلیم کو ہمیشہ قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے قرآن و سنت میں اس کی تلقین ہے۔ ''علم حاصل کرو چاہے تمہیں چین ہی جانا پڑے۔'' ''علم حاصل کرنا عبادت سے افضل ہے حصول علم انبیاء کا طریقہ تھا۔ حضرت عائشہ رضی

اللہ عنہا حدیثوں کی سب سے بڑی معلم تھیں آپ کے جلیل القدر اعمال' بے مثال فضائل' علم' سے تاریخ کے صفحات بھرے پڑے ہیں اور کیوں نہ ہوں وہ نبی پاک ﷺ کی شریک حیات ہیں۔ اور مسلمانوں نے خلیفہ اول قرآن وسنت کے علمبردار سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی ہیں۔ حضرت عائشہ نے 2210 حدیثیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمائیں۔ فقہ میں بھی آپ کو دسترس حاصل تھی۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ فرماتی تھی آپ نے عورتوں کو روزگار حاصل کرنے کا حق بھی عطا فرمایا۔ ہمارے آقا نے فرمایا کہ خدیجہؓ مجھ پر اس وقت ایمان لائیں جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا اس وقت اپنے مال میں شریک کیا جب لوگوں نے مجھے محروم رکھا اللہ کریم نے پھر مجھے ان سے اولاد بھی عطا فرمائی۔

آپ نے دیکھا کیسی مثالی بیوی تھیں اس زمانہ میں بھی خواتین کو چاہیے کہ ان بے مثال بیویوں کے نقشِ قدم پر چل کر دین دنیا میں سرخرو ہوں۔ آپ حضرت خدیجہؓ سے بے حد محبت کرتے تھے ان کا بے حد احترام فرماتے۔

ہمارے نبی ﷺ نے عورتوں کو جہاد میں بھی حصہ لینے کی اجازت فرمائی جنگ اُحد اور جنگ خندق میں حضرت صفیہؓ کی شجاعت اور بہادری کی مثال نہیں ملتی ان کی شجاعت کی داستان رہتی دنیا تک سنہرے حروف میں لکھی جائے گی۔ حضرت صفیہؓ نے اپنے بھائی حضرت امیر حمزہؓ کی شہادت پر جس بہادری اور صبر کا ثبوت دیا۔ جنگ خندق میں جو کارنامہ مردنا کر سکے وہ حضرت صفیہؓ نے جنگجو اور سفاک یہودی کو موت کے گھاٹ اتار کر کیا۔ ان کا یہ کارنامۂ شجاعت بنی نوعِ انسان کے لئے ایک درس ہے۔ تمام دنیا میں عورتوں کو ہمیشہ تیسرے درجے کی مخلوق سمجھا گیا۔ ان کو کبھی کسی معاملہ میں کسی بھی طرح کی اہمیت نہیں دی گئی۔ ہمیشہ اس صنف کو حقیر اور کم تر سمجھا گیا۔ کسی بھی نامی گرامی شخصیت کے زندگی میں یہ پہلو کبھی پیش نظر نہ رہا کہ اس ظلم وستم کی چکی میں پسی ہوئی عورت کے ساتھ ا۔ کا طریقہ معاشرت کیا تھا۔

اسلام دنیا کا پہلا مذہب ہے۔ جس نے عورتوں کی حق رسی کی اور ان کو بھی معاشرہ میں عزت وآبرو قدر و منزلت کی زندگی گزارنے اور مردوں کے برابر باتیں کررہی تھیں، حضرت عمرؓ آئے تو سب اٹھ کر چل دیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ حضرت عمرؓ نے کہا خدا آپ کو خنداں رکھے کیوں ہنسے فرمایا ان عورتوں پر تعجب ہوا کہ وہ تمہاری آواز سنتے ہی سب آڑ میں چھپ گئیں۔ حضرت عمرؓ نے ان کی طرف مخاطب ہوکر کہا اے اپنی جان کی دشمنوں! مجھ سے کیوں ڈرتی ہو اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں۔ سب نے کہا تم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سخت مزاج ہو۔ ایک مرتبہ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بچیاں گا رہی تھیں حضرت ابوبکرؓ آئے تو آپ نے ان کو منع کیا اور ڈانٹا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو گانے دو۔ آج ان کی عید کا دن ہے۔ عورتیں بڑی دلیری سے آپ سے بے محابا مسائل دریافت کرتی تھیں اور صحابہ کرامؓ کو اُن کی اس دلیری پر حیرت معلوم ہوتی تھی۔ لیکن آپ کسی قسم کی ناگواری ظاہر نہیں فرماتے تھے۔ کیونکہ عورتیں عموماً نازک طبع اور ضیف القلب ہوتی تھیں۔ ان کی خاطر

داری کا نہایت خیال رکھتے تھے۔انجشہ نامی ایک حبشی غلام حدی خواں تھے۔یعنی اُونٹ کے آگے حدی پڑھتے جاتے تھے۔ایک مرتبہ سفر میں ازواج مطہرات ساتھ تھیں انجشہ حدی پڑھتے جاتے تھے اُونٹ زیادہ تیز چلنے لگے تو آپ نے فرمایا انجشہ دیکھنا شیشے ٹوٹنے نہ پائیں۔شیشے (عورتوں کو کہا گیا تھا) آپ عورتوں سے حد درجہ نرمی کا برتاؤ کرتے تھے۔عورتوں کو اس دنیا میں جینے کا حق ہمارے مذہب اسلام نے اور ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دلوایا۔

میرے نبی نے عورتوں کو نصیحت فرمائی ہے۔

ابن عمر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے ایک بار فرمایا اے عورتوں کی جماعت تم خاص طور پر صدقہ دیا کرو اور زیادہ استغفار کیا کرو کیونکہ میں نے دوزخیوں میں زیادہ تمہیں ہی پایا ہے''

حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ مکہ میں عورتوں کو بالکل نا قابل التفات سمجھتے تھے مدینہ میں عورتوں کی نسبتاً قدر تھی لیکن اتنی بھی نہیں جتنا بنتا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح اپنے ارشاد احکام سے ان کے حقوق قائم کئے آپ کے برتاؤ نے اور زیادہ اس چیز کو قوی اور نمایاں کر دیا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں کیونکہ ہر وقت مردوں کا ہجوم رہتا تھا عورتوں کو وعظ و پند اور مسائل دریافت کرنے کا موقع نہیں ملتا تھا۔مستورات نے آ کر درخواست کی کہ ہم مردوں سے عہدہ براء نہیں ہو سکتے اس لئے ایک دن خاص ہمارے لئے مقرر کر دیا جائے پیارے نبی ﷺ نے ان کی درخواست قبول فرمائی اور ان کے دربار کا ایک خاص دن مقرر ہو گیا۔

حضرت ابو بکرؓ کی صاحبزادی حضرت اسمأؓ جو کہ حضرت عائشہؓ کی علاتی بہن تھیں حضرت زبیرؓ سے بیاہی تھیں مدینہ میں آئیں تو حضرت زبیر کی یہ حالت تھی کہ ایک گھوڑے کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔حضرت اسماء خود ہی گھوڑے کے لئے جنگل سے گھاس لاتیں اور کھانا پکاتیں حضرت زبیر کو جو زمین نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی تھی اور جو مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر تھی وہاں سے کھجور کی گٹھلیاں سر پر لاد کر لاتیں۔ایک دن گٹھلیاں لاد کر سر کے اوپر لا رہی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا آپ اس وقت اُونٹ پر سوار تھے اُونٹ کو بٹھا دیا کہ وہ سوار ہو لیں حضرت اسماء شرمائیں آنحضرت نے یہ دیکھ کر کہ وہ شرما رہی ہیں حجاب کرتی تھیں۔ کچھ نہیں فرمایا اور اُن کو چھوڑ کر آگے بڑھ گئے حضرت اسماءؓ کا بیان ہے کہ اسکے بعد حضرت ابو بکرؓ نے ایک خادم بھیجا جو گھوڑے کی خدمت کرتا تھا مجھ کو اس قدر غنیمت معلوم ہوا گویا غلامی سے آزاد ہو گئی ہوں ایک بار قرابت کی سب بیبیاں بیٹھی ہوئی تھیں پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ بڑھ تعداد عورتوں کی دیکھی ہے ان میں ایک ہوشیار عورت بولی ہم نے کیا قصور کیا ہے کہ ہم دوزخ میں زیادہ جائیں گی؟ آپ نے فرمایا تمہیں باہم گفتگو میں زیادہ مبالغہ کرنے کی عادت ہوتی ہے اور تم اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی ہو میں نے تم جیسا دین وعقل میں ناقص ہو کر پھر ایک دانشمند شخص پر غالب آ جانے والا کسی کو نہیں دیکھا۔

خواتین کے فرائض میں یہ بات خاص طور پر شامل ہے کہ وہ پردہ کا خیال رکھیں ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں اور حضرت میمونہ بھی آپ کے پاس بیٹھی تھیں اچانک ابن مکتومؓ آ گئے۔رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم

نے ان سے فرمایا ابن مکتوم سے پردہ کرو۔ ام سلمہؓ نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ وہ تو ہمیں دیکھ نہیں سکتے آپ نے فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو تم انہیں دیکھ نہیں سکتیں۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے فرمایا کہ جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آنکھ (نظر بد۔۔۔) سے کسی اجنبی مرد یا عورت کو دیکھتی ہے وہ زانیہ ہے اور عورت تو خوشبو مل کر جب کسی مجلس پر گزرتی ہے تو وہ بھی ایسی ویسی (یعنی غلط عورت) ہے۔

(ترمذی، ابوداؤ، نسائی)

حضرت ابی ملیکہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ سے کہا گیا کہ ایک مرد آنہ جوتا پہنتی ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردانی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔ عورت کو ایسا باریک لباس اور دوپٹہ نہیں لینا چاہئے جس میں سر کے بال اور جسم نظر آئے اور عورت جب بالغ ہو جائے تو اسکا کوئی عضو دیکھا جائے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خواتین کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ایسا لباس پہنیں جس کی آستین پوری ہوں آدھی آستین کا کرتا یا قمیض پہننا سخت منع ہے۔ باریک کپڑا جس میں سے جسم نظر آئے اگر عورتیں پہنیں گی تو قیامت کے دن برہنہ اٹھائی جائیں گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے بہت سی کپڑا پہننے والی عورتیں قیامت کے دن ننگی سمجھی جائیں گی۔ عورت کو سارا بدن سر سے پاؤں چھپائے رکھنے کا حکم ہے غیر محرم کے سامنے جسم کھلوانا منع ہے سر کے بال کھلے رکھنے پر فرشتوں کی لعنت آئی ہے۔ غیر محرم کے سامنے ایک بال بھی نہیں کھولنا چاہیے۔ عورتوں میں بھی اسلام علیکم اور مصافحہ کرنا سنت ہے۔ اس کو رواج دینا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا:

"لوگو سنو! عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدیوں کی طرح ہیں تمہیں ان کے ساتھ سختی کرنے کے کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ سوائے اس صورت میں کہ جب ان کی طرف سے کھلی نافرمانی سامنے آئے اگر وہ ایسا کر بیٹھیں تو خواب گاہوں میں ان سے علیحدہ رہو اور انہیں مارو بھی لیکن ایسی مار ہو کہ کوئی شدید چوٹ نہ آئے پھر اگر وہ تمہارا کہنا ماننے لگیں تو ان کو خواہ مخواہ ستانے کی راہیں نہ ڈھونڈو۔ دیکھو تمہارے کچھ حقوق تمہارے بیویوں پر ہیں تمہاری بیویوں کے کچھ حقوق تمہارے اوپر ہیں۔ ان پر تمہارا یہ حق ہے وہ تمہارے بستروں کو ان لوگوں سے نہ روندوائیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو۔ تمہارے گھروں میں ایسے لوگوں کو ہرگز نہ گھسنے دیں جن کا آنا تمہیں ناگوار ہو اور سنو! تم پر ان کا یہ حق ہے کہ تم ان کو اچھا کھلاؤ اچھا پہناؤ"

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ غیر عورتوں کے ساتھ تنہائی میں رہنے سے بچے رہو فرمایا:

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ جب بھی مرد کسی غیر عورت کے ساتھ تنہائی میں

ہوتا ہے تو ان کے درمیان تیسرا شیطان آ داخل ہوتا ہے اور اپنا جال پھیلانے لگتا ہے
آدمی کا گارے میں اٹے ہوئے اور بدبودار سڑی ہوئی کیچڑ میں لتھڑے ہوئے سور
سے ٹکرا جانا گوارہ ہے اس کے مقابلہ میں کہ اسکے شانے کسی ایسی عورت سے ٹکرائے
جائیں جو کہ اس کے لئے حلال نہ ہو۔ (طبرانی)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو گوارہ کیا جا سکتا ہے کہ آدمی کے سر میں لوہے کی کیل ٹھونک دی جائے لیکن یہ گوارہ نہیں کہ وہ کسی ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لئے حلال نہ ہو۔ (ترمذی) رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف میں فرمایا کہ لعنت کرے اللہ تعالیٰ دیکھنے والے کو اور جسکی طرف دیکھا جائے اس سے بر پردگی کی برائی اور اس کا حرام ہونا ثابت ہوا۔ یعنی مرد کا غیر عورت کو دیکھنا اور عورت کا غیر مرد کو دیکھنا دونوں گناہ ہیں۔ (بہشتی زیور)

اس لئے ان حدیثوں پر عمل کرنا عورتوں کے فرائض اولین میں شامل ہوتا ہے۔ آپ گر تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو صدیوں پہلے دنیا والوں نے عورت اور مرد کی برادری یعنی عورت کا مرتبہ تسلیم نہیں کیا تھا۔ اسلام سے پہلے دو تہذیبوں کا ڈنکا بجتا تھا ایک یونانی تہذیب تھی اور ایک رومن تہذیب یہ ٹھیک ہے کہ ان کے بہت بڑے ایک مفکر نے جمہوریت کا جو ایک خاکہ پیش کیا خواہ وہ کتنا ہی خیال کیوں نہ تھا اس کے اندر مرد اور عورت کو برابر کے حقوق دیئے گئے تھے۔ لیکن عملاً یونان کے اندر عورت کے بارے میں جو تصورات پائے جاتے تھے اگر آپ اس زمانے کی تحریروں کا مطالعہ کریں جن کا اب دوسری زبانوں میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ وہ کس متعصبانہ خیالات پر مبنی ہیں۔ ایک یونانی ادیب نے عورت کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا تھا کہ ''سانپ ڈسنے کا علاج ممکن ہے لیکن عورت ڈس لے تو اس کا علاج ممکن نہیں'' اسی طرح ایک یونانی ادیب نے لکھا کہ مرد کے لئے صرف دو مواقع زندگی میں خوشی کے ہوتے ہیں ایک اس وقت جب اس کی شادی ہوتی ہے اور دوسرے اس وقت جب اس کی بیوی کا انتقال ہوتا ہے''۔

یہ تھے یونانی تہذیب کے تصورات عورت کے بارے میں۔ اور رومن لاء جو بہت مشہور ہے بلکہ عصر حاضر کا قانون حقیقت میں اسی سے ماخوذ ہے اور جس کی بڑی دھوم ہے بڑا چرچا ہے اس نے بھی عورت کو وراثت کا حق نہیں دیا تھا۔ باپ کی جائداد میں عورت کا کوئی حق نہیں ہے۔ یہ بات رومن لاء میں بھی طے تھی اور رومیوں کے ہاں بھی عورت کو وہ قدر و منزلت حاصل نہیں تھی جس کی کہ وہ مستحق تھی۔ یا جو ایک مہذب سوسائٹی میں عورت کا حق ہے۔ پھر جتنے مذہب تھے خواہ وہ یہودیوں کا تھا خواہ عیسائیوں کا تھا خواہ وہ ہندوؤں کا تھا جتنے اس وقت کے مذہب تھے۔ ان سب میں بھی عورتوں کے متعلق عجیب و غریب نظریات پائے جاتے تھے۔ مثال کے طور پر اگر آپ توریت کو پڑھیں جسے Old testament ''کتاب قدیم'' کہتے ہیں۔ یا آپ کتاب جدید پڑھیں تو آپ کو نظر آئے گا جہاں ان کتابوں میں مرد اور عورت کی پیدائش کا ذکر کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ وہ جنت سے کیسے نکلے تو وہاں جو بات کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ آدم سے سوال کیا اللہ تعالیٰ نے کہ تم نے پھل کیوں کھایا تو انہوں نے کہا کہ میں کیا کرتا تم نے یہ عورت میرے ساتھ لگائی

ہوئی ہے۔ اس نے مجھے کہا اور ورغلایا اور میں نے پھل کھا لیا گویا ان مذاہب کے نزدیک ساری غلطی عورت کی تھی اور مرد کی نہ تھی اور جنت سے نکلوانے کی ذمہ داری عورت کی تھی۔ مرد غریب جو ہے اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ لیکن عورت کے بارے میں تصورات ہیں وہ آپ پڑھ سکتے ہیں ہم سب مذہبوں کا احترام کرتے ہیں۔ لیکن یہ حقیقت کہ ان میں کہا گیا کہ عورت شیطان کا دروازہ ہے۔ اس طرح کی باتیں رائج تھیں ہندوؤں کے ہاں تو آپ جانتے ہیں کہ منو مہاراج نے جو ان کے سب سے بڑے قانون ساز ہیں انہوں نے جو باتیں لکھی ہیں عورت کے بارے میں وہ آج بھی آپ اسکے قوانین میں پڑھیں تو آپ حیران ہوں گے کہ عورت ان کے نزدیک ایک مویشی ''ایک جانور'' کی طرح تھی۔ اس سے زیادہ اس حیثیت نہ تھی۔ چانکیا نے جس نے منو کے قوانین کی تشریح کی ہے اور اس کے جو زائد حصے ہیں ان کو نکالا اور ٹھیک ٹھاک کیا ہے۔ اسکا تصور یہ تھا۔ کہ دریا سے اور بادشاہ سے اور عورت سے انسان کو بچ کر رہنا چاہیے کیونکہ یہ بہت ضرر رساں چیزیں ہیں۔ بہت زیادہ نقصان پہنچانے والی پھر ہندوؤں کے ہاتھ جن کے ساتھ ہم نے ایک عمر گزاری ہے اور جو ہمارے پڑوسی ہیں ان کا یہ حال تھا کہ وہ کہتے تھے کتا چھو جائے تو کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن اگر عورت چھو جائے تو اس ''دھرم بھرشٹ ہو جاتا ہے۔ یہ تصورات نے یہ سبق دیا اور یہ پیغام دیا کہ عورت کے اور مرد کے برابر کے حقوق ہیں۔ اور جتنی عزت مرد کی ہے اتنی ہی عزت عورت کی ہے۔

اسلام سے پہلے بچیوں کے ساتھ عرب سوسائٹی میں جو سلوک کیا جاتا تھا وہ سب جانتے ہیں مسدس حالی میں مولانا حالی نے اسکا بڑا دردناک نقشہ کھینچا ہے۔ بچی کے ضمن میں ان کا کیا طرز عمل تھا اس کا اظہار اس واقعہ سے ہوتا ہے جو ایک صحابی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خود سنایا خود اپنی زبان سے اپنے منہ سے ان کی خدمت اقدس میں بیان کیا۔

"آپ کا یہ طریقہ تھا کہ آپ کبھی کبھی عصر کے بعد مجلس لگاتے تھے اور جس میں لوگ بیٹھتے تھے اور اپنے پچھلے زمانے (زمانہ جاہلیت) کی باتیں بتاتے تھے تو ایک شخص نے بتایا کہ میرے ساتھ یہ واقعہ گزرا ہے کہ میرے گھر میں بچہ ہونے والا تھا اور میں سفر پر چلا گیا۔ بعد میں میرے ہاں بچی پیدا ہوئی تو بیوی نے اس خیال سے کہ اگر مجھے معلوم ہوا کہ میرے ہاں بچی پیدا ہوئی تو میں اسے قتل کر دوں گا۔ اس بچی کو اسکے ننھیال بھیج دیا اور وہاں پر وہ پلی بڑھی پروان چڑھی۔ مجھے غلط اطلاع دی گئی کہ بچہ فوت ہو گیا ہے۔ لیکن جب میں واپس آیا تو بچی دو ڈھائی سال کی ہو چکی تھی اس زمانے میں رسل و رسائل آمد و رفت یعنی سفر بہت بہت عرصہ تک کا ہوتا تھا رسل و رسائل میں بے تحاشہ دقت ہوتی تھی۔ دو ڈھائی سال کی معصوم بچی سے سفر سے واپسی پر میری بہت دوستی ہو گئی معصوم بچی توتلی زبان میں باتیں کرتی تھی اس کی باتیں بہت پیاری تھیں مجھے بہت پسند آتی تھی اسکی باتیں مجھے بہت پیاری لگی تو میری بیوی نے دیکھا کہ میں اس بچی سے محبت اور شفقت سے پیش آ رہا ہوں التفات برت رہا ہوں تو اس نے مجھے بتا دیا کہ یہ بچی اصل میں حقیقت میں میری ہے اس نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سننا تھا کہ میرے اندر کا حیوان جاگ اٹھا میں نے اس بچی کی انگلی پکڑی اور جنگل کی طرف لے گیا میں نے گڑھا کھودا جب میں گڑھا کھود رہا تو تو مٹی اڑ اڑ کر میرے کپڑوں پر پڑ رہی اور وہ معصوم بچی اپنے ہاتھوں سے میرے

کپڑے جھاڑ رہی تھی اور کہتی تھی ابا جی آپ کے کپڑوں پر گرد پڑ رہی ہے۔ آپ کے بال میلے ہو رہے ہیں لیکن پھر بھی مجھے ترس نہیں آیا۔ میں نے بچی کو اٹھایا اس گڑھے میں ڈال کر دبا دیا اوپر منوں مٹی ڈال دی اور واپس آ گیا۔ واپس آ رہا تھا تو لگتا تھا کہ ابا ابا کہتی کوئی آواز میرا تعاقب کر رہی ہے وہ شخص یہ بیان کر رہا تھا اور آپ زار و قطار رو رہے تھے۔ سرکارِ دو جہاں کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ انسان اتنا حیوان ہو گیا تھا۔

عرب جاہلیت کے دور میں بچیوں کو زندہ گاڑنے کا یہ سلوک جب آپ تشریف لائے تو آپ نے یہ سبق دیا قرآن حکیم اس کا شاہد ہے کہ مرد اور عورت ایک جان سے پیدا ہوئے اور دونوں حقوق کے اعتبار سے برابر ہیں اور کوئی کسی دوسرے پر زیادتی نہیں کر سکتا۔ اسلام نے عورت کو وراثت کا حق دیا۔ ماں کے بارے میں کہا کہ "عورت اگر ماں ہے اس کے پاؤں کے نیچے جنت ہے" بیٹی جیسے زندہ دفن کر دیا جاتا تھا بتایا گیا کہ کسی شخص کی تین بیٹیاں ہوں وہ اس کی پرورش کرے اور ایک حدیث میں دو بیٹیاں کے الفاظ بھی ہیں اور وہ ان کو بیاہ دے ایسا شخص قیامت کے دن میرے ساتھ اس طرح ہو گا جیسے دو انگلیاں ہوتی ہیں"۔ ایک صحابی نے یہ سوال کیا کہ جس کی بہنیں ہوں ان کو وہ پالے اور ان کی پرورش کرے آپ نے فرمایا اس کے بارے میں یہ ہی فرمان ہے۔ پھر نیک بیوی کے بارے میں اچھی رفیقہ حیات کے بارے میں فرمایا کہ وہ انسان کی دنیاوی زندگی کو جنت میں تبدیل کر دیتی ہے۔ یہ عورت کے بارے میں تصور بدلا اسلام نے اور اس کو وہ مقام عطا کیا جو کسی اور تہذیب نے نہیں دیا۔

آج پھر خواتین میں دو نقطۂ ہائے نظر پائے جا رہے ہیں۔ اور خواتین ہی میں نہیں بلکہ پوری دنیا عورت کے بارے میں ان دو تصورات میں مبتلا ہے اور یہ دونوں تصورات اصل میں زیادتی پر مبنی ہیں دونوں کے اندر توازن نہیں رکھا گیا ہے۔ عورت تعلیم حاصل کرے جدید علوم و فنون سے آراستہ ہو جن کی ہمارے ملک و قوم کو ضرورت ہے اس کے ساتھ ساتھ اسلام کی جو تعلیمات ہیں نظریات ہیں ان کو بھی ہمیشہ پیش نظر رکھنا ہے اپنی حیاء کو اپنی نسوانیت کو اپنی شرم کو ہمیں محفوظ رکھنا ہے محفوظ رکھنا ہے دیں کہ وہ انہیں exploit کریں اور عورت کے ضمن میں ایسا رویہ اختیار کریں جو توہین آمیز ہو یہ وہ توازن ہے جو اسلام خواتین کے ضمن میں ہمیں عطا کرتا ہے۔

حضرت سراقہ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں افضل ترین صدقہ نہ بتا دوں؟ پھر خود ہی جواب دیا کہ افضل ترین صدقہ یہ ہے کہ تم اپنی لڑکی پر خرچ کرو جو طلاق کی وجہ سے یا بیوہ ہو کر تمہارے پاس (شوہر کے گھر سے) سے واپس آ گئی ہے اور تمہارے علاوہ اس کی کمائی کرنے والا کوئی نہیں۔

لڑکیوں کی پرورش کی فضیلت پیچھے بیان کر چکی ہوں اس کی بے انتہا فضیلت اور ثواب ہے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکیوں کی یہ خدمت اس کو دوزخ سے بچانے کے لئے ڈھال بن جائے گی اپنی لڑکی ہو یا کسی دوسرے کی یتیم بچی ہو ان سب کی پرورش کی یہی فضیلت ہے۔ بہت سی عورتیں مرد سوتیلی لڑکیوں پر ظلم کرتے ہیں اور بہت سے مرد اپنی بیوہ لڑکی، طلاق شدہ لڑکی یا غیر شادی شدہ لڑکی سے گھبرا جاتے ہیں۔ جس کا نکاح ہونے میں کسی وجہ سے دیر ہوئی ہو اور بعض مرد نئی بیوی کی وجہ سے پہلی بیوی کی اولاد پر ظلم کرتے

ہیں اور ایسے لوگوں کو اس حدیث سے سبق حاصل کرنا لازم ہے۔ عورتوں کو چاہیے کہ شوہر کے پیسے میں سے صدقہ وخیرات کریں شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں سے خرچ نہ کریں یہ بھی بگاڑ کی راہ ہے کہ وہ شوہر کے پیسے میں سے اپنے عزیزوں کو نوازتی ہو اور شوہر کے قریب ترین عزیز واقارب یعنی ماں باپ اور اہل وعیال اولاد خصوصاً پہلی بیوی کے بچوں کو خرچ سے پریشان رکھتی ہو۔ زیادہ مال کے خرچ میں صاف اجازت کی ضرورت ہے۔ اسلام سے پہلے لونڈیاں ذاتی ملکیت ہوتی تھیں نہ ان کا کوئی حق تھا نہ آواز۔ وہ تو گھر کے جانوروں کی طرح تھیں جب چاہا خرید لیا۔ جب چاہا بیچ دیا۔ جب چاہا مار مار کر ادھ موا کر دیا۔ چمڑا ادھیڑ دیا۔ جب چاہا سر پر استرا پھروا دیا۔ غرض ہر طرح کا ظلم ان پر ہوتا اور ان کی مجال نہیں تھی کہ وہ اُف بھی کر سکتیں۔ جب چاہا ان کو بدکاری کے لئے پیش ہونے کا حکم دیا۔ اسلام نے قرآن نے اس ظالمانہ سفاکانہ معاشرہ میں دنیائے کفر کو للکارا۔

اسلام میں عظمت خواتین

یہ محفل رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جعرانہ کے مقام پر۔ ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے باپوں شوہروں بیٹوں کے مال میں سے کچھ خرچ کرنا حلال ہے؟ آپ نے فرمایا ہری گیلی چیز ان کی صاف اجازت کے بغیر بھی کھا لیا کرو اور ہدیہ دے دیا کرو کیونکہ عموماً ایسی چیزوں سے خرچ کرنے کی اجازت ہوتی ہے لیکن اگر صاف منع کر دیں تو مان جاؤ ہری گیلی چیزوں سے مراد ہے وہ چیز جن کو رکھے رہ جانے سے خراب ہو جانے کا اندیشہ ہو۔ خاوند کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں گڑبڑ نہ کرے کسی کو نہ دے کچھ نہ کھلائے عورتوں کو ایک بات کا اور خیال رکھنا چاہیے کہ حلال کمائی کھائیں مردوں سے صاف صاف کہہ دیں کہ ہم حلال کھائیں گے حلال پہنیں گے تمہارے ذمے ہمارے جن اخراجات کا پورا کرنا لازم ہے حلال سے پورا کرو۔ ہم حرام کھانے کو تیار نہیں۔ حرام کھانے والوں کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ عورتیں سورہ نور اور سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ایک جوان عورت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں جوان عورت ہوں میرا رشتہ طلب کیا جا رہا ہے میں نکاح کرنے سے نفرت کرتی ہوں۔ کیا میں شادی نہ کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں نکاح کر لو یہ بدرجہا بہتر ہے۔ نبی آخر الزماں نے فرمایا اگر میں کسی کو حکم کرتا کہ وہ دوسرے کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے یہ اس لئے ہے کہ اس کا بہت بڑا حق ہے۔ تقسیم فرما رہے تھے لوگوں نے دیکھا ایک بدوی خاتون آ رہی ہیں جب وہ محفل میں پہنچیں اور آقائے نامدار کے قریب آ گئیں تو رحمت عالم ﷺ نے اپنی چادر بچھا دی وہ چادر پر بیٹھ گئیں واقعہ کے راوی حضرت ابوالطفیلؓ کہتے ہیں میں نے پوچھا یہ محترمہ کون مجھے احباب نے بتایا یہ قائد انسانیت ﷺ کی رضاعی ماں ہیں۔ آپ نے کملی زمین پر بچھا کر اپنی رضائی ماں کو اس پر بٹھا کر خواتین کی عظمت پر مہر تصدیق ثبت فرما دی۔

ماں کی خدمت سے اولاد کی بخشش کی خوش خبری دے دی گئی ہے ایک مرتبہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر کسی کی ماں بقید حیات نہیں تو وہ اپنی خالہ کی خدمت کرے آپ نے ماں کی خدمت کو جہاد پر فضیلت دی ہے۔

ایک موقع پر آپ نے فرمایا ماں کا رتبہ باپ سے تین گنا زیادہ ہے جب حضرت فاطمہؓ کمرے میں داخل ہوتیں تو پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر کھڑے ہو جاتے بیٹی کے احترام میں۔ ہمارے ہاں خواتین کی علم وفراست اور سیاسی اقتصادی معاملات میں ان کی بصیرت کی اعلیٰ ترین مثالیں موجود ہیں صحابہ کرامؓ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر اہم مسائل پر ان سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ راہنمائی حاصل کیا کرتے تھے۔ خلفائے راشدین نے بھی حضرت عائشہؓ سے مشورہ لئے۔ اکثر صحابہؓ حضرت عائشہؓ کے شاگرد تھے ملکی اہم معاملات میں ان سے راہنمائی لیتے تھے۔ خلفائے راشدین کے انتخاب کرتے وقت صحابہ کرامؓ گھر گھر جا کر عورتوں سے رائے لیتے تھے یعنی ووٹ کا حق اس وقت سے عورتوں کو ملا ہوا تھا۔ رائے دینے کا حق حاصل تھا۔ عورت گھر کی مالکہ بھی ہوتی ہے۔

ایک بات یہ بھی بہت اہم ہے کہ مردوں کو چار شادیاں کرنے کی اجازت ہے۔ ایک ہوتی ہے اجازت دوسری ہوتی ہے ''دعوت'' تو اسلام ایک سے زائد شادیوں کی اجازت دیتا ہے دعوت نہیں اجازت بعض معاشرتی مصلحتوں کی بناء پر دی جاتی ہے۔ پہلی بیوی کے بغیر اجازت کے مرد دوسری شادی نہیں کر سکتا اور اگر یہ کہ وہ دوسری بیوی سے یہ وعدہ وعید کر کے شادی کرے کہ پہلی بیوی کو اس کے باپ کے گھر بھیج دوں گا مرد دوسری بیوی لا رہا ہے پہلی بیوی مانے نہ مانے مجبور ہے اس طرح سے دوسری شادی کی اجات اسلام میں نہیں ہے۔ وہاں تو عدل کی کڑی شرط ہے اگر دو بیویوں کے درمیان عدل نہیں کر سکتا تو مرد کو ایک سے زائد شادیوں کی اجازت نہیں۔

طلاق کا حق مردوں کو دیا گیا مگر حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق کو کہا گیا آپ نے طلاق کو سخت ناپسند فرمایا غصہ میں ایک ساتھ تین طلاقیں دینے کی سختی سے منع فرمایا اسلام سے پہلے دس دس طلاقیں دی جاتی تھیں ان کا مقصد عورتوں کو ستانا تھا اس لئے سورۃ بقرہ میں ایسا کرنے کے لئے منع فرمایا گیا۔

زنا کی سزا سو کوڑے مقرر کی گئی۔ زنا کی تہمت لگا کر 4 گواہ نہ پیش کر سکنے کی صورت میں 80 کوڑوں کی سزا کا حکم ہے۔

سورۃ النور میں غلط تہمت لگانے کی ممانعت فرمائی گئی ہے اور یہ کہ ایک غلط افواہ ایک شریف انسان کے متعلق سن کر اس کو آگے بھی نہیں بڑھانی چاہیے۔ سورۃ النساء میں فرمایا گیا کہ صاحب ایمان لونڈی سے نکاح کرنے میں کوئی قباحت اور انکا نہیں ہونا چاہیے۔ تم سب ایک ہو ایک اصل سے پیدا ہوئے ہو اس طرح لونڈیوں کی طرف توجہ دلانا اور ان سے نکاح میں نفرت دور کرنا ہے۔ سورۃ النساء میں عورتوں کو وراثت میں حصہ کا بھی تفصیلی ذکر ہے۔ کسی کا ایک بیٹا دو بیٹیاں ہے تو جائداد کا نصف حصہ بیٹے کو ملے گا باقی نصف میں سے آدھا آدھا دونوں بیٹیوں کے ملے گا۔

خلاصہ یہ کہ مردوں کو عورتوں پر اللہ پاک نے حاکم اور نگران بنایا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر علم و عمل میں جن دونوں پر تمام کمالات کا مدار ہے فضیلت اور بڑائی عطا فرمائی جس کی تشریح احادیث میں موجود ہے۔ دوسری وجہ جو کہی ہے وہ یہ کہ مرد عورتوں پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں وہ یہ کہ مرد عورتوں پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں مہر معاف کرانا ظلم ہے مہر تو تحفہ ہوتا ہے۔ عورتوں

کے ساتھ رہنا ہوتو حسن معاشرت موافقت سے رہیں عورتیں مال دے کر اپنے آپ چھڑوا لے اور مرد وہ مال لے تو اس کو خلع کہتے ہیں اسلام میں عورتوں کو اس کی اجازت بھی دی ہے۔ اسلام سے پہلے مرد تو کئی کئی شادیاں کرتے تھے جبکہ عورتوں کا نکاح ایک ہی مرتبہ ہوتا تھا اور شوہر کے مرجانے کے بعد دوسرے نکاح کو نہایت معیوب سمجھا جاتا تھا لیکن اسلام نے بیوہ کے دوسرے نکاح کا ہونا قطعاً معیوب نہیں گردانا اور یوں عورتوں کو ایک پناہ سے نکل کر دوسری پناہ حاصل کرنا آسان ہو گیا۔ ہندو مذہب میں تو ستی کی رسم تھی شوہر مرجاتا تو بیوی کو بھی زندہ جلا دیا جاتا ہمارے اسلام نے اس چیز کو ناپسند فرمایا عیسائی دیکھو تک مذہب میں عورت کو طلاق کی اجازت نہیں۔ مرتے دم تک چاہے کچھ ہو جائے آپس میں بنے نا بنے طلاق نہیں لے سکتیں۔ ہمارے مذہب اسلام میں اس کی اجازت عورتوں کو حاصل ہے۔ ہمارے مذہب اسلام میں آزادی فکر کی یہ حد تھی کہ سیدنا فاروق اعظمؓ کو برسر منبر عورتیں ٹوک دیا کرتی تھیں اور آپ بڑے تحمل سے ان کا یہ حق مانتے تھے۔

مَا اَكْرِمِ النِساءَ اِلَّا كَرِيم وَمَا هَانَهُنَّ اِلاَّ لَئِيم

شریف انسان ہی خواتین کا احترام کرتا ہے اور ان کی اہانت کوئی کمینہ ہی کر سکتا ہے۔

حضور کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے جوارشادات ہیں یہ ارشاد بھی ان میں شامل ہے۔ اس سے خواتین کا معاشرتی مقام کھل کر سامنے آ گیا۔ وہ بحیثیت بہن، بیوی، ماں، بیٹی ہر حیثیت میں قابل احترام ہیں۔ کائنات کے کسی مصلح نے عظمت خواتین کے لئے اس سے بڑھ کر بات نہیں کی۔

اسلام میں خواتین کے حقوق وفرائض
سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

زاہدہ بی بی - ہری پور

اس سے پہلے کہ میں اسلام میں خواتین کے حقوق وفرائض پر اپنے خیالات کا اظہار کروں ۔قبل از اسلام خواتین کا مقام اور دوسرے معاشروں میں خواتین کی حیثیت پر ایک نظر ڈالنا سودمند ہوگا تاکہ ثابت ہو سکے کہ عورت کے سلسلہ میں اسلام کے حقوق و فرائض کی تقسیم کس قدر مبنی پر حکمت وفطرت ہے ۔متوازن ومعتدل اور حقیقت پسندانہ ہے۔

یونان وروم اورعورت

یونان وروم تہذیب وتمدن کا گہوارہ رہا ہے۔اُن ملکوں میں عورتوں کو کچھ حقوق ضرور حاصل رہے ہیں ۔مگر پھر بھی وہ گھٹیا اور کم درجہ کی مخلوق تصور کی جاتی تھیں ۔بچپن میں وہ اپنے والدین کی خادمہ، جوانی میں شوہر کی غلام اور بیوگی میں بچوں کی وراثت میں شمار کی جاتی تھی ۔عورت کی گواہی کا اعتبار نہ تھا۔افلاطون نے مردوعورت کی مساوات کا ذکر ضرور کیا۔مگر اُس کا عملی زندگی سے کوئی تعلق نہ تھا۔

ایران اورعورت

مشہور ایرانی فلسفی مانی نے رہبانیت پر زور دیا ہے۔ یہ عورت کے حقوق سے دست برداری کی تعلیم ہے ۔مزدک نے عورت کو آگ پانی اور چارے کی طرح مردوں کی مشترکہ جائیداد قرار دیا ہے ۔دختر اور ہمشیرہ تک سے نکاح جائز اور بعض موقعوں پر تو باعثِ ثواب تھا۔

مغرب اورعورت

مِل جان سٹوارٹ انگریز فلسفی اپنی کتاب ''محکومتی نسواں'' میں لکھتا ہے کہ تھوڑا ہی زمانہ قبل تاریخ یورپ کو دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ اہلِ یورپ چاہتے تو اپنی بیٹی کو فروخت کر دیتے ۔ باپ اپنی پسند سے اُس کی شادی کر دیتا۔گویا شادی بھی ایک تجارت تھی۔

عورت کسی معاملہ میں مدعیہ یا مدعی علیہا نہ بن سکتی تھی ۔اور نہ عدالت میں حاضر ہو سکتی تھی ۔ جب تک شوہر کی اجازت نہ ہو۔

وہ اپنی ملکیت کی خرید وفروخت کا حق بھی نہ رکھتی تھی۔

تصور کا دوسرا رُخ

عورت کی اِس بے بسی اور مظلومی کے دَور کے بعد یورپ میں ایک ایسی تبدیلی آئی کہ عورت اپنی غلامی کی تمام زنجیروں کو کاٹ کر حریت اور مساوات کے ایسے غیر طبعی درجہ پر آ کھڑی ہوئی، جس نے تمدن کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ عورت کو مردوں کے ساتھ تمام اُمور میں مساوی قرار دیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ازدواجی رشتہ بالکل کمزور کرنے کی وجہ سے عائلی زندگی کا نظام درہم برہم ہو کر رہ گیا۔ مشہور مفکر لڈوسی اپنی مشہور کتاب Luoman میں لکھتا ہے۔ ''یورپ کی عائلی زندگی کا علاج اب صرف یہی ہے کہ عورت کو دانایانِ مشرق کے قواعد کے تحت دوبارہ کنٹرول کیا جائے۔

ہندومت اور عورت

ہندوستان قدیم تہذیب کا گہوارہ رہا ہے۔ وہ ایک مذہبی ملک کہلوانے کا دعوے دار رہا ہے۔ وہاں بھی عورت سے نفرت کی جاتی تھی۔ چانکیہ برہمن جس کی تعلیمات عرصہ دراز تک ہندوستان میں حکومت کا دستور العمل رہیں، کہتا ہے:

''بہتے ہوئے دیا، سینگ والے جانور، بادشاہ اور عورت پر کبھی بھروسہ نہ کرو۔ شہزادوں سے تہذیب، عالموں سے شیریں کلامی، قمار بازوں سے جھوٹ اور عورتوں سے مکاری سیکھو''

ہندو دھرم میں عورت کا پتی ہی اُس کا معبود اور آقا ہے۔ جس کی موت کے سوگ میں جل مرتی ہے۔

یہود اور عورت

بائبل آدم اور حوا کے واقعہ میں حوا کو مجرم قرار دیتی ہے۔ اور اس جرم کی پاداش میں عورت کو مرد کا بالکل محکوم بناتی ہے۔

''اور خداوند نے کہا۔ تیرے دردِ حمل کو بڑھاؤں گا۔ تو درد کے ساتھ بچہ جنے گی اور تیری رغبت اپنے شوہر کی طرف ہوگی۔ اور تجھ پر حکومت کریگا'' (پیدائش)

یہودی قانون میں مرد وارث کی موجودگی میں عورت محروم قرار پاتی ہے۔ خاوند کے مرنے کے بعد دوسری شادی کا حق نہیں رہتا۔

عیسائیت اور عورت

عیسائیت میں عورت کو شر اور بدی کا مجسمہ قرار دیا گیا ہے اور اس سے دور رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اس تصور نے ہی عیسائیوں میں رہبانیت کو جنم دیا تھا کہ ہر عورت حوا کی طرح مرد کو نیکی کے راستہ سے ہٹانے کا ذریعہ بنتی ہے۔

قدیم عرب اور عورت

ایک مرد جس قدر چاہتا شادیاں کر لیتا۔ عیلان بن سلمہ ثقفی جب اسلام لائے تو اُن کی دس بیویاں تھیں۔ عورت ادنیٰ سی شے شمار کی جاتی۔ زیادہ لونڈیاں اور عورتیں ان کے معاشی رتبے کی دلیل تھیں۔ عورتوں کی سر عام خرید و فروخت ہوتی۔ وراثت کا حصہ نہ ملتا۔ لڑائی میں مفتوحہ قبیلے کی عورتیں بھی فاتحین کے تصرف میں آ جاتیں۔ گویا کہ اس قدیم معاشرے میں عورت مملوکہ چیز تھی۔ جس کی کوئی حیثیت اور مرتبہ نہ تھا۔ اس دور کی عورت ایک لونڈی اور کنیز سے بھی گئی گزری تھی۔ جس کی پیدائش کا سن کر باپ کے چہرے پر شرمندگی چھا جاتی تھی۔ اور سوچنے لگتا کہ اِسے زمین میں زندہ گاڑ دیا جائے۔ یا بے غیرتوں کی طرح پالے۔ اس دور کی خواتین کو ایک نجات دہندہ کا انتظار تھا۔ جو ظلم و جبر کی زنجیروں کو توڑ کر صدیوں سے پسی مخلوق کو زندہ رہنے کا حق دے۔

اسلام

اسلام کے لغوی معنی سر جھکانے اور سرِ تسلیم خم کرنے اور اپنے آپ کو سپردگی کے ہیں۔ اس سے مراد امن و آشتی اور صلح بھی ہے۔ یہ وہ دین ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کی بنیاد پر ایک نظام حیات پیش کرتا ہے۔ اور انسانوں سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ اس کی اطاعت کریں۔ لفظ اسلام سے یہ معنی بھی نکلتے ہیں کہ اس کی اطاعت میں جو زندگی بسر ہوگی وہ انسانیت کے لئے رحمت و برکت اور صلح و امن کی حامل ہوگی۔ اسلام ہمیں زندگی کے حقائق سے آگاہ کرتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ اس کارخانۂ قدرت میں انسان کی حیثیت کیا ہے۔ اس کو دنیا میں کیوں پیدا کیا گیا ہے اور اُس کی ذمہ داریاں کیا ہیں۔ جو شخص خدا کی ہدایت کے مطابق اطاعت اختیار کر لیتا ہے۔ اُسے مسلم کہتے ہیں۔ اسلام ہی اللہ کا پسندیدہ دین (طریق زندگی) ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ وہ انسانوں کو خدائے واحد اور حقیقی پروردگار سے آشنا کر دے۔ اس ایک کی بندگی اور اطاعت میں لے آئے۔ اور دنیا کے اندر بے شمار پوجے جانے والے خداؤں کی ربوبیت کی بساط لپیٹ دی جائے۔ صرف اسلام ہی وہ ربانی نظام حیات ہے۔ جو انسان کی پوری زندگی پر محیط ہے اور جو انسان کی اعلیٰ ترین صفات کو ابھار کر اوپر لاتا ہے۔ پھر اُن کی پوری طرح پرورش کرتا ہے۔ اور پھر انسانی معاشرے کی تعمیر کے لئے انہیں فروغ دیتا ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ○

''حکم صرف اللہ کے لئے ہی ہے۔ اس کا فرمان ہے کہ کسی کی بندگی نہ کرو یہی دین حق ہے۔''

(یوسف: ۴۰)

اسلام کی تعلیمات نے ساری دنیا کو ہدایت کا راستہ دکھایا۔ نبی ﷺ کی تشریف آوری جہان والوں کے لئے سراپا رحمت تھی۔ آپ وہ روشن چراغ تھے۔ جنہوں نے اپنی روشنی پھیلا کر انسانیت کے گم کردہ قافلہ کو راہِ ہدایت سے روشناس کیا اور انسانوں کو

جہالت وحیوانیت کے درجہ سے اوپر اٹھا کر اخلاق کی بلندیوں پر سرفراز کیا۔ زندگی کا کوئی گوشہ اور ادارہ ایسا نہ رہا۔ جس پر آپ کی نگاہ نہ پڑی ہو اور جسے آپ نے یوں ہی چھوڑ دیا ہو۔ آپ نے ہر ظلم اور چیرہ دستی کے خلاف آواز بلند کی ہر مظلوم کی حمایت کی۔ وہ لوگ جو زندہ رہنے کے حق سے محروم کر دیئے گئے تھے۔ انہیں جینے کا حوصلہ دیا۔

بقولِ جوش ملیح آبادی۔

بھٹکے ہوؤں پہ کی نظر رشک خضر بنا دیا
بخشا گدائے راہ کو تو نے شکوہ قیصری

یوں تو معاشرہ کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو آپ کی نظر کرم کا ممنون احسان نہ ہو۔ لیکن طبقۂ نسواں پر آپ ﷺ کے جو احسانات ہیں۔ اُن کی کوئی حد اور کوئی حساب نہیں۔

اسلام میں مرد وعورت

اسلام نے عورت کا درجہ دو حیثیتوں سے متعین کیا ہے۔ ایک عمومی حیثیت سے دوسرا خصوصی حیثیت سے۔

عمومی حیثیت سے عورت تو اِسی طرح انسانیت کا جزو و لاینفک ہے۔ جس طرح مرد ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ
مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً۔

''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو۔ جس نے تمہیں ایک اصل سے پیدا کیا اور اُس سے
اس کا جوڑا پیدا کیا اور اُن دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں''

(النسآء:۱)

اس آیت مبارکہ میں دونوں کو ایک ہی اصل قرار دیکر دونوں کو انسانیت میں برابر درجہ کا قرار دیا۔ اسی طرح روحانی اور اخلاقی میدان میں بھی دونوں میں کوئی تفاوت نہ رکھی۔ بلکہ مرد وعورت دونوں خدا کے ہاں بلند مرتبہ پا سکتے ہیں۔

ارشادِ ربانی ہے۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ
فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَ لَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا٥

یعنی ''جو نیک کام کرے گا۔ خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو تو یہی لوگ
جنت میں داخل ہونگے اور اُن پر ذرہ بھر بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔'' (النساء:۱۲۴)

اسلام نے دونوں کی نفسیات کے پیشِ نظر اُن سے کام لینے کے لئے علیحدہ علیحدہ حقوق وفرائض کا تعین کیا ہے۔ تاکہ دونوں اکھٹے مل کر تکمیل انسانیت کا خوشگوار فریضہ ادا کر سکیں۔

پھر نبی ﷺ نے تعلیم کے حصول کے لئے دونوں کو برابر حیثیت سے حکم فرمایا:۔

طلب العلم فریضة علیٰ کلّ مسلمٍ و مسلمة۔

''کہ تعلیم حاصل کرنا ہر مسلمان مردوعورت پر فرض ہے۔''

معاشی ضروریات کے حصول کے لئے بھی عورت کی حیثیت کو تسلیم کرتے ہوئے قرآن نے فرمایا:

لِلرِّجالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اکْتَسَبُوْا ط وَ لِلنِّسآءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اکْتَسَبْنَ

مردوں کے حصہ ہے جو وہ کمائیں اور عورتوں کا حصہ ہے جو وہ کمائیں۔

(سورۃ النسآء:۳۲)

اسی طرح اسلام نے عورت کو میراث میں شامل فرمایا ہے۔ قرآن پاک نے یٰاَیُّھَا النَّاس اور یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کہہ کر دونوں کو یکساں مخاطب فرمایا ہے۔ دونوں کو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، حسنِ اخلاق اور ادائیگی حقوق کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔ دونوں اللہ کے ہاں مساوی حیثیت سے ذمہ دار ہیں۔

نبی ﷺ کا مشہور ارشاد ہے۔

کلکم راعٍ و کلکم مسؤل عن رعیته۔

''سنو تم سب نگہبان ہو اور تم سے تمہاری رعایا کے بارے میں سوال ہوگا۔''

اس سے معلوم ہوا کہ عورت نہ تو مرد کا ضمیمہ ہے۔ اور نہ ہی مرد سے کمتر ہے۔ مرد اپنے احوال کا جواب دہ ہوگا اور عورت اپنی ذمہ داری کے لئے جواب دہ ہوگی۔

عورت کی خصوصی حیثیت

عورت کی مختلف خصوصی حیثیتیں ہیں۔ وہ بیوی، ماں، بیٹی اور بہن کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسلام نے اسے ذلت کے گڑھے سے نکال کر عزت وتکریم کے ارفع مقام پر کھڑا کیا ہے۔

عورتوں کے حقوق

عورت کو سب سے بلند مقام جو سرورِ عالم ﷺ نے دلوایا وہ اُسے ماں کی حیثیت میں ملا۔ ماں کی اطاعت اور دلواری اولاد پر فرض قرار دے دی گئی۔ حکم ہوا کہ ماں باپ اگر تم پر کوئی زیادتی بھی کریں۔ تو سر جھکا کر سہہ لو۔ اور اُف تک نہ کہو۔ ماں کے قدموں تلے جنت کا مژدہ سنایا۔ ماں کو باپ سے تین گنا زیادہ ادب واحترام کے حقدار ٹھہرایا گیا۔ اسلام کی برکت دیکھئے کہ ایک مرد

جو اپنی ٹھوس فطری و جسمانی صلاحیتوں کی بناء پر دشمنوں کے چھکے چھڑا سکتا ہے۔ عالم کو تہہ و بالا کر سکتا ہے۔ وہ جنت کے حصول کے لئے اپنے گناہوں کے کفارہ کے لئے اپنے رب کی رضا کی خاطر ہر وقت اپنی نحیف و نزار بوڑھی ماں کی مسلسل دلجوئی، خدمت اور خبر گیری میں لگا رہتا ہے۔ اس کے برعکس یورپی تہذیب میں کس طرح بوڑھے والدین کو old houses میں مقید کر دیا جاتا ہے۔ جو اپنی اولاد کی شکل دیکھنے کو بھی ترستے رہتے ہیں۔

آپ ﷺ نے مردوں کو احساس دلایا کہ عورت بھی تمہاری طرح انسان ہے۔ اور احساس و جذبات رکھتی ہے۔ یہ بھی عزت نفس چاہتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا لوگو! تم سے عورت کے بارے میں پوچھا جائیگا۔ پھر فرمایا! لوگو تم میں سب سے اچھا وہ ہے۔ جس کا سلوک اپنے گھر والوں سے اچھا ہے اور میں تم سب سے اچھا ہوں۔

حقوق بطورِ بیوی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''دنیا کی چیزوں میں مجھے عورت اور خوشبو پسند ہے۔ لیکن میرے
لئے آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔''

(نسائی)

اسلام نے عورت کو ہر حیثیت سے احترام دیا۔ بیوی کی حیثیت سے اُس کے حقوق متعین کئے، اولاد کی حیثیت سے اسے معاشرے میں بلند مقام دیا۔ بیٹی کی حیثیت سے پیار دیا اور بہن کی حیثیت سے اُس کی قدر و منزلت فرمائی۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

''میری بیٹی میرے بدن کا ٹکڑا ہے۔ جو چیز اُس کے لئے باعثِ تشویش ہے۔
وہ میرے لئے بھی پریشانی کا باعث ہے۔ اور جس بات سے اسے
اذیت ہو۔ اُس سے مجھے بھی اذیت ہوتی ہے۔''

(بخاری و مسلم)

بیوی کے نان و نفقہ کے لئے شوہر کو ذمہ دار ٹھہراتے ہوئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

''تم جو کھاؤ اُسے بھی کھلاؤ۔ جو پہنو اُس کو بھی پہناؤ۔ ان کو
مار پیٹ مت کرو اور بُرا بھلا مت کہو۔''

شادی سے پہلے خاوند کا بیوی کو مہر دینا لازمی شرط قرار دیا۔ بیوہ عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا۔ اور سب سے بڑھ کر

یہ کہ تعلیم کا حق مرد و عورت دونوں کو برابر دیا گیا اور پھر تربیت اولاد کے لئے انہیں ذمہ ٹھہرایا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ مرد کو تعلیم دے کر ایک فرد کو تعلیم یافتہ بنایا جاتا ہے۔ جبکہ عورت کو تعلیم دے کر ایک نسل کو تعلیم یافتہ بنانے کے مترادف ہے۔ عورت کا تعلیم یافتہ ہونا اس لئے ضروری ہے کہ اُس کے ذمہ بقائے نسل ہے۔ وہ اپنے بچوں کو بہترین تعلیم دے گی اور تربیت کرے گی اور پھر معاشرے کی دوسری بچیوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کر کے ملک و قوم کی عظیم خدمت کر سکتی ہے۔

نبی علیہ ﷺ نے عورت سے ظلم و تعدی کو منع فرمایا ہے۔ عورت کی طبیعت حساس ہونے کی وجہ سے ضدی اور درشت خو اور ذرا ذرا سی بات پر وہ چراغ پا ہو جاتی ہے۔ اگر اس کی کمزوری کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ تو گھر دوزخ بن جاتا ہے۔ اسی لئے نبی علیہ ﷺ نے عورت کو ٹیڑھی پسلی سے تشبیہہ دی ہے اور فرمایا ہے کہ اس ٹیڑھے پن کو درست کرنے کی کوشش نہ کی جائے ورنہ ٹوٹ جائے گی۔ قرآن مجید نے بھی بار بار عفو و درگزر سے کام لینے کا حکم دیا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تمہاری بیویوں میں سے اور تمہاری اولاد
میں سے بعض تمہارے دشمن بھی ہیں۔ سنو ان سے بچتے رہو
اور اگر تم معاف کرو اور درگزر کرو اور بخش دو تو
اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔"

(سورۃ التغابن)

قرآن مجید نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ اگر اُن کے بعض حرکات تمہیں ناپسند بھی ہوں۔ تب بھی تحمل سے کام لو۔

نبی علیہ ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو اس طرح نہ پیٹے
جس طرح غلام کو پیٹا جاتا ہے۔"

(بخاری)

پھر جس طرح مردوں کے لئے عورتوں کو طلاق دینے کا حق ہے۔ اسی طرح اسلام نے عورتوں کو بھی مردوں سے علیحدگی اختیار کرنے کا حق دیا ہے۔ جسے اسلامی اصطلاح میں خلع کہتے ہیں۔ حبیبہ بنت سہل جو اپنے خاوند قیس بن شماس کے نکاح میں تھیں، نبی علیہ ﷺ کے ذریعے حق خلع استعمال کیا اور نبی علیہ ﷺ نے اجازت دے دی۔

(موطا)

اسلام میں خواتین کے فرائض

اسلام نے جس طرح عورت کو اس قدر انقلابی حقوق دیئے ہیں۔ اسی طرح اس کے فرائض بھی متعین کئے ہیں۔ خواتین پر سب سے اہم اور گراں ذمہ داری بحیثیت ماں ہے۔ کیونکہ ماؤں کی گود میں وہ نسل پروان چڑھتی ہے۔ جس نے آگے چل کر ملک کی باگ دوڑ سنبھالنا ہوتی ہے۔ بچے کی پیدائش کے بعد سب سے اہم ذمہ داری اُس کی تربیت اور پرورش ہے۔ بچہ جب دنیا میں آنکھ کھولتا ہے۔ تو کیمرہ کی اس حساس پلیٹ کی طرح ہوتا ہے۔ جس پر کوئی نقش ثبت نہیں ہوتا اور وہ ہر قسم کے اثرات قبول کرنے پر آمادہ ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں شفیق ماں اُس کی فطری مصور ہوتی ہے۔ جس کی خصوصی توجہ اور عمدہ تربیت کی بدولت یا تو اخلاقی محاسن کا نقش اُس کے دماغ پر ثبت کر دیتی ہے۔ یا تمام رزائل انسانی کا عادی بنا کر اُس کی زندگی بلکہ تمام معاشرے کی زندگی تلخ بنا دیتی ہے۔ اُس زمانہ کے اثرات انسان کی طبیعت ثانیہ بن جاتے ہیں۔ جن کو نہ تو اعلیٰ تعلیم زائل کر سکتی ہے اور نہ ہی جدو جہد اور کوشش سے انہیں مٹایا جا سکتا ہے۔

ایک مسلمان ماں کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو اسلامی ابتدائی تعلیم سے آراستہ کرے۔ خود دین کا علم رکھتی ہوتا کہ وہ اپنے بچوں میں منتقل کر سکے۔ ایک بار ایک صحابیہ نے ایک بچے کو بلایا کہ آؤ میں تمہیں کچھ دوں۔ نبی ﷺ نے پوچھا کی واقعی تمہارے پاس بچے کو دینے کے لئے کچھ ہے۔ تو انہوں نے فرمایا ہاں ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا۔ اگر نہ ہوتا تو یہ تمہارا جھوٹ شمار ہوتا۔ سیّدہ فاطمہؓ نے جس طرح حسنین علیہما السلام کی پرورش کی عبداللہ بن زبیرؓ کی ماں نے اُن کی پرورش کی اور جس طرح شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی والدہ نے اُن کی پرورش کی اُن کی پوری زندگی میں ایمان وایقان کی شمعیں روشن کر دیں۔

خواتین کو اسلام نے نہایت خوش دلی سے شوہر کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ پھر یہ کہ اپنی آبرو اور عصمت کی حفاظت کرے۔ ہر اُس سے دور رہے جس سے اُس کے دامن عصمت پر دھبہ لگنے کا خدشہ ہو۔ تا کہ ازدواجی زندگی خوشگوار رہے۔ اور شیطان کو اپنا کام کرنے کا موقع نہ ملے۔ عورت کا فرض ہے کہ وہ خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے نہ نکلے۔ شوہر کے لئے زندگی کا سہارا بنے۔ اور اُسے ہر طرح سے راحت پہنچانے کی فکر کرے۔ شوہر کے مال کی حفاظت کرے۔ بچوں کے مستقبل کو سنوارنے کی کوشش کرے۔ تا کہ گھر جنت کا نمونہ بن جائے۔ عورتوں کو وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ ۵ (اپنے گھر میں ٹک کر رہو) کا حکم دے کر خانگی معاملات اُسے کے ذمہ لگائے۔ اُس لئے عورت کا فرض ہے کہ وہ خانگی معاملات کو بطریق احسن سرانجام دے۔

اسلام نے آج سے 1400 سال قبل عورت کو وہ جرأت و بیبا کی عطا فرمائی کہ ایک بار جب مسلمانوں کے ایک باوقار خلیفہ عمرؓ نے مہر کی حد مقرر کرنا چاہی تو ایک عام عورت نے ٹوک دیا اور فرمایا۔ آپ کون ہیں کہ عورت کے حقوق کی آزادی پر حد لگائیں۔ جو آزادی اسلام نے اسے بخشی ہے اور خلیفہٴ وقت کو خاموش ہونا پڑا۔

آج مغرب والے جس نام نہاد آزادیٔ نسواں کا نعرہ لگا رہے ہیں، وہ دکھاوے کے سوا کچھ نہیں۔ اسلام نے اس بیٹی کو جسے

اہلِ مکہ زندہ دفن کر دیتے تھے رحمت قرار دیا۔ نیز حضور اکرم ﷺ فرمایا:

''جو دیا تین بیٹیوں یا بہنوں کی پرورش کرتا ہے کل روزِ قیامت میرے ساتھ ہوگا''

بیوی کہا تو گھر کی ملکہ اور شوہر کے سکون و آرام کا نام دیا۔ بہن کہا تو باپ اور بھائیوں کے لئے عزت و ناموس بنا دیا۔

اصلاح رسوم

شیطان انسان کو ورغلانے کا ہر حربہ استعمال کرتا ہے۔ وہ بے ہودہ اور بے دلیل رسوم کو خوشنما کر کے پیش کرتا ہے۔ تجربہ گواہ ہے کہ اُن رسوم میں زیادہ ملوث عورتیں ہوتی ہیں۔ شاید اُن کی کم علمی اور سادگی سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ لہٰذا اصلاح رسوم کے لئے عورتیں بہت اہم کردار ادا کرسکتی ہیں اور معاشرہ میں خواتین قال اللہ و قال الرسول کا خوش کن پیغام سنا سکتی ہیں۔

مشاورت

اسلام نے مشاورت کے لئے عورت کو بھی اختیار دیا ہے۔ اور نبی ﷺ بھی عورتوں سے مشورہ لیا کرتے تھے اور پھر اُسے اختیار فرمایا کرتے تھے۔

دورِ اوّل میں خواتین نے جنگوں میں بھی حصہ لیا۔ مگر یہ کسی اصول کے ماتحت نہ تھا۔ بلکہ ہنگامی ضرورت تھی۔ اور پھر اس وقت تک ستر و حجاب کے تفصیلی احکام بھی نازل نہ ہوئے تھے اور پھر یہ کہ یہ شرکت ہمیشہ اپنے قریبی عزیز و اقارب کے ہمراہ ہوا کرتی تھی۔ جب وہ خصوصی مصلحت اور ہنگامی ضرورت ختم ہوگئی تو خواتین کو واپس بھیج دیا گیا۔

آج ہمارے معاشرے میں جو خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں۔ ضرورت اُس بات کی ہے کہ ہم ان پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ اُن خرابیوں کے اسباب معلوم کریں اور انہیں دور کرنے کی سعی کریں۔ دین اسلام چاہتا ہے کہ اسلامی معاشرہ کی ہر خاتون اسلامی تعلیمات کی پابند ہو۔ عورت کے لئے عمدہ اخلاق اور عمدہ سیرت معاشرت کی صحت کے لئے ضرروی ہیں۔ جن کا سرچشمہ نبی ﷺ کی تعلیمات اور اسوۂ حسنہ ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فرض منصبی کو ادا کرنے کی توفیق بخشے اسلام کا بول بالا ہو اور پاکستان ایک اسلامی قلعہ کی صورت میں دنیا کے نقشہ پر جلوہ گر رہے۔

(آمین)

اسلام میں خواتین کے حقوق وفرائض سیرتِ طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

زہرہ جبین۔ایبٹ آباد

یہ انتہائی اہم موضوع برائے مقالہ جات (خواتین) کا سیرت کانفرنس کے موقع پر رکھا گیا ہے۔جس کی ضرورت واہمیت انتہائی اہم اور پاکستان کے حوالے سے ایک سلگتا مسئلہ ہے۔وطنِ عزیز میں عدل واحسان پر مبنی اسلامی معاشرہ کا قیام اور شریعت اسلامی کا نفاذ کا وعدہ ہر دردمند مسلمان کی دلی آرزو بھی ہے۔بقول قائداعظمؒ اسلامی اصولوں کو جانچنے کے لئے تجربہ گاہ کا حصول۔

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا، اِس قدر آسان نہیں۔بقول سچے عاشق رسولؐ علامہ اقبال کے

؎ چوں می گویم مسلمانم بلرزم۔ کہ دانم مشکلات لا الہ را

میں اپنے مقالہ ''معرفتہ الاشیاءِ باضدادھا'' چیزیں اپنی ضد اور تقابلی مطالعے سے پہچانی جاتی ہیں کہ اصول کے تحت موزانہ ومقارنہ کروں گی اور حقوق وفرائض جو کہ لازم وملزوم ہیں کا ساتھ تذکرہ عقلی ونقلی دلائل دے کر کروں گی۔ان شاءاللہ

فرائض سے چشم پوشی ،حقوق کی طلبی ،خواتین پر ظلم ہورہا ہے۔تشدّد (جسمانی وذہنی) کا نشانہ بن رہی ہے۔مرد عورت کو اپنی جوتی کی نوک پر رکھتا ہے۔جب چاہے طلاق دے دے اور چولہا اُلٹ کر اُس کے خدوخال بگاڑ کر رکھ دے بہو ہی کیوں جل سکتی ہے،؟ ساس۔نند کیوں نہیں؟ دراصل حقوق چھیننے کا واویلا وہی طبقہ مچا رہا ہے جو خود اسلامی حدود وپابندیوں سے بیزار ہے۔حدود آرڈیننس کا مذاق ،آدھی گواہی ،چار شادیوں (تعداد ازدواج) مہر ونفقہ ،طلاق وخلع ،وراثت وجہیز کو غلط ملط کر کے خدا کے دین کا مذاق اُڑایا جارہا ہے۔گھریلو جھگڑے ہمارے قوتوں وصلاحیتوں کو دیمک کی طرح چاٹ رہے ہیں۔ملازمت پیشہ خواتین کے مسائل الگ ،متوسط طبقہ کے لئے شادی مشکل مرحلہ بن کر رہ گئی ہے۔میڈیا خصوصاً پاورفل میڈیا ٹیلی ویژن نے عورت کو ''شوپیس'' اور گھر کی ذمہ داریوں سے

فرار، بے باک منہ پھٹ بنا کر پیش کر رہا ہے۔عورت اپنے دین کومردوں کے حوالے کر کے اُن کی حاشیہ بردار بن کر رہ گئیں ہیں، اپنی شخصیت مرد میں ضم کر کے چھوٹ رہی ہیں۔مغرب نے عورت کواُن کے حقوق عورت سمجھ کرنہیں بلکہ اُسے مرد بنا کر دیئے ہیں۔

اسلام نے انسانی حقوق کا تصور انسان تمدن کے اُس دور میں پیش کیا۔جب آزادی کا نظریہ انسانیت کے لئے بالکل اجنبی اورلاک کا عمرانی نظریہ بنیادی انسانی حقوق، انسان کے پیدائشی حقوق کی اصطلاح اب نئی نئی لگتی ہے۔انسانی حقوق کا اقوام متحدہ کا چارٹر کوروپ دیا گیا ہے۔وہ خطبہ حجۃ الوداع کی صورت میں انسانی حقوق کی پاس داری کا عظیم درس ہے۔حقوق العباد کا جوتذکرہ اس میں دیا گیاوہ انگلستان کے مگنا کارٹا میں اسی سے مستعاری گئی۔

انسانی حقوق کوتین بڑی قسموں میں بانٹا گیا ہے۔

ا۔ حقوق اللہ، حقوق المجتمع

جو بندوں پر اللہ کی طرف سے عائد کئے گئے شریعت کے مقاصد، (حفظ نسب وحسب، حفظ عقل وفرد، حفظ دین، حفظ مال) یہ حدود اللہ ریاست کی طرف سے ہیں نفاذ ضروری ہے۔عبادات صرف اللہ کے لئے خالص ہیں مگر حج اس وقت فرض ہے جبکہ اہل وعیال کے اتنا نفقہ بھی چھوڑ کر جائے کہ وہ اُن کے واپس آنے تک اپنی گزر بسر کر سکیں۔یہاں بندوں کے حقوق اللہ پر مقدم ہیں۔اس درجہ میں خلاف ورزی کو گناہ کہا جائے گا۔

۲۔ حقوق العباد

بندوں کے ایک دوسرے پر حقوق ہیں۔اُس کی تفصیلی فہرست ہے۔حدیث میں واضح بتا دیا گیا جودوسروں کے حقوق غصب کرتا ہے اُس کی نیکیاں پھر مظلوم پارٹی میں بانٹ دی جائیں گی۔(مفلس کون؟) قرب کی بنیاد پر حقوق کی تقسیم ہے۔ جائداد و ورثہ تقسیم کرتے وقت ضرورت ترس وحمدردی نہیں بلکہ قرب (قریبی تعلق کی بنیاد پر حق ملتا ہے۔گھر بنیادی اکائی، پھر معاشرہ درجہ بدرجہ حتیٰ کہ ریاست اُس کی فریق بن جاتی ہے۔اُس قسم کے حقوق کی پامالی کوجرم کہا جاتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

> تم سب اللہ کی عبادت کرو، اُس کے ساتھ کسی شریک نہ بناؤ۔ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو، قریبی رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آو پاس والے پڑوسی سے، اجنبی ہمسایہ سے، ہم مجلس اور راہ گیر سے اور اپنے غلاموں سے، لونڈیوں سے جو تمہارے قبضے میں ہوں، احسان کا معاملہ

رکھو یقین جانوں اللہ کسی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا۔ جو اپنے آپ کو
بڑا سمجھتا اور شیخی کی باتیں بگھارتا ہے۔''

(سورۃ النساء ۴۔ آیت نمبر ۳۶)

۳۔ اخلاقی حقوق۔ اخلاقی فرائض، معاشرتی اقدار اور اُن کا نفاذ

اُس کا نفاذ معاشرتی رسم و رواج، اقدار و روایات کے مطابق ہوتا ہے۔ جس کا اظہار عباد الرحمٰن کی خصوصیات کے تحت سورۃ فرقان، سورہ الحجرات میں تفصیلی احکامات مل جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ اور مکارمِ اخلاق کی تکمیل کے لئے آپ ﷺ تشریف لائے۔

لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ۔
دین میں کوئی زبردستی نہیں

مگر اسلام اور تمام قانون اپنے ماننے والوں سے اطاعت کا تقاضا کرتے ہیں۔ اسلام ایک مستقل شے، مسلمان ایک جدا شئے ہیں۔ اسلام کی وجہ سے مسلمان ہوئے، مسلمانوں کی وجہ سے اسلام کا وجود نہیں ہوا۔ اگر کسی دور میں باندیوں کی کثرت، خرید و فروخت اغوا کر ذریعے شاہی محلوں میں لذت جنسی، رقص و سرود کی محفلیں برپا ہوں تو اس میں اسلام کے سنہری اصولوں سے روگردانی کی گئی اور اخلاقی گراوٹ کا ثبوت دیا گیا۔

آج ہمارے معاشرے میں عورت مظلوم، بے کس ہے، مشترکہ خاندانی نظام زوال پذیر ہے، اولڈ ہاؤسز کا تصور شہروں میں دھیرے دھیرے آ رہا ہے۔ مہر و نفقہ، عورت کے حق ضروری ہیں مگر ان کا حصول مشکل تر، دوسری شادی کی اجازت پہلی بیوی سے لینا کا رغبت ہے اور مراعات یافتہ طبقہ کی عورت تو شاید اپنے حقوق طلب بھی کرے مگر خانگی جھگڑوں کے چکر لگاتی ہے جو اِس کی جسمانی ساخت اور معاشرتی تصادم کو جنم دیتی ہے۔ عورت دوسرے نمبر کی شہری ہے۔ مسلمانوں کے ہزار سالہ دور عروج کے بعد تین سو سالہ مغربی افکار و خیالات آج دنیا میں سندِ قبولیت حاصل کر چکے ہیں۔ اسلحہ کی جنگ کا جواب بوسنیا' کوسوا' کشمیر وغیرہ میں دیا جا رہا ہے۔

ان طاقتوں نے جان لیا ہے۔ مسلمانوں کا مضبوط فیملی سسٹم ہی دراصل وہ فیول اسٹیشن ہے۔ جہاں مجاہدین تیار ہوتے ہیں۔ جہاں اسلامی تہذیب و تمدن کی معطر اور مغرب کی متعفن فضاؤں کا فرق محسوس ہوتا ہے۔ اس کا اہم پرزہ عورت ہے۔ اپنے حقوق و فرائض سے غافل، حالات حاضرہ سے بے نیاز اور محض اپنی ذات کے لئے سوچنے والی اور اپنی بقاء کی جنگ بحیثیت عورت لڑنے والی عورت ہی دراصل عالم اسلام کے اندر وہ تخریب اور بگاڑ پیدا کر سکتی ہے۔ وہی ٹارگٹ ہے۔

بقولِ اقبالؒ: ''آہ بیچاروں کے اعصاب پر عورت ہے سوار چنانچہ پہلے مرحلے میں عورت کے مسائل کو احساس محرومی بنا کر

پیش کیا جاتا ہے۔"

مساوات مردوزن کا نظریہ

دونوں یکساں صلاحیتوں کے مالک ہیں اس لئے انہیں یہ جگہ مساوی مواقع ملنے چاہیے، سیاست، ملازمت وراثت سوائے کھیل کود، جسمانی کاموں میں برتری حاصل ہے۔۲)۔کسی خارجی راہنما کی ضروری نہیں، فرد کی زندگی کو خوش گوارتر بنا دیا جائے۔ ہمارے معاشرے کے وہ ناسور جو خلافت راشدہ کے بعد مسلمان معاشروں میں آہستہ آہستہ خواتین کے جائز حقوق کی پامالی، حرام سزاؤں کی موجودگی میں لاوا کی صورت میں پک رہا تھا، باطل نے ان سب کا علاج فیملی سے بغاوت کو قرار دیا۔ مسلمان نادارو بے خبر عورت حقوق طلب کرنے کی بجائے فیملی سے آزادی کو ہی اپنا مشن بنا بیٹھی۔ اگر سازش کامیاب ہوگئی تو یہ اکلوتا اور اہم ترین محاذ باطل کے آگے خاموش ہو جائے گا۔ پھر عالم اسلام سے بھی آوارہ، عیاش فرسٹیڈ ڈ، سنگل پیرنٹس نسل اُٹھے گی۔ خدانخواستہ استعماری غلبہ کی راہ ہموار کردی گئی۔

آج کی اہم قدر' قوت کے مظاہر کی پرستش' کمزوروں سے نفرت اور اُن کی تذلیل ہے۔ اس قدر عام کے نتیجہ میں مرد عورت کو حقیر و ذلیل خیال کرتا ہے۔ عورت کے احترام کیلئے جس اخلاقی نفاست اور بلندی کی ضرورت ہے وہ مطلق العنان محروم ہے۔ پسماندگی وغربت جو کفر پر بھی اکساتی ہے اُس کی حسنِ لطافت کو ختم کر دیا واقع بھوک آداب کے سانچے میں ڈھل نہیں سکتی۔ عورت اپنے ننھے بیٹے کو مطلق آسر بنا کر پروان چڑھاتی ہے۔ اُس کی ہر نامعقول خواہش کو پورا کرتی ہے۔ اور بیٹی کی تربیت محکومی کے انداز میں کرتی ہے۔ یہ فرق تربیت کا معیار لڑکے کو اپنی خواہشات نفس کا بے بس غلام بنا دیتا ہے۔ اور پھر اُس کے حکم کی عدولی اُسے معاشرے میں جھنجھلاہٹ کا شکار کر کے اردگرد کے ماحول کو اُس کا نشانہ بناتا ہے۔

لڑکی ایک بوجھ، ذمہ داری کے طور پر پرورش کی جاتی ہے، جنازہ ہی شوہر کے گھر سے نکلنے کی صورت میں شوہر پرستی عورت کے مذہبی اور اخلاقی فرائض میں داخل ہوگئی ہے۔ سخت سے سخت حالات میں محض معاشرہ کی لعنت و ملامت اور عدم تحفظ کی وجہ سے عورت خلع، طلاق کا نام اپنی زبان پر نہیں لاسکتی۔ ہندو عورتوں کی طرح عقد ثانی سے محروم کی گئی ہے۔ مفقود الخبر، نامرد، شوہر سے بھی گزارہ کرے گی۔

''عورتوں کو بھی حسنِ سلوک کا ویسا ہی حق ہے جیسا مردوں کو اُن پر حاصل ہے۔'' تو بڑے زور سے کہتے ہیں مگر جب ''مردوں کو عورتوں پر قوام ہیں، تو اُن کا بس نہیں چلتا کس طرح اس آیت کو قرآن سے خارج کر دیں۔ شادی محض رسوم کا مجموعہ بن کر رہ گئی ہے۔ وٹہ سٹہ کا رواج گاؤں میں عام ہے، بلوچستان و سرحد میں قتل وغیرہ کے تصفیہ کے لئے مخالف فریق سے عورتیں بیاہ کے طعن زنی کا شکار رہتی ہیں۔ تعلیم کا تناسب انتہائی کم، مردوں کی 48% اور عورتوں کی 25% اور بلوچستان میں 2% ہے۔

مزارعین کی عورتوں کو بغیر تنخواہ کے کام کرنا پڑتا ہے۔ دیہاتوں میں عورتیں فصلیں تیار کرنے کے ساتھ ساتھ میلوں دور پانی لانا، ناکافی صحت کی صورت میں بچوں کی پیدائش کے دوران کثرت سے اموات ہو جاتی ہیں۔ جب کہ مرد تفریح حجروں میں بیٹھے گپ شپ کمر رہے ہوتے ہیں۔ مشرق بالخصوص ہندو پاک کے معاشرے میں حقوق سے دست برداری کو ہی اخلاقیات قرار دیا گیا۔

اسلام حقوق و فرائض میں توازن قائم کرتا ہے، اخلاقی اقدار کو تعلقات و کردار میں حسن کے لئے لازمی قرار دیتا ہے۔ مگر ہم نے بدقسمتی سے اخلاقی اقدار کو حقوق غضب کرنے کی ڈھال بنالیا ہے۔ بلکہ اصل میں یہ فریضہ نہیں ہے۔ اس لئے ایثار، احسان، خدمت گزاریاں کی نہیں جاتی طلب کی جاتی ہیں۔ رشتوں میں باہم محبت کم اور ظاہر داری زیادہ ہے۔ کوئی سنجیدہ گفتگو محض ساس بہو کے حقوق و فرائض کی نذر ہو جاتی ہے۔ حالانکہ اس رشتہ میں توازن و اعتدال مرد کا ہی اولین فریضہ ہے۔

میں اپنی بحث کو سیرت النبی ﷺ کی روشنی حقوق و فرائض کے تحت سمیٹنے کی سعی کروں گی۔ مگر اس ضمن میں قرون اولیٰ کی خواتین کی علمی استعداد دینی تڑپ اور اُن کے شوق و بصیرت کا نقشہ ضرور آشکار کروں گی۔

حضرت ابو سعیدؓ بیان کرتے ہیں میں نے دیکھا ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مرد تو آپ ﷺ کی باتیں سن جاتے ہیں مگر ہم محروم ہیں۔ پس آپ ﷺ اپنی طرف سے ہمارے لئے کوئی دن مقرر فرما دیجئے اور وہ علم سکھائیں جو خدا نے آپ ﷺ کو سکھایا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا اچھا تم فلاں فلاں دن فلاں فلاں جگہ جمع ہو جاؤ۔ پھر رسول اللہ ﷺ اُن کو درس دیتے جو اللہ نے انہیں سکھایا۔

(بخاری)

اپنے لئے اپنی تڑپ سے بندوبست کروایا۔ طلب علم مسلمان و عورت دونوں پر فرض ہے۔ ایک خاتون نے اپنی اپنی ذمہ داریوں گنوا کر مردوں کو جمعہ اور جنازہ اور جہاد کی بناء پر فضیلت کا موازنہ کیا۔ اجر کا حساب مانگا۔ ان کی بات سن کر حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی طرف رُخ کر کے فرمایا۔

''کیا تم کسی عورت کی ایسی گفتگو سنی ہے جس نے دین کے بارے میں اس خوبی کے ساتھ سوال کیا ہو؟ سب صحابہ بولے نہیں خدا کی قسم یا رسول اللہ ﷺ اُس کے بعد اس خاتون (حضرت اسماءؓ) سے مخاطب کر کے فرمایا۔ میری مدد کرو اور جن عورتوں نے تم کو نمائندہ بنا کر بھیجا ہے اُن کو میری طرف سے یہ بات پہنچا دو کہ تمہارا اچھی طرح خانہ واری کرنا، اپنے شوہروں کی رضا چاہنا اور اُن کے ساتھ سازگاری رکھنا ان سب باتوں کے برابر ہے۔ جو تم نے مردوں کی بیان کی ہیں۔''

سیدہ عائشہؓ کی علمی قابلیت و مقام کا اندازہ اُن کی مرویات جو صحیح کتب میں اُن کی تعداد دو ہزار (2000) سے زائد ہیں۔ چوتھائی علم اُن سے منقول ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا اپنے نصف دینی تعلیم کے لئے عائشہؓ پر بھروسہ کرو۔''

مصنفین نے اسلام کے اوّل دور کی پندرہ سو پینتالیس (1545) محدث خواتین کے سوانح حیات جمع کئے ہیں جنہوں نے

علم وفضل میں کمال حاصل کیا۔

اسلام نے عورت کی جدوجہد کو صرف علم وفکر کے میدان تک ہی محدود نہ رکھا بلکہ اُس کی پروازِ عمل کے لئے وسیع میدان کار دیا۔ اس میں زراعت، صنعت، وتجارت بلکہ ترقی کے تمام مواقع اس پر واکر دیئے۔ ملی واجتماعی خدمات کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت عبادہ بن صامتؓ کی بیوی اُم حرام کی درخواست پر ان کے حق میں سمندر کا سفر جہاد کے لئے کرنے کی بشارت دی۔ ان کا شمار سابقین میں ہوگا۔

سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ انصار کی عورتیں دین کی سمجھ بوجھ میں حیاء وشرم اُن کے لئے رکاوٹ نہیں بنتی۔

(مسلم کتاب۔ الحیض)

مگر ہمارے لئے ایک یہ مثال بھی بہت عمدہ ہے کہ چشم میں تصور حضرت عمر فاروقؓ جیسی شخصیت کی قانونی واجتہادی مجلس کو لائیے جہاں پر مہر کی مقدار کا تعین کیا جارہا تھا تو ایک عورت آ کر ٹوکتی ہے کہ خدا اور اُس کے رسول اللہ ﷺ نے مقدار اتعین نہیں کیا آپ کیونکر کر سکتے ہیں؟ جس پر حضرت عمرؓ نے کہا کہ آج ایک عورت قرآن سمجھنے میں مردوں سے بازی لے گئی ہے۔ اس واقعہ سے یہ اصول وضع ہوتے ہیں کہ اُس وقت کی عورت اپنے حقوق وفرائض سے کماحقہ، نہ صرف واقف وفہم وادراک بلکہ اپنی بات حکام بالا تک پہنچانے کے دسترس رکھتی تھی اور وہاں اُس کی بات کی قانونا شنوائی بھی تھی۔

رسول اکرم ﷺ کی عدالت۔ خواتین کا کردار

نکاح میں عورت کی رضامندی

خنساء بنت جزام سے روایت ہے کہ اُن کے والد نے اُن کا نکاح پسند کے بغیر کر دیا۔ حضور ﷺ نے اُن کا نکاح فسخ کر دیا۔

تخیر کا قانون

عبداللہ بن بریدہؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے باپ کی شکایت لگائی کہ مرضی کے بغیر نکاح کر دیا کیا مجھے اختیار ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ ہاں، اُس خاتون نے عرض کیا، میں اپنے باپ کے کئے ہوئے کام کو نامنظور نہیں کرتی البتہ میری خواہش ہے مجھے میرا حق معلوم ہو جائے۔

عورت کے نفقہ کی ذمہ داری

سیدہ عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کی خدمت ہند بنت عقبہ آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا خاوند ابو سفیان بخیل آدمی ہے۔ مجھے میرے بچوں اور میرے لئے ناکافی مال دیتا ہے۔ سوائے اُس کے لئے میں بے خبری میں نے لے لیا

کروں۔حضورﷺ نے اتنا مال لیا کرو کہ جو عام ضروریات کے لحاظ سے تیرے اور تیرے بچوں کے لئے کافی ہو۔

خلع کے بارے میں۔حدود اللہ کے تحت تعلقات کی استواری میں رکاوٹ

حبیبہ بنت سہل نے خلع کا مقدمہ حضورﷺ کی عدالت میں پیش کیا اور فرمایا نہ میں اُس کے اخلاق سے ناراض ہوں نہ اُس کے دین سے بلکہ مجھے مسلمان ہو کر شوہر کا حق ادا نہ کرنے پر احتمال کا خطرہ ہے۔ جو حالت کشیدگی عین ممکن ہے۔''محض نفرت، شکل و شباہت،'' کی بناء پر خلع کا فیصلہ۔آج خلع کے مقدمات عورت کے لئے وبال جان ہیں۔

کفالت کا مسئلہ

حضرت حمزہؓ کی بیٹی کی کفالت پر خالہ کے سپرد کیا کہ وہ ماں کے برابر ہے۔

ظہار کے بارے میں

سورۂ مجادلہ میں ظہار کے احکام صادر کروانے والی ایک عورت ہی تو تھی۔انصار کی ایک عورت خولہ بنت ثعلبہ حضورﷺ سے اس کا حکم کہ خاوند محرمات کے تشبیہ دے دے۔اس کے لئے کفارہ کے احکامات صادر ہوئے۔

اعتراف جرم

ایک عورت نے شادی کے بعد سنگسار ہونے کو آخرت کے احساس جرم سے بچنے پر ترجیح دی۔حضورﷺ نے صرف نظر کرتے مگر وہ پیچھے پڑ گئی جب اُس کے خون کے قطرے حضرت خالد بن ولیدؓ پر پڑے تو انہوں نے کراہت کا اظہار کیا۔ حضورﷺ نے انہیں سرزنش کی کہ وہ اس قدر پاک صاف ہوگئی کہ سمندر جتنے گناہ بھی دُھل جائیں۔

تعدد ازدواج اور ازواج مطہرات

اگر اسلام کی اجازت سے کسی دور میں غلط فائدہ اٹھایا گیا اور آڑ بنا کر''حریم'' قائم کئے گئے تو اُس کا الزام اسلام پر عائد نہیں ہوتا، اسلام کے آفاقی قوانین اپنی اصل شان سے موجود رہیں گے مسلمان اپنے اعمال کے لئے جواب دہ الگ ہونگے۔اسلام عدل کی شرط کے ساتھ نکاح، کی اجازت دیتا ہے اور حرام کاری و بدکاری، عورتوں کی تعداد معاشرے میں زیادہ ہونے کے مضمرات، سے بچاتا ہے۔اخراجات، جنسی تعلقات باری مقرر کرنا، باہمی تعلق معاملات انصاف کے لئے جائیں مگر جذبات و احسان، میلان دِلی انسان کی قوت ارادی سے باہر ہے۔حضورﷺ نے اپنا قلبی لگاؤ گنجائش سیدہ عائشہؓ کے معاملے میں فرمایا کہ جو کچھ میری مقدرت میں تھا میں نے کیا اور جو میری قدرت میں نہیں ہے اِس پر مجھے گرفت نہ فرمایا۔

حضورﷺ نے متعدد شادیاں محض یتیموں، بیواؤں کی پرورش، سیاسی و علمی، تبلیغی مصلحتوں کے تحت کیں، سوائے حضرت عائشہؓ کے سب بیوائیں، ان میں عالم جوانی میں مصلحت خاندان کے تحت حضرت خدیجہ جن کے حلم و دِل سوزی و فراغت نے غار حرا

کی صبر آزمائی سرکرانے میں کردار ادا کیا۔ عائشہؓ نے علم + ابوبکر صدیق کی رضا، حضرت عمرؓ جیسے شخصیت کو خوش کرنے کے لئے حضرت حفصہؓ، اُم حبیبہؓ کے ذریعہ ابوسفیان کے داماد بن گئے۔ حضرت میمونہ کے ذریعے قبائل وسرداران مکہ جن میں خالد بن ولید اُن کے بھتیجے بھی شامل تھے۔ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حضرت جویریہؓ کے ذریعہ پورا قبیلہ، حضرت زینبؓ کے ذریعہ متبنٰی حقیقی بیٹا نہیں ہے۔ کا اصول وضع ہوا۔ اُمہات المومنین کا رویہ، وہی نوک جھونک، مقابلہ ہوتا ہے مگر سورۂ احزاب اور سورۂ تحریم کے ذریعے اُن کو نمونہ و اُمہات المومنین کے شرف کی وجہ سے معاملات درست کئے گئے۔

مساوات مرد و زن کا مفہوم

دین کا نقطہ نظر یہ ہے کہ تخلیق، بنیادی ذمہ داریوں، انسانی شخصیت کے کمال کو پہنچنے کی استعداد اور اُس کے بارے میں خدائی قانونی کے ضمن مرد و عورت میں مکمل مساوات ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ اپنی فطرت، نفسیات، جسمانی قوت، دائرۂ عمل، تقسیم کار کے لحاظ سے مرد و عورت ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اس ضمن میں اسلام کا نظریہ مساوات نہیں عدل ہے۔ جو جس کے لائق و قابل ہو وہ فریضہ انجام دے۔ یاایھا النّاس، یا ایھا الذین اٰمنو، سے دونوں مراد ہیں۔ پیدائش کے لحاظ سے لوگوں کو ایک مرد و عورت سے پیدا کیا۔ القرآن۔ جنت ۔۔۔۔۔۔ ھبوط آدم کی ذمہ داری شیطان کے فریب میں پوشیدہ ہے۔ اس لئے مورِدِ الزام دونوں میاں بیوی یکساں ٹھہرے۔ دونوں کو بہکایا، دونوں کو شجرِ ممنوعہ کا پھل کھلایا گیا۔ دونوں نے توبہ کی۔ (سورہ الاحزاب۔ ۳۵)

اسلام کا کام کرنے والے مرد، اسلام کا کرام کرنے والی عورتیں، فرمان برداری کرنے والے مرد، راست باز مرد راست باز عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، خشوع کرنے والے مرد اور خشوع کرنے والی عورتیں خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت، اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔

(سورۂ آل عمران ۱۹۵) (سورۂ المومن ۴۰) (سورۂ النحل ۹۷)

آل عمران۔۴، سورۂ النحل۔۲۷، سورۂ النساء۔۱۲۴،

مرد و عورت میں ایمان کی سلامتی کے ساتھ اجر میں برابر کے شریک ہیں۔

قوامیت

خاندان کی سربراہی مرد کا حق نہیں ذمہ داری ہے۔ جس کے لئے وہ جواب دہ ہوگا۔ وہ قوم جس نے عورتوں کو جاہل، ناتربیت یافتہ، ذلیل، حقوق مدنیت سے محروم رکھا وہ خود پستی کے گڑھے میں گر گئی ہیں۔ کیونکہ پورے نصف حصہ انسانیت کو گرا کر عروجِ کمال تک کیسے پہنچا جائے گا۔ ناتربیت یافتہ، پست خیال ساؤں سے اعلیٰ تربیت یافتہ اور اونچے خیال والے انسان کیونکر نکلیں گے؟۔ جس طرح ایک سائنس دان کا دائرہ کار لیبارٹری ہے۔ مگر قطعاً اُس کا مطلب نہیں کہ ہمہ وقت اُدھر گھسا رہے۔ اصل محاذ عورت کا گھر ہے۔ اگر وہ معاشی ذمہ داری ادا کرتی ہے مگر اصل محاذ سے مِٹ گئی تو مجموعی طور پر معاشرہ کے لئے ضرر رساں ہوسکتا ہے۔ مثلاً

ملازمت میں کل وقتی کے بجائے جز وقتی، (لوکل سروسز)، ملازمت حاصل کرنے کی عمر بڑھادی جائے، قانونی مدد حاصل ہو، تحفظ، بچوں کی نگہداشت کے عمدہ سے عمدہ طریقے سکھائے جائیں۔ دوہری مشقت نہ ہے۔ کولہو کا بیل نہ بن جائے دنیا کا سگا اور اوّل رشتہ خاوند بیوی کا ہے۔ اسلام میں عورت ایک مکمل شخصیت ہے۔ ماں جتنی مہذب شائستہ، بلند خیال ہوگئی بچے اس قدر قابل فخر نسل تربیت پاسکے گے۔ مرد وعورت ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔ یہ تعلق رحمت ومودت اور اُس کو لباس سے تنبیہہ دی گئی۔ جس طرح لباس موسمی اثرات، حیا، قریب ترین تحفظ کا احساس زینت وخوبصورتی عطا کرتا ہے اس طرح میاں بیوی ایک دوسرے کے لئے معاشرے کے اُتار چڑھاؤ برداشت کر کے قلعہ (محصن) بناتے ہیں اور عورت محصنہ قلعہ بند کہلاتی ہے۔ معاشرے کی آلودگیوں سے پاک ایسی نسل پروان چڑھاتی ہے کہ اقبال ملت اسلامیہ کے لئے حضور اکرم ﷺ کی تربیت یافتہ حضرت فاطمہؓ بنت محمد ﷺ کو ماؤں کے لئے مثالی خاتون قرار دیتے ہیں۔ وہ کس طرح چکی پیستی ہوئے قرآن پڑھتی رہتی تھیں، گھریلو کاموں میں مشکیزہ تک اُٹھانے میں صبر فرماتی۔ سیرت کی اس پختگی سے حضرت حسینؓ اُن کی آغوش سے نکلے۔

مزرع تسلیم را حاصل بتولؓ	مادراں را اسوۂ کامل بتولؓ
آں ادب پرور دہ صبر و رضا	آسیا گرداں و لب قرآن سرا
فطرت تو جذبہ ہا دارد و بلند	چشم ہوش ازا اسوۂ زہراؓ بلند
تا حسینؓ شاخ تو بار آورد	موسم پیشن بہ گلزار آورد

انہوں نے اُمومت کو رحمت کہا ہے۔ اسے نبوت سے تشبیہ دی ہے کیونکہ ماں کی شفقت اقوام کی سیرت سازی کرتی ہے ایک ملت وجود میں آتی ہے مجھے اچھی مائیں دو میں اچھی قوم دوں گا۔

(نپولین)

حدیث نبوی ﷺ ہے

''مجھے دنیا کی چیزوں میں خوشبو، عورتیں پسند کرائی گئی ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے''

جہیز و وراثت دو الگ الگ موضوع ہیں۔ وراثت کو علم فرائض کہا گیا۔

نبی ﷺ نے فرمایا

''فرائض کا علم سیکھو سکھلاؤ، یہ علم کا آدھا حصہ ہے۔ یہ علم بھلا دیا جائے گا اور یہ میری اُمت سے سب سے پہلے اُٹھا دیا جائے گا۔

اُس کا بھلانا یہی ہے کہ عمل نہ ہوگا۔ زندگی میں جائیداد لڑکوں کے نام منتقل کر دی جاتی ہے۔ بنی اسرائیل کی طرح جنہوں نے یوم السبت کو مچھلیوں کا شکار کا طریقہ یہ ڈھونڈ نکالا کہ گھروں میں نالیاں کھودوالیں۔ اللہ کو دھوکہ دینے کے لئے اللہ نے انہیں مردود بندر (قردۃ خاسئین) بنا دیا۔ جہیز زندگی میں تحفہ ہے اور اُس کی کوئی واضح فقہ الاسلامی میں باب نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ہندوانہ رسم ہے اور پنجاب میں دیہاتی کو اناج وغیرہ دے دیا جاتا ہے۔ سندھ میں حق بخشوا کر قرآن سے نکاح کر دیا جاتا ہے۔ عزت کے نام پر قتل اور کارو کاری یہ سب شرمناک فعل قرون اولیٰ کی جاہلیت کی رسموں کے شاخسانے ہیں۔

کیا یہ شرعاً و قانوناً حق عورت تک پہنچایا جا رہا ہے؟۔ عورت کا اصل مسئلہ یہ نہیں حقوق کے لئے الفاظ کی جنگ لڑی جائے۔ جس کا حاصل کچھ نہیں۔ ظلم و جور کی بناء زیادہ دیر ملک قائم نہیں رہ سکتا۔ اصل مسئلہ میت کے ترکے کی بروقت اور منصفانہ تقسیم ہے۔ کیونکہ اعصاب شکن مقدمہ بازی عورت کے بس کا روگ نہیں۔

عورت کو حق ملکیت وتصرف

عورت کو اسلام نے اپنے مال میں حق ملکیت وتصرف دیا۔ اور ظلم کی شق میں آتا ہے کہ عورت کے اس تصرف پر قدغن لگائے جائیں۔ مہر ونفقہ کی وہ اکیلی حق دار ہے۔

تصویر کا دوسرا رُخ

اسلام میں عورت کے نشوو ارتقاء کے لئے تدریجاً قران میں صراحت آئی۔ نعمت کرنا۔ سرزنش، بستر الگ کرنا، مارنا، مگر ظلم وتعدی وضرار کا پہلو نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے مرد کو اُونٹ سے تشبیہ دی ہے کہ اپنی ضرورت اس سے پوری کرتا ہے اور پھر اُس کو مارتا ہے۔ خطبہ حجۃ الوداع اور آخری لمحات میں رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے اچھا سلوک کرنے کی تلقین کی ہے۔

امہات المومنین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ وہ بات کریں تو اس میں لگاوٹ نہ ہو۔ بلکہ سیدھی سادی اور مختصر بات ہو۔

(الاحزاب۔۳۲۔۳۳)

نبی ﷺ نے بدگوئی اور زبان درازی کو سخت ناپسند فرمایا ہے۔ ایک حدیث جو ابوداؤد میں منقول ہے اس بناء پر رشتہ ازدواج منقطع کرنے تک کی اجازت ہے۔ حالانکہ طلاق جائز کاموں میں اللہ کو غضب ناک کرنے والا فعل ہے اور بغض المباحات ہے۔ زبان دراز عورت جو عبادت گزار روزہ دار تھی۔ لیکن اُس کے پڑوسی محفوظ نہ تھے اُس کی زبان سے اس کے لئے دوزخ کی وعید سنائی گئی۔ دو چیزوں کی ممانعت جنت کی ممانعت ایک زبان دوسری شرم گاہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ عورتوں کے معاملے بھلائی کی نعمت قبول کرو کیونکہ وہ پسلی کی مانند ہیں اگر تو اسے سیدھا کرے گے تو توڑ دے گا اور اگر اسے فائدہ اٹھائے گا تو اُس کے اندر کجی رہتے ہوئے فائدہ اٹھائے گا۔ فیاضی کا رویہ، خوش دلی سے مہر معاف کریں تب لے سکتے ہو۔

خصوصی حیثیت

اسلامی معاشرہ عورت کو مرد کے مقابلے میں کچھ زیادہ حقوق حاصل ہیں۔ عورت کی چار بنیادی حیثیتوں ماں ، بیٹی ، بہن اور بیوی ہوسکتی ہیں۔

ماں کے کردار پر مزید لکھنا طوالت کا باعث ہوگا ، ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حسن سلوک کا زیادہ حق دار کے سوال پر ، آپ ﷺ نے تین بار ماں کو حق دار چوتھی بار باپ کو یہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ محدود وسائل ہوں تو شریعت اسلامی اُس کی توجہ کا اولین ماں قرار دیتی ہے۔ پہلے ماں کی ضروریات (Necessities) پوری کرے ، اگر وسائل بچ جائیں تو اُس کی آسائشات (Comaforts) پھر بھی آسودہ ہے تو ماں کی تعیّشات (Luxuries) پوری کرے پھر باپ کا حق شروع ہوتا ہے۔ تین دفعہ حکم کا یہ مدعا ہے ورنہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ اوز وردے کر فرمادیتے کہ پھر باپ کا حق شروع ہو جاتا ہے۔

یہ مساوات کی صورت بہتر ہے۔ جدید نظریہ مساوات؟ جنت جو کسی کا مطلوب و مقصود ہے۔ وہ ماں کے قدموں تلے ہے حتیٰ کہ جہاد پر جانے والی صحابی کی خدمت کے لئے روک دیا۔

(نسائی کی روایت)

بیٹی کی حیثیت سے نہ صرف بیٹے کے برابر بلکہ اُس سے بڑھ کر ہے ، رحمت ہے ، بخاری کی روایت حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ہے جس شخص پر بیٹیوں کی پرورش کی ذمہ ڈالی گئی اور اُس نے ذمہ داری کو نبھایا اور اُن کے ساتھ اچھا سلوک کیا وہ دوزخ سے بچاؤ کا سامان ہیں۔ اس طرح انسؓ کی روایت کے مطابق دو انگلیوں کو برابر کر کے بتایا ، ایک حدیث میں بہن کو بھی ساتھ جمع کیا گیا۔ جنت کا حق دار بیٹی اور بہن ٹھہرائی گئی۔ دوزخ سے آڑ بن گئی۔

بیوی کی حیثیت سے تمام معاشی و معاشرتی ذمہ داریوں وحقوق سے فیض یاب کرتے ہوئے تمام معاشی ذمہ داریوں سے بری الذمہ قرار دیا ہے۔ ناشکر گزار عورت کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نظر اُٹھا کر نہیں دیکھے گا۔ عورت کا کفر قرار دیا کہ خاوند کی قدر نہیں کرتی حالانکہ کوئی عورت اپنے خاوند سے بے نیاز نہیں رہ سکتی۔ عورت خاوند کو راضی رکھے۔ اُس کے کے لئے جنت کی بشارت ہے۔ عورت و مرد کے تعلق کو اللہ اپنی پہچان قرار دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ جامعیت و اکملیت کے ساتھ ساتھ ہر معاملہ میں داعی الی الحق تھے ، اُن کی سیرت طیبہ ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔ حقوق و فرائض کی بحالی کی جدو جہد افراط و تفریط کا شکار ہوتی رہی ہے۔ وہ جائداد کی طرح ترکہ میں تقسیم بھی ہوئی ، ناقص العمل تابع مہمل قرار پائی مگر چودہ سو سال پہلے عورت نے محمد ﷺ عربی کو اسلامی نظام کے علم بردار کی شکل میں اپنا محافظ و نگہبان پایا۔ اُس نے اپنا جذبہ ایمانی سے اس میں رنگ بھرا۔ نظام عدل کے قیام کے لئے غاصبوں کے سامنے فولادی دیوار بن گئی۔ اپنی ذات پر اعتماد ، خوف سے نجات ، بہادر بنا کر ہر قسم کے استحصال سے بچایا۔

نبی ﷺ نے جو معاشرہ قائم فرمایا تھا اُس کی یہ خصوصیت بیان فرمائی تھی کہ اکیلی عورت اپنے تمام زیورات سمیت حضرموت

سے یمن تک سونا اچھالتی سفر کرے گی۔ اُسے خدا کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا۔ اس میعار کی جلوہ نمائی! ھنوز دِلی دُور است۔؟

عورت کے سے حقوق مانگ رہی ہے؟ تربیت کا نتیجہ اعتماد، تفقہ فی الدین کے ساتھ اُسے آگے بڑھ کر اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے اپنے فرائض بھی ادا کرنے ہونگے۔

عورت کے اندر کی روح جومرد کی طرح بلندیوں کی طرف مائل بہ پرواز ہے کو اپنا حقیقی مقام کے لئے اسے یہ کام کرنے ہونگے۔

۱۔ گہرے شعور کے ساتھ اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنا حق وصول کرے۔

۲۔ فرائض میں کوتاہی سے اجتناب کرے تاکہ اللہ کے سامنے سرخرو ہو سکے۔

۳۔ ظلم کو قرار نہیں مگر نقطہ اعتدال حقوق و فرائض میں اس وقت آئے گا۔ جب تک اس میں اللہ کو داخل کیا جائے گا۔

جب انسانی جدو جہد تعلیمات خداوندی و نبوی ﷺ کے مطابق ہوتو انسانیت کا سفر خالصتاً صراط مستقیم پر ہوگا۔ چنانچہ عورت کے حقوق محسن نسواں حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات ہی وہ گارنٹی وتحفظ دیتی ہیں۔ جنہوں نے عملی صورت میں اسلام کے سنہری اصولوں کو اپنایا اور دوسروں کو حق بات کی نصیحت وصبر کی تلقین کے ساتھ یہ ہی منزل مقصود سے ہم کنار کرنے کا راستہ ہے۔

سب سے پہلے عزم صمیم کرے، اپنی دینی معاملات کا صحیح ادراک وشعور فہم اسلام میں اپنا حقیقی مقام و مقصد حیات تلاش کرے۔

حقوق و فرائض کسی ادارہ کے نہیں خالق کائنات کے عطا کردہ ہیں۔ ان کا نفاذ کرنے اسلامی ریاست کی صورت میں ناممکن ہیں۔ پاکستان جو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی تکمیل کے لئے بنا اُس کا مقصد ہی یہ تھا کہ یہاں اسلامی اصولوں کو پرکھا جائے گا، ورنہ جوز مین غیر کا دھن سمجھ کر چھوڑی گئی وہ کم زرخیز نہ تھی! اور تقدس کی یادگاریں وہاں بھی تھیں مگر اسلامی تشخص کی خاطر عصمتیں و جان و مال قربان کیا گیا۔ جو اللہ ورسول اللہ ﷺ کے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی فاسق، کافر ہیں، اللہ کے فیصلے کے بعد دل میں تنگی محسوس کرنا انتہائی گناہ کا باعث ہے۔

گہری واقفیت کے ساتھ سراپا عمل سیرت و کردار کے اعلیٰ اوصاف کے حاصل لوگ ہی اپنا حق بہتر طور پر تسلیم کرواسکتے ہیں۔

اہم بات یہ ہے کہ یہ حقوق طشتری میں سجا کر نہیں پیش کئے جائیں بلکہ استقامت اپنے نظریات کی صداقت، طویل جدو جہد، ٹھنڈے دِل و دماغ کے ساتھ نسلوں کے ذہن و انداز فکر جو محض ہندو کلچر کا حصہ ہیں۔ اُس کو یکسر بدلنا ہوگا۔

اُس کے لئے قیادت کی تبدیلی، مثبت سوچ کے حاصل عوام کا ساتھ، نظام عدل محض زبانی دعویٰ نہ ہو بلکہ ایمان کا مسئلہ بن جائے۔

دراصل خاندان ہی وہ بنیادی اکائی و ادارہ ہے۔ جس میں ایک نسل اپنی آنے والی نسل کو تمدن کی وسیع خدمات کے لئے

نہایت محبت، ایثار، دل سوزی، خیر خواہی کے ساتھ تیار کرتی ہے یہ بنیادی جڑ قرار پاتی ہے، اُس کی درستگی معاشرے کی درستگی وصحت پر ہے۔ اُس ادارے کا تار پور بکھر جائے تو ہر چیز بکھر جاتی ہے۔

وہ شخص بدترین مفسد ہے جو اُس درخت کی جڑ پر تیشہ چلاتا ہے۔ جس کے قیام پر خود اُس کا اور پوری سوسائٹی کا قیام ہو۔

عرض یہ کہ قصہ مختصر کہ تعلیمات نبوی ﷺ پر عمل درآمد ہی حقوق وفرائض کی ضمانت ہے۔

اللہ ہمیں اپنی باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اسلام میں خواتین کے حقوق وفرائض سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

مسز سلمٰی بی بی۔ برنالہ، آزاد کشمیر

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِی خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا
وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللهَ الَّذِی تَسَآءَلُونَ
بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا [1]

اسلام میں عورت اور مرد دونوں کو اہمیت حاصل ہے، عورتیں بھی ثابت قدمی، تقویٰ اور پرہیز گاری میں مردوں سے کسی صورت میں بھی پیچھے نہیں رہی ہیں۔ یہاں تک کہ عقیدے کی بنیاد پر ظلم عذاب اور موت تک کو گلے لگایا:

جس طرح کوالٹی (کیف) کے لحاظ سے وہ پیچھے نہیں رہی ہیں اسی طرح تعداد کے لحاظ سے وہ نصف آبادی کے برابر ہیں اس لئے اس کا اسلامی معاشرہ میں بلکہ پوری دُنیا میں ایک مضبوط اخلاقی مقام موجود ہے لیکن افسوس کا مقام ہے کہ عورت کو وہ مقام نہیں دیا گیا جو اسے ملنا چاہیے تھا۔

تاریخ میں ایک طویل عرصہ سے عورت مظلوم چلی آرہی تھی وہ ہر قوم میں ہر خطہ میں مظلوم تھی۔ یونان میں، روم میں، مصر میں، عراق میں، ہند میں مظلوم تھی۔ عرب کے بازاروں اور میلوں میں اس کی خرید وفروخت جاری تھی۔ حیوانوں سے بھی بدتر سلوک ہو رہا تھا۔

عورت یونان میں

یونان قدیم مہذب قوموں میں سمجھا جاتا تھا جب ہم اس کے قدیم دور پر نظر دوڑاتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی حالت ناگفتہ بہ اور زندگی کے جملہ میدانوں میں زوال کا شکار تھی۔ اسے معاشرہ میں کوئی عزت اور مقام حاصل نہیں تھا۔ بلکہ یہ خیال کیا جاتا تھا کہ انسانی مصائب وآلام کا سبب عورت ہی ہے۔ یہاں تک کہ اسے اپنے ساتھ کھانے پر بھی نہ بٹھایا جاتا تھا۔ پھر یونانیوں کے پیمانے بدلے اور ان پر جنسیت اور خواہشات کا بھوت سوار ہوا۔ اس طرح عورت کو جنسی میدان میں مادر پدر آزاد آزادی دی گئی۔ اس طرح یہ رخیص ہوگئی۔

رومیوں کے ہاں عورت

یونان کے بعد تمدنی ترقی میں رومیوں کا شمار ہوتا ہے۔اس دور میں بھی ظلم اور زیادتی کا وہی انداز تھا۔ رومیوں نے جب مزید ترقی کی تو عورت پر زیادتی کی کمی ہوئی لیکن پھر بھی عورتوں کے ساتھ اِن کا معاملہ حقارت اور نوکروں کا سا تھا۔ عورتوں کی شادیوں پر کوئی پابندی نہیں تھی۔ یہاں تک کہ بعض عورتیں (بغیر شرم وحیا) اپنی عمر خاوندوں کی تعداد سے بتلاتی تھیں۔(نساء حول الرسول) [۲]

بلاد فارس میں عورت

فارس جو اس وقت متمدن اور ترقی یافتہ کہلاتا تھا۔قانون اور نظم کے باوجود عورت مجبور اور بے بس تھی۔مخصوص ایام میں عورت کو شہر سے باہر چھوڑ دیا جاتا اور اس سے کسی کو ملنے کی اجازت نہ ہوتی۔سوائے نوکروں کے جو کھانا پہنچاتے۔فارس کا معاشرہ حیوانی معاشرے کے قریب تھا۔اولاد اپنی ماؤں کو تو پہنچانتی تھی مگر باپوں کو نہیں جانتی تھی۔عورت کو وراثت بھی نہیں ملتی تھی۔

عورت یہود کے ہاں

یہودیوں کے ہاں بھی عورت حقیر اور ذلیل تصور کی جاتی تھی۔اس کی خرید وفرخت عام سامان زیست کی طرح منڈیوں میں ہوتی۔ان کے نزدیک عورت جہنم کے دورازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔اسی سے انسان پر مصائب ٹوٹتے ہیں ان کی مذہبی کتب میں یہ لکھا ہے۔

انّ اللّٰہ حرّم علی الیھودِ ارتکابُ الفاحشۃَ مع

قریبۃ امّا نساءُ الاجانبٍ فمباحت لہٗ

عورت نصاریٰ کے ہاں

نصاریٰ نے عورت کو گناہوں کا سر چشمہ قرار دیا۔اور عورت کو مرد کے لئے جہنم کا دروازہ قرار دیا۔نصاریٰ کا مشہور قطب ترتولیاں کہتا ہے۔

انھا مدخلُ الشیطان الی نَفس الانسان ا وِنھا و دافعۃُ بالمرءِ

الی الشجرۃِ الممنوعۃِ' ناقضۃُ لقانون اللہ [۳]

ان کے نزدیک مرد عورت کا تعلق جائز طریقے سے بھی نجس اور پلید ہے۔

عورت ہند میں

ہندوسماج میں بھی عورت کا کوئی مقام نہیں تھا شوہر مرجاتا، تو عورت زندہ ہی مرجاتی اور کبھی دوسری شادی نہ کر

سکتی۔ان کی قسمت میں طعن وتشنیع اور ذلت وتحقیر کے سوا کچھ نہ ہوتا۔اکثر بیوائیں شوہروں کے ساتھ ستی ہو جاتیں۔شہوانی جذبات اور جنسی میلانات ابھارنے والی تعلیمات ان کی مقدس کتابوں میں موجود ہیں۔مقدس کتابوں اور مذہبی حلقوں میں اہم واقعات کے وقوع کے سلسلے میں دیوی، دیوتاؤں کے باہم اختلاط اور بعض اونچے گھرانوں پر ان کی توجیہات کے بعض ایسے واقعات اور روایتیں بیان کی ہیں، جن کو سن کر آنکھیں نیچی اور پیشانی عرق آلود ہو جاتی ہے۔ ۴

بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ ایک مذہبی فرقہ کے مرد برہنہ عورتوں کی اور عورتیں برہنہ مردوں کی پرستش کرتے تھے۔ ۵

عورت اور ارسطو

ارسطو کا نظریہ عورت کے بارے میں یہ تھا:

''یہ ایک مسلمہ اصول ہے یعنی غلام پر ایک آزاد مرد کی حکومت ایک الگ قسم کا اصول ہے اور عورت پر مرد کی حاکمیت دوسری قسم کا اصول ہے۔دوسرے معنوں میں غلام وہ ہے جس میں سوچ بچار اور سمجھ بوجھ کا فقدان ہوگا جبکہ عورت میں ایسی کوئی بات نہیں مگر پھر بھی وہ فیصلہ نہیں کر سکتی''

عورت اور روسو

عورتوں کی تعلیم مردوں سے متعلقہ ہونی چاہیے۔یعنی مردوں کو خوش کرنے کے لئے ہو،ان کے فائدے کے لئے ہو،ان کے پیار اور توقیر کے لئے ہو،جوانی میں ان کی تربیت کے لئے ہو،بڑوں کی حفاظت اور احتیاط کیلئے ہو،ان کی رہنمائی کے لئے ہو،ان کے دکھ درد کو سمجھنے کے لئے ہو،ان کی زندگی میں چاشنی بھر دینے کے لئے ہو یہ عورتوں کی ذمہ داری ہے اور یہی ان کے فرائض ہیں۔آنے والے تمام وقتوں کے لئے اور عورتوں کی تمام تعلیم وتربیت بچپن سے ہی ان خطوط پر ہو

عورت اور لارڈ ٹینی سن

لارڈ ٹینی سن کا قول ہے۔

Man for the field and woman for the birth man for the muord and woman for theneedle. Man with the head and woman with the heart. Man to Command and woman to obey ۶

عورت عرب میں

عرب میں عورت کی حالت بہت ہی ناگفتہ بہ تھی وہ ہر قسم کے حقوق سے محروم تھی۔یہاں تک کہ رائے کا حق بھی نہیں تھا عورت کو جائیداد سے کوئی حصہ نہ ملتا۔اس لئے ان کے نزدیک یہ قاعدہ تھا۔

لَایَرِثُ مَنْ لم یحملُ السیفَ

عورت کو اپنے نکاح کے سلسلے میں بھی اعتراض کا حق نہ تھا۔ جب مرد کا والد یا سسر فوت ہو جاتا تو بیوہ پر اُسی کا حق ہوتا۔

عرب میں جب کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی تو اسے شدید غم اور دکھ ہوتا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَ اِذا بُشِّر اَحدُھم بِالْاُنثٰی ظَلَّ وجْھہٗ مُسْوَدًا وَّھُو کَظِیْم۔ ۷

لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا بھی عرب کے بعض قبائل میں رائج تھا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَ اِذَا الْمَوْءُدَۃُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ۸

بعض عرب ایسے بھی تھے جو سامان زیست کی تنگی کی
وجہ سے بچیوں کو زندہ درگور کرتے تھے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَلَا تَقْتُلُوا اَوْلَادَکُمْ مِنْ خشیۃ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُکُمْ وَ اِیَّاھُم ۹

اسلام نے آ کر عورتوں کو حقوق دیئے اور ان کو معاشرہ میں اہمیت اور عزت دی۔ ترقی اور تمدن میں جنگ اور عبادت میں ان کا بڑا حصہ تسلیم کیا جنہیں رھبان اللیل و فرسان النھار (رات کو عبادت گزار اور دن کو گھوڑ اسوار) کہا گیا۔

اسلام اور عورت:۔

اسلام نے آ کر عورت کو پوری عزت اور وقار دیا اور وہ مقام دیا جس کے وہ لائق تھی۔ اسلام اپنے مزاج کے مطابق اندر کی صلاح (داخلی کردار) پر زیادہ توجہ دیتا ہے۔ اس طرح اسلام نے انسانوں کے اندر عورت کی حقیقی عزت وقار اور قدر و منزلت پیدا کی۔

اُم سلمہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھا (اول ظعنیۃ دخلت المدینۃ مھاجرہ) اپنے خاوند ابو سلمہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ (عبد اللہ عبد الاسد المخزومی الصحابی الجلیل صاحب الھجرتین) کے ساتھ ایمان لاتی ہیں۔ بیعت عقبہ کے بعد وہ دونوں ہجرت کا فیصلہ کرتے ہیں۔ اُونٹ پر وہ دونوں اور ساتھ اُن کا چھوٹا بیٹا سوار ہوتے ہیں۔ مشرکین مکہ ان کا رستہ روک لیتے ہیں۔ ان کے خاوند ابوسلمہ بھاگ کر مدینہ پہنچ جاتے ہیں۔ اُم سلمہ سے ان کا بیٹا چھین لیا جاتا ہے: وہ بیان کرتی ہیں'

''میں ہر صبح گھر سے نکل جاتی اور وہ وقت بار بار یاد کرتی جب میرے خاوند اور میرے بیٹے کو مجھ سے جُدا کر دیا گیا۔ اور میں روتی رہتی یہاں تک کہ رات ہو جاتی۔ اس طرح ایک سال گزرا۔ ایک نیک دل شخص نے میری یہ حالت دیکھی تو اُس نے میرے

خاندان والوں کو کہا کہ تم نے اس کے اور اس کے بیٹے اور خاوند کے درمیان جدائی ڈال دی ہے۔اس سکینہ پر رحم کرو۔اس پر بنوعبدالاسد نے میرا بیٹا واپس کر دیا۔ میں نے اُونٹ تیار کیا اور بیٹے کو لے کر اکیلے مدینہ کی طرف روانہ ہوئی تنعیم کے مقام پر عثمان بن طلحہ ملے اور انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کون ہے۔ میں نے کہا اللہ اور اللہ کے بعد یہ بیٹا۔اس نے میرے اُونٹ کی مہار پکڑی اور چل پڑے۔اُم سلمہؓ فرماتی ہیں۔ جب ہم کسی منزل پر پہنچتے تو اُونٹ بٹھا کر مجھے اُترنے کا کہتے اور خود دور کسی درخت کے نیچے آرام کر کے چلے جاتے ہیں۔اُم سلمہؓ فرماتی ہیں عثمان بن طلحہ نے پورے راستے میں میری میری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا''

آپؓ فرماتی ہیں:

ما صَحِبتُ رجلاً مِنَ العربِ اراهُ کانَ اکرم منهُ و لا اشرفُ:

عورت کو یہ تکریم اوعزت اسلام نے دی ۔!

۹ھ میں قبیلہ بنو طے نے بغاوت کی فسادیوں کو پکڑا گیا ان میں حاتم طائی کی بیٹی بھی تھی۔حاتم طائی کی بیٹی نے اپنا تعارف کرایا۔آپؐ نے اس کی رہائی کا حکم فرمایا چونکہ اس کا سر ننگا تھا: آپؐ نے اپنی چادر سے اس کے سر کوڈھانپا اور دو آدمی ساتھ بھیجے جو اسے قبیلہ میں چھوڑ آئے۔وہ خاتون ایمان لانے کے بعد فرماتی ہیں۔کہ جو آدمی میرے ساتھ تھے انہوں نے رستہ میں آنکھ اٹھا کر بھی میری طرف نہیں دیکھا۔اور جتنی عزت و تکریم انہوں نے دی میں سوچ بھی نہیں سکتی آپؐ کو یہ گوارہ بھی نہیں تھا کہ ایک کافرہ کے سر سے دو پٹہ اترے۔آپؐ نے چادر کا اعزاز بخشا یہ عزت اور اکرام اسلام کی وجہ سے تھا۔

عورتوں کا مردوں کے نیک کاموں میں ثواب کا حصے دار ہونا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان عورتوں کو ثواب کا حصے دار ٹھہرایا جو مردوں کی غیر موجودگی میں اور موجودگی میں ان کے گھر کا خیال رکھتی ہیں۔

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور گزارش کی کہ میں عورتوں کی نمائندہ بن کر آئی ہوں آپؐ پر ایمان لایا اور آپؐ کی اتباع کی۔ہم عورتیں پردے میں اور گھروں میں رہتی ہیں ہم مردوں کی تسکین اور اولاد کا سبب بنتی ہیں۔لیکن مرد جنازوں اور جہاد میں شریک ہوتے ہیں۔جب وہ جہاد کے لئے جاتے ہیں تو ہم ان کے مالوں کی حفاظت کرتی ہیں اور ان کی اولاد کی پرورش کرتی ہیں کیا ہم ان کے اجر و ثواب میں شریک ہوں گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

ان کو میرا یہ جواب پہنچا دیا جائے کہ تمہارا اچھی طرح خانہ داری کرنا،اپنے شوہروں کو خوش رکھنا اور ان کے ساتھ سازگاری کرنا مردوں کے ان سارے کاموں کے برابر ہے جو تم نے بیان کیے۔حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات سن کر خوش خوش اللہ کا شکر ادا کرتی ہوئی واپس چلی گئیں !!

اسلام میں مرد اور عورت

اللہ تعالیٰ نے عورت کو بحیثیت ایک صنف پوری طرح مردوں کی صنف کے مساوی قرار دیا ہے اس نے صرف ایسی برتری کو روا رکھا ہے جس کی بناء فطری استعداد اور مہارت ہے اور اس کا جنسی اختلاف سے کوئی تعلق نہیں۔ چنانچہ روحانی اور دینی اعتبار سے دونوں برابر ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اِنَ اَکرَمَکُم عِندَاللّٰہِ اَتقٰکُم [12]

ایک اور جگہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے۔

یٰٓاَیُّھَا النّاسُ اتقُوا ربّکُمُ الّذِیُ خَلقَکُمُ مِنُ نَفُسٍ وَاحِدَۃٍ [13]

وَ مَنُ یَّعُمَلُ مِنُ الصَّالِحاَتِ مِنُ ذِکرٍ اَوُ اُنثٰی

و ھُوَ مُوٴمِنٌ فَاُوُلٰئکَ یَدُخُلُوُنَ الُجَنَّۃَ وَلا یُظُلَمُوُنَ نَقِیُراً۔ [14]

اللہ تعالیٰ نے عورت کی شان مرد کی شان کے برابر بتلائی اور برتری کا معیار تقویٰ قرار دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عورت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں عورت کی انتہائی تکریم ہے آپؐ کا فرمان ہے۔

"انما النساءُ شقائِقُ الرَّجَالِ" [15]

ویقول:

تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہے اور میں تم سب میں سے اپنے گھر والوں کے لئے بہتر یعنی (خیر خواہ) ہوں [16]

اس طرح ایک جگہ آپؐ نے فرمایا:

استوصوا بالنساء خَیراً [17]

اسی طرح ایک اور روایت ہے کہ آپؐ سے پوچھا گیا کہ حسنِ سلوک کا کون زیادہ حقدار ہے آپؐ نے تین بار اُمک کہا اور پھر ابوک کہا اور

ثلاثُ اخواتٍ' اوُبنتَانِ اواُختَانِ' فاحسن صحبتھُنَ واتقیٰ اللّٰہ فیھن فلہ الجنۃ [18]

اسی طرح بیٹی کی تکریم میں فرمایا

جس کے ہاں بیٹی ہو نہ اسے وہ زندہ درگور کرے اور نہ ہی اس پر مذکور کو ترجیح دے۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں

داخل کریں گے ۱۹

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورت کو بہترین متاع حیات قرار دیتے ہیں۔

خیر متاعِ الدُنیا الزوجۃُ الصالحۃُ ان نظرتُ الیھا

سرتکِ و ان غبتَ عَنھَا حفظتُکَ"

اس طرح جو مقام آپؐ نے عورت کو دیا وہ دنیا کے کسی مذہب نے نہیں دیا۔

عورت اور میراث

اسلام وراثت میں عورت کا حصہ مقرر کرتا رہا۔ معاملہ مرد کا حصہ زیادہ ہونا تو اس کی وجہ ذمہ داریوں کا وہ بوجھ اور وہ مشقتیں ہیں جو مرد کو میدان حیات میں اُٹھانی پڑتی ہیں۔ وہ کسی عورت سے شادی کرتا ہے اور اس کی اور اس سے پیدا ہونے والے بچوں کفالت کا بوجھ برداشت کرتا ہے۔ خاندان کے پورے نظام کا بوجھ بسی اسی پر ہوتا ہے۔ یہی ایک وجہ اسے حقدار قرار دینے کے لئے کافی ہے کہ اس کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہو۔

مردوں کا عورتوں پر قوّام ہونا:۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

الرّجالُ قوّامُونَ علی النِسَاءِ بِمَا فضل اللّٰہُ بعضُھُم علی بعضٍ ۲۰

اس برتری کی وجہ وہ استعداد اور مہارت ہے جو کار قوّامیت کے لئے درکار ہے۔ چنانچہ مرد مردانہ ذمہ داریوں سے آزاد ہونے کی وجہ سے سماجی کاموں میں زیادہ وقت صرف کرتا ہے اور اس میں اپنی پوری فکری قوت لگاتا ہے۔ مردوں میں غور وفکر اور تدبر کا پہلو زیادہ غالب ہوتا ہے۔ مرد ہی خرچ برداشت کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اور مالی پہلو کا قوّامیت سے جو گہرا ربط ہے۔ وہ ظاہر ہے اس طور پر یہ ایک فرض کے مقابلہ میں ملنے والا ایک حق ہوا۔ جو اپنی اصل کے اعتبار سے میدان حیات میں دونوں صنفوں کے مابین حقوق و فرائض کی کامل مساوات ظاہر کرتا ہے۔

یہ بات واضح ہے کہ اسلام نے عورت کے یہ تمام حقوق اور ضمانتیں خالص انسانی جذبہ کے تحت عطا کی ہیں۔ اس نے ایسا کسی طرح کے مادی یا معاشی دباؤ کے تحت نہیں کیا۔ اس نے اس ذہنیت کے خلاف اعلان جنگ کیا کہ عورت ایک معاشی اور سماجی بوجھ ہے۔ جس کے پیدا ہوتے ہی اس سے نجات حاصل کر لینا ہی بہتر ہے۔

اسلام عورت کو اس کے مادّی اور روحانی حقوق عطا کرتے وقت دراصل اس کے انسان ہونے کی صفت کو سامنے رکھتا ہے اور اس طرح وہ اپنے وحدت انسان کے نظریے کا پورا حق ادا کرتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

''اللہ نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی کے جنس سے اس کا

جوڑ ابنایا تا کہ اسکے پاس سکون حاصل کرے۔'' ۲۱

اسلام کا منشاء درحقیقت عورت کے درجہ کو اس مرتبہ تک حقوق کا تعلق ہے. کہ وہ ''نفس واحدہ'' کا نصف بن کر رہے۔

اسلام میں خواتین کے حقوق

جہاں تک حقوق کا تعلق ہے عورتوں اور مردوں کے حقوق میں کوئی فرق نہیں۔ خواتین کے حقوق کو درجہ ذیل عناوین دیئے جاسکتے ہیں۔

1۔ پرورش کا حق
2۔ جان، مال اور عزت و ناموس کی حفاظت
3۔ آزادی اور حقوق کا تحفظ
4۔ تحریر اور تقریر کی آزادی
5۔ اظہار رائے کا حق
6۔ عورتوں کے درمیان مساوات
7۔ بیت المال میں حق
8۔ کفالت کی ذمہ داری
9۔ تعلیم کا بندوبست
10۔ اِنصاف کا حصول
11۔ قرض کی ادائیگی
12۔ بڑے سے بڑے حاکم کے سامنے درخواست پیش کرنا
13۔ اللہ اور رسولؐ کے حکموں کے خلاف کوئی حکم نہ ماننا

ا۔ پرورش کا حق:

اسلام کے نزدیک ہر بچہ یہ حق لے کر پیدا ہوتا ہے کہ اس کی ضروریات زندگی فراہم کی جائیں اور اسے موت کے منہ میں نہ جانے دیا جائے۔ عام طور پر لڑکے کی پرورش جس محبت سے توجہ سے کی جاتی ہے لڑکی کے ساتھ ایسا نہیں ہوتا۔ اسلام نے اس فرق کو سخت ناپسند قرار دیا۔ حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

من بلیٰ من ھٰذا البنات شیئا فاحسن الیھن کنّ له سترا من النار۔۲۲

۲۔ جان، مال اور عزت و ناموس کی حفاظت

جس طرح اسلامی ریاست میں ہر فرد کی حفاظت ریاست کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اسی طرح ہر عورت کی جان و

مال اور ناموس کی حفاظت کا ذمہ اسلامی ریاست پر ہوتا ہے۔

۳۔ آزادی اور حقوق کا تحفظ

اسلام نے عورت کو مکمل آزادی دی اور اس کے جملہ حقوق کا تحفظ فراہم کیا۔ مثلاً نکاح، حق مہر، خلع، نان ونفقہ وراثت، کاروبار اور عمل کی آزادی، مال و جائیداد کے حقوق۔

ا۔ نکاح

اسلام سے قبل عورت کو شادی بیاہ کے معاملے میں زبان کھولنے کا کوئی حق نہیں تھا اگرچہ اس معاملہ میں زبان کھولنا معیوب ہے لیکن پھر بھی عورت کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ زیادتی کی صورت میں انکار کر سکتی ہے۔

خنساء بنت خذام کا نکاح ان کی مرضی کے خلاف ان کے باپ نے کر دیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نکاح ختم کرا دیا۔ [۲۳]

ب۔ حق مہر

اسلام سے قبل عورتوں کے حق مہر یا تو بہت کم رکھے جاتے یا حق مہر سرپرست وصول کر لیتا۔ اسلام نے حق مہر کو بلا شرکت غیرے تنہا عورت کا حق قرار دیا۔ اور اس حق پر ہونے والی تمام زیادتیوں کو ختم کر دیا۔ اور صاف لفظوں میں حکم دیا۔

وَ اٰتُوا النِّسَاءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحۡلَةً۔ [۲۴]

علامہ ابوبکر جصاص اس کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

ان المهر لها وهى المستحقة له، لا حق للولى فيه [۲۵]

ج۔ خلع

شریعت نے ایسی صورت میں میں جب میاں بیوی کا نباہ مشکل ہو خلع کی اجازت دی ہے۔ عورت کو خلع کا حق ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ثابت بن قیس کی بیوی نے باغ کے عوض خلع لیا تھا۔

د۔ نان ونفقہ

نان ونفقہ مہیا کرنا مرد پر فرض ہے اور عورت کا حق ہے۔ شریعت کی رو سے بیوی امیر ہو یا غریب اس کا نان ونفقہ شوہر پر واجب ہے۔ فقہ حنفی کے مطابق شوہر کی خدمت اور گھر کا کام کاج عورت کی ذمہ داری نہیں ہے۔ وہ یہ سب کچھ حسن سلوک کی وجہ سے کرتی ہے۔

ہ۔ وراثت کا حق

اسلام نے آ کر عورت (ماں، بیٹی، بہن) کو وراثت کا حق دیا۔ وہ اس کی خود مالک ہے اور اس میں تصرف کا حق حاصل ہے۔ اس میں مداخلت کا کوئی بھی شخص مجاز نہیں ہے۔

۳۔ کاروبار اور عمل، مال و جائیداد کا حق

اسلام نے عورت کو کاروبار اور عمل کی آزادی دی ہے۔ اس کے لئے تجارت، زراعت، صنعت و حرفت سب ہی جائز کاموں کی اجازت ہے۔ اسلام سے قبل عورت کو حق ملکیت حاصل نہ تھا۔ اور جو کچھ وہ حاصل کرتی۔ وہ باپ بیٹے اور شوہر کی ملکیت ہوتا ہے۔ اسلام نے عورت کے حق ملکیت کو تسلیم کیا۔ اور فرمایا:

للرجال نصیبٌ مما اکتسبوا و للنساء نصیب مما اکتسبن۔ [۲۶]

۴۔۵۔ اظہار رائے اور تحریر و تقریر کا حق

اسلام نے عورت کو اظہار رائے اور تقریر و تحریر کی آزادی کا پورا حق دیا ہے۔ ہر عورت اپنے جائز حقوق کے لئے اپنی بات مناسب طور پر کہہ سکتی ہے۔ ابوعبید نے روایت کیا ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ دوپہر کو قیلولہ کر رہے تھے۔ ایک اعرابیہ آئی اور اس نے بلا جھجک حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ میں ایک مسکین عورت ہوں۔ میرے بچے ہیں۔ محمد بن مسلمہؓ جو زکوٰۃ کے عامل ہیں۔ انہوں نے ہمیں کچھ نہیں دیا۔ آپؓ کے پاس سفارش کے لئے پہنچی ہوں۔ اعرابیہ نے کہا کہ آپؓ میرے ساتھ محمد بن مسلمہ کے پاس چلیں۔ حضرت عمرؓ نے محمد بن مسلمہ کو طلب کیا۔ اور کہا تم اللہ کے سامنے کیا جواب دو گے۔ جب وہ تم سے اس عورت کے بارے میں سوال کرے گا۔ اس پر محمد بن مسلمہ آبدیدہ ہو گئے حضرت عمرؓ نے عورت کے لئے ایک اُونٹ منگوایا۔ آٹا اور زیتون کا تیل دیا اور عورت سے کہا کہ پچھلے کا حق بھی تمہیں ادا کر دیا جائے گا [۲۷]

یہ تھی اظہار رائے کی آزادی کہ اعرابیہ نے بلاخوف اپنی بات عمر فاروقؓ کو پیش کی۔

۶۔ عورتوں کے درمیان مساوات

اسلام نے عورتوں کے درمیان مساوات نافذ کی۔ اور کسی بنیاد پر ترجیح کی اجازت نہ دی۔ فاطمہ مخزومی کا واقعہ ہمارے سامنے ہے۔

۷۔۸۔ بیت المال میں حق اور کفالت کی ذمہ داری

مردوں کی طرح عورتوں کو بھی یہ حق دیا گیا کہ ضرورت کے وقت بیت المال سے ان کی کفالت کی جائے۔

۹۔ تعلیم کا حق

اسلام نے انسانی ترقی کو علم سے وابستہ کیا۔ جو فرد یا گروہ علم سے بے بہرہ ہو۔ وہ زندگی کی دوڑ میں پیچھے رہ جاتا

ہے۔اسلام نے علم کے دروازے ہر مرد اور عورت کے لئے کھلے رکھے۔اور اس راہ کی پابندیاں ختم کیں:

اسلام نے خاص طور پر لڑکیوں کی تعلیم وتربیت کی طرف توجہ دلائی اور اسے کارِثواب بتلایا۔

ابوسعید خدری حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

مَنْ عَالَ ثلاث بَناتٍ فادّبَهُنَّ و زوّجهُنَّ وَ اَحْسَنَ اِلَیهِنَّ فَلهُ الجنة ۲۸

۱۰۔ انصاف کاحق

اسلام نے عورت کے ساتھ مکمل انصاف کا برتاؤ کیا ہے۔اور جہاں بھی اس کے ساتھ زیادتی محسوس ہوئی اس کا تدارک کیا۔ابن قدامہ نے لکھا ہے کہ اگر شوہر ایسی بیماری میں جس میں ہلاکت کا خطرہ ہو۔اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے اور پھر دوران عدت اسی بیماری سے مر گیا۔تو بیوی اس کی وارث ہوگی: اور اگر بیوی مر گئی۔تو شوہر اس کا وارث نہیں ہوگا ۲۸

حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ

حالت مرض میں شوہر کو تین طلاقیں دے دے تو بیوی دوران عدت
اس کی وارث ہوگی لیکن شوہر اس کا وارث نہیں ہوگا ۲۹

اس سے یہ بات عیاں ہوئی ہے کہ اسلام نے عورتوں کے حقوق کا کس قدر خیال رکھا ہے۔

عورت بطور قاضی

اسلام نے عورت کو مخصوص معاملات کے علاوہ قاضی اور امیر بنانے کی اجازت دی۔حضرت عمرؓ نے شفا بنت عبداللہ عدویہ کو بازار کا نگران مقرر کیا تھا۔یہ خاتون بڑی سمجھدار اور باصلاحیت تھیں۔حضرت عمرؓ ان کی رائے کو مقدم رکھتے اور دوسروں پر فضیلت دیتے تھے۔ ۳۰

سمراً بنت نہیک اسدیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ مبارک پایا تھا۔وہ جب بازار سے گزرتیں تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتی تھیں۔ان کے پاس ایک کوڑا ہوتا۔جس سے اُن لوگوں کو مارتی تھیں جو کسی بُرے کام میں مصروف ہوتے۔۳۱

عورت اور جہاد

اسلام نے جہاد جیسے عظیم فرض میں عورتوں کو شریک کیا۔عورتیں زخمیوں کر مرہم پٹی کرتیں ان کو پانی پلاتیں۔بلکہ بعض دفعہ عملی طور پر بھی شریک ہوتیں۔اسماء بنت یزید کے بارے میں اصابہ میں ہے۔کہ ایک معرکہ میں جب شدت آئی۔تو انہیں یاد نہ رہا کہ میں عورت ہوں۔انہوں نے خیمے کی ایک طناب اٹھائی اور اس سے نو رومیوں کو قتل کیا ۳۲

١١۔ قرض کی ادائیگی

١٢ درخواست پیش کرنا

١٣ اللہ اور رسولؐ کے حکموں کے خلاف کوئی حکم نہ ماننا

اسلام نے عورت کو یہ حق دیا کہ وہ بیت المال سے اپنی ضرورت کے مطابق مال مانگے اور اس سلسلے میں حاکم وقت کے سامنے مناسب طریقے سے اپنا مطالبہ پیش کرسکتی ہے۔جیسا کہ اعرابیہ نے حضرت عمرؓ کے سامنے پیش کیا۔

جہاں عورت کو مرد کا حکم ماننے کا حکم ہے وہاں یہ بھی ہے کہ اللہ اور اُس کے رسولؐ کے احکام کے خلاف کوئی حکم نہ مانا جائے۔

خواتین کے فرائض

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب عورتوں سے بیعت لیتے تو چھ باتوں کا اقرار کراتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے......

یٰٓاَیُّھَا النبی اذا جائکَ المومِناتُ یبا یعنکَ علی انّ لَا یشرِکْنَ باللہِ شیئا ولا یَسْرِقْنَ ولا یزنین ولا یَقْتُلْنَ اولادَ ھُنَ ولا یاتین بَبُھتان یفترینہ بین ایدیھِنَّ و اَرْجُلھن ولا یعصینکَ فی معروفٍ فبا یعْھنَ واسْتَغْفِرْ لھنَّ اللہ ان اللہ غفورٌ رحیم ٣٣؎

گویا اللہ تعالیٰ نے خواتین کے بنیادی فرائض کی نشاندہی فرمادی۔

جو اس طرح ہیں:

١۔وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی

٢۔وہ چوری نہیں کریں گی۔

٣۔وہ زنا نہیں کریں گی۔

٤۔اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔

٥۔بہتان تراشی نہیں کریں گی۔

٦۔اچھے کام میں نافرمانی نہیں کریں گی۔

مزید درج ذیل ذمہ اریاں اور فرائض بھی عورتوں پر عائد ہوتے ہیں۔

سمع واطاعت

مردوں کی طرح عورتوں پر بھی یہ ضروری ہے کہ وہ معروف میں حاکم کی پوری اطاعت کریں۔ اور انحراف اس شکل میں جائز ہے، جب اُن کا حکم شریعت کے خلاف ہو۔

خاوند کی اطاعت

خواتین پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اگر وہ شادی شدہ ہیں تو وہ خاوند کی اطاعت کریں اور شادی شدہ نہ ہونے کی صورت میں گھر کے سربراہ کا حکم مانیں۔

خاوند کی اطاعت کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ:

''دو قسم کے انسانوں کی نماز اُن کے سروں سے اُوپر نہیں جاتی (یعنی وہ بارگاہِ الٰہی میں نہیں پہنچتی) ایک وہ غلام جو اپنے آقا سے بھاگ گیا ہو۔ اور دوسری وہ بیوی جس نے اپنے خاوند کی نافرمانی کی ہو یہاں تک کہ وہ اپنی حرکت سے رجوع کریں'' ۳۴

خیر خواہی و ہمدردی

خواتین کا یہ فرض ہے کہ وہ ملک و قوم کی خیر خواہ ہوں اور انہیں ملک سے ہمدردی ہو۔ جو بات بھی ملک کے مفاد میں ہو اسے سرانجام دینے کی کوشش کریں۔ شادی شدہ ہونے کی صورت میں عورت کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ گھر کی دیکھ بھال اور بچوں کی پرورش پوری کوشش سے کرے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَ قَرْنَ فِي بُيُوْتِكُنَّ

مکمل تعاون:۔

خواتین کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ خیر کے کاموں میں حکومت سے مکمل تعاون کریں۔ اور حکومت کو صحیح اور درست مشورے دیتی رہیں۔ جیسا کہ اسماء بنت یزید انصاریہ کا واقعہ نقل کیا گیا ہے وہ کس طرح عورتوں کی نمائندہ کی حیثیت سے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔

اسی طرح شفاء ام سلیمان کے متعلق روایت ہے۔

كانَ عمر يقدمُها في الرائيے يرضَاها يفضّلَها و ربما

ولا ها شيا من أمرِ السوق ۳۵

وہ سارے شعبے جو خواتین سے متعلقہ ہوں۔ مثلاً زنانہ کالج، زنانہ ہسپتال مکمل طور پر عورتوں کی نگرانی میں ہوں اور خواتین پر اس سلسلے میں مکمل تعاون کرنا فرائض میں آتا ہے۔

جنگ کی صورت میں ملکی ضروریات کے پیش نظر اسلامی حدود کے اندر رہتے ہوئے خواتین پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ حکومت

سے مکمل تعاون کریں مثلاً: طبی امداد، زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا، ہوائی حملے میں بچاؤ کی تدابیر میں معاونت کرنا۔

اس طرح یہ بات سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ اسلام نے عورت کو مکمل حقوق دیئے ہیں۔ اور وہ حقوق ٹھیک ٹھیک ادا کئے جانے لگیں تو ہمارے بے شمار معاشرتی مسائل خود بخود حل ہو سکتے ہیں:

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

(آمین)

کتابیات

القرآن	تفہیم القرآن	معارف القرآن ۔ تفسیر عثمانی ۔	ضیاء القرآن
ابن کثیر	عماد الدین اسماعیل	تفسیر ابن کثیر	لاہور
"	"	البدایہ والنھایہ	القاہرہ
ابو یوسف	یعقوب بن ابراہیم	کتاب الخراج	مصر
البخاری	ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل	صحیح بخاری	کراچی
الجاحظ	ابو عثمان عمر بن بحر	البیان والتبیین	بیروت
شیبہ	ابن ابی شیبہ	مصنف	بیروت
علی المتقی	علاء الدین	کنز العمال	بیروت
قطب	سید	اسلام میں عدل اجتماعی اردو	لاہور
قلعہ جی	محمد رواس ڈاکٹر	فقہ حضرت عمرؓ وابوبکر صدیقؓ اردو	لاہور
محمود	شیخ خالد	الخلافۃ الاسلامیہ	اسلام آباد
الماوردی	ابو الحسن	الاحکام السلطانیہ اردو	لاہور
مہدی	محمود	نساء حول الرسول ﷺ	ریاض
ندوی	ابو الحسن	اسلامی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر:	لکھنوء
الھاشمی	محمد طفیل ڈاکٹر	امام ابوحنیفہ کی مجلس تدوین فقہ۔	اسلام آباد
الھاشمی	" " "	تدوین طبقات	لاہور